طریقہ استعمال

۱۔ انگلی کے اشارے سے کتاب کے صفحوں کی طرح ان صفحوں کو پلٹایا جاسکتا ہے

۲۔ اگلے صفح پر جانے کے لئے صفح نمبر کو بھی کلک کرسکتے ہیں

۳۔ مینو باکس کو ہٹانے یا دوبارہ لانے کے لئے اسکرین یا مینو پر کلک کریں

۴۔ صفح کو نزدیک لانے کے لئے اسکرین پر ڈبل کلک کریں

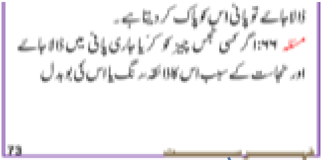

فہرست پر دوبارہ جانے کے لئے کلک کریں

پچھلے صفحے پر جانے کے لئے کلک کریں

اگلے صفحے پر جانے کے لئے کلک کریں

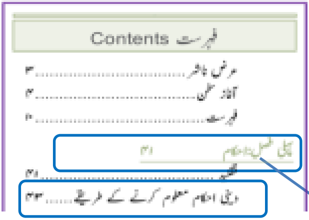

فہرست سے مضمون پر جانے کے لئے کلک کریں

التماس دعا و سورئہ فاتحہ

برائے تمام مرحوم مومن و مومنات شیعان اہلبیت بالخصوص

سید صادق حسین ابن سید تصدق حسین
سید جرار حسین ابن سید عابد حسین
سید امیر حسین ابن سید تفضل حسین
سید رشید حسین ابن سید غالب حسین
سید رئیس حسین ابن سید غالب حسین
سید آمنہ بی زوجہ سید عابد حسین
سید اختری بی زوجہ سید عابد حسین
مرزا حمید النسا بنت مرزا صغیر حسین
سید کنیز سیدہ بنت رشید حسین
سید کنیز صغریٰ بنت سید ہاشم حسین
سید نصرت حسین ابن سید رئیس حسین
سید نذیر حسین ابن سید غالب حسین
سید محمد سبطین ابن سید محمد حسنین
سید اظہار حسین ابن سید عابد حسین

سید عابد حسین ابن سید صادق حسین
سید سرفراز حسین ابن سید تفضل حسین
سید بشیر حسین ابن سید غالب حسین
سید عترت حسین ابن سید رشید حسین
سید مومنہ بی زوجہ سید عابد حسین
سید بانو بی بنت سید فتح حسین
سید پروین بانو بنت سید کمال حیدر
سید کنیز کبریٰ بنت سید ہاشم حسین
سید کنیز زہرہ بنت سید ہاشم حسین
سید تسنیم شیریں بنت سید شبیر حسین
سید سعید حسین ابن سید غالب حسین
سید محمد اختر ابن سید محمد شبر
سید مہ لقا بانو سید آل احمد

فقہی مسائل کا مجموعہ

مطابق فتاویٰ

مرجع عالیقدر تقلید،

رھبر انقلاب اسلامی اور ولی امر مسلمین

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

سید علی الحسینی خامنہ ای

مدظلہ العالی

کتاب : فقہی مسائل کا مجموعہ

مطابق فتاوی

مرجع عالیقدر تقلید حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

سید علی الحسینی خامنہ ای مد ظلہ العالی

ترجمہ : حجۃ الاسلام سید مختار حسین جعفری

تصحیح : حجۃ الاسلام سید نذر امام نقوی

ناشر : ولایت فاؤنڈیشن نئی دہلی، ہندوستان

یہ کتاب ہندوستان کے حوزات علمیہ، مدارس اور کتب فروشی کے تمام مراکز میں دستیاب ہے۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

Contact: 09958225575

ای میل: welayatfoundation@gmail.com

ویب سائٹیں : www.welayat.com

www.welayat.info

شعبۂ نشر واشاعت : ولایت فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ہندوستان

Application by: Anwar Husain

E-Mail: indianshiaorg@gmail.com

عرض ناشر

بحمداللہ تعالیٰ، خداوند عالم نے ہمیں یہ شرف اور موقع نصیب فرمایا کہ عوام الناس، علی الخصوص شیعہ اثنا عشری مسلمانوں اور خاص کر سن بلوغ پر پہنچنے والے جوانوں کو مسائلِ شرعیہ منجملہ مسئلہ تقلید سے روشناس کرانے کی غرض سے مرجع عالیقدر تقلیدحضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی خامنہ ای دام ظلہ العالی کے فقہی مسائل کا مجموعہ پیش کریں۔

یہ مجموعہ اس لئے دیگر کتابوں اور رسالوں سے انفرادی حیثیت رکھتا ہے کہ مختلف مسائل اور عصری تقاضوں کو پورا کرنے کے علاوہ آپ کے ذہنوں میں موجود سوالات کے جوابات بھی فراہم کرتا ہے۔

قارئین اور مقلّدین حضرات توجہ دیں کہ یہ کتاب ہر شہر میں شیعہ مدارس اور شیعہ کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

شعبۂ نشر واشاعت: ولایت فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ہندوستان

Welayat Foundation, New Delhi, India

آغاز سخن

آفاقی مذاہب میں دین مبین اسلام سب سے مکمل اور جامع دین ہے اور نبی کریم ﷺ آخری نبیؐ ہیں پیغمبر اسلامؐ کے اس ارشاد کے بموجب یہ دین اسلام دنیا کے سبھی مسلمانوں کے لئے قیامت تک حجت ہے اور اس کے سبھی فرامین کا جو کہ خدا کی وحی پر مبنی ہیں عمل میں لانا فرض ہے۔

اسلامی تعلیمات تین حصوں میں تقسیم ہوتی ہیں:

۱۔عقیدہ　　　۲۔احکام　　　۳۔اخلاق

پہلا حصہ: یعنی عقیدہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو خداوند عالم، ملائکہ وانبیاء الٰہی خاص طور پر آخری نبی حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معاد و عالم آخرت پر معتقد اور راسخ العقیدہ ہونا چاہیئے۔ علاوہ از ایں اس بات پر عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ یہ دنیا خدا کی مخلوق ہے اور خداوندعالم نے انسانوں کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا ہے اور انسانوں اور جانوروں کے مابین فرق یہ ہے کہ انسان عقل و خرد کا مالک ہے لیکن جانوروں پر یہ شرعی فریضہ عائد نہیں ہوتا

ہے کیونکہ ان کے تمام اعمال و حرکات فطرت کی عطا کردہ خواہشات کی بنیاد پر ہوتے ہیں انہیں عقل و خرد سے سروکار نہیں ہوتا اسی لئے ان کے اندر نفسیاتی، معنوی اور علمی ارتقاء کا فقدان ہوا کرتا ہے، لیکن اس کے برخلاف انسان اپنی خداداد نعمت عقل کی وجہ سے ہمیشہ ترقی کے مراحل طے کرتا رہتا ہے اسی لئے آج کا انسان ایک ہزار سال پہلے زندگی بسر کرنے والے انسانوں سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ اور پیشرفتہ ہے۔ اور بھی دوسرے عقیدے موجود ہیں جن کے مطالعہ کے لئے متعلقہ کتابوں کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے جیسے خدا، معاد اورنبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آخری نبیؐ ہونے کا عقیدہ وغیرہ ان سب چیزوں میں تقلید کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تحقیق اور فراست عقلی کی ضرورت ہوتی ہے اگرچہ خداوندعالم پر عقیدے اور اعتقاد کوانسانی فطرت میں قرار دیا گیا ہے اسی لئے یہ ایک فطری امر قرار پاتا ہے اور انسان تھوڑی سمجھداری سے کام لے کر یہ پتہ لگا سکتا ہے کہ یہ دنیا خود بخود یا اچانک ہی بغیر کسی خالق اور پیدا کرنے والے کے وجود میں نہیں آگئی ہے بلکہ خدا کی

لایزال طاقت ہے جس نے اسے بامقصد اور منظم خلق کیا ہے۔

دوسرا حصہ: یعنی وہ احکام جو واجب، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح کے احکام اور مسائل پر مشتمل ہیں اور ان کا سرچشمہ روایات اور آیات قرآن ہیں، لیکن چونکہ آیتوں اور روایتوں کا سمجھنا اور ان سے احکام کا اخذ کرنا دشوار اور مشکل کام ہوتا ہے اور اس مقام تک پہنچنے کے لئے ادبیات، فصاحت، بلاغت، منطق، علم اصول و فقہ، رجال و حدیث اور تاریخ و تفسیر جیسے علوم کو پڑھنے، سمجھنے اوران پر عبور حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے وہی اس مقام کو حاصل کرسکتا ہے جو دینی احکام کا استخراج کرسکے، اور اس کو مجتہد یا فقیہ کہا جاتا ہے اورجن لوگوں نے تمام یا اکثراحکام کا استخراج کرکے اپنے فتووں کو کتابی شکل دی ہو انہیں مرجع تقلید کہا جاتا ہے۔ اس لئے مرجعیت کا مقام و مرتبہ بہت زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے اور اس دور میں مراجع تقلید، امام زمانہ (عج) کی نیابت میں لوگوں کے لئے احکام الٰہیہ بیان کرتے ہیں اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے قول

کے مطابق "من کان من الفقهاء صائنا لنفسه حافظاً لدینه، مخالفاً لهواه، طیعا لامر مولاه فللعوام ان یقلدوه"(وسائل الشیعہ، جلد:۱۸، صفحہ :۹۴)

یعنی عالموں (فقہاء)کا وہ طبقہ جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو، نفسانی خواہشات کا مخالف ہو اور اپنے مولا کا مطیع ہو،ایسے فقہاء کی تقلید عوام الناس پر واجب ہے۔

نیز حضرت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے اپنے دست مبارک سے لکھی تحریر میں فرمایا ہے:فاما الحوادث الواقعة فارجعوا فیها الیٰ رواة حدیثنا فانهم حجتی علیکم و انا حجة الله علیهم۔ (وسائل الشیعہ، جلد:۲۷، صفحہ :۱۴۰)

ترجمہ: اگر تمہیں کوئی مسئلہ پیش آئے تو اس میں میری حدیث نقل کرنے والوں کی طرف رجوع کرو کیوں کہ وہ تمہارے لئے حجت ہیں اور میں ان پر خدا کی حجت ہوں۔

اور تقلید کا مسئلہ ایک عقلی امر ہے اور عقلاء کی

روش بھی یہی ہے کہ مہارت کے امور کے لئے ہر فن میں ان کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جائے، جیسے کہ بیمار ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اسی طرح دین کے سلسلہ میں بھی تمام لوگوں کو دین اور دینی امور کے ماہر سے رابطہ بر قرار کرکے اس کی تقلید کرنی چاہیئے اور دین کا ایک اہم حصہ حلال و حرام کا جاننا ہے کہ کونسی چیز حرام ہے جس کو ترک کرنا چاہیئے اور کونسی چیز حلال ہے جس کو اپنانا چاہیئے۔

افسوس کی بات ہے کہ اس زمانے میں نادان لوگوں کی ایک تعداد تقلید اور مراجع تقلید کی مخالفت کرتے ہوئے مرجع تقلید کے خلاف پروپیگنڈہ کرتی ہے یہ لوگ بالکل ویسا ہی کرتے ہیں جیسا کہ اسلام دشمن چاہتے ہیں کیونکہ اگر قیادت اور مرجعیت نہیں ہوگی تو لوگوں کی ہدایت کیسے ہوگی؟ اور پھر اس صورت میں دشمن لوگوں کے درمیان دین کے عنوان سے ہر خرافاتی عمل رائج کرتا رہے گا، یہ صرف علماء اور مراجع ہیں جو اس طرح کی خرافات کے خلاف قیام کرکے اسلام کے حقیقی احکام کو بیان کرتے ہیں۔

تیسرا حصہ: اسلامی اخلاقیات کا ہے جس کو اندرونی

طور پر انجام پانا چاہیئے اخلاقیات کے سلسلہ میں وسیع پیمانے پر اصول و قوانین پائے جاتے ہیں، اس سلسلہ میں کتابیں بھی بہت زیادہ لکھی جاچکی ہیں جن میں اخلاقی معائب و محاسن بیان کئے گئے ہیں، اب بات یہ ہے کہ برائیوں کے علاج کا راستہ کیا ہے؟ محاسن و فضائل کو مستحکم کیسے کیا جائے؟ ان سبھی چیزوں کی مکمل تشریح و توضیح پیش کی جاچکی ہے، اخلاق کے موضوع کو اہمیت دینی چاہیئے اور مسلمانوں کو اخلاقی لحاظ سے نمونہ اور آئیڈیل ہونا چاہیئے تمام مسلمانوں کے اندر نیک نیتی، عزت و شرافت نفس، دوسروں کے لئے رحم و مروت، شرافت و پاکیزگی، سخاوت و شجاعت، خوش اخلاقی، درگذر و فداکاری اور جذبۂ ایثار و تواضع نمایاں اور آشکار ہونا چاہیئے اور اس سلسلہ میں ہمارے نبی کریم ﷺ اور چودہ معصومین علیہم السلام ہمارے لئے نمونۂ عمل ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (انی بعثت لا تمم مکارم الاخلاق) میں پسندیدہ اخلاق کی تکمیل اور استحکام کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں، ہمارے اخلاق میں عبادت و بندگی کے آثار نمایاں

ہونے چاہئیں، جو شخص اخلاقی لحاظ سے نیک اور برتر ہوگا وہ اسلام سے زیادہ قریب ہوگا، اس بات پر توجہ دینی چاہیئے کہ گناہوں اور نا پسندیدہ اعمال کی جڑ اخلاقی برائیاں ہیں جو بہت سے مظالم، بے انصافی اور دوسروں کے حقوق کی پائمالی اور جارحیت، کبر و غرور، حسد اور کینہ اور دیگر اخلاقی برائیوں کو وجود میں لاتی ہیں اس لئے اخلاقی موضوع پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

زیر نظر رسالہ رہبر انقلاب اسلامی اور عالم تشیّع کے مرجع عالیقدر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی حسینی خامنہ ای مد ظلہ العالی سے پوچھے گئے فقہی سوالات کے جوابات کا مجموعہ ہے جسے کتابی شکل دی گئی ہے اوراردو زبان میں مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اس کے علاوہ تمام سوالات اور ان کے جوابات پر مبنی فتوے اور مسائل، معظم لہ کی ویب سائٹ www.leader.ir پر موجود ہیں۔

مومنین کرام براہ راست اپنے سوال بھیج کر جواب دریافت کر سکتے ہیں یا ہماری نئی دہلی میں نمائندہ دفتر کی ویب سائٹ www.welayat.info کے ذریعہ

معلومات او ر نئے سو ال و جو اب او ردیگر فقہی و مذ ہبی معلو مات حاصل کرنے کے لئے رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔

امید ہے کہ اطراف و اکناف عالم میں موجود تمام مومنین مرجع اوررہبر عالیقدر کی تقلید کے سلسلہ میں اہمیت و اولویت دیں گے او ر معظم لہ کے احکام و فرامین کو اپنے لئے مشعل راہ قرار دیں گے تاکہ مسلمانو ں او ر خاص کر اہل بیت علیہم السلام کے پیرو کارو ں کی عزت و سرفرازی میں دن بہ دن اضافہ او ر توسیع ہو ۔

و السلام

ولایت فاؤنڈیشن، نئی دہلی-ہندوستان

فہرست فصل

پہلی فصل	احکام تقلید
دوسری فصل	احکام طہارت
تیسری فصل	نماز
چوتھی فصل	صوم (روزہ)
پانچویں فصل	خمس
چھٹی فصل	انفال
ساتویں فصل	جہاد
آٹھویں فصل	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
نویں فصل	حرام معاملات
دسویں فصل	طبی مسائل
گیارہویں فصل	تعلیم وتعلّم اور اس کے اسلوب
بارہویں فصل	متفرقات

Contents فہرست

عرض ناشر ۵

آغاز سخن ۶

پہلی فصل احکام ۴۰

تقلید ۴۰

دینی احکام معلوم کرنے کے طریقے ۴۲

اقسام تقلید میّت........................ ۴۵

تقلید کے بغیر عمل...................... ۴۷

مرجع تقلید ۴۸

عدالت.................................. ۴۹

اجتہاد................................. ۵۰

اعلمیت بنا بر احتیاط..................... ۵۱

مرجع تقلید کے شرائط سے مربوط بعض مسائل... ۵۲

تقلید میں تبعیض (فرق) ۵۳
مجتہد جامع الشرائط کی شناخت کے طریقے....... ۵۴
مجتہد کے فتوے معلوم کرنے کے طریقے: ۵۵
احکام عدول ۵۷
وہ مقامات جن میں غیر اعلم کی طرف عدول جائز نہیں ہے . ۵۷
تقلید کے متفرقہ مسائل.................... ۵۹
جاہل دو طرح کے ہوتے ہیں: ۵۹
قیادت اور ولایت فقیہ ۶۱
ولایت فقیہ کا مطلب:........................۶۱
ولایت فقیہ کی ضرورت:..................... ۶۲
ولایت فقیہ کا دائرہ......................... ۶۳
ولایت فقیہ کے دائرہ کار سے متعلق چار اصول ... ۶۶

دوسری فصل-احکام طہارت ۶۸

پانی۔ مقدمہ: ۶۸

پانی کی قسمیں: ۶۹

راکد پانی کی قسمیں: ۶۹

مضاف (یعنی ملا ہوا) پانی یا کسی چیز کا عرق..... ۷۰

خالص پانی ۷۱

آب مطلق کی قسمیں اور ان کے احکام ۷۴

پانی کے بارے میں شک کے احکام ۷۶

تخلّی (بیت الخلاء) ۷۸

"پیشاب پاخانہ کے احکام" ۷۸

پیشاب پاخانے کے مکروہات: ۷۹

استبراء کے احکام: ۷۹

استنجاء (پیشاب پاخانے کی جگہ کو پاک کرنے کا طریقہ) . ۸۲

نجاسات ۸۴

پیشاب پاخانہ............................ ۸۵

۳۔ منی:............................ ۸۷

۴۔ میّت کا بدن (مردار): ۸۸

مسلمان:............................ ۸۸

اہل کتاب کافر: ۸۹

غیر اہل کتاب :............................۸۹

حیوان:............................۸۹

مردار کے بارے میں دو مسئلے ۹۱

۵ ۔ خون:............................ ۹۲

(۶-۷)۔ زمینی (خشکی کا) کتّا اور سوّر:.......... ۹۲

۸۔ نشہ آور مشروبات: ۹۳

۹۔ کافر:............................۹۵

نجاسات سے متعلق چند مسئلے ۹۸
نجاست ثابت کرنے کے طریقے ۹۹
پاک چیزوں کے نجس ہونے کی کیفیّت ۹۹
نجاستوں کے احکام ۱۰۲
وسوسہ اور اس کا علاج ۱۰۳
مطہرات ۱۰۶
۱۔ پانی: ۱۰۷
۲۔ زمین: ۱۱۱
۳۔ سورج: ۱۱۱
۴۔ استحالہ: ۱۱۳
۵۔ انتقال: ۱۱۴
۶۔ اسلام: ۱۱۵
۷۔ تبعیت: ۱۱۵

۸۔ اصل نجاست کا زائل ہونا: ۱۱۵

۹۔ مسلمان کا غائب ہونا: ۱۱۶

طہارت معلوم کرنے کیطریقے ۱۱۷

اصل طہارت ہے ۱۱۸

سونے اور چاندی کے برتنوں کے احکام ۱۲۳

وضو ۱۲۳

وضو کا مطلب:........................... ۱۲۳

وضو کا طریقہ........................... ۱۲۴

وضو کے شرائط.......................... ۱۳۳

آب وضو کے شرائط:...................... ۱۳۳

برتن کے شرائط: ۱۳۴

اعضائے وضو کے شرائط:.................. ۱۳۴

کیفیّت وضو کے شرائط: ۱۳۴

وقت کی شرط:........................ ۱۳۴
۱۔ نیّت:.............................. ۱۳۵
۲۔ پانی کے استعمال میں رکاوٹ نہ ہو: ۱۳۵
۳۔ پانی خالص ہو: ۱۳۵
۴۔ پانی پاک ہو:........................ ۱۳۶
۵۔ پانی مباح ہو:....................... ۱۳۶
۶۔ برتن مباح ہو: ۱۳۸
۷۔ اعضائے وضو پاک ہوں:............... ۱۳۹
۸۔ پانی پہنچنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو:...... ۱۴۰
۹۔ ترتیب:............................ ۱۴۳
۱۰۔ موالات:.......................... ۱۴۳
۱۱۔ وضو کے لئے وقت کافی ہو:............ ۱۴۵
ارتماسی وضو........................... ۱۴۶

جبیرہ کا وضو ۱۴۷
مبطلات وضو ۱۴۹
وضو کے احکام ۱۵۰
وضو میں شک: ۱۵۱
موجبات وضو ۱۵۲
چند مسئلے: ۱۵۸
غسل ۱۶۲
معنی غسل: ۱۶۲
غسل کی قسمیں ۱۶۳
واجب: ۱۶۳
عورتوں کے مخصوص غسل: ۱۶۳
غسل کا طریقہ ۱۶۴
غسل جبیرہ ۱۶۷

غسل کے شرائط........................ ۱۶۷
غسل کے احکام........................ ۱۶۸
غسل میں شک........................ ۱۷۰
غسل جنابت........................ ۱۷۱
جو چیزیں مُجنِب پر حرام ہیں........................ ۱۷۳
غسل جنابت کے احکام:........................ ۱۷۵
عورتوں سے مخصوص غسل........................ ۱۷۹
احکام اموات........................ ۱۸۳
موت کے بعد کے واجبات: ۱۸۷
غسل میّت:........................ ۱۸۹
تکفین:........................ ۱۹۳
نماز میّت:........................ ۱۹۵
دفن کرنا:........................ ۱۹۸

قبر کھودنے کے احکام: ۲۰۱
شہید کے احکام: ۲۰۲
معدوم کے احکام: ۲۰۳
احکام اموات سے متعلق بعض امور: ۲۰۳

تیمم ۲۰۵

موجبات تیمم: ۲۰۵
جن چیزوں پر تیمم درست ہے: ۲۰۹
تیمم کا طریقہ............................ ۲۱۱
جبیرہ کا تیمم:............................. ۲۱۲
تیمم کے شرائط: ۲۱۳
تیمم کی کیفیت کے شرائط: ۲۱۳
شرائط تیمم سے متعلق ایک مسئلہ:............ ۲۱۷
احکام تیمم................................ ۲۱۷

تیسری فصل نماز ۲۲۱

نمازوں کی قسمیں ۲۲۲

نماز گزار کا لباس ۲۲۷

وہ مقدار جس کا نماز میں چھپانا واجب ہے:..... ۲۲۷

نماز گزار کے لباس کے شرائط ۲۲۹

وہ موارد کہ جن میں نماز گزار کے بدن اور لباس کا
پاک ہونا شرط نہیں ہے:................. ۲۳۹

۷۔ جو شخص نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے
پر مجبور ہو:........................... ۲۳۹

مصلّی کی جگہ ۲۴۴

نمازی کی جگہ کے شرائط:.................۲۴۴

دو مسئلے:............................. ۲۵۴

احکام مسجد ۲۵۵

مسجد کے مستحبات: ۲۶۴

احکام مسجد سے متعلق بعض امور ۲۶۵

مذہبی مقامات کے بارے میں کچھ احکام...... ۲۶۸

قبلہ ۲۷۰

احکام قبلہ: ۲۷۰

یومیہ نمازیں ۲۷۴

یومیہ نمازوں کی اہمیت:................ ۲۷۴

یومیہ نمازوں کی تعداد.................... ۲۷۵

یومیہ نمازوں کے اوقات.................. ۲۷۵

اوقات نماز کے احکام ۲۷۹

نمازوں کے درمیان ترتیب ۲۸۳

اذان واقامت.............................. ۲۸۵

واجبات نماز............................ ۲۸۹
ارکان نماز:............................ ۲۹۰
۳۔ قیام:............................ ۲۹۷
۴۔ قرائت:............................ ۳۰۳
۵۔ رکوع:............................ ۳۲۳
۶۔ سجدے:............................ ۳۳۲
۷۔ ذکر:............................ ۳۵۳
۸۔ تشہد:............................ ۳۵۶
۹۔ سلام:............................ ۳۵۹
۱۰۔ ترتیب:............................ ۳۶۰
۱۱۔ موالات۔............................ ۳۶۲
قنوت:............................ ۳۶۳
تعقیبات نماز............................ ۳۶۵

مبطلات نماز ۳۶۶

شکّیات نماز ۳۷۵

نماز میں شک کل ۲۳، قسم کے ہوتے ہیں: .. ۳۷۵

نماز جمعہ ۳۸۲

نماز جمعہ کے احکام: ۳۸۲

نمازِ مسافر ۳۹۵

سفر میں قصر کا وجوب: ۳۹۵

وطن ۴۱۰

وطن کی قسمیں: ۴۱۰

نماز قضا: ۴۲۸

نماز اجارہ: ۴۳۱

ماں باپ کی قضا نمازیں ۴۳۳

نماز آیات ۴۳۵
نماز آیات چار موقعوں پر واجب ہوتی ہے: .. ۴۳۶
نماز عیدین ۴۴۱
نماز جماعت ۴۴۴
نماز جماعت کی اہمیت:.................. ۴۴۴
نماز جماعت کے شرائط.................... ۴۵۱
امام جماعت کے شرائط ۴۵۸
نماز کے متفرق مسائل: ۴۶۴
چوتھی فصل۔۔صوم (روزہ) ۴۶۶
صوم کا مطلب:.......................... ۴۶۶
روزے کی قسمیں: ۴۶۷
روزے کی نیّت ۴۷۴
نیّت کا مطلب اور اس کا وجوب:........... ۴۷۴

نیّت کا وقت: ۴۷۵
یوم الشک کے روزے کی نیّت: ۴۸۱
نیّت میں استمرار: ۴۸۱
روزہ باطل کرنے والی چیزیں: ۴۸۴
مفطرات سے متعلق بعض مسئلے: ۵۰۲
ماہ مبارک رمضان میں عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ ۵۰۴
رمضان کے قضا روزے کو توڑنے کا کفارہ ۵۱۲
کفارہ کا وجوب اور اس کے مقامات: ۵۱۲
تاخیر کا کفارہ ۵۱۴
فدیہ: ۵۱۶
مقامات فدیہ: ۵۱۶
کفارے سے متعلق مسائل ۵۱۹
وہ مواقع جہاں پر صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں ۵۲۰

روزے کی قضا کے احکام ۵۲۳
روزوں کی قضا کے متعلق مسائل ۵۲۷
ماں باپ کے قضا روزوں کے احکام ۵۲۸
مسافر کے روزوں کے احکام ۵۳۰
رؤیت ہلال ۵۳۳
روزے کے متفرق مسائل................. ۵۳۹
پانچویں فصل خمس ۵۴۲
خمس کا مطلب: ۵۴۲
خمس کا وجوب ۵۴۳
خمس کے مقامات سات ہیں: ۵۴۶
خمس کی عدم ادائیگی پر مرتب ہونے والے بعض برے اثرات: ۵۴۶
سالانہ بچت پر خمس: ۵۵۱

فائدہ کا مطلب:	۵۵۱
کچھ وہ چیزیں جن پر فائدہ کا اطلاق نہیں ہوتا ..	۵۵۳
موٴنہ کا مطلب:	۵۶۲
اخراجات کی حدیں:	۵۶۲
وہ اخراجات جن کا شمار ضروریات میں نہیں ہوتا	۵۶۸
وہ مقامات جو موٴنہ نہیں کہلاتے ہیں	۵۷۲
وہ چیزیں جن پر موٴنہ کا اطلاق ہوتا ہے	۵۸۹
فائدہ کے خمس کا حساب اور ادائگی کا طریقہ	۶۰۱
عین فائدے میں خمس کا واجب ہونا:	۶۰۱
خمس واجب ہونے کا زمانہ	۶۰۲
ادائیگی میں اصل منفعت یا اس کی قیمت کو دینے میں مخیر ہونا:	۶۰۳
سالانہ درآمد کے خرچہ کا منہا (الگ) کرنا:	۶۰۴
فائدے کے خمس کا سالانہ مخارج سے متعلق ہونا: ...	۶۰۴

درآمد کے سال کا خرچ منہا (الگ) کرنا: ۶۰۵
خمس کا سال ہونا: ۶۰۶
خمس کے آغاز سال کی تعیین ۶۰۹
خمس کا سال اختیار کرنے کی آزادی ۶۱۰
رأس المال کے خمس کی ادائیگی اور حساب کرنے کا طریقہ: ۶۱۰
منافع کے خمس کا حساب صحیح ہونے میں شک ہونا: ۶۱۳
خمس ادا کرنے میں شک: ۶۱۴
مصالحت: ۶۱۴
مداورت (لین دین پر مصالحت): ۶۱۵
معدنیات (کان) کا خمس: ۶۱۸
خزانہ: ۶۱۹
وہ حلال مال جو حرام سے مخلوط ہو: ۶۲۰

خمس کا مصرف ٦٢١

سہم امامؑ اور سہم سادات ٦٢١

خمس کے متفرق مسائل ٦٣٠

چھٹی فصل-انفال ٦٣٥

انفال کا مطلب: ٦٣٥

مصادر انفال ٦٣٥

ساتویں فصل-جہاد ٦٤٠

جہاد کا مطلب: ٦٤٠

جہاد کا وجوب:- ٦٤١

جہاد کی قسمیں: ٦٤١

آٹھویں فصل-امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ٦٤٥

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وجوب: ٦٤٦

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حدود: ٦٥٠

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شرائط: ۶۵۱
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شرائط سے متعلق بعض امور: . ۶۵۷
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب: ۶۵۹
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب
سے متعلق بعض مسئلے: ۶۶۵
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متفرق مسائل: ۶۶۹
نویں فصل - حرام معاملات ۶۷۴
نجس چیزوں کا کاروبار: ۶۷۴
حصول روزگار کے متفرق مسائل: ۶۸۰
واجب اعمال کے بدلے اجرت لینا ۶۸۳
شطرنج اور جوا بازی کے آلات ۶۸۵
موسیقی اور غنا کی تعریف: ۶۹۵
رقص (ڈانس کرنا) ۷۰۷

تالی بجانا ۷۱۲
فلم اور تصویر ۷۱۴
ڈش-انٹینا (کیبل) ۷۲۶
تھئیٹراور سینما ۷۳۰
مصوری اور مجسمہ سازی.................. ۷۳۳
جادو، شعبدہ بازی، روح اور جن کا حاضر کرنا ۷۳۶
ہپناٹزم کے ذریعے سلانا ۷۳۸
لاٹری.................................. ۷۳۹
رشوت.................................. ۷۴۲
کاروباری نمائندہ:......................... ۷۴۹

دسویں فصل-طبی مسائل ۷۵۳

حمل روکنا:.......................... ۷۵۳
اسقاط حمل.......................... ۷۵۷

تبدیلی جنس ۷۶۵

پوسٹ مارٹم اور اعضاء کی پیوند کاری ۷۶۵

طبابت (ڈاکٹری) کے مسائل ۷۷۳

ختنہ ۷۷۶

گیارہویں فصل- تعلیم و تعلّم اور اس کے اسلوب ۷۷۸

میڈیکل کی تعلیم: ۷۸۴

طباعت، تالیف، اور فن کاری کے حقوق ۷۸۹

بارہویں فصل- متفرقات ۷۹۴

غیر مسلمین کے ساتھ تجارت ۷۹۴

ظالم حکومت میں کام کرنا: ۷۹۸

لباس کے احکام ۸۰۰

مغربی ثقافت کی پیروی ۸۰۴

ہجرت کرنا اور سیاسی پناہ لینا: ۸۰۹

جاسوسی، چغلخوری اور اسرار کا فاش کرنا: ۸۱۰
سگریٹ نوشی اور نشہ آور اشیاء ۸۱۵
داڑھی اور مونچھ ۸۲۰
بزم معصیت میں حاضر ہونا: ۸۲۴
تعویذ اور استخارہ: ۸۲۷

تجارت کے احکام ۸۳۱

شرائط عقد: ۸۳۱
خریدار اور فروخت کرنے والے کے شرائط: . ۸۳۳
بیع فضولی: ۸۳۵
تصرف کے حقدار: ۸۳۹
خرید و فروخت ہونے والی اشیاء کے شرائط .. ۸۵۷
معاملے کے دوران شرائط: ۸۶۵
خرید و فروخت کے متفرقہ احکام: ۸۷۰

احکام خیارات ۸۷۷

خیارات کے متفرق احکام.................. ۸۹۱

فروخت کردہ اشیا کے ملحقات ۸۹۸

جنس تحویل میں دینا اور قیمت قبضہ میں لینا ۸۹۹

نقد اور ادھار معاملہ.................... ۹۰۵

بیع سلف ۹۰۹

سونے اور کرنسی کی خرید و فروخت ۹۱۳

تجارت کے مختلف مسائل.................. ۹۱۷

سود کے احکام ۹۲۲

حق شفعہ.............................. ۹۳۱

ایام عید اور ولادت: ۹۳۵

ذخیرہ اندوزی اور اسراف:................ ۹۳۷

پہلی فصل احکام

تقلید

مسئلہ ۱: ہر مکلف پر شرعی مسائل منجملہ نماز، روزہ، طہارت اور کچھ معاملات کے مسائل کا سیکھنا واجب ہے۔ اگر وہ احکام نہ سیکھے اور اس سے کوئی واجب چھوٹ جائے یا حرام کا ارتکاب ہو جائے تو وہ گنہ گا ر کہلائے گا۔ مکلف اسے کہا جاتا ہے جس میں شرائط تکلیف (ذمہ داری)موجود ہوں۔

مسئلہ ۲: شرائط تکلیف درج ذیل ہیں:

۱۔ بلوغ۔ ۲ ۔ عقل ۔ ۳ ۔ قدرت۔

مسئلہ ۳: بالغ ہونے کی علامتیں، مندرجہ ذیل تین علامتوں میں سے کوئی ایک ہے:

۱ ۔ شرم گاہ کے اطراف میں سخت بالوں کا اُگنا۔

۲۔ احتلام۔ (سوتے یا جاگتے منی کا خارج ہونا)

۳۔ قمری حساب سے لڑکوں کے پندرہ(۱۵) سال اور لڑکیوں کے نو(۹) سال پورے ہونا۔

اگر کسی نابالغ نے جماع کیا اور منی خارج نہیں ہوئی تو یہ بلوغ کی علامت نہیں کہلائے گی لیکن مجنب ہو جانے کا باعث ہے اور اگر غسل نہ کرے تو بالغ ہونے کے بعد اس پر غسل واجب ہو گا۔

مسئلہ ۴: اگر کسی شخص میں مذکورہ علامتوں میں سے بلوغ کی کوئی علامت نہ ہو تو اسے شرعاً-بالغ نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی شرعی احکام اس پر نافذہوں گی لیکن صرف یہ احتمال دینا کہ سخت بال اُگے ہوں گے یا احتلام ہوا ہو گا، سن تکلیف سے پہلے بلوغ کے حکم کے لئے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ۵: نو سال پورے ہونے سے پہلے لڑکی جو خون دیکھتی ہے وہ بلوغ کی شرعی علامت نہیں ہے۔

مسئلہ۶: سن بلوغ کا معیار قمری سال ہے اگر تاریخ ولادت، شمسی حساب سے لکھی گئی ہو تو اس کو قمری سال میں تبدیل کرنا ممکن ہے، اس کے لئے شمسی و قمری سال میں جو اختلاف ہے اس کا حساب لگا ناچاہیئے۔ ہر قمری سال، شمسی سال سے ۱۰ دن ۲۱ گھنٹے ۱۷ سیکنڈکم ہوتا ہے۔

دینی احکام معلوم کرنے کے طریقے

مسئلہ۷: دینی احکام معلوم کرنے کے تین طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ اجتہاد۔ ۲۔ تقلید۔ ۳۔ احتیاط۔

اجتہاد

مسئلہ ۸ : اجتہاد: اس کا مطلب ہے شرعی احکام اور الٰہی قوانین کا استنباط واستخراج ان کے مقرر شدہ مصادر سے جو فقہائے اسلام کے نزدیک ثابت

ہیں۔

مسئلہ۹: احتیاط: اس کا مطلب ہے اس طرح عمل کرنا کہ جس کے بعد مکلف کو اپنی شرعی ذمہ داری پوری ہونے کا یقین ہوجائے، مثلاً جس فعل کے بارے میں بعض مجتہد کہتے ہیں کہ حرام ہے اور بعض کا فتویٰ یہ ہے کہ حرام نہیں ہے،اس سے اجتناب کرے اور جس فعل کو بعض مجتہد کہتے ہیں واجب ہے اور کچھ کہتے کہ واجب نہیں ہے اس فعل کو بجالائے۔

تقلید کا مطلب

مسئلہ۱۰: تقلید: اس کا مطلب ہے شرعی احکام معلوم کرنے کے لئے جامع الشرائط مجتہد کی طرف رجوع کرنا، دوسرے لفظوں میں شرعی امور کو مجتہد کی تشخیص اور اس کے فتوے کے مطابق بجالانا، تقلید

کے جواز پر لفظی دلیلیں بھی دلالت کرتی ہیں اور عقل بھی کہتی ہے کہ جو نہ جانتا ہو اسے شریعت کے احکام دریافت کرنے کے لئے جامع الشرائط مجتہد کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ۔ بشرطیکہ مکلف خود مجتہد نہ ہو اور احتیاط پر عمل نہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۱: مکلف اگر مجتہد نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ یا تو جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرے یا احتیاط کے مطابق عمل کرے، لیکن یہ یاد رہے کہ احتیاط کے لئے ضروری ہے کہ انسان اس کے مقامات سے واقف ہو اور اس کا طریقہ جانتا ہو ۔ جب کہ اس پر وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انسان "جامع الشرائط " مجتہد کی تقلید کرے۔

مسئلہ ۱۲: مقلّد کے شرائط یہ ہیں :

۱۔ تکلیف۔ ۲۔ خود مجتہد نہ ہو۔

۳۔ احتیاط پر عمل نہ کرتا ہو۔

اقسام تقلید میّت

مسئلہ ۱۳: میّت کی تقلید کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ابتدائی ۲۔ بقائی

۱۔ ابتدائی:

یعنی ایسے مردہ مجتہد کی تقلید کرنا کہ جس کی تقلید اس کی زندگی میں نہ کی ہو، احتیاط یہ ہے کہ ابتدا میں زندہ عالم کی تقلید کی جائے۔

۲۔ بقائی:

یعنی زندگی میں جس کی تقلید کی ہو اس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے اور تمام مسائل میں کافی ہے۔یہاں تک کہ ان مسائل میں بھی جن پر مکلف نے عمل نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۴: مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے چاہے وہ مجتہد اعلم ہو یا اعلم نہ ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ میّت اعلم کی تقلید پر باقی رہنے کی احتیاط ترک نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۵: میّت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر زندہ اعلم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے ہاں اگر میّت کی تقلید پر باقی رہنا تمام موجودہ فقہا کے نزدیک اجماعی ہو تو پھر بقا کے لئے مجتہد اعلم کی طرف رجوع کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶: جو شخص مجتہد کی زندگی میں بالغ نہ ہوا ہو مگر اس نے صحیح طور سے مجتہد کی تقلید کی ہو تو اس کے لئے وفات کے بعد اس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷: ایک شخص ایک مجتہد کی تقلید

کرے اور اس کی وفات کے بعد کچھ مسائل میں دوسرے کی تقلید کرے پھر دوسرا مجتہد وفات پا جائے تو جن مسائل میں اس نے عدول نہ کیا ہو ان میں اس کے لئے پہلے مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا ممکن ہے اور جن مسائل میں اس نے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کیا تھا ان میں اسے اختیار ہے کہ اسی مجتہد کے فتوے پر باقی رہے یا زندہ مجتہد کی طرف عدول کرے۔

تقلید کے بغیر عمل

مسئلہ ۱۸: عام آدمی کا عمل بغیر تقلید کے یا باطل تقلید کے سبب باطل عمل کہلاتا ہے مگر یہ کہ:

۱۔ احتیاط کے موافق ہو۔

۲۔ واقع اور اصل کے مطابق ہو۔

۳۔ اس مجتہد کے فتوے کے مطابق ہو جس کی تقلید اس پر واجب ہے۔

مرجع تقلید

مسئلہ ۱۹ : مرجع تقلید کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مرد ہونا۔

۲۔ بالغ ہو نا ۔

۳۔ عاقل ہونا۔

۴۔ شیعہ اثنا عشری ہونا۔

۵۔ حلال زادہ ہونا ۔

۶۔ بنا بر احتیاط زندہ ہونا۔

۷۔ عادل ہو نا۔

۸۔ مجتہد ہونا ۔

۹ ۔ بنا براحتیاط اعلم ہونا۔

۱۰۔ چونکہ مرجعیت کا منصب فتوے کے لحاظ سے نہایت حساس اور اہم ہے، اس کے پیش نظر لازم ہے کہ مجتہد کے پاس سر کش نفس کو کنٹرول کرنے کی طاقت ہو اور وہ دنیا کا حریص نہ ہو۔

عدالت

مسئلہ۲۰: عدالت اس باطنی کیفیت کو کہتے ہیں جو انسان کو ایسے تقوے پر مائل کرے جو اسے شرعی واجبات کے ترک کرنے اور محرمات کے انجام دینے سے روکے پس عادل وہ ہے جو انصاف پسند ہو، دوسرے لفظوں میں عادل وہ شخص ہے جو اس مرحلے تک پہنچا ہو کہ عمداً گناہ نہ کرے، ترک واجب اور فعل حرام کا مرتکب نہ ہو، اثبات عدالت کے لئے ظاہراً اچھا ہو ناکافی ہے۔

اجتہاد

مسئلہ ۲۱ : اجتہاد کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

ا۔ اجتہا د مطلق :

یہ وہ اجتہاد ہے جس میں مجتہد تمام فقہی ابواب میں شرعی احکام کے استنباط کی صلاحیت رکھتا ہو اور اجتہاد مطلق پر فائز شخص کو مجتہد مطلق کہتے ہیں

ب۔ اجتہاد متجزّ ی :

یہ وہ اجتہاد ہے جس میں مجتہد تمام فقہی ابواب میں شرعی احکام کے استنباط پر قادرنہ ہو بلکہ بعض فقہی ابواب میں مجتہد ہو تو اسے متجزّی مجتہد کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۲: مجتہد مطلق کا فتویٰ خود اس کے لئے حجت ہے اور دوسرے بھی اس کی تقلید کر سکتے ہیں یہی حکم متجزّ ی مجتہد کے فتوے کا بھی ہے اگر چہ

احتیاط مستحبی کی بنا پر متجزّی مجتہد کی تقلید نہیں ہے۔

اعلمیت بنا بر احتیاط

مسئلہ ۲۳ : اعلم اس شخص کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کے استنباط پر سب سے زیادہ قادر ہو، دوسرے لفظوں میں، یہ وہ شخص ہے جو دوسرے مجتہدوں کے مقابلے میں احکام شرعیہ کی معرفت اور دلیلوں سے ان کے استنباط پر سب سے زیادہ قادر ہو اور اپنے زمانے کے اوضاع واحوال سے اس قدر واقف ہو جس کی احکام شرعیہ کے موضوعات کی تشخیص اور اظہار رائے کے سلسلے میں ضرورت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۴: اعلم کی تقلید واجب ہونے کی دلیل، عقلاء کی روش اور حکم عقل ہے اور اعلم کی تقلید کا وجوب، احتیاط پر مبنی ہے اور یہ ان مسائل میں ہے

کہ جن میں اعلم کا فتویٰ غیر اعلم کے فتوے سے مختلف ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۵ : صرف اس احتمال کی بنا پر کہ اعلم میں تقلید کے لئے ضروری شرا ئط موجود نہیں ہیں۔ بنا بر احتیاط اختلافی مسئلے میں غیراعلم کی تقلید جائز نہیں ہے۔

مرجع تقلید کے شرائط سے مربوط بعض مسائل

مسئلہ۲۶: مجتہد جامع الشرائط کی تقلید صحیح ہونے کے لئے اس مجتہد کا مرجعیت کے عہدے پر فائز ہونا یا اس کے پاس رسا لہ عملیہ کا ہونا شرط نہیں ہے، بنا بر ایں جس مکلف کے نزدیک ثابت ہو جائے کہ وہ جس کی تقلید کرنا چاہتا ہے "جامع الشرائط" مجتہد ہے تو اس کی تقلید میں کوئی اشکال نہیں ہے چاہے اس کے پاس رسالہ عملیہ نہ ہو اور وہ

مرجعیت پر فائز نہ ہو اور مجتہد "جامع الشرائط "کے لئے یہ بھی شرط نہیں ہے کہ وہ مکلف کا ہم وطن ہو یااس کے شہر کا رہنے والا ہو۔

مسئلہ ۲۷: ان بچوں کے سلسلے میں جو سن بلوغ تک نہ پہنچے ہوں اور جن کے لئے "مرجع تقلید" کا اختیار کرنا ممکن نہ ہو بلکہ یہ امر ان کے لئے مشکل اور مشقت آمیز ہووالدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان بچوں کی راہنمائی کریں۔

تقلید میں تبعیض (فرق)

مسئلہ ۲۸ : تقلید میں تبعیض کا مطلب ہے تقلید کو تقسیم کرنا، یعنی کچھ احکام ایک مجتہد سے اخذ کرے اور کچھ دوسرے مجتہد سے، مقلد کے لئے تقلید میں تبعیض جائز ہے، مثلاً وہ عبادات میں ایک مجتہد کی تقلید کرے اور معاملات میں دوسرے مجتہد کی یا

انفرادی احکام میں ایک مجتہد کی تقلید کرے اور اجتماعی سیاسی اور اقتصادی احکام میں دوسرے کی بلکہ اگر جن مسائل میں وہ مجتہد کی تقلید کرنا چاہتا ہے ان میں ہر مجتہد کو اعلم فرض کر لیا جائے تب بھی بنا براحتیاط تبعیض واجب ہوگی، اگر چہ ان مجتہدین کے فتوے ان مسائل میں مختلف ہوں۔

مجتہد جامع الشرائط کی شناخت کے طریقے

مسئلہ ۲۹: درج ذیل دو طریقوں میں سے ایک کے ذریعہ مجتہد جامع الشرائط کی شناخت حاصل کی جا سکتی ہے۔

۱۔ اطمینان حاصل ہونا، چاہے لوگوں کے درمیان شہرت سے ہو یا ذاتی تجربے یا دوسرے طریقوں سے ہو۔

۲۔ باخبر افراد میں سے دو عادل گواہی دیں چاہے وہ

باعث اطمینان نہ ہوں ۔

مسئلہ ۳۰: جب کسی مجتہد کی صلاحیت پر شرعی حجت مثلاً گواہی قائم ہو جائے اور وہ "جامع الشرائط" ہو، جب تک اس کے خلاف دوسرے دو عادل گواہوں کا وجود ثابت نہ ہو تو وہ حجت اپنی حجیّت پر باقی رہے گی اور اس پر اعتماد کرنا صحیح ہو گا چاہے وہ اطمینان کا باعث نہ ہو اور اگر مخالف گواہی کا احتمال ہو تو اس کا تلاش کرنا اور یہ یقین کرنا کہ ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱:

مجتہد کے فتوے معلوم کرنے کے طریقے :

۱۔ خود مجتہد سے سننا ۔

۲۔ دو عادل اشخاص سے یا ایک عادل شخص سے سننا۔

۳۔ ایک ایسے شخص سے سننا جس کے قول پر اطمینان ہو ۔

۴۔ ایسے رسالۂ عملیہ کی طرف رجوع کرنا جو خطا سے محفوظ ہو ۔

مسئلہ ۳۲: مجتہد کا فتویٰ نقل کرنے اور شرعی احکام بیان کرنے کے لئے مجتہد کی اجازت شرط نہیں ہے ہاں جو شخص خطا اور اشتباہ کا مرتکب ہو تا ہو اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے ۔ اگر مسئلہ نقل کرنے میں کسی سے اشتباہ ہو جائے اور اس کے بعد اس اشتباہ کا پتہ چل جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ سننے والے کو بتائے کہ مسئلہ بتانے میں غلطی ہو گئی ہے بہر حال کسی بھی سامع کے لئے ناقل کی نقل پر عمل کرنا اس کی بات کے درست ہونے کا اطمینان حاصل کئے بغیر جائز نہیں ہے۔

احکام عدول

مسئلہ ۳۳ : وہ مقامات کہ جن میں غیر اعلم کی طرف رجوع کرنا جائز ہے ۔

ا۔ وہ مسائل کہ جن میں اعلم کا فتویٰ نہ ہو اور غیر اعلم نے اس مسئلے میں احتیاط کا حکم نہ دیا ہو، بلکہ اس کا فتویٰ صراحت پر مبنی ہو تو بناء بر احتیاط غیر اعلم کی طرف عدول کیا جاسکتا ہے ۔

۲ ۔ وہ مسائل کہ جن میں غیر اعلم کا فتویٰ اعلم کے فتوے سے مختلف نہ ہو ۔

۳۔ وہ مسائل کہ جن میں اعلم کا فتویٰ احتیاط کے خلاف ہو جبکہ غیر اعلم کا فتویٰ احتیاط کے مطابق ہو ۔

وہ مقامات جن میں غیر اعلم کی طرف عدول جائز نہیں ہے

مسئلہ ۳۴: بنا بر احتیاط زندہ مجتہد "جامع الشرائط" کی تقلید سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز

نہیں ہے، مگر یہ کہ اس میں کچھ شرطیں نہ ہوں یا ناکافی ہوں جیسا کہ دوسرا مجتہد پہلے کے مقابلے میں اعلم ہو اور اس کا فتویٰ اس مسئلہ میں پہلے مجتہد کے فتوے سے مختلف ہو۔

مسئلہ۳۵: زندہ جامع الشرائط مجتہد کی جن مسائل میں تقلید کرچکا ہو ان میں بنابر احتیاط میّت کی طرف عدول جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۳۶: مجتہد اعلم کی تقلید سے بنا بر احتیاط غیر اعلم کی طرف عدول صرف یہ سوچ کر جائز نہیں ہے کہ جس کی تقلید واجب ہے اس کے فتوے زمانے کے تقاضوں سے میل نہیں کھاتے یا صرف اس بنا پر کہ اس کے فتوے پر عمل کرنا مشقت آمیز ہے۔

تقلید کے متفرقہ مسائل

مسئلہ ۳۷: نماز کے دوران اگر مکلف کو کوئی مسئلہ پیش آجائے اور وہ اس کا حکم نہ جانتا ہو اور اس کے لئے جاننا بھی ممکن نہ ہو تو دو احتمال میں سے کسی ایک پر بنا رکھے اور نماز کو تمام کرے لیکن نماز کے بعد اس پر واجب ہے کہ وہ اس مسئلے کا حکم معلوم کرے اور اگر پتہ چلے کہ جو اس نے انجام دیا ہے وہ باطل ہے تو اس پر واجب ہے کہ دوبارہ نماز بجالائے۔

مسئلہ ۳۸:

جاہل دو طرح کے ہوتے ہیں :

۱۔ جاہل قاصر :

اس جاہل کو کہتے ہیں جس کو اپنی جہالت کا پتہ نہ ہو یا وہ طریقے معلوم نہ ہوں جن سے جہالت دور

کرسکے۔

ب: جاہل مقصر :

اس جاہل کو کہتے ہیں جسے اپنی جہالت کا پتہ ہو اور اسے دور کرنے کے ممکنہ طریقے بھی جانتا ہو، لیکن وہ سستی کی بنا پر ان طریقوں کو نہ اپناتا ہو۔

مسئلہ ۳۹: احتیاط واجب کا مطلب احتیاط کے طور پر کسی کام کی انجام دہی یا فعل کا ترک کرنا واجب ہو اورجہاں جہاں احتیاط واجب ہے ان جگہوں پر مکلف دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرسکتا ہے بشرطیکہ جس نے فتویٰ دیا ہواس نے احتیاط نہ کی ہو اور رجوع میں بھی احتیاط یہ ہے کہ الا علم فالاعلم کی رعایت کرے۔

مسئلہ ۴۰: درج ذیل عبارتیں جو فقہی کتابوں میں آئی ہیں سب کی سب احتیاط پر دلالت کرتی ہیں،

اور وہ عبارتیں یہ ہیں : "فیہ اشکال "، "مشکل "،"لا یخلومن اشکال " اور عبارت:"لا اشکال فیہ" فتوے پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح عملی اعتبار سے عبارت "لا یجوز"اور" یحرم"میں کوئی فرق نہیں ہے۔

قیادت اور ولایت فقیہ

ولایت فقیہ کا مطلب:

ولایت فقیہ سے مراد ہے عادل اور دین شناس فقیہ کی حکومت، اور اس کا مطلب ہے انسانی معاشرے کی قیادت کرنا اور اجتماعی مسائل کو حل کرنا جو امت اسلامیہ کو ہر دور میں درپیش ہوں اور یہ اثنا عشری مذہب کے ارکان میں سے ہے،بلکہ اس کی بنیادیں امامت کی جڑوں میں ہیں۔

مسئلہ ۴۱: اجتہاد یا تقلید کی رو سے فقیہ کی ولایت مطلقہ پر غیبت امام (ع) کے زمانے میں

اعتقاد نہ رکھنا مرتد ہونے کا یا اسلام سے خارج ہونے کا سبب نہیں بنتا، اب اگر کوئی دلیل اور برہان کے ذریعے اس پر اعتقاد نہ رکھے تو وہ معذور ہے لیکن اس کے لئے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور اختلاف پھیلانا جائز نہیں ہے۔

ولایت فقیہ کی ضرورت:

مسئلہ ۴۲: دین اسلام سب سے آخری آسمانی دین ہے اور قیامت تک باقی رہنے والا ہے، اس دین میں حکومت اور سماج کو چلانے کے لئے قانون موجود ہے، اسی وجہ سے اسلامی سماج کے ہر طبقے کے لئے ولی امر، حاکم شرع اور قائد کا ہونا ضروری ہے،تاکہ وہ امت اسلامیہ کو اسلام و مسلمین کے دشمنوں کے شر سے بچائے ان کے نظام کی حفاظت کرے اور ان کے درمیان عدل قائم کرے،

طاقتوروں کو کمزوروں پر ستم کرنے سے روکے اور سیاسی، سماجی اور ثقافتی ترقی کے وسائل کے راستے ہموار کرے۔

ولایت فقیہ ایک تعبدی شرعی حکم ہے کہ جس کی تائید عقل بھی کرتی ہے۔ جمہوری اسلامی ایران کے دستور میں نہایت عقلی طریقہ ہے جو ولی فقیہ کے مصداق کو معین کرنے کے لئے مددگار ہے۔

ولایت فقیہ کا دائرہ

ا۔ ولیِ فقیہ کے ولائی احکام:

مسئلہ ۴۳: ہر مسلمان پر ولی فقیہ کی طرف سے صادر شدہ حکومتی اوامر و نواہی کی اطاعت کرنا اور ان کو تسلیم کرنا واجب ہے اور اس حکم میں بڑے مراجع کرام بھی شامل ہیں تو پھر ان کے مقلدین کیسے

شامل نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ۴۴: کسی کے لئے اس شخص کی مخالفت کرنا کہ جو منصب ولایت فقیہ پر فائز ہو جائز نہیں ہے، اس دعوے کے ساتھ کہ وہ اس سے زیاد ہ قابل ہے، یہ ا س وقت ہے کہ جب ولایت فقیہ کے منصب پر فائز شخص کو یہ مقررہ مقام قانونی طریقے سے ملا ہو۔

۲۔ ولی فقیہ کے حکومتی احکام :

مسئلہ ۴۵: اگر حکومتی احکام اور ولی امر مسلمین کی طرف سے منصوب کردہ افراد کی مدت معین نہ ہو تو وہ باقی اور نافذ رہیں گے، البتہ اگر نیا ولی امر مسلمین مصلحت سمجھے تو ان کو بدل سکتا ہے۔

۳۔ حدیں جاری کرنا:

مسئلہ ۴۶: چوری اور زنا وغیرہ کے سلسلہ میں شرعی حد جاری کرنا زمانہ غیبت میں بھی واجب ہے

اور اس کا اختیار صرف ولی امر مسلمین کو حاصل ہے۔

۴۔ ولی فقیہ کے احکامات کا لوگوں کی مرضی اور ان کے ارادے پر مقدم ہونا۔

مسئلہ۴۷:عامة المسلمین کی فلاح و بہبود سے متعلق ولی فقیہ کے احکام عام لوگوں کے احکام پر مقدم ہیں اور ٹکراؤ کی صورت میں ان پر حاکم ہیں۔

۵۔ ذرائع ابلاغ پر کنٹرول:

ذرائع ابلاغ کا ولی امر مسلمین کے کنٹرول میں ہونا واجب ہے تاکہ ان کو اسلام کی خدمت اور معارف الٰہیّہ کی نشر و اشاعت کی راہ پر لگایا جائے اور اسلامی سماج کی فکری صلاحیتوں کی ترقی اور سماج کی مشکلات دور کرنے کے لئے ان سے کام لیا جائے، واجب ہے کہ تبلیغی وسائل سے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے، اخوت و برادری کی روح

پھونکنے اور اسی نوعیت کے کام انجام دینے کے لئے استفادہ کیا جائے۔

ولایت فقیہ کے دائرہ کار سے متعلق چار اصول

۱۔ نمائندہ ولی فقیہ کے اوامر کی اطاعت:

مسئلہ ۴۸: ولی فقیہ کے نمائندے کی طرف سے صادر شدہ احکام اگر قطعی و حتمی اور ولی فقیہ کی طرف سے مقرر کرد ہحدود کے اندر ہوں تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہے ۔

۲۔ دفتری ولایت:

مسئلہ ۴۹ : اسلامی مفاہیم میں ''دفتری ولایت'' نام کی کوئی چیز نہیں ہے(یعنی دفتر کا جو افسر ہے اس کے احکام کو بغیر اعتراض کئے ماننا واجب ہو) لیکن دفتر سے صادر شدہ ان احکامات کی مخالفت جائز نہیں ہے جو قانونی ضوابط اور اصولوں کی بنیاد پر صادر

کئے گئے ہوں۔

۳۔ تکوینی ولایت :

مسئلہ ۵۰: ولی فقیہ کو تکوینی ولایت حاصل نہیں ہے یہ چیز تو بس ائمہ معصومینؑ سے مخصوص ہے۔

۴۔ ولی فقیہ اور مرجع تقلید کی رائے میں اختلاف:

مسئلہ ۵۱: ولی فقیہ اور مرجع تقلید کے درمیان اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اوروہ مسئلہ اجتماعی ہو جیسے کافروں، باغیوں اور حملہ آوروں کے مقابلے میں اسلام و مسلمین کا دفاع وغیرہ، تو ایسے میں ولی امر مسلمین کی رائے کی پیروی اور اطاعت واجب ہے،لیکن اگر اختلاف، انفرادی مسائل میں ہو تو ہر مکلف پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرجع تقلید کے فتوے کی پیروی کرے۔

دوسری فصل-احکام طہارت

پانی۔مقدمہ

دین اسلام نے طہارت و پاکیزگی کو بہت اہمیت دی ہے اور بعض اعمال اور شرعی ذمہ داریوں کی انجام دہی کو طہارت کے ساتھ مشروط کیا ہے اور نجاستوں سے بالکل پرہیز کرنے کے تقاضے کے ساتھ ہی بعض مواقع پر نجاستوں سے پرہیز کی سفارش بھی کی ہے جو فقہ اسلامی میں دائمی طہارت و نظافت کی طالب ہے، ایک خاص قسم کا "دھونا" پایا جاتا ہے جو وضو اور غسل کی شکل میں ہے اور اس کا نام طہارت ہے یہ "دھونا" کبھی واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب۔

اس فصل میں طہارت و مطہرات کے احکام اور لباس و بدن اور دوسری چیزوں کے پاک کرنے

کے احکام بیان کئے گئے ہیں اسی طرح نجس اور ناپاک چیزوں اور ان سے مربوط مسائل کو بیان کیا گیاہے۔

پانی کی قسمیں:

۱۔ مضاف پانی ۔

۲۔ مطلق (خالص) پانی ۔

۳۔ بارش کا پانی ۔

۴۔ جاری (بہتا ہوا) پانی ۔

۵۔ ٹھہرا ہوا پانی۔

راکدپانی کی قسمیں :

۱۔ کر پانی۔

۲۔ قلیل پانی۔

مضاف(یعنی ملا ہوا)پانی یا کسی چیز کا عرق

آب مضاف کا مطلب:

مضاف پانی : اسے کہتے ہیں، جس کو بغیر قید کے یا بغیر کسی چیز کی طرف نسبت دیئے ہوئے پانی نہ کہا جاسکے۔چاہے اس کو کسی چیز سے نچوڑا گیا ہو جیسے ۔خربوزے اورآلو بخارے وغیرہ کا پانی یا کسی چیز سے اس طرح ملا ہوا ہو کہ اس کو خالص پانی نہ کہاجاسکے جیسے عرق انگور یا نمک وغیرہ کا پانی۔

مضاف پانی کے احکام

مسئلہ ۵۲: مضاف پانی کسی بھی طرح کی نجاست کو پاک نہیں کرتااورمطہرات میں شمار نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۵۳: مضاف پانی جب نجاست سے ملتا ہے تو نجس ہوجاتا ہے، چاہے یہ نجاست بہت کم ہی

کیوں نہ ہو اور اس کے ذائقہ، رنگ اور بو میں تبدیلی نہ آئی ہواور چاہے وہ پانی کُر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نجس ہوجائے گا۔

مسئلہ ۵۴: مضاف پانی سے وضو اور غسل صحیح نہیں ہے ۔

مسئلہ ۵۵: کبھی کبھی پانی میں کچھ ایسی دوائیں ملائی جاتی ہیں جن سے اس کا رنگ دودھ جیسا سفید ہو جا تا ہے، لیکن اس سے وہ مضاف پانی کے حکم میں نہیں آتا،اس بنا پر اس سے متنجّس چیزوں کو پاک کرنا اور وضو و غسل بھی صحیح ہے۔

خالص پانی

خالص پانی کا مطلب :

خالص پانی وہ پانی ہے جسے بغیر قید و شرط کے پانی کہا جا سکے جیسے بارش یا چشمے وغیرہ کا پانی۔

مسئلہ ۵۶: خالص پانی کی قسمیں:

۱۔ وہ پانی جو آسمان سے برستا ہے (بارش کا پانی)۔

۲۔ وہ پانی جو زمین سے نکلتا ہے (جاری پانی)۔

۳۔ وہ پانی جو ٹھہرا ہوا ہوتا ہے (جو نہ برستا ہے نہ اُبلتا ہے)

۴۔ کر پانی (جو تقریباً ۳۸۴ لیٹر ہو)۔

۵۔ قلیل پانی (جو کُر سے کم ہو)۔

مسئلہ ۵۷: پانی یا آسمان سے برستا ہے یا زمین سے نکلتا ہے، یا نہ برستا ہے نہ نکلتا ہے۔جو پانی آسمان سے برستا ہے اسے بارش کا پانی کہتے ہیں، جیسا کہ زمین سے نکلنے والے پانی کو جاری پانی کہتے ہیں اور رہ گیا وہ پانی جو نہ زمین سے نکلتا ہے نہ آسمان سے برستا ہے اسے آب ”راکد“ کہا جاتا ہے اس پانی کی مقدار اگر ۷/۸، ۴۲ بالشت (تقریباً ۳۸۴ لیٹر) ہو

تو اسے کر اور اگر اس سے کم ہو تو اسے قلیل کہا جاتا ہے۔

خالص پانی کے احکام

مسئلہ ۵۸: خالص پانی نجس چیزوں کو پاک کرتا ہے ۔ (اس کا شمار مطہرات میں ہو تا ہے)۔

مسئلہ ۵۹: خالص پانی : آب قلیل کو چھوڑ کر صرف نجاست کے ساتھ ملنے سے نجس نہیں ہوتا ہاں اگر اس کے تین اوصاف رنگ، ذائقہ اور بُو کوئی ایک نجاست کی وجہ سے بدل جائے تو نجس ہو جاتا ہے ۔

مسئلہ ۶۰: خالص پانی سے وضو اور غسل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۶۱: خالص پانی پر احکام مرتب ہونے کے لئے عرف عام کی نظر میں اس عنوان کا اس پر

صادق آنا کافی ہے، بنا برایں نمک وغیرہ کی وجہ سے اگر پانی میلا یا غلیظ ہو تو اس عنوان کے اس پر صدق آنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا، یہی وجہ ہے کہ سمندر کے پانی سے پاک کرنا اور وضو و غسل کرنا صحیح ہے چاہے وہ نمکین ہونے کی وجہ سے گاڑھا اور غلیظ ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ دریائے ارومیہ کے پانی کا حال ہے۔ (دریائے ارومیہ ایران کے ایک شہر میں واقع ہے جس کا پانی بہت ہی کھارا ہوتا ہے)

آب مطلق کی قسمیں اور ان کے احکام

۱۔ بارش کا پانی :

مسئلہ ۶۲: اگر کسی نجس چیز پر بارش کا پانی گر جائے تو اسے پاک کر دیتا ہے۔

۲ ۔ کر اور جاری پانی :

مسئلہ ۶۳: کسی نجس چیز کو کر یا جاری پانی

میں ڈالاجائے تو پانی اس کو پاک کر دیتا ہے ۔

مسئلہ ۶۴: اگر کسی نجس چیز کو کر یا جاری پانی میں ڈالا جائے اور نجاست کے سبب اس کا ذائقہ، رنگ یا اس کی بُو بدل جائے تو وہ پانی بھی نجس ہوجائے گا اور وہ نجس چیز پاک بھی نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۶۵: پاک کرنے کے اعتبار سے آب کر اور آب جاری میں کوئی فرق نہیں۔

۳۔ آب قلیل:

مسئلہ ۶۶: اگر نجس چیز کو قلیل پانی میں ڈالاجائے تو وہ پانی نجس ہو جائے گا اور نجس چیز بھی پاک نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۶۷: اگر قلیل پانی کو متنجّس چیز پر ڈال دیا جائے تو (اپنی شرطوں کے مطابق)وہ چیز پاک ہوجائے گی۔ لیکن اس سے ٹپکنے والا پانی نجس ہو

جائے گا۔

مسئلہ ۶۸: اگر قلیل پانی کسی چیز پر بغیر دباؤ کے پڑے اور اس کے نچلے حصے سے نجاست لگ جائے تو اگر پانی کا اُوپر سے نیچے کی طرف جاری ہونا کہلائے تو اوپر والا حصہ پاک رہے گا۔

مسئلہ ۶۹: اگر آب قلیل، آب کر یا آب جاری سے متصل ہو جائے تو ان دونوں کا حکم اس پر نافذ ہو گا۔

پانی کے بارے میں شک کے احکام

مسئلہ ۷۰: جس پانی کے بارے میں شک ہو کہ پاک ہے یا نجس، شرعاًاس کو پاک مانا جائے گا لیکن اگر پانی پہلے نجس تھا بعد میں شک ہو کہ وہ پاک ہوا ہے یا نہیں تو اس پر نجاست کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ۷۱:	اگر پانی کے کر ہونے میں شک ہو، یعنی وہ پہلے کررہا ہو تو اب بھی اس کو کر ہی ماناجائے گا۔

مسئلہ۷۲:	کسی بھی پانی پر کُر کے احکام مرتب کرنے کے لئے یہ شرط ضروری نہیں ہے کہ اس کے کرّ ہونے کا یقین ہو، بلکہ اگر وہ پہلے کرتھا تو اب بھی اس کو کر ماننا جائز ہے۔(یہی حکم ریل گاڑیوں کی ٹنکیوں میں جو پانی ہوتا ہے اس کا بھی ہے) جو پہلے کُر یا اس سے زیادہ تھا، اب اگر شک ہو کہ وہ کرہے یا نہیں تو اسے کرمانا جائے گا۔

مسئلہ ۷۳:	جو پانی کرسے کم ہو تو جب تک اس کا کر میں تبدیل ہو نا معلوم نہ ہو جائے،اس پر آب قلیل کے احکام نافذہوں گے۔

تخلّی (بیت الخلاء)

”پیشاب پاخانہ کے احکام“

قبلہ کی رعایت:

مسئلہ۷۴:پیشاب پا خانے کی حالت میں رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ ہونا حرام ہے۔

ستر (چھپانا):

مسئلہ ۷۵: پیشاب پاخانے یا کسی دوسری حالت میں شرمگاہ کا ہردیکھنے والے سے چھپانا واجب ہے میاں بیوی کو چھوڑ کر، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، محرم ہو یا نامحرم،چاہے سمجھ رکھنے والا بچہ ہی کیوں نہ ہو، ہاں میاں بیوی کاایک دوسرے سے شرمگاہ کو چھپانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۶:

پیشاب پاخانے کے مکروہات:

۱۔ کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ کرنا ۔

۲۔ سخت زمین پر یا کیڑے مکوڑوں کے سوراخوں میں پیشاب پاخا نہ کرنا ۔

۳۔ پیشاب پاخانے کو روک کر رکھنا۔

۴۔ پانی میں پیشاب کرنا خاص کر ٹھہرے ہوئے پانی میں۔

۵۔ راستوں اور گذرگاہوں پر اور پھل دار درختوں کے نیچے پیشاب پاخانہ کرنا۔

استبراء کے احکام:

مسئلہ ۷۷:اگر مرد پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرے پھر پیشاب کی جگہ سے کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ وہ پیشاب ہے یا منی، یا اس کے علاوہ

کوئی اور چیز ہے تو اس پر پیشاب کا حکم نافذ نہیں ہو گا۔ بلکہ اسے پاک مانا جائے گا اور اس سلسلے میں تحقیق و تفتیش واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۸:استبراء واجب نہیں ہے اور اگر نقصان کا باعث بنے تو جائز نہیں ہے، مثلاً اگر شرمگاہ زخمی ہو اور اس پر دباؤ ڈالنے سے خون نکل آتا ہو اور زخم کے ٹھیک ہونے میں تاخیر ہوتی ہو، ہاں اگر استبراء نہ کرے اور پیشاب کرنے کے بعد مشتبہ رطوبت خارج ہو تو اس پر پیشاب کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ ۷۹: استبراء کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پاخانے کے مقام سے آلہ تناسل کی جڑ تک دباؤ کے ساتھ جھٹکے پھر بائیں ہاتھ کی بڑی یا درمیانی انگلی کو آلہ تناسل کے نیچے اور انگوٹھے کو اوپر رکھے اور دباؤ کے ساتھ اس کے سرے کی طرف تین مرتبہ کھینچے پھر تین مرتبہ اس کو جھٹکے، اس کے بعد

مقام پیشاب کو نجاست سے پاک کرے۔

مسئلہ۸۰: استبراء میں کوئی فرق نہیں کہ پاخانے کا مقام دھونے سے پہلے کیا جائے یا بعد میں کیا جائے۔

مسئلہ۸۱: پیشاب، استبراء اور وضو کرنے کے بعد اگر رطوبت خارج ہو جو پیشاب اور منی کے درمیان مشتبہ ہو تو واجب ہے کہ غسل اور وضو دونوں بجالائے تا کہ حدث سے پاک ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

مسئلہ۸۲: انسان کے اندر سے خارج ہونے والی پاک رطوبتوں کی قسمیں:

۱۔ وہ رطوبت جو کبھی منی کے بعد نکلتی ہے۔ اس کو وذی کہتے ہیں۔

۲۔ وہ رطوبت جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے اس کو

ودی کہتے ہیں۔

۳۔ وہ رطوبت جو میاں بیوی کی آپسی خوش فعلی کے بعد نکلتی ہے اس کو مذی کہتے ہیں۔

یہ ساری رطوبتیں پاک ہیں ان کی وجہ سے طہارت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

استنجاء(پیشاب پاخانے کی جگہ کو پاک کرنے کا طریقہ)

مسئلہ ۸۳: پیشاب پاخانے کے مقام کو پاک کرنا:

ا۔ پیشاب کی جگہ کو صرف پانی سے پاک کیا جاسکتا ہے۔

ب۔ احتیاط کی بنا پر پیشاب کی جگہ کو قلیل پانی سے دو مرتبہ دھونا ضروری ہے جبکہ آب کثیر وغیرہ سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔

مسئلہ ۸۴: پاخانہ کی جگہ کو دھونے کا طریقہ:

پاخانے کی جگہ کو درج ذیل دو میں سے ایک طریقے

سے پاک کیا جا سکتا ہے:

پہلا طریقہ : پانی سے دھوئیں یہاں تک کہ نجاست اور اس کے آثار زائل ہو جائیں، اس کے بعد دھونا واجب نہیں ہے۔

دوسرا طریقہ : تین پتھروں یا تین کپڑوں سے صاف کرنا یا ان جیسی کسی چیز سے صاف کرنا بشرطیکہ وہ پاک ہوں اور اگر اس سے نجاست برطرف نہ ہو تو مزید پتھر یا کپڑے استعمال کئے جائیں،یہاں تک کہ نجاست مکمل طور پر زائل ہو جائے،ایک پتھر کے تین کونوں یا کپڑے وغیرہ کے تین سروں سے صاف کرنا بھی ممکن ہے۔

مسئلہ۸۵: تین صورتوں میں پاخانہ کے مقام کو صرف پانی سے پاک کیا جاسکتا ہے پتھر یا کپڑے سے نہیں۔

ا۔ جب پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست جیسے خون وغیرہ نکل آئے۔

ب۔ جب پاخانے کے مقام پر باہر سے کوئی نجاست لگ جائے۔

ج۔ جب پاخانہ معمول سے زیادہ پھیل جائے، اس طرح کہ اس کی وجہ سے استنجا صادق نہ آئے ۔ (یعنی پاخانہ اپنی جگہ کے علاوہ دیگر جگہوں پر سرایت کر جائے)

نجاسات

مسئلہ ۸۶: نجاستیں درج ذیل ہیں:

ا۔ پیشاب ۔

۲۔ پاخانہ۔

۳۔ انسان کی منی۔

۴۔ مردار۔

۵۔ خون۔

۶۔ خشکی کا کتّا۔

۷۔ سوّر۔

۸۔ بنا بر احتیاط وہ مسکر جو اصالتاً بہنے والا ہو۔

۹۔ وہ کفّار جو کسی آسمانی دین پر یقین نہ رکھتے ہوں۔

مسئلہ ۸۷: تمام چیزیں پاک ہیں، صرف وہی چیزیں نجس ہیں جن کے نجس ہونے کا شارع نے حکم دیا ہے۔

پیشاب پاخانہ

۱۔ انسان کا پیشاب پاخانہ نجس ہے۔

۲۔ اس حیوان کا پیشاب پاخانہ نجس ہے جس کا گوشت حرام ہو اور خون جہندہ رکھتا ہو جیسے چوہا اور بلّی وغیرہ۔ پرندوں کے فضلہ پر یہ حکم نافذ نہیں

ہوتا۔

پیشاب پاخانہ پاک ہے:

۱۔ اس حیوان کا جس کا گوشت حلال ہو چاہے پرندہ ہو، جیسے، چڑیا، گائے یا بھیڑ بکری وغیرہ ۔

۲۔ اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو لیکن وہ خون جہندہ نہ رکھتا ہو، جیسے، سانپ اور بغیر چھلکے کی مچھلی۔

۳۔ حرام گوشت پرندوں کاجیسے، کوّے اور شکاری باز وغیرہ ۔

مسئلہ ۸۸: انسان اور ہر اس حیوان کا پیشاب پاخانہ، جس کا گوشت حرام ہو اور خون جہندہ رکھتا ہو نجس ہے۔ لیکن پرندوں کے فضلات پاک ہیں، خواہ ان کا گوشت حرام ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۸۹: حلال گوشت حیوانوں کا پیشاب پاخانہ

اور پرندوں کے فضلات پاک ہیں۔

۳۔ منی:

۱۔ انسان کی منی نجس ہے۔

۲۔ اگر کوئی پیشاب کے بعد استبراء کرے اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو اور معلوم نہ ہو کہ منی ہے یا نہیں؟ تو جب تک منی ہونے کا یقین نہ ہو اور خروج منی کی شرعی علامتیں بھی موجود نہ ہوں اس پر منی کا حکم نافذ نہیں ہو گا اور وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۹۰: منی کی علامتیں: اگر شک ہو کہ جو رطوبت خارج ہوئی ہے وہ منی ہے یا نہیں تو اس کے منی ہونے کی کچھ علامتیں ہیں:

مرد میں:

۱۔ شہوت (وہ جنسی لذّت جو لذّت تک پہنچنے سے حاصل ہوتی ہے)

۲۔ زور سے اچھل کر نکلنا۔

۳۔ بدن میں سستی اور ڈھیلا پن۔

عورت میں :

۱۔ شہوت۔ ۲۔ سستی اور ڈھیلا پن۔

۴۔ میّت کا بدن (مردار):

مسئلہ ۹۱: انسان مردار:

مسلمان :

مسلمان میّت کا بدن نجس ہے۔ مندرجہ ذیل چیزوں کو چھوڑ کر:

۱۔ وہ اجزا جنمیں زندگی حلول نہیں کرتی جیسے، ناخن،بال اور دانت ۔

۲۔ جو میدان جہاد میں شہید ہوا ہو۔

۳۔ وہ میّت جس کو غسل دیا جا چکا ہو۔

اہل کتاب کافر :

مردہ اہل کتاب کا بدن نجس ہے۔ ان اجزا کے علاوہ جن میں زندگی حلول نہیں کرتی۔

غیر اہل کتاب :

اس کا تمام بدن نجس ہے۔

حیوان:

خشکی کا کتّا اور سوّر اور ان کے بدن کے تمام اجزا نجس ہیں،ان کے علاوہ دوسرے جانور۔

اگر خون جہندہ رکھتے ہوں تو:

☆ وہ اجزا جن میں زندگی ہو، جیسے، گوشت اور کھال نجس ہیں ۔ لیکن اگر ان کا تذکیہ ہو چکا ہو تو نجس نہیں۔

☆ وہ اجزا جن میں زندگی نہیں ہو تی، جیسے، بال اور سینگ پاک ہیں۔

اگر خون جہندہ نہ رکھتے ہوں:

تو ان کے بدن کے تمام اجزا پاک ہیں۔

مسئلہ۹۲: انسان اور اس حیوان کا مردار جو خون جہندہ رکھتا ہو نجس ہے چاہے وہ حلال گوشت ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ۹۳: تذکیہ شدہ حیوان اور اس انسان کی میّت جس کو غسل دیا جاچکا ہو پاک ہے غسل میّت سے مراد تینوں غسل ہیں۔ لہٰذا جب تک تیسرا غسل مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر نجاست کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ۹۴: مردار کے جن اجزا میں زندگی نہیں ہوتی جیسے: اون، بال،دانت،سینگ، روئیں، پر، چونچ اور ناخن وغیرہ پاک ہیں مگر یہ کہ وہ مردار خشکی کے کتّے اور سوّر کا ہو یا میّت کافر غیر کتابی کی ہو۔

مردار کے بارے میں دو مسئلے

مسئلہ۹۵: ۱:۔ ہاتھوں کی جلد کے باریک چھلکے یا ہونٹوں اور پاؤں کے چھلکے یا بدن کے اجزا کی باریک کھال، جو خود بخود بدن سے الگ ہوجائے ان پر طہارت کا حکم نافذ ہوتا ہے۔

مسئلہ۹۶: ۲:۔ گوشت اور چربی اور حیوانات کے دوسرے اجزا جن کو مسلمانوں کے بازار سے خریدا گیا ہو ان پر طہارت کا حکم نافذ ہو گا اور یہی حکم اس چیز کا ہے جو مسلمانوں سے لی جائے۔البتہ اگر مذکورہ اشیا بلاد کفّار سے لی جائیں اور معلوم ہو کہ ان کا تذکیہ نہیں ہوا ہے تو وہ نجس ہیں، دوسرے لفظوں میں اگر حیوان کاتذکیہ نہیں ہوا ہے تو اس پر نجاست کا حکم لگے گا۔ لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ تذکیہ ہوا ہے یا تذکیہ کا احتمال ہو لیکن انسان اس میں شک کرے تو اس پر طہارت کا حکم لگے گا۔

۵ ۔ خون:

مسئلہ ۹۷: انسان اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا خون نجس ہے چاہے اس کا کھانا حلال ہو یا حرام۔

مسئلہ ۹۸: ذبیحہ کے بدن میں رہ جانے والا خون پاک ہے ۔

مسئلہ۹۹: انڈے میں کبھی کبھی جو خون کا قطرہ دکھائی دے جاتا ہے وہ پاک ہے۔ مگر اس کا کھانا حرام ہے۔

(۶-۷) ۔ زمینی (خشکی کا)کتّا اور سوّر:

مسئلہ۱۰۰: خشکی کا کتّا اور سوّر نجس ہیں۔ چاہے ان کے وہ اجزا ہوں کہ جن میں زندگی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔

مسئلہ۱۰۱: جن چیزوں میں طہارت شرط ہے،

جیسے وضو اور غسل کے برتن، ان میں زمینی کتّے اور سوّر کے بالوں سے استفادہ جائز نہیں ہے۔ لیکن ان کا ایسے امور میں استعمال کرنا جن میں طہارت شرط نہیں ہے بلا اشکال ہے، جیسے، تصویر سازی اور کتابت کے لئے برش وغیرہ۔

۸۔ نشہ آور مشروبات:

مسئلہ ۱۰۲: بنا بر احتیاط ایسے مشروبات جو اصل میں سیّال ہوں نجس ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۳: تمام اقسام کے بیہوش کر دینے والے نشہ آور الکحل جو اصل میں سیال ہوں (جن کی اصل سیّال ہو) بنا بر احتیاط نجس ہیں ۔

مسئلہ ۱۰۴: اگر بیہوش کر دینے والی چیز اصالتاً مائع نہ ہو، جیسے حشیش اور نشہ آور چیزیں وغیرہ، اگر پانی یا کسی دوسرے سیّال سے مخلوط ہو کر سیّال

میں تبدیل ہو جائیں تو اس سے وہ نجس نہیں ہوں گی۔

مسئلہ ۱۰۵: انگور کا رس جس کو آگ پر اُبالا گیا ہو اور اس کا دو تہائی حصہ ختم نہ ہوا ہو اور وہ مسکر اور مست کرنے والا نہ ہو تو وہ نجس نہیں ہو گا لیکن اس کا پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۰۶: اگر کچھ مقدار کچے انگور رس نکالنے کے لئے اُبالے جائیں اور اس کے ساتھ کچھ انگور کے دانے شامل ہو جائیں تو ابالنے کے بعد چاہے وہ کم دانے ہی کیوں نہ ہوں اور اس کا رس کچے انگور کے رس میں مخلوط ہوجائے اس طرح کہ انگور کا عرق اس پر صادق نہ آئے تو حلال ہے لیکن اگر صرف انگور کے دانے آگ پر رکھ کر ابالے جائیں تو ان کا استعمال حرام ہے۔

۹۔ کافر:

مسئلہ ۱۰۷: جو شخص توحید یا نبوّت یا ضروریات دین اسلام میں سے کسی کا انکار کرتا ہو جیسے: نماز روزہ، یا رسالت محمدیہ ؐ کے ناقص ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو وہ کافر اور نجس ہے، مگر یہ کہ وہ اہل کتاب میں سے ہو ۔

مسئلہ ۱۰۸: ضریات دین اسلام کا انکار کرنے والا، اگر اس کا انکار رسالت کے انکار پر تمام ہو یا نبی کریم ؐ کی تکذیب ہو یا شریعت کی تنقیص ہو تو وہ کافر ہے۔

مسئلہ ۱۰۹: اہل کتاب پاک ہیں۔

مسئلہ ۱۱۰ : اہل کتاب سے مراد وہ ہیں جو ادیان الهیّہ میں سے کسی دین پر عقیدہ رکھتے ہوں اور خود کو اللہ کے انبیاء ؑ میں سے کسی نبی کا ماننے والے

بتاتے ہوں اور ان کے لئے انبیاؑء پر نازل شدہ کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو جیسے یہود، نصاریٰ، زرتشتی، اور صابئی (ستارہ پرست)(ان کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت یحییٰؑ کے ماننے والے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ کی کتاب ان کے پاس موجود ہے) ۔

مسئلہ ۱۱۱: خاتم النبییّنؐ پر اعتقاد رکھنا ہی مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے بنا بر ایں جو اہل کتاب خا تم النبییّنؐ کی رسالت پر عقیدہ رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے آباء و اجداد کا طورطریقہ استعمال کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں کہلائیں گے، لیکن چوں کہ وہ اہل کتاب ہیں لہٰذا ان پر طہارت کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۲: مرتدمسلمان کافر ہے اور اگر وہ کافر کتابی نہ ہو تو نجس ہے۔ لیکن صرف نماز،

روزے اور دیگر تمام شرعی واجبات کا ترک کر دینا مسلمان کے مرتد ہونے کااور اس کی نجاست کا باعث نہیں بنتا اور جب تک اس کے مرتد ہونے کا پتہ نہیں چل جاتا اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسلمانوں کا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳: علی اللٰہی فرقے کے ماننے والے اگر یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ علی ابن ابی طالبؑ معبود ہیں۔(تعالیٰ اللہ عن ذٰلك علواً کبیرا)۔ یا یہ کہتے ہوں کہ خدا وند متعال شریک رکھتا ہے تو وہ کافر ہیں اور نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۱۴: جو شخص ائمہؑ معصومینؑ میں سے کسی کو سب و شتم یا اہانت کا نشانہ بنائے تو وہ کافر اور نجس ہے۔

مسئلہ ۱۱۵: گمراہ فرقہ بہائیہ کے تمام ماننے

والے نجس ہیں۔

نجاسات سے متعلق چند مسئلے

مسئلہ ۱۱۶: حرام سے مجنب ہونے والے کا پسینہ پاک ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۱۷: اس شخص کے منہ کا لعاب اور بدن کا پسینہ پاک ہے جس نے حرام اور نجس چیز، مثلاً سوّر کا گوشت کھایا ہو ۔

مسئلہ ۱۱۸: لباس کو دھونے اور پاک کرنے کے بعد اس پر باقی رہ جانے والے خون کا ہلکا سا دھبّہ پاک ہے بشرطیکہ اصل خون موجود نہ ہو، صرف اس کا رنگ ہو جو دھونے سے نہیں مٹتا۔

مسئلہ ۱۱۹ : اُلٹی (قے)پاک ہے چاہے دودھ پیتے بچے کی ہو یا دودھ پینے اور کھانا کھانے والے کی

یا بالغ انسان کی ہو۔

نجاست ثابت کرنے کے طریقے

مسئلہ ۱۲۰: کسی بھی چیز کی نجاست مندرجہ ذیل تین میں سے کسی ایک طریقے سے ثابت ہو گی:

۱۔ انسان کو خود نجاست کا یقین ہو جائے ۔

۲۔ جس کے تصرف میں ہو وہ اس کے نجس ہونے کی خبر دے۔

۳۔ دو عادل نجس ہونے کی گواہی دیں۔

مسئلہ ۱۲۱: سن بلوغ کے قریب بچہ کہ جس کے تصرف میں کوئی چیز ہے اگر اس کے نجس ہونے کی خبر دے تو اس کی بات مانی جائے گی یعنی یہاں اس کا قول معتبر ہے۔

پاک چیزوں کے نجس ہونے کی کیفیّت

مسئلہ ۱۲۲: اگر درج ذیل چار شرطیں پائی

جائیں تو پاک چیز نجس ہوجائے گی۔

۱۔ پاک چیز کا نجاست سے ملنا ۔

۲۔ ان دونوں میں یا ایک میں رطوبت ہو ۔

۳۔ رطوبت ایسی ہو کہ سرایت کرسکتی ہو ۔

۴ ۔ نجاست اندرونی حصے میں نہ لگی ہو ۔

مسئلہ ۱۲۳: رطوبت سرایت کرنے کامعیار یہ ہے کہ رطوبت اتنی ہو کہ ایک چیز کے دوسری چیزسے ملنے کے بعد اس کی رطوبت اس میں سرایت کر سکے۔

مسئلہ ۱۲۴: کپڑا اور اس جیسی چیز اگر تر ہو اور اس کے ساتھ کہیں پر نجاست لگ جائے تو جو جگہ نجاست سے متصل ہو گی صرف وہی نجس ہوگی دوسری جگہیں پاک رہیں گی ۔

مسئلہ ۱۲۵: وہ پانی جو منہ میں داخل ہو کر

مسوڑے میں جمع ہوئے خون کے ساتھ ملتا ہے اور پھر منھ سے خارج ہوتا ہے وہ پاک ہے،اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے،اسی طرح جو کھانا منہ میں جاتا ہے اور مسوڑے میں لگے ہوے خون کے ساتھ مس ہو تا ہے وہ نجس نہیں ہے اور منہ بھی نجس نہیں ہوگااور اس کو نگلنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۲۶: اگر کوئی چیز عین نجاست سے متصل ہوکر نجس ہوجائے پھر پاک چیز سے متصل ہوجائے اور ان میں سے کوئی ایک تر بھی ہو تو پاک چیز بھی نجس ہوجائے گی، اس کے بعد وہ چیز جو نجس چیز سے متصل ہونے کی وجہ سے پاک سے نجس ہوگئی ہے اگر کسی اور پاک چیز سے متصل ہوتی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ چیز بھی نجس ہوجائے گی، لیکن یہ تیسری متنجس چیز خود سے متصل ہونے

کے بعد کسی چیز کو نجس نہیں کرے گی۔

نجاستوں کے احکام

مسئلہ ۱۲۷: نجس چیزوں کو کھانا پینا حرام ہے، اسی طرح جو ان کی نجاست کے بارے میں نہ جانتا ہو اس کو کھلانا بھی حرام ہے، ہاں اگر کسی کو دیکھیں کہ نجس کھانا کھا رہا ہے یا نماز میں نجس کپڑے پہنے ہوئے ہے تو اس کو نجاست کے بارے میں بتانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۸: جو شخص یہ سوچ کر کپڑے دھو رہا ہو کہ وہ نجس ہیں اس کو بتانا واجب نہیں ہے لیکن جس کے کپڑے نجس ہیں اس کے لئے ان پر طہارت کے احکام جاری کرنا اس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک اس کو ان کے پاک ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۲۹: اگر مہمان، میزبان کے گھر کی کسی چیز کو نجس کردے تو نجاست کے بارے میں خبر دینا اس پر واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ چیز کھانے کے برتنوں سے متعلق ہو یا کھانے پینے کی چیزوں میں سے ہو تو اس صورت میں بتانا واجب ہے۔

وسوسہ اور اس کا علاج

وسواسی اس شخص کو کہتے ہیں جو نجاست کے سلسلے میں نفسیاتی طور پر زبردست حساس ہو وسوسے کی اس بیماری سے چھٹکارا پانے کے لئے اسے چاہیئے کہ مندرجہ ذیل چیزوں پر توجہ دے اور ان پر کاربند رہے۔

۱۔ طہارت اور نجاست کے باب میں شرع مقدس کی نظر میں اصل طہارت ہے یعنی اگر کسی جگہ کے نجس ہوجانے کے بارے میں معمولی سا بھی

شک ہو تو واجب ہے کہ طہارت کا حکم لگایا جائے۔

۲۔ ایسے لوگ اگر نجاست کے حصول کا یقین بھی حاصل کرلیں تو بھی عدم نجاست یعنی پاک ہونے کا حکم نافذ ہوگا۔ مگر یہ کہ کوئی دوسرا آدمی اپنی آنکھوں سے کسی چیز کو نجس ہوتے دیکھے تب اس پر نجاست کا حکم نافذ ہوگا۔ ایسے وسواسی اور شکّی لوگوں پر اس وقت تک یہ حکم نافذ العمل رہے گا جب تک کہ ان کی شک کی بیماری مکمل طور پر رفع نہ ہوجائے۔

۳۔ اگرکوئی چیز یا عضو نجس ہوجائے تواس کو پاک کرنے کے لئے عین نجاست کے زائل ہوجانے کے بعد اس کو نلکے کے پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے بار بار دھونا اور پانی کے نیچے رکھنا واجب نہیں ہے۔ اور اگروہ نجس چیز کپڑا یا اس جیسی کوئی چیز ہوتو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو معمول کے مطابق نچوڑے یا ایسا کرے کہ جس سے اس کا پانی

نکل جائے۔

۴۔ دین اسلام کے احکام سہل اور آ سان اور فطرت بشر کے ساتھ سازگار ہیں مکلف کو ان پر عمل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور نہ ان کی وجہ سے اس کو روحانی یا جسمانی کسی طرح کا نقصان ہو تا ہے، ان کے سلسلے میں شک اور اضطرابی کیفیّت، فضائے حیات میں تلخی گھو ل دیتی ہے، خدا وند سبحان اس کو اوراس سے متعلق کسی شخص کو عذاب میں مبتلا کر کے خوش نہیں ہوتا ہے، پس واجب ہے کہ انسان دین کی نعمت پر شکر ادا کرے اور اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے۔

۵۔ وسوسے کی یہ حالت عارضی حالت ہے جو قابل علاج ہے، اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے کسی خواب یا معجزے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مکلف

پر واجب ہے کہ اپنے شخصی ذوق کو استعمال کرے شرع مقدس کی تعلیمات پر کار بند رہے اور ان پر یقین رکھے، بہت سارے افراد جو اس حالت میں مبتلا تھے مذکورہ تعلیمات پر عمل کرنے سے اس حالت سے نجات پا چکے ہیں اس کام کے لئے اللہ تعالی پر توکل اور ہمت کی بلندی کی ضرورت ہے تا کہ انسان کا نفس اس سے راحت پا سکے۔

مطہرات

مسئلہ ۱۳۰: مطہرات ان چیزوں کو کہتے ہیں جو نجس چیزوں کو پاک کر دیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ پانی۔

۲۔ زمین۔

۳۔ سورج۔

۴۔ استحالہ۔

۵۔ انتقال۔

۶۔ اسلام۔

۷۔ تبعیّت۔

۸۔ عین نجاست کا زائل ہونا۔

۹۔ نجاست خوار حیوان کا استبراء۔

۱۰۔ مسلمان کا غائب ہو نا۔

۱۔ پانی :

برتنوں کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ ۱۳۱: نجس برتن، آب قلیل سے تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن کراور جاری پانی سے صرف ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۳۲: کتّے کے چاٹنے سے جو برتن نجس ہو اہے وہ پہلے مٹّی سے مانجھنے اور پھر اگر آب قلیل

ہو تو دو مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۳: سوّر کے پانی پینے سے جو برتن نجس ہوا ہے وہ پانی سے سات مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے مٹی سے مانجھنا واجب نہیں ہے۔

دوسری چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ ۱۳۴: اصل نجاست برطرف ہو جانے کے بعد نجس چیزیں آب کر، آب جاری، اور اس نل کے پانی سے جو کر سے متصل ہو ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطیکہ پانی تمام نجس جگھوں تک سرایت کر جائے البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ لباس اور کپڑے وغیرہ کو نچوڑا جائے یا جھاڑا جھٹکا جائے، یا ایسا کوئی طریقہ اختیار کرنا کافی ہے جس سے اندر کا پانی نکل جائے چاہے پانی کے اندر ہلکی سی حرکت دینے سے ہی ایسا ہو جائے۔

مسئلہ ۱۳۵: پیشاب سے نجس شدہ چیز کو اصل نجاست برطرف ہو جانے کے بعد اگر آب قلیل سے دو مرتبہ دھویا جائے تو پاک ہو جاتی ہے، لیکن پیشاب کے علاوہ کسی دوسری نجاست سے نجس شدہ چیز سے اصل نجاست برطرف ہو جانے کے بعد وہ آب قلیل سے ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۶: آب قلیل سے دھونے میں شرط یہ ہے کہ جس چیز کو پاک کرنا مقصود ہے اس سے دھوون الگ ہو جائے اور اگر نچوڑے جانے کے قابل ہو جیسے لباس، فرش وغیرہ تو نچوڑنا یا اس جیسا کرنا شرط ہے۔

مسئلہ ۱۳۷: نجس جانماز کو نل کے پانی سے پاک کرنے کے لئے دھوون کا الگ ہونا شرط نہیں ہے۔ بلکہ اصل نجاست زائل ہو جانے کے بعد نجس مقام تک پانی پہنچ جانے سے جانماز پر ہاتھ کے دباؤ

کی وجہ سے دھوون کے محل نجاست سے الگ ہو جانے سے ہی وہ پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۳۸: نجس پانی سے گوندھی ہوئی مٹی سے بنا ہوا تندور پانی سے دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور تندور کے اس ظاہری حصے ہی کو پاک کرنا کافی ہے جس پر روٹی لگائی جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۹: وہ نجس ملبوسات کہ جن کو پاک کرنے کے دوران رنگ چھوٹتا ہو،اگر کپڑوں کا رنگ پانی میں گھل کر اس کے ''مضاف'' ہو جانے کا سبب نہ بنے تو ان پر پانی ڈالنے سے وہ پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴۰: اگر نجس لباس کو برتن میں رکھا جائے اور کر سے متصل پانی میں وہ ڈوب جائے تو برتن پانی اور لباس سے جداہونے والے ذرّات جو

پانی کے اوپر تیرتے ہیں پھر پانی ان کو باہر نکال دیتا ہے یہ سب چیزیں پاک ہیں اور فطری ہیں جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ احتیاط واجب یہ ہے کہ لباس یا اس جیسی چیز کو نچوڑا جائے۔

۲۔ زمین:

مسئلہ۱۴۱: جس کے پاؤں کا نچلا حصہ یا جوتے کا تلوا زمین پر چلنے سے نجس ہو گیا ہو جب وہ پاک اور خشک زمین پر تقریباً پندرہ قدم چلے تو پاک ہوجاتا ہے بشرطیکہ دونوں سے اصل نجاست زائل ہو جائے۔

مسئلہ ۱۴۲: پختہ سڑک اور تار کول والی زمین پاؤں اور جوتے کے نچلے حصے کو پاک نہیں کرتی۔

۳۔ سورج:

مسئلہ۱۴۳: سورج زمین کو اور ہر اس چیز کو

جو نقل و حمل کے قابل نہیں ہو تی جیسے عمارت اوراس سے متصل اشیاء اور اس میں لگی ہوئی اشیاء جیسے لکڑیوں، دروازوں، کھڑکیوں، دیواروں اور ستون وغیرہ کو پاک کر دیتا ہے اسی طرح درختوں اور چو کھٹوں کو بھی پاک کرتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۴: سورج کے ذریعے پاک کرنے کے شرائط:

۱۔ ان کے اوپر سورج کی کرنیں پڑنے سے پہلے والی اصل نجاست ان سے برطرف ہو گئی ہو۔

۲۔ نجس چیزیں تر ہوں۔

۳۔ سورج اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو جیسے بادل اور پردے وغیرہ۔

۴۔ سورج کی دھوپ سے وہ چیزیں خشک ہو جائیں، اگر ان میں رطوبت باقی رہے تو پاک نہیں

ہوں گی۔

۴۔ استحالہ:

مسئلہ ۱۴۵: جب ایک نجس چیز تبدیل ہو کر دوسری چیز بن جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے جیسا کہ نجس لکڑی راکھ میں تبدیل ہو جائے یا شراب سرکہ بن جائے یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک میں تبدیل ہو جائے لیکن اگر دوسری جنس میں تبدیل نہ ہو اور صرف اس کی شکل بدل جائے تو پاک نہیں ہو گا جیسا کہ نجس گیہوں آٹا بن جائے یا نجس شکر کو پانی میں گھول دیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۶: نجس مواد کے پاک ہونے کے لئے اس میں صرف ایسی کیمیکلی تبدیلی کافی نہیں ہو تی جو کیمیکل کی آمیزش سے وجود میں آتی ہے، جیسے کہ نجس تیل کا مادہ اگر کیمیاوی تحلیل سے نئی شکل

اختیار کرے تو اس عمل سے استحالہ واقع نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۴۷: صحیح اور خالص پانی سے آلودہ معدنی مواد اور جراثیم کو الگ کرنے سے اس کا استحالہ نہیں ہو جاتا بلکہ استحالہ تب ہو گا جب پہلے اس کو بخارات میں تبدیل کیا جائے اور پھر ان سے نیا پانی بنایا جائے۔

۵۔ انتقال:

مسئلہ ۱۴۸: وہ خون جس کو مچھر یا دوسرے حشرات انسان کے بدن سے چوستے ہیں اسے اگر انسان کا خون کہا جائے تو وہ نجس ہے، (جیسے کہ وہ خون جسے کیڑا انسان کے بدن سے چوستا ہے) لیکن جب وقت گذرنے کے ساتھ کیڑے کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہو جاتا ہے۔

۶۔ اسلام:

مسئلہ ۱۴۹: اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کفّار نجس ہیں جب تک کہ وہ کلمہ شہادتین زبان پر جاری نہ کریں اور جب کلمۂ شہادتین پڑھ لیں تو وہ مسلمان ہو جاتے ہیں اور ان کا پورا بدن پاک ہوجاتا ہے۔

۷۔ تبعیت:

مسئلہ ۱۵۰: غیر کتابی کافر اگر مسلمان ہو جائے تو طہارت میں اس کی اولاد اس کے تابع ہوگی، اسی طرح غسل میّت کے وسائل بھی جب میّت کے تینوں غسل پورے ہو جائیں تو میّت کے ساتھ ہی پاک ہو جاتے ہیں۔

۸۔ اصل نجاست کا زائل ہونا:

مسئلہ ۱۵۱: حیوان کا بدن اگر نجس ہو جائے تو

پاک ہونے کے لئے اس سے اصل نجاست کا دور ہوجانا ہی کافی ہے پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔اسی طرح انسان کی کوئی اندرونی چیز جیسے منہ یا ناک کے اندر کا حصہ بھی پاک ہو جاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ نجاست باہر سے نہ آئی ہو ۔ بنا بر ایں انسان کے دانتوں سے جو خون نکلتا ہے اگر اصل خون لعاب دہن سے زائل ہوجائے تو پاک ہے۔

۹۔ مسلمان کا غائب ہونا:

مسئلہ ۱۵۲: جب کسی مسلمان کے لباس، سامان یا بدن کے نجس ہونے کا یقین ہو مگر وہ کچھ عرصے تک غائب ہو جائے تو اس کا غائب ہونا ان چیزوں کو پاک کر دیتا ہے بشرطیکہ اس کو دیکھیں کہ وہ اس نجس چیز کو پاک چیزوں کی طرح استعمال کرتا ہے اور وہ مسلمان نجاست کا علم رکھتا ہو

اور طہارت و نجاست کے احکام سے واقف ہو۔

طہارت معلوم کرنے کیطریقے

مسئلہ ۱۵۳: تین چیزوں میں سے کسی ایک سے طہارت ثابت ہوجاتی ہے:

۱۔ انسان کو نجس چیز کی طہارت کا یقین ہوجائے۔

۲۔ مالک، جیسے گھر والا، بیچنے والا، اور خادم طہارت کی خبر دیں۔

۳۔ دو عادل طہارت کی گواہی دیں۔

مسئلہ ۱۵۴: جب سن بلوغ کے قریب بچہ اپنے زیر استعمال چیز کی طہارت کے بارے میں خبر دے تو اس کی بات مانی جائے گی، دوسرے لفظوں میں اس مقام پر اس کا قول شرعاً معتبر ہے۔

اصل طہارت ہے

اصالۃ الطہارۃ کا مطلب:

عام طور پر طہارت و نجاست کے باب میں اصل طہارت ہے جیسی اصطلاح استعمال سامنے آتی ہے یعنی ہر وہ چیز جس کی نجاست کا یقین نہ ہو وہ شرعاً پاک ہے، اور اس کے بارے میں تلاش اور پوچھ تاچھ واجب نہیں ہے۔

اصالۃالطہارۃ کے چند نمونے:

مسئلہ ۱۵۵: وہ بچہ جس کا بدن نجس ہوتا رہتا ہے اس کے تر ہاتھ اور لعاب پر طہارت کا حکم نافذ ہو گا اور جو غذا اس کی باقی رہ جاتی ہے وہ بھی پاک ہے جب تک کہ اس کی نجاست کا یقین نہ ہوجائے۔

مسئلہ ۱۵۶: غبار اور ذرّات جن کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ نجس لباس کے ہیں یا پاک کے تو

وہ پاک کے حکم میں ہیں بلکہ اگر لباس کی نجاست کا علم بھی ہو لیکن شک ہو کہ وہ اس کے نجس حصے کے ہیں یا پاک کے تب بھی پاک کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۱۵۷: وہ لباس جو دھونے اور سکھانے کے لئے دیا جاتا ہے اگر پہلے نجس نہ ہو تو پاک کے حکم میں آئے گا، یہاں تک کہ اگر یہ معلوم ہو کہ ان دکانوں کے مالک کیمیائی مادّہ (مثلاً پیٹرول وغیرہ) استعمال کرتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵۸: اس پانی کی چھینٹیں، جنہیں زمین پر گرایا جاتا ہے اور جس جگہ وہ پانی گرتا ہے، اس کے بارے میں شک ہو کہ وہ پاک ہے یا نجس تو وہ پاک ہیں۔

مسئلہ ۱۵۹: وہ پانی جو میونسپلٹی کی گاڑی کے ذریعے سڑکوں پر جاری ہوتا ہے، اگر شک ہو کہ وہ

پاک ہے یا نجس تو اس پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا، یہی حکم اس پانی کا بھی ہے جو سڑکوں پر موجود گڑھوں میں ہوتا ہے اور جس کے بارے میں علم نہیں ہوتا کہ پاک ہے یا نجس۔

مسئلہ ۱۶۰: میک اپ کا سامان جو ہونٹوں پر لگایا جاتا ہے جس کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ اسے مردار سے بنایا گیا ہے یا کسی اور چیز سے، تو وہ پاک ہے اور اس کے استعمال میں حرج نہیں ہے، لیکن اگر شرعی طریقے سے معلوم ہوجائے کہ نجس ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱: جن جوتوں کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ غیر مذبوح مردار کے چمڑے سے بنائے گئے ہیں اور ان جوتوں سے پاؤں میں پسینہ آتا ہے تو اس صورت میں پاؤں نجس ہو جائے گا اور طہارت کے لئے ان کا پاک کرنا لازمی ہو گا،لیکن اگر

جوتوں کے اندر پسینہ آنے میں شک ہو یا شک ہو کہ جس جانور کی کھال سے جوتے بنائے گئے ہیں اس کا تذکیہ ہوا تھا یا نہیں تو ان پر طہارت کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ ۱۶۲: بالوں سے بنائے گئے قلم جو نقاشی اور کتابت میں استعمال ہوتے ہیں اگر معلوم نہ ہو کہ سوّر کے بال سے بنائے گئے ہیں یا نہیں تو وہ پاک کہلائیں گے اور ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں حتیٰ ان امور میں بھی جن میں طہارت شرط ہے۔

مسئلہ ۱۶۳: وہ شخص جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ کافر ہے یا مسلمان تو وہ پاک ہے اور اس کے دین کے بارے میں پوچھ تاچھ اور تحقیق کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۴: غیر کتابی کفّار جیسے بودھوں کے

ہوٹل، گھروں کی دیواریں اور دروازے اوران میں موجود ساز وسامان کے نجس ہونے کے بارے میں اگر علم نہ ہو تو وہ پاک ہیں بلکہ اگران کی نجاست کا یقین ہو جائے تب بھی ان کا پاک کرنا واجب نہیں ہے۔ صرف ان نجس چیزوں کو پاک کرنا واجب ہے جو کھانے پینے میں استعمال ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۱۶۵: جن چیزوں کو کفّار اور مسلمین دونوں استعمال کرتے ہوں جیسے بسوں کے اڈے اور ریلوے اسٹیشن اگر ان کے نجس ہونے کا علم نہ ہو توان پر طہارت کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ ۱۶۶: وہ الکحل جن کی اصلیت مسکر اور سیّال ہونے کے بارے میں معلومات نہ ہو پاک کہلائیں گے۔

سونے اور چاندی کے برتنوں کے احکام

مسئلہ ۱۶۷: سونے اور چاندی کے برتنوں کو کھانے پینے کے لئے استعمال کرنا حرام ہے البتہ کھانے پینے کے علا وہ دیگر استعمال کے لئے ان کو رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۸: سونے اور چاندی کے پانی چڑھائے گئے برتن یا وہ برتن جو سونے اور چاندی سے نہ بنائے گئے ہوں لیکن ان میں ان دونوں کی آمیزش اس طرح کی گئی ہو کہ ان کو سونے چاندی کا نام نہ دے سکیں، ان پر مذکورہ بالا سونے چاندی کے برتنوں کا حکم نافذ نہیں ہو گا۔

وضو

وضو کا مطلب:

چہرے اور ہاتھوں کا دھونا، سر کے اگلے اور

پاؤں کے اوپری حصے کا مسح کرنا، خاص شرائط اور طریقے سے وضو کہلائے گا۔

مسئلہ ۱۶۹: یہ عمل جو شریعت مقدسہ میں معنوی طہارت کے حصول کا ذریعہ ہے بعض واجب اور مستحب اعمال کا مقدمہ قرار پاتا ہے جیسے واجب اور مستحب نمازیں اور واجب طواف یا کچھ اعمال کے لئے شرط ہے جیسے مستحب طواف، قرآن کی تلاوت اور مسجد میں داخل ہونا وغیرہ۔

وضو کا طریقہ

مسئلہ ۱۷۰: وضو کا طریقہ:

دھونا:

چہرے کا پیشانی کے اوپری حصے سے ٹھوڑی کے نچلے حصے تک۔

ہاتھوں کا کہنیوں سے انگلیوں کے سروں تک۔

مسح کرنا:

سر کے اگلے حصے کا، پاؤں کے اوپری حصے کا انگلیوں کے سرے سے ٹخنوں کے جوڑ تک۔

مسئلہ ۱۷۱: وضو میں ترتیب واجب ہے یعنی پہلے چہرے کو پیشانی کے اوپری حصے یعنی بالوں کے اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نچلے حصے تک لمبائی میں اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے اندر آجانے والے حصے کو چوڑائی میں دھوئے، اس کے بعد ہاتھوں کو کہنیوں سے انگلیوں کے سروں تک، اوپر سے نیچے کی طرف دھوئے، دائیں ہاتھ سے شروع کرکے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو دھوئے، اس کے بعد تیسرے مرحلے میں ہاتھ کی تری سے سر کے اگلے حصے کا مسح کرے اور سب سے آخر میں ہاتھوں میں بچی ہوئی تری سے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے سروں سے لے کر ٹخنوں کے جوڑ تک مسح کرے۔

چہرے اور دونوں ہاتھوں کا دھونا:

مسئلہ ۱۷۲: چہرے کے جس حصے کو دھونا واجب ہے وہ ہے چوڑائی میں انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے درمیان آجانے والا حصہ اور لمبائی میں سر کے بال اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے آخری حصے تک، جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔

مسئلہ ۱۷۳: چہرے کی کھال تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے بلکہ ظاہری چہرے کا دھونا کافی ہے بنابر ایں چہرے پر اُگے ہوئے بالوں کا دھو لینا کافی ہے لیکن اگر بال اتنے باریک ہوں کہ چہرے کی جلد دکھائی دیتی ہو تو جلد کا دھونا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۴: دھونے کا معیار یہ ہے کہ پورے عضو تک پانی پہنچ جائے،چاہے ایسا ہاتھ پھیرنے سے ہی ہو، لیکن اعضائے وضو کو تر ہاتھ سے مل دینا کافی

نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵: چہرے اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا واجب ہے، اگر برعکس یعنی نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۷۶: چہرے اور ہاتھوں کا دھونا:

۱۔ پہلی مرتبہ واجب ہے۔

۲۔ دوسری مرتبہ جائز ہے۔

۳۔ تیسری مرتبہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷: پہلی دوسری، تیسری مرتبہ دھونے کا معیار قصد اور ارادہ پہ ہے پس اگر پہلی مرتبہ دھونے کی نیّت سے کئی مرتبہ پانی ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سر اور پاؤں کا مسح کرنا:

مسئلہ ۱۷۸: سر کی کھال پر مسح کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اگلے حصے پر مسح کرنا کافی ہے، لیکن اگر ایک طرف کے بال اگلے حصے پر اکٹھا ہوئے ہوں یا اگلے حصے پر اتنے لمبے ہوں جو پھیلنے سے چہرے کی حدّ سے خارج ہو جاتے ہوں تو ان پر مسح کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اگلے حصے یا سر کے جوڑے پر بالوں کی جڑوں میں مسح کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۹: جو شخص اپنے سر پر مصنوعی بال رکھتا ہو، اگر ان کا جوڑا بنا کر اگلے حصے پر رکھا گیا ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے مسح کرنا واجب ہے لیکن اگر وہ سر کی جلد میں اُگائے گئے ہوں اور ان کو الگ کرنا ممکن نہ ہو یا اگر ضرر اور مشقت کا باعث ہو اور ان کے رہتے ہوئے رطوبت کو سر کی جلد تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو انہی بالوں پر مسح کرنا

کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۰: مسح کی جگہ پاؤں کا ظاہری حصہ انگلیوں کے سرے سے ٹخنوں کے جوڑ تک ہے، لیکن انگلیوں کے نچلے حصے کا مسح کرنا جو چلتے وقت زمین سے لگتا ہے تو اس کا استحباب ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱: اگر پاؤں کا مسح انگلیوں کے سرے تک پورے حصے کو شامل نہ ہو بلکہ پاؤں کے ظاہری حصے اور کچھ مقدار میں انگلیوں کو شامل ہو تو وضو باطل ہو گا، لیکن اگر شک کرے کہ جب مسح کر رہاتھا تو کیا انگلیوں کے سروں تک مسح کر رہا تھا یا نہیں ؟ تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۸۲: شرط ہے کہ سر اور پاؤں کا مسح وضو کے پانی کی بچی ہوئی تری سے کیا جائے اور اگر ہاتھوں پر رطوبت نہ بچی ہو تو الگ سے پانی نہیں

لے سکتا بلکہ داڑھی سے یا ابروؤں سے تری لے اور مسح کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سر کا مسح دائیں ہاتھ سے کرے البتہ یہ شرط نہیں ہے کہ مسح اوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

مسئلہ ۱۸۳: اگر وضو کرنے والا ہاتھوں اور چہرے کو دھوتے وقت وضو کی نیّت سے پانی کے نلکے کو کبھی کھولے اور کبھی بند کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر بایاں ہاتھ دھو لینے کے بعداور اس سے مسح کرنے سے پہلے تر ٹوٹی کے اُوپر اپناہاتھ رکھتا ہے تو ایسی صورت میں اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس کی ہتھیلی کے وضو کا پانی دوسرے پانی سے مل گیا ہے تو اس کا وضو صحیح ہونا مشکل ہے ۔

مسئلہ ۱۸۴: چوں کہ واجب ہے کہ پاؤں کا مسح ہتھیلیوں پر وضو کی باقی ماندہ رطوبت سے کیا

جائے لہٰذا سر کا مسح کرتے وقت واجب ہے کہ ہاتھ کو پیشانی کے اوپری حصے تک نہ پہنچنے دیں کہ وہ چہرے کی رطوبت تک پہنچ جائے، تا کہ پاؤں کے مسح کرنے میں جس ہاتھ کی رطوبت کی ضرورت ہے وہ چہرے کی رطوبت سے مل نہ جائے۔

مسئلہ ۱۸۵: مسح کرتے وقت ہاتھ کا سر اور پاؤں پر رگڑنا واجب ہے، اگر ہاتھ کو رکھ دے اور سر اور پاؤں کو حرکت دے تو مسح باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۸۶: واجب ہے کہ مسح کی جگہ خشک ہو، البتہ اتنی تری جو ہتھیلی کی رطوبت پر اثر انداز نہ ہو کوئی ضرر نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۱۸۷: پاؤں کے ظاہری حصے پر جو مسح کی جگہ ہے موجود قطروں کو خشک کرنا واجب ہے تاکہ ہاتھ کی تری پاؤں پر اثرانداز ہو۔

مسئلہ۱۸۸: اگر پاؤں کا ظاہری حصہ نجس ہو اور اس کو پاک کرکے مسح کرنا ممکن نہ ہو تو تیمم واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۸۹: وہ شخص جس کے پاؤں شل ہو گئے ہوں اور وہ مصنوعی جوتے اور بیساکھیوں کے سہارے چلتا ہو اگر مسح کرنے کے لئے جوتوں کو اُتارنا مشکل ہو اور حرج رکھتا ہو تو جوتوں پر مسح کرنا کافی ہے اور اس کا وضو صحیح ہو گا۔

مسئلہ۱۹۰: جس شخص سے ہمیشہ ریاح خارج ہوتی ہو اگر اس کو اتنی فرصت نہ ملے کہ وہ اپنے وضو کو نماز کے آخر تک روک سکے اور نماز کے دوران دوبارہ وضو کرناباعث حرج ہو تو وہ ایک وضو سے ایک نماز پڑھ سکتا ہے، چاہے نماز کے دوران اس کا وضو باطل ہی کیوں نہ ہو جائے ۔

مسئلہ ۱۹۱: وضو کے طریقے اور افعال کے اعتبار سے مرد عورت میں کوئی فرق نہیں ہے تاہم مرد کے لئے مستحب ہے کہ وہ ہاتھوں کو دھوتے وقت، کہنی کے ظاہری حصے سے شروع کرے جب کہ عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ باطنی حصے سے شروع کرے ۔

وضو کے شرائط

مسئلہ ۱۹۲: وضو کرنے والے کے شرائط:

وضو کے وقت قربت کی نیّت کرے ۔

پانی استعمال کرنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

آب وضو کے شرائط:

پانی خالص ہو۔

پانی پاک ہو۔

پانی مباح ہو ۔یعنی غصبی نہ ہو۔

برتن کے شرائط:

برتن مباح ہو۔

اعضائے وضو کے شرائط:

اعضائے وضو پاک ہوں۔

پانی پہنچنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

کیفیّت وضو کے شرائط:

دھونے اور مسح کرنے میں ترتیب کا لحاظ رکھنا۔(ترتیب)

افعال وضو کوپے در پے انجام دینا(موالات)

اختیاری حالت میں وضو کوخود بجالانا(مباشرت)

وقت کی شرط:

وقت اتنا وسیع ہو کہ وضو اور نماز دونوں کے لئے کافی ہو۔

۱۔ نیّت:

مسئلہ ۱۹۳: وضو کو قربت کی نیّت سے بجا لانا واجب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے حکم کی بجا آوری کے لئے اس عمل کو انجام دے،اگر مثلاً دکھاوے کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے انجام دے تو اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔

۲۔ پانی کے استعمال میں رکاوٹ نہ ہو:

مسئلہ ۱۹۴: جس کو پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے کا خطرہ ہو یا پانی کو وضومیں استعمال کرنے کے نتیجے میں پیاس کا ڈر ہو، تو واجب ہے کہ وہ وضو نہ کرے۔

۳۔ پانی خالص ہو:

مسئلہ ۱۹۵: شرط ہے کہ وضو کا پانی خالص ہو اگر آب مضاف سے وضو کرے گا تو اس کا وضو

باطل ہوجائے گا ۔

۴۔ پانی پاک ہو:

مسئلہ ۱۹۶: شرط ہے کہ وضو کا پانی پاک ہو، اگر نجس پانی سے وضو کرے گا تو وضو باطل ہو جائے گا ۔

مسئلہ ۱۹۷: اگر کوئی شخص پانی کی تلاش کرے اور اسے گندہ اور آلودہ پانی ملے لیکن وہ پانی پاک اور خالص اور اس کے استعمال میں کوئی حرج نہ ہو اور اس سے ضرر کا بھی اندیشہ نہ ہو تو اسی پانی سے وضو واجب ہو گا اور تیمم کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔

۵۔ پانی مباح ہو:

مسئلہ ۱۹۸: وضو کے پانی کے لئے شرط ہے کہ مباح ہو لہذا غصبی پانی سے وضو صحیح نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۹۹: اس پانی کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جسے ایسی جگہ پر رکھا گیا ہو جو نمازیوں کے وضو کرنے کی جگہ ہے۔

مسئلہ ۲۰۰: اسلامی ممالک میں مساجد اور دیگر مراکز میں کہ جن کو حکومت نے بنایا ہے جو پانی موجود ہوتا ہے اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۰۱: اگرپانی کا محکمہ موٹرلگانے کی اجازت نہ دے تو موٹر لگانا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے، موٹر کے ذریعے حاصل شدہ پانی سے وضوکرنا محل اشکال ہے حتٰی کہ ان لوگوں کے لئے بھی جو اوپر والی منزلوں میں رہتے ہیں اور پانی کا دباؤ کم ہونے کی وجہ سے موٹر لگانے پر مجبور ہیں۔

مسئلہ ۲۰۲: کالونی میں رہنے والا ہر شخص چاہے وہ

کالونی کا رہائشی ہو یا نہ ہو، شرعاً ضروری ہے کہ مشترکہ وسائل کے استعمال کے بدلے میں جو کچھ اس پر عائد ہو وہ ادا کرے، چاہے پانی کا بل، اس کو ٹھنڈا اور گرم کرنے کا، اس کو فلٹر کرنے کا اور اس کی دیکھ بھال کرنے کا خرچہ وغیرہ ہی کیوں نہ ہو، اب اگر جس پانی سے وہ وضو کرتا ہے اس کی قیمت ادا نہ کرے تو وضو میں اشکال ہے بلکہ باطل ہے۔

۶۔ برتن مباح ہو :

مسئلہ۲۰۳: شرط ہے کہ جس برتن میں وضو کا پانی ہے وہ مباح ہو پس غصبی برتن میں وضو صحیح نہیں ہے، اگر برتن ایک ہی ہو اور دوسرا برتن نہ ہو کہ جس میں پانی کو ڈالا جاسکے تو وضو برتن میں ہاتھ ڈبو کر کیا جائے، البتہ اگر وضو چلو میں لے کر کیا

جائے تو صحیح ہے اگر چہ غصبی برتن میں تصرف کر کے فعل حرام کا مرتکب ہوا ہے۔

۷۔ اعضائے وضو پاک ہوں:

مسئلہ ۲۰۴: شرط ہے کہ دھونے اور مسح کرنے کے وقت اعضائے وضو پاک ہوں لیکن اگر دھوئے جانے والے یا مسح کئے جانے والے اعضاء میں سے کوئی عضو دھونے یا مسح کرنے کے بعد نجس ہو جائے تو وضو صحیح ہے ہاں نماز کے لئے اس کا پاک کرنا واجب ہے تا کہ خبث سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰۵: اگر وضو کے کچھ اعضاء نجس ہوں اور وضو کرے پھر شک کرے کہ وضو سے پہلے ان کو پاک کیا تھا یا نہیں تو اگر وضو کی حالت میں وہ اپنی طہارت و نجاست کی طرف متوجہ نہیں تھا تو اس

کا وضو باطل ہے لیکن اگر جانتا ہو یا احتمال پایا جاتا ہو کہ وہ متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن بہر حال اس جگہ کا پاک کرنا واجب ہے۔

۸۔ پانی پہنچنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو :

مسئلہ۲۰۶: شرط ہے کہ اعضائے وضو پر کوئی رکاوٹ نہ ہو جو پانی کو نہ پہنچنے دے ورنہ وضو باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ۲۰۷: بالوں میں یا جلد پر عام طور سے جو تیل ہو تا ہے وہ رکاوٹ شمار نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ جو پانی کو بالوں تک یا جلد تک نہ پہنچنے دے۔

مسئلہ۲۰۸: اگر ناخنوں پر پالش ہو جو پانی کو ناخنوں تک نہ پہنچنے دے تو اس کے ہوتے ہوئے وضو باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۹: وہ مصنوعی رنگ جسے عورتیں اپنے سر اور ابرو کے بالوں کو رنگ کرنے میں استعمال کرتی ہیں اگر صرف رنگ ہو اور اس کا کوئی وجود نہ ہو جو پانی کو بالوں تک نہ پہنچنے دے تو اس کے ساتھ وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۰: سیاہی کا اگر وجود ہو جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکے تو اس کے ساتھ وضو باطل ہے اس موضوع کی تشخیص مکلف کی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۲۱۱: گودنے کا نشان اگر صرف رنگ ہو اور ظاہراً جلد پر کوئی ایسی چیز نہ ہو جو پانی کو جلد تک نہ پہنچنے دے تو اس کے ساتھ وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۲: اعضائے وضو کے خشک ہو جانے کے بعد اگر ان پر صرف صابن کی سفیدی سی ظاہر ہو جس کا کوئی وجود نہ ہو تو وضو کو کوئی نقصان نہیں

دیتی مگر یہ کہ اس کا وجود ہو جو پانی کو جلد تک نہ پہنچنے دے۔

مسئلہ ۲۱۳: اگر جانتا ہو کہ اعضائے وضو کے ساتھ کوئی چیز لگی ہے لیکن شک کرے کہ وہ اپنے نیچے تک پانی پہنچنے کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں تو اس کا برطرف کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۱۴: اگر اعضائے وضو پر کسی رکاوٹ کا علم ہو اور وضو سے پہلے ہو پھر وضو کرے اور اس کے بعد شک کرے کہ پانی نیچے تک پہنچا ہے یا نہیں اگر یہ احتمال ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس کی طرف متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵: جب شک کرے کہ اعضائے وضوپر رکاوٹ ہے یا نہیں، پس اگر اس کے موجود ہونے کی کوئی عقلی وجہ ہو، مثلاً اس نے عمارت

سازی کا کوئی کام کیا ہو تو اس مانع کو ڈھونڈنا واجب ہے، یا اس پر اتنا مسح کرے کہ فرضاً اگر مانع موجود بھی ہو تو زائل ہونے کا اطمینان ہوجائے۔

۹۔ ترتیب:

مسئلہ۲۱۶: واجب ہے کہ وضو کو اس ترتیب کے ساتھ انجام دیا جائے جو کیفیت وضو کی بحث میں بیان ہو چکی ہے اگر اس ترتیب میں خلل ڈالے گا تو وضو باطل ہوجائے گا۔

۱۰۔ موالات:

مسئلہ۲۱۷: واجب ہے کہ وضو کو معمول کے مطابق پے در پے بجالائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا فاصلہ نہ ہو جائے کہ دوسرے عضو کو دھونے یا اس کا مسح کرنے سے پہلے پہلا عضو خشک ہو جائے۔

مسئلہ۲۱۸: وضو کرنے والے پر واجب ہے کہ

تمام افعال وضو خود انجام دے اگر کوئی دوسرا شخص اس کام میں اس کی مدد کرے، مثلاً اس کو وضو کروائے یا اس کے چہرے اور ہاتھوں پر پانی ڈالے یااس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۹: جو شخص بیماری یا کسی اور وجہ سے خود وضو نہ کرسکتا ہو، اس کے لئے جائز بلکہ واجب ہے کہ کسی کو نائب بنائے کہ وہ اسے وضو کروائے،یا وضو کرنے میں اس کی مدد کرے لیکن وضو کرنے والے پر واجب ہے کہ نیّت خود کرے اور اگر ممکن ہو تو مسح اپنے ہاتھ سے کرے اور اگر نہ کرسکتا ہو تو نائب اس کا ہاتھ پکڑے اور اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے لیکن اس سے بھی عاجز ہو تو نائب اس کے ہاتھ سے رطوبت لے کر اس سے اس کا مسح کرے اوراگر وضو کرنے والا شخص ہاتھ یا ہتھیلی سے

محروم ہو تو کلائیوں سے رطوبت لے کر مسح کرے اور اگر کلائی بھی نہ ہو تو چہرے سے رطوبت لے کر اس سے سراورپاؤں کا مسح کرے۔

۱۱۔ وضو کے لئے وقت کافی ہو:

مسئلہ۲۲۰: وقت اتنا تنگ ہو جائے کہ اگر وضو کرنا چاہے تو وقت کے اندر پوری نماز نہ پڑھ سکے گابلکہ نماز کا کچھ حصہ وقت سے باہر نکل جانے کے بعد پڑھنا پڑے گا تو اس صورت میں وضو ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا تیمم کرکے پوری نماز کو وقت کے اندر پڑھنا واجب ہوجاتا ہے ہاں اگر تیمم کے لئے بھی اتنے ہی وقت کی ضرورت ہو کہ جتنے وقت کی وضو کے لئے ہوتی ہے تو اس صورت میں وضوواجب ہے۔

ارتماسی وضو

ارتماسی وضو کا مطلب:

یہ ہے کہ وضو کی نیت سے چہرے اور ہاتھوں کو پانی میں ڈبو کرباہر نکال لیا جائے اسی کو ارتماسی وضو کہتے ہیں۔

ارتماسی وضو کے احکام :

مسئلہ ۲۲۱: ارتماسی وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونے کی رعایت کرنا شرط ہے۔

مسئلہ۲۲۲: ارتماسی وضو میں چہرے اور ہاتھوں کا پانی میں دو مرتبہ ڈبونا جائز ہے،پہلے واجب کی نیّت اور دوسری بار مستحب کی نیّت سے، اس سے زیادہ جائز نہیں ہے ہاں واجب ہے کہ ہاتھوں کو دھونے کا قصد ان کے پانی سے نکالتے وقت کرے

تاکہ اس طرح وضو کے پانی سے مسح ممکن ہو سکے۔

جبیرہ کا وضو

جبیرہ وضو کا مطلب:

وہ چیز جس سے زخم، پھوڑے یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھا جائے یا وہ دوا جو زخم کے اوپر لگائی جائے جبیرہ کہلاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۳: اگر جسم پر جبیرہ ہو تو وضو کرتے وقت جن اعضائکو دھونا ممکن ہو ان کو دھوئے اور جبیرہ کے اوپر تر ہاتھ پھیرے اس عمل کو جبیرہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۴: اگر اعضائے وضو یعنی چہرے اور ہاتھوں پر زخم ہو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اس کو دھونا واجب ہے۔ لیکن

اگر مضر ہو تو اس کے اطراف کو دھونا واجب ہے اور ساتھ ہی بنابر احتیاط واجب، ہاتھ کی تری سے مسح کرے بشرطیکہ وہ مضر نہ ہو۔

مسئلہ۲۲۵: اگر اعضائے وضو سراور ہاتھوں پر زخم اور شکستگی ہو اور ہاتھوں کی رطوبت سے اس پر مسح کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی ذمہ داری وضو کے بجائے تیمم ہے لیکن اگر ممکن ہو کہ اس پر کپڑا رکھے اور مسح کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تیمم کے ساتھ وضو کو بھی شامل کرے اور مذکورہ مسح بھی انجام دے۔

مسئلہ۲۲۶: اگر وضو کے مواضع پر دائمی زخم ہو جو رِستا رہتا ہوچاہے اس پر جبیرہ بھی کیوں نہ رکھ دے تو اس صورت میں واجب یہ ہے کہ ایسا جبیرہ اختیار کرے جس میں خون نہ رستا ہو جیسے نائلن، پلاسٹک وغیرہ۔

مبطلات وضو

مسئلہ ۲۲۷: وضو کو باطل کرنے والی چیزیں :

۱۔ پیشاب کا نکلنا۔

۲۔ پاخانے کا خارج ہونا ۔

۳ ۔ ریاح کا خارج ہونا ۔

۴۔ آنکھ، کان پر نیند کا غالب آنا۔

۵۔ ایسی چیز جس سے عقل زائل ہو جائے جیسے دیوانگی، بے ہوشی، مستی وغیرہ۔

۶۔ استحاضہ عورتو ں کے لئے۔

۷۔ ایسی چیز جو غسل کو واجب کردے، جیسے، جنابت، حیض اور میّت کو چھونا،ان امورکو مبطلات وضو کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸: نابالغ بچہ اگر ان میں سے کسی چیز میں مبتلا ہو جائے تو بالغ افراد کی طرح محدث کہلائے

گا۔

وضو کے احکام

مسئلہ۲۲۹: اگر کسی کو اپنے وضو کے باطل ہونے کا علم نہ ہو لیکن وضو سے فارغ ہو جانے کے بعد اس کو معلوم ہو جائے تو طہارت سے مشروط اعمال کے لئے اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے اور اگر اسی حالت میں نماز بھی پڑھی ہو تو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ۲۳۰: جو شخص وضو کے اعمال اور شرائط میں زیادہ شک کرتا ہو مثلاً پانی کے پاک یا غصبی ہونے کے بارے میں کثیرالشک ہو تو اسے اپنے شک پر دھیان نہیں دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۳۱:

وضو میں شک :

الف: اصل وضو کے بارے میں شک کہ وضو کیا ہے یا نہیں ۔

۞ اگر نماز سے پہلے ہو تو وضو کرنا واجب ہے۔

۞ نماز کے دوران ہو تو نماز باطل ہو جائے گی دوبارہ وضو کرنا اور نماز پڑھنا واجب ہے ۔

۞ نماز سے فارغ ہونے کے بعد شک کرے کہ وضوکے ساتھ پڑھی ہے یا نہیں،تو جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہوگی لیکن بعد والے اعمال کے لئے جن میں طہارت شرط ہے،جیسے، نماز وغیرہ تو اس میں وضو کرنا واجب ہو گا۔

ب:وضو کے صحیح ہونے میں شک، مثلاً شک کرے کہ جو وضو کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں تو

اس کو صحیح قرار دیا جائے گا اور باطل نہیں ہو گا۔

موجبات وضو

(یعنی وہ اعمال کہ جن کے لئے وضو کرنا واجب ہے)

مسئلہ ۲۳۲: درج ذیل چیزوں کے لئے وضو شرط ہے، یعنی بغیر وضو کے عمل باطل ہے۔

☆ تمام نمازوں کے لئے چاہے واجب ہوں یا مستحب (نماز میّت کو چھوڑ کر)۔

☆ نماز کے بھولے ہوئے اجزا کی قضا بجالانے کے لئے جیسے تشہّد اور سجدہ۔

☆ طواف واجب کے لئے۔

☆ قرآنِ کریم کی تحریر کو چھونے کے لئے۔

☆ اللہ کے مبارک ناموں اور اس کے خاص صفات کو چھونے کے لئے۔

☆ احتیا طاً انبیاء علیہم السلام اور ائمہ علیہم السلام کے اسماء کو چھونے کے لئے۔

☆ قرآن پڑھنے کے لئے۔

☆ با وضو رہنے کے لئے ۔

☆ عمل کی کراہت دور کرنے کے لئے شرط ہے

(جیسے وضو کرنا جنابت کی حالت میں کھانے پینے کی کراہت دور کرنے کے لئے)

مسئلہ ۲۳۳: نماز کی تمام واجب اور مستحب قسموں کی درستی کے لئے وضو شرط ہے اسی طرح اس کے بھولے ہوے اجزا کی قضا بجالانے کے لئے بھی، بنا بر ایں نماز بغیر وضو کے باطل ہے نماز میّت کو چھوڑ کر کیوں کہ اس میں وضو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۲۳۴: واجب طواف کے صحیح ہونے کے لئے وضو شرط ہے اگر وضو کے بغیر طواف کرے تو طواف باطل ہو جائے گا۔ واجب سے مراد وہ طواف ہے جو حج و عمرہ کے اعمال کا جز ہے چاہے مستحبی ہی کیوں نہ ہوں، رہ گیا طواف مستحب جو حج و عمرہ کا جز نہ ہو اس کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵: واجب نماز کے لئے عرفاً وقت داخل ہونے سے ذرا پہلے وضو کو واجب کی نیّت سے بجا لانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ۲۳۶: با وضو رہنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور شرعاً مطلوب ہے اور مستحبی وضو میں نماز جائز ہے۔

مسئلہ۲۳۷: انسان کے لئے مستحب ہے کہ ہر حالت میں با وضو رہے، خصوصاً مساجد اور مقامات

مقدسہ میں داخل ہونے کے وقت اور قرآن کی تلاوت کرتے وقت اور سونے کے وقت یا ا ن جیسے دوسرے مواقع پر۔

مسئلہ ۲۳۸: اگر صحیح وضو بجا لائے تو جب تک وہ وضو باطل نہ ہو جائے اس درمیان کوئی بھی ایسا عمل انجام دے سکتا ہے کہ جس کے لئے طہارت شرط ہے بنابر ایں ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ایک وضو سے جتنی نمازیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے جب تک وہ وضوباطل نہ ہوجائے۔

۱۔ قرآن کو مسّ کرنا:

مسئلہ ۲۳۹: قرآن کی تحریر کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے اور صرف مصحف شریف سے مخصوص نہیں ہے بلکہ قرآن کے تمام کلمات اور آیات کو شامل ہے، چاہے وہ مصحف میں ہوں یا کسی دوسری

کتاب میں کسی رسالے میں ہوں یا کسی لوح پر ہوں یا دیوار پر نقش کئے گئے ہوں۔

مسئلہ ۲۴۰: بدن کے تمام اعضاء جیسے چہرے اور ہونٹوں سے مسّ کرنے کا وہی حکم ہے جو ہاتھوں سے مسّ کرنے کا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ، انبیاء اور معصومین علیہم السلام کے اسماء کا مسّ کرنا:

مسئلہ ۲۴۱: ذات باری تعالیٰ کے اسماء اور اس سے مخصوص صفات کو بغیر وضو کے مسّ کرنا حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر انبیاء عظامؑ اور ائمہ معصومینؑ کے اسماء کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۲: لفظ جلا لہ (اللہ) کو بغیر وضو کے مس کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ مرکب اسماء جیسے عبداللہ و حبیب اللہ کا جز ہی کیوں نہ ہو ۔

مسئلہ ۲۴۳: ایران میں جمہوری اسلا می کے نعروں پر اگر عرفاً لفظ جلالہ کا اطلاق ہو تا ہو اور اس کو اسی طرح پڑھا جائے تو بغیر وضو کے اس کو چھونا حرام ہے اگر ایسا نہیں ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر وضو کے اس کو مسّ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۴: لفظ جلالہ (اللہ) کی ضمیر مثلاً "ھو" کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ جلالہ کا ہے لہٰذا ذات باری تعالیٰ کی طرف پلٹنے والی ضمیر وں کا مسّ کرنا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۵: لفظ جلالہ (اللہ) کی جگہ ہمزہ لکھ کر اس کے آگے تین نقطے(ا...) لکھ دینے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے اسی طرح الف اور تین نقطوں کو وضو کے بغیر چھو نے میں بھی کوئی اشکا ل نہیں ہے۔

مسئلہ۲۴۶: صرف اس احتمال کی بنا پر کہ کوئی شخص لفظ جلالہ (اللہ) کو بغیر وضو کے چھو لے گا اس کو لکھنے سے پرہیز کرنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

چند مسئلے:

قرآنی آیات باری تعالیٰ کے اسماء مبارکہ اور انبیاء کرام اور آئمہ معصومینؑ کے ناموں کو مس ّکرنے کے بارے میں:

مسئلہ ۲۴۷: ایسی پٹی کہ جس پر آیات قرآنیہ اور باری تعالیٰ کے اسماء مبارکہ منقوش ہو ں گلے میں ڈالنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن بغیر وضو کے بدن کو ان کے ساتھ مسّ کرنے سے پرہیز کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۲۴۸: جن برتنوں پر قرآنی آیات منقوش

ہوں یا آیت الکرسی یا اللہ تعالیٰ کے اسماء لکھے ہوں ان میں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن واجب ہے کہ کھانا کھاتے وقت باوضو ہو یا پھر کھانا چمچہ وغیرہ سے کھائے۔

مسئلہ ۲۴۹: جو لوگ کسی ذریعے سے اسم جلالہ یا قرآنی آیات اور معصومینؑ کے اسماء لکھتے ہیں ان کے لئے باطہارت ہونا شرط نہیں ہے مگر ان کے لئے ان کو بغیر طہارت کے چھونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۰: انگوٹھیوں پر نقش شدہ کلمات اگر وہ کلمات ہوں کہ جن کو چھونے کے لئے طہارت شرط ہے تو ان کو طہارت کے بغیر چھونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۱: قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ کی طباعت اور نشر واشاعت میں کوئی اشکال نہیں ہے

لیکن وہ جس کے ہاتھ لگیں اس پر واجب ہے کہ ان کے شرعی احکام کی رعایت کرے جیسے ان کی بے احترامی کرنے، ان کو نجس کرنے اور طہارت کے بغیر مسّ کرنے سے پرہیز کرے۔

مسئلہ ۲۵۲: ایسے رسالوں اور کتابوں سے کہ جن میں قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ لکھے ہوں، کھانا ڈھکنے ان کے اوپر بیٹھنے یا ان کو دسترخوان کے طور پر استعمال کرنے جیسا کام لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ عرف میں اسے اہانت اور توہین نہ سمجھا جاتا ہو ورنہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۳: قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ پر مشتمل چیزوں کو ندی، نہروں میں پھینکا جاسکتا ہے بشرطیکہ اسے عرف میں اہانت نہ سمجھا جاتا ہو۔

مسئلہ ۲۵۴: ایسے کاغذوں کو جلانے یا پھینک

دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جن پر آیات قرآنی اور مبارک اسماء دکھائی نہ دیتے ہوں چنانچہ ان کو ڈھونڈنا اور تلاش کرنا واجب نہیں ہے۔ لیکن ایسے اوراق کو جلانا یا پھینک دینا کہ جن پر لکھنا یا ان سے فائدہ اُٹھانا یا کاغذ کی پیٹیاں وغیرہ بنانے میں استفادہ کرنا ممکن ہو، فضول خرچی کے شبہ سے خارج نہیں ہے لہٰذاایسا کرنا خالی از اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۵: قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ مٹی میں دفن کرنے یا پانی میں ڈبو دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن ان کو جلانے میں اشکال ہے اور اگر ایسا کرنا بے احترامی ہو تو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ضرورت اسی امر کی متقاضی ہو اورقرآنی آیات اور اسماء مبارکہ کا کاٹ لینا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۶: قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ کے ٹکڑے کرنا اگر بے احترامی کہلاتا ہو تو جائز نہیں

ہے لیکن اگر بے احترامی نہ ہواور ٹکڑے کرنا لفظ جلالہ اور آیات قرآنیہ کے مٹ جانے کا باعث نہ ہو تو یہ چیز بغیر طہارت کے چھونے کے جواز کے لئے کافی نہیں ہے جیسا کہ ان کی تحریری شکل کو کو ئی حرف بڑھا کر یا گھٹا کر بدل دینا ان حروف سے کہ جن کو لفظ جلالہ یا آیات کی کتابت کے قصد سے لکھا گیا تھا ۔ یہ حکم زائل ہوجانے کے لئے کافی نہیں ہے، البتہ اگر صورت حرف کی تبدیلی حرف کے مٹائے جانے کی صورت میں ہو تو حکم کا زائل ہوجا نا بعید نہیں ہے، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر وضو اس کو چھونے سے پرہیز کرے۔

★★★★★

غسل

معنی غسل:

غسل کا مطلب یہ ہے کہ تمام بدن کو سر سے

پاؤں تک خاص شرائط اور کیفیت کے ساتھ دھونا ۔

غسل کی قسمیں

مسئلہ ۲۵۷: غسل کی قسمیں :

واجب :

عورتوں اور مردوں سے متعلق غسل کے مشترکہ مسائل:

- غسل جنابت۔
- غسل مسّ میّت۔
- غسل میّت۔

وہ غسل جس کو عہد، نذر یا قسم کے ذریعے خود پر واجب کیا جائے۔

عورتوں کے مخصوص غسل:

- غسل حیض۔
- غسل نفاس۔

۞ غسل استحاضہ۔

مستحب: جیسے غسل جمعہ

غسل کا طریقہ

مسئلہ۲۵۸: غسل دو طریقے سے ہوتا ہے:

۱۔ ترتیبی: اس کا مطلب ہے غسل کو درج ذیل ترتیب کے ساتھ بجا لانا، پہلے سر اور گردن کو دھوئے، پھربدن کے داہنے حصے کو دھوئے اورا آخر میں بدن کے بائیں حصے کو دھوئے۔

۲۔ ارتماسی: اس کا مطلب ہے پورے بدن کو یکبارگی اس طرح پانی میں ڈبوئے کہ بدن کے تمام حصوں تک پانی پہنچ جائے۔

مسئلہ۲۵۹: احتیاط واجب یہ ہے کہ تمام بالوں اور ان کے نیچے کی جلد کو بھی دھوئے، بنا بر ایں عورتوں کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ بالوں کو

دھونے کے ساتھ ان کے نیچے کی جلد تک بھی پانی پہنچائیں ۔

مسئلہ ۲۶۰: غسل کرتے وقت قبلہ رخ ہونا واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۶۱: غسل کی نیّت کرنے اور غسل شروع کرنے سے پہلے پیٹھ کو یا اعضائے بدن میں سے کسی اور عضو کو دھونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۲: بیان شدہ ترتیب کے برخلاف اگر غسل ترتیبی بجالائے تو اس کا غسل باطل ہوگا چاہے جان بوجھ کر ایسا کرے یا نادانی یا فراموشی کی بناپر ہو ۔

مسئلہ ۲۶۳: جو شخص غسل کرے اور غسل کے بعد اس کو پتہ چلے کہ اس کے بدن کے کسی حصّے تک پانی نہیں پہنچا ہے، اگر غسل ارتماسی

میں ایسا ہو تو واجب ہے کہ دوبارہ غسل کرے چاہے اس حصہ کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہواور اگر غسل ترتیبی میں ایسا ہو توایسی صورت میں:

۞ اگر اس حصہ کو نہ جانتا ہو تو نئے سرے سے غسل کرنا واجب ہے ۔

اور اگر اس حصہ کو جانتا ہو تو ایسی صورت میں:

۞ اگر وہ حصہ بائیں طرف ہو تو بائیں طرف کو دھوئے اور وہی کافی ہے۔

۞ اگر داہنی طرف ہو تو دائیں طرف کو دھوکر بائیں طرف کو بھی دھوئے۔

۞ اگر سر اور گردن میں ہو تو اس کو دھو کر پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف کو دھوئے۔

غسل جبیرہ

غسل جبیرہ کا حکم وہی ہے جو سابق میں بیان شدہ جبیرہ وضو کا ہے۔

غسل کے شرائط

مسئلہ ۲۶۴: وضو میں ذکر شدہ شرائط جیسے پانی کا پاک ہونا وغیرہ غسل کے شرائط بھی ہیں لیکن غسل میں اوپر سے نیچے کی طرف اور اعضاء کو دھونے میں موالات شرط نہیں ہے بلکہ نیچے سے اوپر کی طرف بھی دھو سکتا ہے اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ ایک عضو کو دھوکر کسی کام کے لئے جائے اور واپس آکر جہاں تک دھویا تھا اس کے بعد والے حصے کو دھوئے۔

مسئلہ ۲۶۵: ہر عضو کے دھونے میں واجب ہے کہ وہ دھوتے وقت پاک ہو البتہ غسل شروع

کرنے سے پہلے تمام بدن کا پاک کرنا واجب نہیں ہے بنا بر ایں ایک عضو کو دھونے سے پہلے اگر اس کو پاک کرلے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر عضو کو دھونے سے پہلے اسے پاک نہ کرے بلکہ ایک ہی بار میں پاک کرنے اور غسل کی نیت سے دھونے کا ارادہ کرلے تو غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۶۶: ایسی رکاوٹ کا دور کرنا واجب ہے جو پانی کو بدن تک نہ پہنچنے دے اور اگر اس کے دور ہوجانے کا اطمینان حاصل کئے بغیر غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

غسل کے احکام

مسئلہ ۲۶۷: غسل کے دوران حدث اصغر مثلاً پیشاب نکلنا غسل کے لئے مضر نہیں ہے اور اس پر دوبارہ سے غسل شروع کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس

کو مکمل کرے اور وہی صحیح ہے لیکن مذکورہ غسل اگر غسل جنابت ہو تو دوسرے غسلوں کی طرح وضو کے بدلے میں کافی نہیں ہو گا ان اعمال کو بجا لانے کے لئے جن میں طہارت شرط ہے وضو کرے جیسے، نماز ۔

مسئلہ ۲۶۸: جب کسی شخص کے ذمّے غسل واجبی یا مستحبی یا دونوں جمع ہوجائیں اگر سب کی نیّت کرلے تو ایک ہی غسل سب کے بدلے میں کافی ہے اور اگر ان میں سے ایک غسل جنابت بھی ہو اور صرف غسل جنابت کی نیّت کرے تو تمام غسلوں کے بدلے میں کافی ہے اگر چہ احتیاط مستحب ہے کہ سب کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۲۶۹: غسل جنابت کے علاوہ کوئی بھی غسل وضو کے بدلے میں کافی نہیں ہوتا ۔

مسئلہ ۲۷۰: غسل سے فارغ ہونے کے بعد یقین ہوجائے کہ غسل باطل ہو گیا ہے تو جو نماز اس باطل غسل سے پڑھی ہے اسے دوبارہ پڑھنا یا اس کی قضا بجالانا واجب ہے۔

غسل میں شک

مسئلہ ۲۷۱: اگر کسی کو شک ہو جائے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو بعد والے اعمال کے لئے کہ جن کے لئے طہارت شرط ہے غسل کرنا واجب ہے لیکن گذشتہ اعمال جیسے، نمازیں جو پڑھی جا چکی ہیں وہ صحیح کے حکم میں ہیں ۔

مسئلہ ۲۷۲: غسل سے فارغ ہوجانے کے بعد شک ہونا کہ جو غسل کیا ہے وہ صحیح تھا یا نہیں تو یہاں پر جو غسل کیا ہے اگر اس کے صحیح ہونے کا احتمال ہو اور غسل کرتے وقت جو چیزیں اس کی

صحت میں معتبر ہیں ان پر دھیان دیا ہو تو شک کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غسل کو صحیح قرار دے گا۔

غسل جنابت

جنابت کے اسباب :

مسئلہ ۲۷۳: جنابت کے اسباب دو ہیں :

۱۔ جماع، چاہے حلال ہو یا حرام، منی خارج ہو یا نہ ہو اور چاہے قُبل میں ہو یا دُبر میں۔

۲۔ منی کا نکلنا، چاہے بیداری میں ہو یا نیند میں اور چاہے عمداً ہو یا سہواً ہو۔

مسئلہ ۲۷۴: مرد سے خارج ہونے والی مشتبہ رطوبت اگر شہوت، بدن کی سستی اور اُچھلنے کے ساتھ ہو تو وہ منی کے حکم میں ہو گی لیکن اگر یہ تینوں علامتیں نہ ہوں یا ان میں سے کوئی ایک علامت نہ ہو یا شک ہو کہ وہ علامت موجود ہے یا

نہیں تو خارج ہونے والی رطوبت منی کے حکم میں نہیں ہوگی مگر یہ کہ اس کو یقین حاصل ہو جائے کہ وہ منی ہے۔

مسئلہ ۲۷۵: عورت کے اندر سے نکلنے والا ایسا مادہ جو بہنے والا ہو اور مشکوک ہو، اگر لذّت اور بدن کی سستی کے ساتھ نکلے تو وہ منی کے حکم میں ہو گا لیکن اگر وہ اس مرحلے تک پہنچنے میں شک کرے یا شک کرے کہ بہنے والا تھا یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۲۷۶: مرد کی منی، اگر عورت کے رحم میں بغیر ہمبستری کے منتقل ہوجائے تو اس سے وہ مُجنِب نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۲۷۷: دخول چاہے حشفہ کے بقدر ہو اس سے مرد و عورت دونوں پر غسل واجب ہوجاتا ہے

چاہے دونوں کی منی نہ نکلے اور عورت کو لذّت بھی حاصل نہ ہو۔

مسئلہ۲۷۸: عورت اگر جماع کے فوراً بعد غسل کرلے اور مرد کی منی اس کے رحم کے اندر رہ جائے اور غسل کے بعد باہر آجائے تو اس کا غسل صحیح ہو گا، منی جو خارج ہوگی وہ نجس ہے اورعورت پر دوبارہ غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۲۷۹: آلات کے ذریعے جوعورت کا اندرونی معائنہ کیا جاتا ہے جب تک اس سے منی نہ نکلے اس پر غسل واجب نہیں ہو تا ہے ۔

جو چیزیں مُجنِب پر حرام ہیں

مسئلہ۲۸۰: وہ اعمال جو مُجنِب پر حرام ہیں :

۞ قرآن کی آیات اور باری تعالیٰ کے خاص اسماء کو چھونا اور احتیاط واجب کی بناپر انبیاء اور ائمہ

معصومین علیہم السلام کے اسماء بھی اسی حکم میں شامل ہیں ۔

۞ مسجد الحرام اور مسجد نبیؐ میں داخل ہونا چاہے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل جائے۔

۞ مذکورہ دو مسجدوں کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ٹھہرنا بلکہ ان میں داخل ہونا اگر ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکلنا نہ ہو ۔

۞ مسجدوں میں کوئی چیز رکھنا ۔

۞ صرف واجب سجدے والی آیتوں کو پڑھنا لیکن ان سورتوں کی دیگر آیات یا دیگر سورتوں کی آیتوں کو پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۱: مُجنِب کا حرم ائمہ معصومین علیہم السلام میں بنا بر احتیاط داخل ہونا جائز نہیں ہے

اولادآئمہ کے حرم میں داخل ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۲: خانقاہوں اور امام باڑوں پر مسجد کا حکم نافذ نہیں ہو تا۔

آیات سجدہ جن کی تلاوت مُجنِب پر حرام ہے وہ آیات ہیں جن کو پڑھنے اور سننے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں :

۱۔ سورۂ سجدہ۔ (۳۲) آیت ۱۵

۲۔ سورہ ٔ فصّلت (۴۱) آیت۳۷

۳۔ سورۂ نجم (۵۳) آیت ۶۲

۴۔ سورۂ علق (۹۶) آیت ۱۹

غسل جنابت کے احکام:

مسئلہ ۲۸۳: شرعی احکام کی انجام دہی میں شرم و حیا کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ترک واجب جیسے

غسل جنابت کے لئے شرم، عذر شرعی نہیں ہے، بہر حال اگر کسی شخص کے لئے جنابت کا غسل کرنا ممکن نہ ہو تو نماز روزے کی بجا آوری کے لئے اس کا شرعی وظیفہ غسل کے بدلے تیمم کرنا ہے۔

مسئلہ ۲۸۴: جو شخص غسل کرنے سے معذور ہو جائے مثلاً کوئی جانتا ہو کہ اگر بیوی سے مقاربت کرکے مُجنِب بھی ہو جائے گا اور اس کے پاس غسل کرنے کے لئے پانی نہیں ہے، یا غسل اور نماز دونوں کے لئے وقت میں گنجائش نہیں ہے پھر بھی اس کے لئے بیوی کے ساتھ مقاربت کرنا جائز ہے بشر طیکہ وہ تیمم کرنے پر قادر ہو پس اگر وہ مُجنِب ہوجائے اور طہارت سے مشروط اعمال بجا لانے کے لئے غسل کرنے سے معذور ہو تو اس کے لئے غسل کے بدلے تیمم کر کے مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن کی کتابت کو چھونے اور طہارت سے

مشروط تمام اعمال بجالانے میں کوئی اشکال نہیں ہے ہاں اگر اس کا عذر صرف وقت کی تنگی ہو تو صرف وہی عمل بجا لاسکتا ہے جس کے لئے اس نے تیمم کیا ہے۔

مسئلہ ۲۸۵: جو شخص منی نکلنے کے سبب مُجنِب ہو جائے اور غسل کرے پھر غسل کے بعد اس سے ایسی رطوبت خارج ہو جس میں شک ہو کہ وہ منی ہے یا کچھ اور، پس اگر اس نے خروج منی کے بعد پیشاب کیا ہو اور اس کے بعد استبراء نہ کیا ہو تو مذکورہ رطوبت منی کے حکم میں ہو گی اور اس پر پھر سے غسل واجب ہو گا۔

مسئلہ ۲۸۶: اگر کوئی شخص اپنے کپڑوں پر تری دیکھے اور نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا نہیں، تو جب تک منی نکلنے کا یقین نہ ہو جائے اس پر غسل واجب نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۲۸۷: جس نے غسل جنابت کیا ہو شریعت میں اس کے لئے وضو نہیں ہے، چنانچہ جن اعمال کے لئے وضو واجب ہوتا ہے انھیں اسی غسل سے بجا لائے۔

مسئلہ ۲۸۸: غسل کے بعد اگر حدث اصغر کے صادر ہونے میں شک ہو جائے تو نماز وغیرہ کے لئے اس پر وضو واجب نہیں ہے لیکن اگر احتیاط کرنا چاہتا ہو کہ وضو کے ساتھ بجا لائے تو کوئی مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۹: نماز کا وقت تنگ ہونے کے باوجود اگر کوئی غسل جنابت کرے تو اگر اس نے غسل خاص طور پر اس نماز کے لئے نہیں بلکہ حدث رفع کرنے کی نیّت سے کیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے، چاہے غسل کے بعد پتہ چلے کہ نماز کا وقت نکل چکا تھا۔

عورتوں سے مخصوص غسل

ا۔ حیض:

خون حیض کی تعریف:

مسئلہ ۲۹۰: لڑکی ۹ رسال قمری پورے ہونے سے پہلے جو خون دیکھتی ہے وہ حیض نہیں کہلاتا چاہے اس کے اندر حیض کے صفات ہی موجود کیوں نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۹۱: خون کا دھبہ جسے عورت پاک ہوجانے کا اطمینان ہوجانے کے بعد دیکھتی ہے اگر وہ خون نہ ہو تو حیض کے حکم میں نہیں ہو گا۔ لیکن اگر خون ہو تو اگروہ زرد رنگ کا ہو اور دس دن سے زیادہ نہ گزرے ہوں تو اس پر حیض کا حکم نافذ ہو گا اور موضوع کی تشخیص عورت کے ذمّے ہے۔

مسئلہ ۲۹۲: جو عورتیں مانع حمل دوائیں

استعمال کرتی ہیں جب عادت کے دنوں میں اور اس کے علاوہ تھوڑا سا خون دیکھیں اگر اس خون میں حیض کے شرعی شرائط نہ ہوں تو وہ حیض کے حکم میں نہیں ہیں بلکہ ان پر استحاضہ کا حکم لگے گا۔

مسئلہ ۲۹۳: وہ عورت جس کی عادت معین ہو مثلاً سات دن، اس کے بعد ایسا ہو کہ وہ ہر بار بارہ بارہ دن خون دیکھتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے رحم کے اندر مانع حمل ٹیوب رکھوائی ہے تو جو عادت کے دنوں کا خون ہے وہ حیض اور جو اس سے زیادہ دنوں کا ہے وہ استحاضہ کہلائے گا۔

مسئلہ ۲۹۴: حمل کے دوران عورت جو خون دیکھتی ہے اگر اس کے اندر حیض کے صفات اور شرائط موجود ہوں یا وہ خون عادت کے دنوں میں ہو اور تین دن تک مسلسل آتا رہے چاہے اندر ہی اندر ہو تو وہ حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے۔

حیض کے احکام:

مسئلہ۲۹۵: مجنب پر جو چیزیں حرام ہیں وہی حائض پر بھی حرام ہیں ۔

مسئلہ۲۹۶: حیض والی عورت اگر اس چھوٹی سی دیوار پر بیٹھتی ہے جو مسجد الحرام اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کی جگہ کے درمیان ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں، مگر یہ یقین ہو جائے کہ وہ مسجد کا جزء ہے (اس دیوار کی اُونچائی آدھا میٹر اور چوڑائی ایک میٹر ہے)

مسئلہ۲۹۷: عورت اگر حیض کی حالت میں مجنب ہو یا اس کو حیض آجائے اور وہ مجنب ہو تو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ حیض کا غسل کرنے کے ساتھ غسل جنابت بھی بجا لائے لیکن مقام عمل میں اس کے لئے غسل جنابت

ہی کافی ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں غسلوں کی ایک ساتھ نیّت کرے ۔

مسئلہ ۲۹۸: اگر حیض والی عورت غسل جنابت کرے تو اس کا غسل صحیح ہونا مشکل ہے ۔

مسئلہ ۲۹۹: نذر معین پوری کرنے کے لئے جس عورت نے روزہ رکھا ہو اگر ا س کو اچانک حیض آجائے اور وہ روزے سے ہو تو روزہ باطل ہو جائے گا چاہے روزے والے دن کے کسی ایک حصّے میں ہو اور حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر اس کی قضا واجب ہے۔

۲۔ استحاضہ:

مسئلہ ۳۰۰: عورت کو سنّ یأس کے بعد اگر خون آجائے تو وہ استحاضہ کے حکم میں ہے، بنا بر ایں وہ عورت جس کا باپ ہاشمی نہیں ہے، چاہے

اس کی ماں ہاشمی ہو اگر پچاس سال کے بعد خون دیکھے تو وہ استحاضہ کے حکم میں آئے گا۔

۳۔ نفاس (خون ولادت):

مسئلہ۳۰۱: وہ عورت جو اپنا بچہ گرواتی ہے، تو بچہ گرنے کے بعد جو خون دیکھتی ہے چاہے وہ بچہ علقہ یعنی لوتھڑے کی شکل میں ہی ہو وہ خون نفاس کے حکم کے تحت آئے گا۔

مسئلہ۳۰۲: جو اعمال حیض والی عورت پر حرام ہیں وہی نفاس والی عورت پر بھی حرام ہیں۔

احکام اموات

غسل مسّ میّت:

مسئلہ۳۰۳: مکلف اگر میّت کے بدن کو بالکل ٹھنڈا ہو جانے کے بعد اورتینوں غسل مکمل ہونے سے پہلے مسّ کرے یا اپنے ہاتھ پاؤں، چہرے اور

دوسرے اعضاء کو میّت کے بدن کے کسی حصّے کے ساتھ مسّ کرے تو نماز اور طہارت سے مشروط دوسرے تمام اعمال کے لئے اس پر غسل واجب ہو گا اور اسی غسل کو غسل مسّ میّت کہتے ہیں ۔

مسئلہ ۳۰۴: میّت کے بدن سے الگ کئے گئے عضو کا بھی وہی حکم ہے جو میّت کے جسم کا ہے پس اگر ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کو مس ّ کرے تو مسّ کرنے کی وجہ سے غسل واجب ہو جائے گا ۔

مسئلہ ۳۰۵: زندہ انسان کے بدن سے جدا شدہ ٹکڑے کو مسّ کرنے سے غسل واجب نہیں ہو تا ۔

مسئلہ ۳۰۶: وہ موارد کہ جن میں اگر میّت کے بدن کو چھوا جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا :

ا۔ اس شہید کے بدن کو مسّ کرنے سے جو آتش

جنگ شعلہ ور ہونے کے دوران میدان جنگ میں شہید ہوا ہو ۔

۲۔ اس میّت کو چھونے سے جس کا بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو ۔

۳۔ اس میّت کے بدن کو چھونے سے جس کو تینوں غسل دیئے جا چکے ہوں ۔

مسئلہ ۳۰۷: اگر شک ہو کہ میّت کو غسل دیا گیا ہے یا نہیں تو ٹھنڈا ہوجانے کے بعد میت کو چھونے سے غسل واجب ہو جائے گا اور غسل مسّ میّت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہو گی لیکن اگر غسل دیا جانا معلوم ہو جائے تو بدن کو یا بدن کے بعض اجزاء کو اس کے ساتھ مسّ کرنے سے غسل واجب نہیں ہو گا چاہے غسل کے صحیح ہونے میں شک ہی کیوں نہ ہو ۔

مسئلہ ۳۰۸: جو شخص غسل مسّ میّت کرے اس پر نماز وغیرہ کے لئے وضو کرنا بھی واجب ہو گا اور یہ غسل بر خلا ف غسل جنابت کے وضو کے بدلے میں کافی نہیں ہو گا ۔

مختصراحکام :

مسئلہ۳۰۹: بہتر یہ ہے کہ احتضار اور نزع کے وقت چت لٹا کر اس کا رخ قبلہ کی طرف کیا جائے اور وہ اس طرح کہ اس کے پاؤں کے تلووں کو قبلہ کی طرف ہوں فقہاء کی ایک بڑی تعداد نے قادر ہونے کی صورت میں اس چیز کو خود مرنے والے پر اور دوسروں پر بھی واجب قرار دیا ہے لہٰذااحتیاط یہ ہے کہ اس کام کو ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۳۱۰:

موت کے بعد کے واجبات:

۱۔ غسل دینا

۲۔ حنوط کرنا

۳۔ کفن دینا

۴۔ نماز جنازہ پڑھنا

۵۔ دفن کرنا

مسئلہ ۳۱۱: اسلام کی نظر میں مسلمان کی میّت کا بھی اتنا ہی احترام ہے جتنا زندہ کا ہے لہٰذا شریعت مقدسہ میں واجب ہے کہ درج ذیل افعال کے ساتھ میّت کی تکریم کی جائے (غسل تکفین، اور تدفین وغیرہ) یہ چیز تمام مکلفین پر واجب ہے اور یہ حکم سب کو دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۳۱۲: مسلمان کی میّت کو غسل دینا کفن

پہنانا اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے دفن کرنا تمام مسلمانوں پر واجب کفائی ہے یعنی ایسا کرنا ہر مکلف پر واجب ہے لیکن اگر کچھ لوگ اس کام کو انجام دیں تو دوسروں پر سے ساقط ہو جائے گا لیکن اگر کوئی بھی ان اعمال کو انجام نہ دے تو سب کے سب گنہگا ر ہوں گے ۔

مسئلہ ۳۱۳: میّت کی تغسیل، تکفین و تدفین اور اس پر نماز پڑھنے کے لئے اس کے ولی سے اجازت لینا ضروری ہے ولی سے مراد اس کے والدین، اولاد اور دوسرے رشتہ دار ہیں، اس ترتیب کے ساتھ جو میراث کے طبقات میں مذکور ہے،ہاں، شوہر اپنی بیوی کے سلسلے میں دوسروں پر اولویت رکھتا ہے ۔

مسئلہ ۳۱۴: اگر معلوم ہو جائے کہ تغسیل، تکفین، تدفین یا میّت پر پڑھی گئی نماز باطل تھی تو

اس کو دوبارہ بجا لانا واجب ہے لیکن اگر اس کے باطل ہونے کا گمان ہو یا شک ہو کہ نماز بجا لایا ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں دوسری مرتبہ اس کو بجا لانا واجب نہیں ہے۔

غسل میّت:

مسئلہ۳۱۵: میّت کو تین غسل دینا واجب ہیں:

۱۔ بیری کے پانی کے ساتھ یعنی پانی میں تھوڑی سی بیری کی پتیاں ملائے۔

۲۔ کافور کے پانی کے ساتھ یعنی پانی میں تھوڑا سا کافور ملائے۔

۳۔ خالص پانی کے ساتھ۔

مسئلہ۳۱۶: غسل دینے والے کے شرائط :

۱ ۔ مسلمان اور شیعہ اثنا عشری ہو۔

۲۔ بالغ ہو ۔

۳۔ عاقل ہو ۔

۴۔ غسل کے احکام سے واقف ہو ۔

۵۔ میّت اور غسل دینے والے میں مذکر مؤنث کے اعتبار سے مماثلت ہو۔

مسئلہ ۳۱۷: شوہر اپنی بیوی کی میّت کو اور بیوی اپنے شوہر کی میّت کو غسل دے سکتے ہیں ۔

مسئلہ ۳۱۸: میّت کو غسل دینے میں دوسری عبادتوں کی طرح نیّت کرنا واجب ہے اس کا مطلب یہ کہ غسل کو خدا کا حکم بجالانے کی نیّت سے انجام دے۔

مسئلہ ۳۱۹: میّت کو غسل دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ :

۱۔ مسلمان ہو چاہے مرد ہو یا عورت ۔

۲۔ مسلمان کی اولاد ہو ۔

۳۔ مسلمان بچہ سقط ہوا ہو اور چار مہینے کا ہو چکا ہو پس اگر چار ماہ سے کم ہو تو اس کو غسل دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۰: اگر میّت کا بدن یا اس کا کوئی عضو نجس ہو تو پہلے نجس جگہ کو پاک کرے اس کے بعد غسل دے بنا برایں اگر میّت کے ناک سے خون آرہا ہو تو امکان کی صورت میں اس کو غسل دینے سے پہلے پاک کرنا ضروری ہے اور اگر خود سے خون کے رک جانے کا انتظار کرنا ممکن ہو یا طبّی وسائل سے روکنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۲۱: میّت کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنا حرام ہے غسل دینے والا اگر غسل دیتے وقت میّت کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالتا ہے تو گنہگار ہو گا لیکن اس کا غسل باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۳۲۲: اگر پانی نہ ہو یا پانی استعمال کرنے میں رکاوٹ ہو تو واجب ہے کہ ہر غسل کے بدلے میں تیمم کروائے۔

حنوط:

مسئلہ ۳۲۳: میّت کو غسل دینے کے بعد اس کو حنوط کرانا واجب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سات اعضائے سجدہ پر کافور ملے، پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے، کافور کو اس طرح ملنا شرط ہے کہ ملنے کے بعد اعضائے میّت پر اس کا اثر دکھائی دے۔

مسئلہ ۳۲۴: شرط ہے کہ کافور تازہ ہو تاکہ میّت کو معطّر کردے اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو چلی گئی ہو تو اس سے حنوط کرنا کافی نہیں ہے۔

مسئلہ۳۲۵: اگر کوئی حالت احرام میں مرجائے تو اس کو حنوط دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

تکفین:

مسئلہ۳۲۶: میّت کو تین کپڑے کے ٹکڑوں میں کفن دینا واجب ہے :

ا۔ لنگ: جو ناف سے گھٹنے تک چھپائے۔

ب۔ قمیص : جو کندھوں سے لیکر پنڈلی کے نصف تک آگے اور پیچھے سے چھپائے۔

ج۔ چادر: جو سر کے اوپر سے لیکر پاؤں کے نیچے تک پورے بدن کو چھپائے اور اس طرح کہ ایک طرف سے لاکر دوسری طرف کے اوپر رکھا جاسکے تا کہ میّت کا پورا بدن لمبائی چوڑائی میں اس میں لپٹ جائے۔

مسئلہ۳۲۷: کفن اگر نجس ہو جائے تو اس کو

پاک کرنا واجب ہے چاہے نجاست میّت کے بدن سے نکلے یا باہر سے آئے یا نجس جگہ کو قینچی سے اس طرح کاٹ دے کہ وہ کفن کیلئے معیوب اور نقصان دہ نہ ہو بنائے بنا بر ایں اگر میّت کا کفن غسل دینے کے بعد میّت کے خون سے آلودہ ہو کر نجس ہو جائے تو اگر کفن کے اس حصّے کو جو خون آلود ہے دھونا یا کاٹنا یا تبدیل کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے اور اگر یہ سب ممکن نہ ہو تو میّت کو اسی حالت میں دفن کر دینا جائز ہے۔

مسئلہ۳۲۸: اگر انسان اپنے لئے کفن خریدے اور واجب اور مستحبی نمازوں کے اوقات میں اسے مصلیٰ بنا کر اس پر نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کے موقع پر اسے فرش کی جگہ بچھا کر اس پر بیٹھ کر تلاوت کرے پھر جب مرے تو اسے اپنا کفن بنالے تو ایسا کرنا بلا اشکال جائز ہے جیسا کہ کفن خرید کر

اس پر قرآنی آیات لکھ کر رکھنا اور صرف کفن کے طور پر اس سے استفادہ کرنا بھی اس کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۳۲۹: اگر انسان نے کفن اپنے لئے خریدا ہو اور اسے اپنے والد یا اپنی والدہ کو دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نماز میّت:

مسئلہ ۳۳۰: غسل، کفن، اور حنوط کے بعد مسلمان کی میّت پر نماز پڑھنا واجب ہے۔

ایسے بچے کی میّت پر جس کے چھ سال پورے ہو گئے ہوں اور کم سے کم اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو اس کا حکم نماز کے واجب ہونے میں بالغ کا حکم ہے ۔(اس پر نماز پڑھنا واجب ہے)

مسئلہ۳۳۱: نماز میّت میں نیّت اور پانچ تکبیریں ہوتی ہیں جن کے درمیان میں صلوات اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں لہذا اگر نماز میّت کو درج ذیل ترتیب کے ساتھ بجالائے تو کافی ہے۔

ا۔ پہلی تکبیر کے بعد کہے: (اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ الله)

ب۔ دوسری تکبیر کے بعد کہے: (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد)

ج۔ تیسری تکبیر کے بعد کہے:۔ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤمِنِيْنَ وَالْمُؤمِنَات)

د۔ چوتھی تکبیر کے بعد کہے:۔ (اگر مرد ہو تو) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّت

(اگر عورت ہو تو) يالِهٰذِهِ الْمَيِّت

ہ۔ اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے اور نماز کو تمام

کرے ۔

نماز میّت کے کچھ مفصّل طویل طریقے بھی ہیں جو کتُب ادعیہ میں مذکور ہیں مراجعہ فرمائیں۔

مسئلہ۳۳۲: نماز میّت پڑھنے والے پر واجب ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو میّت کو اپنے سامنے چت لٹائے اس کا سر نماز پڑھنے والے کے داہنی طرف اور پاؤں بائیں طرف ہو۔

مسئلہ۳۳۳: شرط ہے کہ میّت اور نماز گزار کے درمیان حائل یعنی دیوار یا پردہ وغیرہ نہ ہو لیکن اگر میّت تابوت کے اندر ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

مسئلہ۳۳۴: میّت پر نماز پڑھنے کے لئے لباس اور بدن کی طہارت، با وضو ہونا اور لباس وغیرہ کا مباح ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۵:   اگر جان بوجھ کر میّت کو نماز کے بغیر دفن کر دیا جائے یا بھولے سے یا کسی عذر کی بنا پر ایسا ہو یا دفن کرنے کے بعد پتہ چلے کہ نماز باطل تھی تو اس کا بدن قبر کے اندر بکھرنے سے پہلے قبر کے اُوپر کھڑے ہو کر اس پر نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۳۶:   میّت کے اوپر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے جو شرائط نماز جماعت اور امام جماعت اور دیگر نمازوں میں معتبر ہیں وہ اس میں معتبر نہیں ہیں اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان شرائط کی رعایت کی جائے ۔

دفن کرنا :

مسئلہ ۳۳۷:   گذشتہ اعمال یعنی غسل، حنوط، کفن اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد میّت کو زمین

میں اس طرح دفن کرنا واجب ہے کہ وہ زمین کے اندر چھپ جائے اورواجب ہے کہ قبر ایسی ہو کہ بدبو نہ پھیلے اور بدن درندوں سے محفوظ رہے۔

مسئلہ ۳۳۸: واجب ہے کہ میّت کو قبر میں دائیں پہلو کے بل لٹا یا جائے تا کہ اس کا چہرہ شکم اور سینہ قبلے کی طرف ہو ں ۔

دفن سے متعلق بعض امور:

مسئلہ ۳۳۹: مسلمان میّت کی ہڈی جس کو غسل دیا گیا ہو نجس نہیں ہے لیکن اسے زمین میں دفن کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۴۰: مسلمان کے بدن کی ہڈیوں کے ڈھانچے کو فوراً دفن کرنا واجب ہے اوراس کو میو زیم میں رکھنا کہ دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہو، جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۳۴۱: مسلمانوں کی قبروں کو چند منزلہ بنانا جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنا مسلمان کی بے احترامی یا قبر کھودے جانے کا موجب نہ بنے۔

مسئلہ ۳۴۲: اگر کوئی کنویں میں گرے اور اسی میں مرجائے اور اس کے بدن کو اس میں سے نکالنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ بدن کو وہیں چھوڑدیا جائے اور اسی کنویں کو اس کی قبر بنادیا جائے اور اگر کنواں کسی ایک کی ملکیت نہ ہو یا اگر ہو تو مالک اس کو بند کردینے پر راضی ہو جائے تو اس کو بند کرنا اور غیر مستعمل کردینا کافی ہے۔

مسئلہ ۳۴۳: دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے لیکن اس کے بعد با قصد رجاء پانی چھڑکنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

قبر کھودنے کے احکام :

مسئلہ ۳۴۴: مسلمان میّت کی قبر کھودنا جائز نہیں ہے خصوصاً اگر شرعی احکام اور اصولوں کے مطابق اس کودفن کیا گیا ہو جیسا کہ مسلمانوں کی قبروں کو منہدم کرنا اور انہیں کھودنا جائز نہیں ہے، چاہے یہ کام گلیوں کو کشادہ کرنے کے لئے ہی کیوں نہ ہو اور اگر کہیں قبر کھد جائے اور مسلمان میّت کا بدن ظاہر ہوجائے یا اس کی ہڈیاں بوسیدہ نہ ہوئی ہوں تو اس کو پھر سے دفن کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۳۴۵: اگر قبر کے اندر کی چیزوں جیسے میّت کے بدن اور اس کی ہڈیوں کی تصویریں ٹیلیویژن کے لئے لینا قبر کھودے بغیر یا کھولے بغیر یا جنازے کو باہر نکالے بغیر ممکن ہو تو، اس کام کو قبر کھودنا نہیں کہا جائے گا ۔

مسئلہ ۳۴۶: میّت کی ہڈیاں اگر خاک میں تبدیل ہو جائیں تو دوسری میّت کو دفن کرنے کے لئے قبر کھودنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۷: وہ موارد کہ جن میں قبر کھودنا جائز نہیں ہے ان میں مرجع تقلید سے اجازت لینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

شہید کے احکام:

مسئلہ ۳۴۸: شہید کی میّت سے غسل اور کفن ساقط ہے۔ (اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے)

مسئلہ ۳۴۹: شہید سے مراد وہ شخص ہے جو جنگ کے میدان میں قتل ہو بنا بر ایں اگر سرحدی علاقے فرقۂ حقّہ اور باغی گروہ کے درمیان جنگ کا میدان کہلاتے ہوں تو فرقۂ حقّہ کے جو اشخاص ان علاقوں میں قتل کر دیئے جاتے ہیں ان کا حکم شہید

کا ہے لیکن جو شخص میدان جنگ کے علاوہ قتل ہو اگر چہ اس کے لئے شہید کا ہی اجرو ثواب ہے لیکن شہید کے خاص احکام اس کے حق میں جاری نہیں ہوں گے جیسے وہ اشخاص جو دنیا بھر میں کہیں بھی احکام اسلامی کے نفاذ کی خاطر یامظاہروں میں مارے جاتے ہیں۔

معدوم کے احکام:

مسئلہ۳۵۰: وہ مسلمان جس کو پھانسی یا موت کی سزا دی گئی ہو، اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے مسلمانوں کا ہے اس پر وہ تمام اسلامی احکام و اصول جاری ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کی میّت پر جاری ہو تے ہیں۔

احکام اموات سے متعلق بعض امور:

مسئلہ۳۵۱: میّت کے لئے مماثلت (یعنی مرد

مرد کو اور عورت عورت کو غسل دے)کی شرط صرف غسل سے مخصوص ہے، اگر مماثل کے ذریعے میّت کو غسل دلوانا ممکن ہو تو غیر مماثل کے لئے اس کو غسل دینا جائز نہیں ہے بلکہ اس کا غسل باطل ہو گا۔ (یعنی میاں، بیوی کے علاوہ مرد کو مرد اور عورت کو عورت ہی غسل دے) رہ گیا کفن پہنانا اور دفن کرنا تو ان میں مماثلت شرط نہیں ہے ۔ ۔

مسئلہ ۳۵۲: میّت کی تجہیز کے لئے لازمی امور جیسے تغسیل و تکفین اور تدفین اگر معمول کے مطابق ہو تو بچے کے ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اگر وارثوں کے درمیان چھوٹے بھی موجود ہوں تو بھی کوئی ممانعت نہیں ہے لہٰذا میّت کے گھر میں اس کو غسل و کفن دینے میں چاہے میّت کا کوئی وصی نہ ہو یا اس کے بچے چھوٹے ہوں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۳: عورتیں جنازے کی تشییع اور اس کو کاندھا دینے میں شرکت کرسکتی ہیں۔

تیمم

موجبات تیمم :

مسئلہ ۳۵۴: وہ موارد جن میں وضو یا غسل کے بدلے تیمم واجب ہوتا ہے:

۱۔ پانی کے حصول پر قادر نہ ہو یا پانی موجود نہ ہو یا پانی تک رسائی ممکن نہ ہو مثلاً پانی کنویں میں موجو د ہو لیکن انسان کے پاس پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو ۔

۲۔ پانی استعمال کرنے سے ضرر ہو تا ہو ۔

۳۔ پانی موجود ہو لیکن انسان پیاسا ہو اور نہ پینے کی صورت میں موت واقع ہوجانے کا خطرہ ہو تو وضو یا غسل کی جگہ تیمّم اختیار کرے گا۔

۴۔ جو پانی موجود ہو اس کو بدن یا لباس کی تطہیر میں خرچ کرنا ہو تا کہ نماز پڑھ سکے اور اس کے پاس دوسراپانی نہ ہو ۔

۵۔ پانی یا برتن کا استعمال حرام ہو مثلاً غصبی ہو۔

۶۔ نماز کا وقت اتنا تنگ ہوکہ اگر وضو یا غسل کرے تو تمام نماز یا اس کے کچھ حصے کا وقت کے باہر واقع ہونے کا اندیشہ ہو ۔

مسئلہ۳۵۵: اگر غسل میں انسان کے لئے ضرر یا حرج ہو تو وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرے اگر ایسی حالت میں وضو یا غسل کرے تو باطل ہو گا ۔

مسئلہ۳۵۶: جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ وضو یا غسل اس کو نقصان دے گا، (مثلاً وہ مریض ہو جائے گا) تو تیمم کرکے نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں اور

اس کی نماز صحیح ہے لیکن تیمم سے نماز پڑھنے سے پہلے اگر معلوم ہوجائے کہ ضرر نہیں ہے تو تیمم باطل ہو جائے گا اور اس کو پانی سے وضو یا غسل کر کے نماز پڑھناچاہیئے، لیکن نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ نقصان نہیں تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وضو یا غسل کرکے نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۵۷: صرف مشقت کا ہونا یا آدھی رات کے وقت جوان کا غسل کرنا لوگوں کی نظر میں معیوب ہو نا عذر شرعی شمار نہیں ہوتا بلکہ انسان پر واجب ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو غسل کرے جب تک کہ غسل کرنے میں اس کے لئے حرج یا ضرر نہ ہو البتہ اگر ضرر یا حرج ہو تو ایسی صورت میں اس پر تیمم واجب ہے۔

مسئلہ ۳۵۸: اگر مکلف مجنب ہو اور اس کا لباس یا بدن نجس ہو جائے اور وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو

کہ بدن یا لباس کو پاک کرے یا تبدیل کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکے اور سردی وغیرہ کی وجہ سے برہنہ ہو کر بھی نمازنہ پڑھ سکے تو اس پر واجب ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور نجس لباس اور بدن میں نماز پڑھے یہی کافی ہے اور اس پر قضا واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۳۵۹: اگر وقت تنگ ہو اور ڈرہو کہ پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ، غسل کرنے کی صورت میں وقت کے باہر واقع ہو گا تو واجب ہے کہ تیمم کرے اور نماز کو وقت کے اندر پڑھے۔

مسئلہ۳۶۰: اگر نیند کی حالت میں انسان سے رطوبت خارج ہو مگر جاگنے کے بعد اسے کچھ بھی یاد نہ رہے تا ہم اس کے کپڑوں میں رطوبت پائی جاتی ہو پس اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ احتلام کے نتیجے میں مجنب ہو گیا ہے اور اس پر غسل واجب ہو چکا

ہے، اب اگر غسل اور نماز دونوں کے لئے وقت نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ بدن کو پاک کرنے کے بعد تیمم کرکے نماز پڑھے اور بعد میں غسل بجا لائے ۔ لیکن اگر اس کو پتہ نہ چل پائے (مثلاً اس کو احتلام اور جنابت میں شک ہو تو) جنابت کا حکم اس پر نافذ نہیں ہو گا ۔

مسئلہ ۳۶۱: جن چیزوں کے لئے طہارت شرط ہے ان کے علاوہ کسی اور چیز کے لئے غسل کے بدلے میں تیمم کرنا محل اشکال ہے، البتہ رجاء مطلوبیت کی نیّت سے تنگی اور حرج کے مواقع پر مستحبی اغسال کے بدلے میں تیمم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

جن چیزوں پر تیمم درست ہے:

مسئلہ ۳۶۲: تیمم ہر اس چیز پر درست ہے

جسے " وجہ الارض" کہنا صحیح ہو جیسے خاک، مٹی ریت(زمین کے ٹکڑے) کنکر، پتھر، چونے کا پتھر، نورہ کا پتھر، کالا پتھر، کلس کا پتھر اور اس کے مانند، اینٹ، کلس، اور نورہ حتی جلانے کے بعد، ان چیزوں پر تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۳۶۳: معدنیات پر تیمم کرنا درست نہیں ہے کہ جو زمین کا حصہ نہیں ہیں، جیسے، سونا، چاندی وغیرہ ہاں ان پتھروں پر صحیح ہے جو لوگوں کو پسند ہیں اور جنھیں معدنی پتھر کہا جاتا ہے جیسے سنگ مرمر وغیرہ۔

مسئلہ ۳۶۴: ماربل اور چپس وغیرہ پر تیمم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو ترک کیا جائے۔

تیمم کا طریقہ

واجبات تیمم:

۱۔ نیّت۔

۲۔ دونوں ہتھیلیوں کو اس چیز پر مارنا جس پر تیمم صحیح ہوتا ہے۔

۳۔ پوری پیشانی اور اس کے اطراف کا دونوں ہتھیلیوں سے سر کے بال اُگنے کی جگہ سے ناک کے اوپری حصے اور ابرؤوں تک مسح کرنا۔

۴۔ دائیں ہاتھ کی پشت کا بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے اور اس کے بعد بائیں ہاتھ کی پشت کا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے مسح کرنا۔

مسئلہ ۳۶۵: تیمم چاہے وضو کے بدلے میں ہو یا غسل کے بدلے میں ترتیب یہی رہے گی۔

مسئلہ ۳۶۶: اگر پیشانی یا ہاتھ کے کچھ حصے کا مسح

نہ کرے تو تیمم باطل ہے چاہے تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو چاہے جان بوجھ کر یا نادانی میں یا بھولے سے ایسا ہو، ہاں اس میں بہت زیادہ دقت واجب نہیں ہے اتنا کافی ہے کہ عرف میں یہ کہا جائے کہ پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا ہے۔

مسئلہ ۳۶۷: ہاتھ کی پشت سے کچھ زیادہ کا مسح کرنا واجب ہے تاکہ یقین ہوجائے کہ پورے ہاتھ کی پشت کا مسح کیا ہے لیکن انگلیوں کے درمیان کا مسح کرنا واجب نہیں ہے۔

جبیرہ کا تیمم:

مسئلہ ۳۶۸: جس کی تکلیف شرعی تیمم ہو اگر اس کے اعضاء مسح پر یا اس کے ہاتھ پر کہ جس سے مسح کرنا واجب ہے جبیرہ (پٹّی) ہو تو بیان شدہ کیفیت کے ساتھ تیمم کرنا واجب ہے یعنی جبیرہ (پٹّی)

کو اپنے بدن کا حصہ تصور کرے۔

مسئلہ ۳۶۹:

تیمم کے شرائط:

جس پر تیمم کیا جاتا ہے اس کے شرائط:

۱۔ پاک ہو۔

۲۔ مباح ہو۔ (غصبی نہ ہو)

۳۔ اعضاء تیمم پر کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

تیمم کی کیفیت کے شرائط :

پیشانی اور ہاتھوں کا اوپر سے نیچے کی طرف مسح کرنا۔

ترتیب کی رعایت کرنا یعنی اعمال کو گذشتہ کیفیت میں ذکر شُدہ ترتیب سے بجا لائے ۔

موالات : یعنی اعمال کو فاصلے کے بغیر ایک

کے بعد ایک بجا لائے ۔

مباشرۃ: یعنی اختیاری حالت میں اعمال کو خود بجا لائے۔

۱۔ جس چیز پر تیمم کر رہا ہے وہ پاک ہو:

مسئلہ ۳۷۰: شرط ہے کہ جس چیز پر تیمم کر رہا ہے وہ پاک ہو۔

۲۔ جس چیز پر تیمم کر رہا ہے وہ مباح ہو:

مسئلہ ۳۷۱: شرط ہے کے جس چیز پر تیمم کر رہا ہے وہ مباح ہو (یعنی غصبی نہ ہو) لیکن اگر نہ جانتا ہو کہ وہ چیز غصبی ہے یا اُس کے غصبی ہونے کو بھول جائے تو اُس کا تیمم صحیح ہے ۔

۳۔ اعضائے تیمم پر کوئی رکاوٹ نہ ہو :

مسئلہ ۳۷۲: شرط ہے کہ اعضائے تیمم پر کوئی رکاوٹ نہ ہو بنا بر ایں انگوٹھی وغیرہ کو تیمم کے وقت

اُتار دینا واجب ہے اگر پیشانی یا دوسرے اعضائے تیمم پر رُکاوٹ ہو یا یہ اعضاء رُکاوٹ سے ڈھکے ہوئے ہوں تو اُس کا زائل کرنا یا اُس کو برطرف کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۳۷۳ : ہاتھوں یا پیشانی پر بالوں کا اُگنا تیمم کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا اور نہ ہی رکاوٹ شمار ہوتا ہے لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر اُگے ہوں تو تیمم کے وقت اُن کو ہٹانا واجب ہے ۔

مسئلہ ۳۷۴: اگر اعضائے تیمم پر زخم یا کسی اور وجہ سے جبیرہ (پٹّی) ہو تو اُس کو ہٹانے میں اگر ضرر اور مشّقت ہو تو اُسی پر مسح کرنا واجب ہے اسی طرح اگر ہاتھ کی ہتھیلی پر جبیرہ (پٹّی) ہو تو واجب ہے کے اُسی سے مسح کرے۔

۴۔ ترتیب:

مسئلہ ۳۷۵: تیمم میں ترتیب شرط ہے اور وہ یہ ہے کے اعمال کو بیان شُدہ ترتیب کے مطابق انجام دیں اگر اس کے خلاف کرے گا تو تیمم باطل ہو جائے گا ۔

۵۔ موالات:

مسئلہ۳۷۶: اعمال تیمم کو یکے بعد دیگرے انجام دینا واجب ہے اگر اُن کے درمیان اتنا فاصلہ ایجاد کرے کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ تیمم کر رہا ہے تو اُس کا تیمم باطل ہے ۔

۶۔ اعمال کو خود انجام دینا:

مسئلہ۳۷۷: واجب ہے کہ اختیاری حالت میں تیمم کے اعمال کو خود انجام دے اور کسی سے مدد نہ لے اگر بیماری یا کسی عضو کے شل ہونے وغیرہ کی وجہ سے خود تیمم نہ کر سکے تو دوسرے کو نائب

بنائے بس نائب پر واجب ہے کہ اُس کے ہاتھ پکڑ کر اُن سے اُس کو تیمم کروائے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نائب اپنے ہاتھوں کو زمین پر مار کر عاجز شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کا مسح کرے۔

شرائط تیمم سے متعلق ایک مسئلہ:

مسئلہ ۳۷۸: تیمم میں شرط نہیں ہے کہ اعضاء تیمم یعنی چہرہ اور ہاتھوں کا ظاہری حصّہ پاک ہو اگرچہ احتیاط پاک ہونے میں ہے۔

احکام تیمم

مسئلہ ۳۷۹: اگر ایسی کوئی چیز نہ ہو کہ جس پر تیمم صحیح ہوتا ہے تو اپنے کپڑے اور لباس وغیرہ کے غبار پر تیمم کرے وہ فرش جس کو بیٹھنے کے لئے بچھایا جاتا ہے اگر اُس پر بھی قادر نہ ہو تو گیلی مٹی پر تیمم کرے اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ ہو

جیسے ہوائی جہاز وغیرہ میں سفر کرنے والا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وقت کے اندر بغیر وضو اور تیمم کے نماز پڑھے پھر بعد میں وضو یا تیمم کے ساتھ اُس کی قضا بجالائے ۔

مسئلہ ۳۸۰: جس کی تکلیف شرعی تیمم ہو، احتیاطاً وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لئے تیمم کرنا اس کے لئے صحیح نہیں ہے لیکن اگر کسی اور واجب یا مستحب عمل کے لئے نماز کا وقت ہونے سے پہلے اُس نے تیمم کیا ہو اور نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بھی اُس کا عذر باقی ہو تو مذکورہ تیمم سے اُس کے لئے نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۸۱: جس کو علم ہو کہ اُس کا عذر آخر وقت تک برطرف ہو جائے گا تو اُس کے لئے تیمم کر کے اول وقت میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے بلکہ اُس پر واجب ہے کہ انتظار کرے اور عذر برطرف

ہونے کے بعد نماز کو وضو یا غسل کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۳۸۲: اگر کوئی غسل کے بدلے میں تیمم کرے اور اُس کے بعد اُس سے حدث اصغر سر زد ہوجائے مثلاً، پیشاب تو جب تک تیمم کا جواز پیدا کرنے والا عذر برطرف نہ ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کے بدلے میں تیمم کرے اور اُس کے بعد وضو کرے اور اگروضو سے بھی معذور ہو تو وضو کے بدلے میں بھی تیمم اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۳۸۳: پانی کے نہ ہونے یا کسی اور عذر کی بنا پر اگر تیمم کرے اُس کے بعد عذر برطرف ہوجائے تو تیمم باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۴: جو چیز وضو کو باطل کرتی ہے وہی وضو کے بدلے میں تیمم کے لئے بھی مبطل ہے اور جوچیز غسل کو باطل کرتی ہے وہی اُس کے بدلے

میں تیمم کے لئے مبطل ہے ۔

مسئلہ ۳۸۵: جو تیمم غسل کے بدلے میں ہو اس پر وہ تمام آثار مرتب ہوں گے جو غسل پر ہوتے ہیں(مگر یہ کہ تیمم بدلے غسل کے وقت کی تنگی کی بنا پر ہو) بنابرایں غسل جنابت کے بدلے میں تیمم کر لینے کے بعد مسجدوں میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن کریم کی کتابت کو مّس کرنے اور طہارت سے مشروط دیگر اعمال انجام دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

تیسری فصل نماز

تمام عبادتوں میں نماز سب سے اہم عبادت شمار ہوتی ہے اور اگر انسان نماز کو صحیح طریقہ سے بجالائے اور توجہ کے ساتھ پڑھے تو یہ اس کی روح کو پاک کر دیتی ہے ۔ قلب کو منور کر دیتی ہے اور اسے صفات رذیلہ کو ترک کرنے پر قادر کر دیتی ہے یعنی نماز فرد کو اور سماج کو تدریجاً ناپاکیوں اور کثافتوں سے پاک کر دیتی ہے افضل یہ ہے کہ انسان نمازوں کو ان کی فضیلت کے اول وقت میں حضور قلب کے ساتھ اور خود پسندی اور ریاکاری سے دور رہتے ہوئے پڑھے، نماز گزار کو ہر کلمہ پر دھیان رکھنا چاہیئے کیونکہ نماز کی حالت میں وہ اللہ سے محو گفتگو ہوتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ کیا کہہ رہا ہے۔

نمازوں کی قسمیں

واجب اور مستحب نمازیں:

مسئلہ ۳۸۶: نماز

واجب نمازیں:

۞ یومیہ نمازیں۔

۞ نماز طواف جو خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد واجب ہوتی ہے۔

۞ نماز آیات جو چاند گرہن اور سورج گرہن اور زلزلے وغیرہ کے وقت واجب ہو جاتی ہے۔

۞ نماز میّت جو میّت پر پڑھی جاتی ہے۔

۞ ماں باپ کی قضانمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہوتی ہیں۔

۞ وہ نماز جو عہد، قسم، نذر اور اجارے

سے واجب ہوتی ہے۔

مستحبی نمازیں (جیسے نوافل یومیہ):

مستحبی نمازیں کثیر تعداد میں ہیں جن کو نافلہ کہتے ہیں اور تمام نوافل میں نوافل شب وروز کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

نوافل یومیہ

مسئلہ ۳۸۷: پانچوں نمازوں کے ساتھ کچھ مستحبی نمازیں بھی ہیں جن کو نوافل کہا جاتا ہے،ان کو ادا کرنا نہایت اہمیت کا حامل ہے اور ان کے لئے بہت بڑے اجرو ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔

ان نوافل کے علاوہ رات کے آخری حصہ میں نوافل شب کو ادا کرنا مستحب ہے جن کے بے شما ر معنوی آثاروخصائص ہیں، ان کی پابندی کرنا افضل ہے۔

نوافل یومیہ:

۱۔ ظہر کا نافلہ آٹھ رکعت ہے ۔

۲۔ عصر کا نافلہ بھی آٹھ رکعت ہے۔

۳۔ مغرب کا نافلہ چار رکعت ہے۔

۴۔ عشاء کا نافلہ دو رکعت ہے جسے عشاء کے بعد بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے

۵۔ صبح کا نافلہ دو رکعت ہے،جو نماز صبح سے پہلے پڑھاجاتاہے۔

۶۔ شب کا نافلہ گیارہ رکعت ہے اور اس کا وقت آدھی رات سے نماز صبح تک ہے اور رات کا آخری پہرا افضل ہے۔

مسئلہ ۳۸۸: چونکہ عشاء کا نافلہ دو رکعت ایک رکعت شمار ہوتا ہے اس لئے نوافل یومیہ مجموعی طور پر ۳۴ رکعتیں ہیں جو واجب نمازوں کے دو گنا

ہیں ۔

مسئلہ ۳۸۹: نوافل ظہر وعصر کو اگر نماز ظہر وعصر کے بعد پڑھے لیکن فضیلت کے وقت میں پڑھے تو اس حالت میں احتیاط واجب کی بنا پر ادا و قضا کی نیت کے بغیر انہیں قربتہً الی اللہ کی نیت سے پڑھے۔

مسئلہ ۳۹۰: نماز شب گیارہ (۱۱) رکعت ہے، آٹھ رکعتیں جو دو دو رکعتیں کر کے پڑھی جاتی ہیں ان کو نماز شب کہتے ہیں، دو رکعتیں نماز شفع کے عنوان سے اور ایک رکعت نماز وتر کے عنوان سے پڑھی جاتی ہے، وتر میں حمد کے بعد سورۂ توحید اور معوذتین کو پڑھنا چاہیئے، اس کے قنوت میں استغفار، مومنین کے لئے دعا اور اللہ تعالیٰ سے کتابوں میں مذکورہ ترتیب کے ساتھ حاجتیں طلب کرنا مستحب ہے ۔

مسئلہ ۳۹۱: نماز شب میں سورے، استغفار اور دُعا شرط کا حصہ نہیں ہے بلکہ ہر رکعت میں نیت تکبیرۃ الاحرام، سورہ حمد اور اس کے بعد اگر چاہے تو کوئی سورہ پڑھ لے اس کے بعد رکوع سجدے اور ان کا ذکر پڑھنا اور تشہد اور سلام پڑھ لینا کافی ہے۔

مسئلہ ۳۹۲: نماز شب کو تاریکی میں یا دوسروں سے مخفی طور پر پڑھنا شرط نہیں ہے ہاں اس میں ریاکاری جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۳: نوافل کو دو دو کر کے پڑھنا واجب ہے مگر نماز وتر جو صرف ایک رکعت ہے بنابرایں نماز شب کو چار چار رکعت کر کے پڑھنا پھر دو رکعت کر کے پڑھنا اور نماز وتر پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۴: نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے

لیکن افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے۔

مسئلہ ۳۹۵: سفر میں ظہر عصر اور عشاء کے نوافل ساقط ہو جاتے ہیں، پس ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۶: نوافل یومیہ میں سے ہر ایک کا وقت معین ہے۔

نماز گزار کا لباس

وہ مقدار جس کا نماز میں چھپانا واجب ہے:

مسئلہ ۳۹۷: مرد پر نماز کی حالت میں اپنی دونوں شرم گاہوں کو چھپانا واجب ہے،چاہے اس کو کوئی نہ دیکھے، بہتر یہ ہے کہ ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصّے کو چھپائے۔

مسئلہ ۳۹۸: نماز کی حالت میں عورت پر واجب ہے کہ اپنے تمام بدن کو اور بالوں کو ایسے لباس سے

ڈھکے جو اس کے تمام بدن کو ڈھانپ لے، البتہ چہرے کو چھپانا اتنا کہ جتنا وضو میں دھونا واجب ہے، اسی طرح ہاتھوں کو کلائیوں تک اور دونوں پاؤں کو دونوں پنڈلیوں کے جوڑ تک واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۹: چونکہ ٹھوڑی چہرے کا جزء ہے لہٰذا نماز کی حالت میں عورت پر اس کو چھپانا واجب نہیں ہے، لیکن ٹھوڑی کے نچلے حصّے کا چھپانا واجب ہے۔

مسئلہ ۴۰۰: عورت پر واجب ہے کہ اجنبی دیکھنے والوں کی موجودگی میں دونوں پاؤں کو پنڈلیوں تک چھپائے۔

مسئلہ ۴۰۱: عورت نماز پڑھ رہی ہو اور متوجہ ہو کہ نماز میں اس کے بال کھلے ہوئے ہیں تو ان کو فوراً چھپائے اور اگر اس نے عمداً بال نمایاں نہیں

کئے ہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۰۲: اگر نماز گزار کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد پتہ چلے کہ جس حصے کو چھپانا واجب تھا لباس اس کو چھپا نہیں رہا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

نماز گزار کے لباس کے شرائط

۱۔ پاک ہو۔

۲۔ غصبی نہ ہو۔

۳۔ مردار کے اجزا کا بنا ہوا نہ ہو۔

۴۔ ایسے حیوان کا نہ ہو جس کا گوشت حرام ہے۔

۵۔ سونے کا نہ ہو۔

۶۔ خالص ریشمی نہ ہو۔

پانچویں اور چھٹی شرطیں مردوں سے مخصوص ہیں عورتوں کے لئے نہیں ہیں ۔

۱۔ لباس پاک ہو:

مسئلہ ۴۰۳: نماز میں شرط ہے کے نمازی کا لباس پاک ہو ۔

مسئلہ ۴۰۴: جو شخص نہ جانتا ہو کہ نجس بدن یا لباس میں نمازباطل ہے اور بدن یا لباس میں موجود نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے، اگر اس کی جہالت (کوتاہی) کی بنا پر ہو۔

مسئلہ ۴۰۵: جو شخص نجس بدن یا لباس میں نماز پڑھے اور نجاست کی موجودگی کا علم نہ ہو اور نماز کے بعد اس کو نجاست کا پتہ چلے، تو اس کی نماز صحیح ہے، ہاں اگر پہلے سے نجاست کا علم ہو اور بھول جائے پھر اس میں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۰۶: نمازی کو نماز کے دوران بدن یا

لباس کے نجس ہونے کا پتہ چلے تو اگر نماز کے منافی کام کئے بغیر نجاست کا برطرف کرنا ممکن ہو تو واجب ہے کہ ایسا کرے اور نماز کو مکمل کرے لیکن اگر حقیقت نماز کی حفاظت کے ساتھ نجاست کو زائل کرنا ممکن نہ ہو اور وقت میں گنجائش موجود ہو تو واجب ہے کہ نماز کو توڑ دے اور دوبارہ پاک بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۴۰۷: اگر نجس لباس کو دھوئے اور اس کی طہارت کا یقین ہو اور اس میں نماز پڑھے لیکن نماز کے بعد پتہ چلے کہ لباس پاک نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن بعد کی نمازوں کے لئے پاک کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۴۰۸: وہ لباس جس کا نجس ہونا مشکوک ہو اس پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا اور اس میں نماز صحیح ہوگی، اس بنا پر ایسے معطّر لباس میں نماز پڑھنا

جن پر لگے ہوئے عطر میں الکحل ملا ہو اور عطر کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو بلا اشکال ہے، یہی حکم اس مجبور شخص کا ہے جو پیشاب کے مقام کو کنکری، لکڑی یا کسی اور چیز سے پاک کرنے پر مجبور ہو اور پھر بعد میں جب گھر جائے تو اس کو پانی سے پاک کرے پس اگر اس کو پیشاب کی رطوبت سے لباس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو تو اس پر اس کو پاک کرنایا بدلنا واجب نہیں ہے۔

۲۔ لباس غصبی نہ ہو:

مسئلہ ۴۰۹: شرط ہے کہ نمازی کا لباس مباح ہو (غصبی نہ ہو)۔

مسئلہ ۴۱۰: اگر لباس کے نجس ہونے کو نہ جانتا ہو یا بھول جائے اور اس میں نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے

جب اس بات کو نہ جانتا ہو کہ غصبی لباس میں نماز پڑھنا حرام ہے،بنابرایں اگر ایک شخص ایک مدت تک ایسے لباس میں نماز پڑھتا رہے کہ جس میں خمس واجب ہو، اگر وہ شخص لباس میں خمس کے وجوب کو نہ جانتا ہو یا اس میں تصرف کے حکم سے آگاہ نہ ہو تو جو نماز اس نے سابق میں پڑھی ہے وہ صحیح ہو گی۔

مسئلہ ۴۱۱: جب ایسے مال سے کپڑا خریدے کہ جس کا خمس یا جس کی زکات ادا نہیں کی ہے تو اس کی نماز اس میں باطل ہے۔

۳۔ لباس مردار کے اجزا کا نہ بنا ہو:

مسئلہ ۴۱۲: شرط ہے کہ مصلّی کا لباس خون جہندہ رکھنے والے مردار حیوان سے نہ بنا ہواور احتیاط واجب کی بنا پر خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوان کے

مردار سے بھی نہ بنا ہو۔

مسئلہ ۴۱۳: اگر مصلّی کے پاس خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے مردار کے اجزا میں سے کچھ ہو تو بنا بر احتیاط واجب اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر وہ ایسی چیز ہو جس میں زندگی نہیں ہوتی، جیسے-بال، روئیں،اُون،سینگ، ہڈی یا ان جیسی کوئی چیز اور وہ ایسے حیوان کی ہو جس کا گوشت حلال ہوتا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی ۔

مسئلہ ۴۱۴: ایسا حیوان جس کا تذکیہ مشکوک ہواس کا گوشت کھانے اور اس کی کھال میں نماز کے صحیح نہ ہونے کے اعتبار سے مردار کے حکم میں ہے، لیکن طہارت و نجاست کے لحاظ سے وہ پاک ہے اور وہ نمازیں جو اس نے اس لباس میں جاہل حکم ہونے کی حالت میں پڑھی ہیں تو وہ صحیح ہیں، بنا برایں وہ طبیعی کھال جس کے بارے میں معلوم نہ ہو

کہ شرعاً تذکیہ شدہ حیوان کی ہے یا نہیں تو وہ نجس نہیں ہے لیکن اس میں نماز صحیح نہیں ہے۔

۴۔ لباس ایسے حیوان کے اجزا سے نہ ہو کہ جس کا کھانا حرام ہو:

مسئلہ ۴۱۵: نماز گزار کے لباس کے لئے شرط ہے کہ وہ ایسے حیوان سے نہ ہو جس کا کھانا حرام ہو لہٰذا اگر اس کی کوئی چیز نمازی کے لباس پر لگی ہو یا بدن پر ہو تو نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۴۱۶: اگر نمازی کے لباس یا بدن پر حرام گوشت حیوان کا لعاب دہن،ناک کا پانی یا کوئی دوسری رطوبت ہو تو اس کی نماز اس میں باطل ہے مگر یہ کہ وہ سوکھ گئی ہو اور اصل نجاست زائل ہو گئی ہو، لہٰذا اگر نمازی کے لباس یا بدن پر حرام گوشت پرندوں کا فضلہ ہو تو اس میں نماز باطل ہے،

لیکن جب وہ سوکھ کر نمازی کے جسم یا لباس سے ختم ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۱۷: اگر مصلّی کے لباس یا بدن پر انسان کا تھوک، پسینہ، یا اس کے بال ہوں، یا موم صدف اور موتی وغیرہ ہو تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۱۸: ایسے لباس میں نماز پڑھنا کہ جس میں شک ہو کہ حلا ل گوشت حیوان کے چمڑے یا اجزا سے ہے یا حرام سے تو بلا اشکال ہے۔

۵۔ لباس سونے کا نہ ہو:

مسئلہ ۴۱۹: مردوں پر سونا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز باطل ہے ہاں اس میں عورتوں کے لئے کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۲۰: مرد پر سونے کی چین،انگوٹھی، ہار

اور گھڑی کی چین پہننا حرام ہے اور بنا بر احتیاط ان چیزوں میں نماز حرام ہے۔

مسئلہ ۴۲۱: مردوں کے لئے سونا پہننے کے حرام ہونے کا معیار زینت کا صادق آنا نہیں ہے بلکہ ان کے لئے سونا پہننا کسی بھی حالت میں حرام ہے چاہے انگوٹھی ہو، یا گردن بند ہو یا زنجیر ہو یا ان جیسی کوئی چیز جو لوگوں کی نظر میں شادی کی علامت ہو نہ کہ زینت کے لئے ہو یہاں تک کہ وہ دوسروں کی نظر میں مخفی کیوں نہ ہو ہاں آپریشن کرنے اور دانت بنانے کے لئے اگر مرد سونے کا استعمال کریں تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۲۲: مردوں پر سونا پہننا حرام ہے چاہے طویل مدت کے لئے ہو یا تھوڑی دیر کے لئے۔ جیسے نکاح کے وقت تھوڑی دیر کے لئے انگوٹھی پہننا۔

مسئلہ ۴۲۳: سفید سونا جس کو کہا جاتا ہے اگر وہ زرد سونا ہو لیکن اس کو مادّے کے ساتھ مخلو ط کر کے سفید کر دیا گیا ہو تو اس کی انگوٹھی پہننا حرام ہے البتہ اگر اس میں سونے کی مقدار بہت کم ہو کہ عرف میں سو نا شمار نہ ہوتا ہو تو اس میں کوئی مانع نہیں ہے ۔

مسئلہ ۴۲۴: پلاٹینم سونا نہیں ہے اور اس پر سونے کا حکم نافذ نہیں ہوتا لہٰذا اس کو استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۶۔ لباس خالص ریشم کا نہ ہو:

مرد نماز گذار کے لئے شرط ہے کہ اس کا لباس خالص ریشم کا نہ ہو البتہ ریشم کے رومال وغیرہ کو جیب میں رکھ سکتے ہیں اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ۔

مسئلہ ۴۲۵:

وہ موارد کہ جن میں نماز گزار کے بدن اور لباس کا پاک ہونا شرط نہیں ہے:

۱۔ بدن یا لباس جو پھوڑے یا خون سے نجس ہو۔

۲۔ بدن یا لباس جو درہم بغلی (انگشت شہادت کے جوڑ سے) کم خون سے نجس ہو۔

۳۔ وہ نجس لباس جس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے، جیسے جوراب وغیرہ جو شرم گاہ کو نہیں چھپا سکتا۔

۷۔ جو شخص نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو:

۱۔ بدن یا لباس جو پھوڑے یا زخم کے خون سے نجس ہو:

مسئلہ ۴۲۶: اگر نمازی کا لباس یا بدن پھوڑے یا زخم کے خون سے نجس ہوجائے اوراگر اس کو پاک

کرنا یا تبدیل کرنا باعث مشقت ہو یا اس شخص کے لئے حرج کا سبب ہو تو شفا یاب ہونے تک اس میں نماز پڑھنا جائز ہے، یہی حکم اس پاک چیز کا یا دوا کا ہے جس میں خون ملا ہو۔

مسئلہ ۴۲۷: ایسے پھوڑے اور زخم کا خون جو تیزی سے ٹھیک ہو رہا ہو اور آسانی سے اس کو پاک کرنا ممکن ہو، گذشتہ مسئلے کے حکم کے تحت نہیں آتا یعنی اس سے نجس شُدہ بدن یا لباس میں نماز باطل ہے۔

۲۔ درہم بغلی سے کم خون کے ساتھ نجس بدن یا لباس:

مسئلہ ۴۲۸: جب نمازی کا لباس یا بدن مذکورہ خون کے علاوہ کسی اور خون سے نجس ہو تو اگر اس کی مقدار انگشت شہادت کے جوڑ سے کم ہے تو اس

میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں لیکن اگر اس سے زیادہ ہو تو اس میں نماز صحیح نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۴۲۹: درہم بغلی یعنی انگشت کے جوڑ سے کم خون کے شرائط:

ا۔ وہ خون حیض کا نہ ہو اگر حیض کا ہو تو اس میں نماز باطل ہوگی چاہے وہ بہت تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔اور احتیاط واجب ہے کہ نفاس اور استحاضہ کا خون بھی نہ ہو ۔

۲۔ وہ خون نجس العین حیوان، خشکی کے کُتے اور خنزیر (سور)اور غیر کتابی کافر حرام گوشت حیوان یا مردار کا نہ ہو۔

۳۔ وہ خون باہر کی رطوبت کے ساتھ مخلوط نہ ہو، مگر یہ کہ اس میں مل کر بالکل ختم ہو جائے اور مجموعی طور پر انگشت شہادت کے جوڑ سے زیادہ نہ ہو

اس لئے کہ ایسی صورت میں یہ خون نماز کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے، لیکن اس کے علاوہ کسی اور حالت میں ہو تو بنا بر احتیاط اس میں نماز صحیح نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۴۳۰: اگر لباس یا بدن خون سے نجس نہ ہو لیکن وہ خون سے نجس شُدہ چیز سے نجس ہو جائے اور وہ نماز میں معاف نہ ہو تو اس میں نماز صحیح نہیں ہو گی۔

۳۔ ایسا نجس لباس جس میں نماز نہیں ہو سکتی ہے، جیسے، جوراب وغیرہ جو شرمگاہ کو چھپا نہیں سکتا:

مسئلہ ۴۳۱: ایسے نجس لباس میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جس میں نماز نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ شرمگا ہ کو نہیں چھپا سکتا، جیسے جوراب ٹوپی وغیرہ، اور یہی حکم انگوٹھی اور پیٹے وغیرہ کا

بھی ہے۔

مسئلہ ۴۳۲: اگر چھوٹا سا نجس رومال کسی کے پاس ہو جو شرمگاہ کو نہ چھپا سکتا ہو تو اس میں نماز پڑھنا بلا اشکال ہے، یہی حکم نجس چابی، بیگ اور چُھری وغیرہ کو ساتھ رکھنے کا ہے۔

۴۔ جو شخص نجس لباس یا بدن کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو :

مسئلہ ۴۳۳: اگر سردی یا پانی کی عدم دستیابی کی بنا پر نجس لباس یا نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو تو نجس لباس یا بدن کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مصلّی کی جگہ

مسئلہ ۴۳۴:

نمازی کی جگہ کے شرائط :

۱۔ وہ جگہ مباح ہو (غصبی نہ ہو)۔

۲۔ وہ جگہ ساکن ہو متحرک نہ ہو ۔

۳۔ نماز گزار کی جگہ ایسی نہ ہو کہ جس میں ٹھہرنا حرام ہے ۔

۴۔ نبیؐ اور ائمہؑ کی قبر سے آگے نہ ہو ۔

۵۔ پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔

۶۔ ایسی جگہ نہ ہو کہ جس کی نجاست، بدن یا لباس میں سرایت کرتی ہے۔

۷۔ ہموار ہو یعنی اُونچی، نیچی نہ ہو ۔

۸۔ بنا بر احتیاط عورت اور مرد کے کھڑے ہونے کی جگہ میں فاصلہ کم سے کم ایک بالشت کا ہو۔

نمازی کی جگہ مباح ہو:

مسئلہ ۴۳۵: شرط ہے کہ نمازی جس جگہ نماز پڑھتا ہے وہ مباح ہو اگر غصبی جگہ پر نماز پڑھے گا تو نماز باطل ہو جائے گی، چاہے وہ غیر غصبی جا نماز یا تخت پر کھڑا ہو۔

مسئلہ ۴۳۶: اگر نادانی کی وجہ سے یا بھولے سے غصبی جگہ پر نماز پڑھ لے تو اُس کی نماز صحیح ہے، یہی حکم ہو گا اگر غصبی جگہ میں نماز پڑھنے کے حرام ہونے کے بارے میں نہ جانتا ہو، بنابرایں اگر ایک عرصہ تک لاعلمی کی بنا پر ایسی جا نماز پر نماز پڑھتا رہا ہو کہ جس میں خمس واجب ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ اس میں خمس واجب ہے یا غصبی چیز کا استعمال کرنا حرام ہے تو اس کی گزشتہ نمازیں صحیح ہوں گی۔

مسئلہ ۴۳۷: اگر کسی زمین وغیرہ میں کسی کے

ساتھ شریک ہو اور تقسیم نہ ہوئی ہو تو شریک کی اجازت کے بغیر اس میں نماز صحیح نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۴۳۸: جب ایسی زمین وغیرہ خریدے کہ جس کے عین مال میں خمس یا زکات واجب ہو تو اس میں نماز باطل ہوگی ۔

مسئلہ ۴۳۹: ایسی زمین پر نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں جو سابق میں موقوف تھی اور حکومت نے اس میں تصرف کر کے وہاں مدرسہ بنا دیا، بشرطیکہ قابل توجہ احتمال ہو کہ حکومت کے تصرف کے لئے شرعی جواز موجود تھا یہی حکم مدارس کی ان زمینوں کا بھی ہے کہ جن کو ان کے مالکوں سے ان کی مرضی کے بغیر لے لیا گیا ہو، مگر یہ احتمال موجود ہو کہ جو خاص ذمہ دار ہے اُس نے ان زمینوں پر مدرسہ کی تعمیر قانون اور شرعی جواز کے ہوتے ہوئے کی ہے۔

مسئلہ ۴۴۰: جو شخص حکومت کے دئیے ہوئے مکان میں رہتا ہو اور سکونت کی مدت تمام ہو گئی ہے اور اُس کو مکان خالی کرنے کے لئے کہا جاچکا ہو لیکن وہ مدت گزر جانے کے بعد بھی اُس گھر میں رہے اور اگر مدت گذر جانے کے بعد متعلقہ ذمہ دار کی اجازت کے بغیر اُس گھر میں رہے تو اُس کے تمام تصرفات منجملہ نماز غصب کے حکم میں ہیں اور باطل ہیں ۔

مسئلہ ۴۴۱: جو زمینیں سابق میں قبرستان تھیں مگر اب اُن پر گھر بنا دئیے گئے ہیں اُن میں تصرف کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں مگر یہ کہ ازراہ شرعی ثابت ہو جائے کہ وہ زمین جس پر گھر بنائے گئے ہیں وہ مرُدوں کو دفن کرنے کے لئے وقف تھی اور جو تصرف اُس میں ہوا ہے وہ غیر شرعی ہے ۔

مسئلہ ۴۴۲: موجودہ تفریحی مقامات سے فائدہ اٹھانے، جیسے اُن میں نمازوغیرہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے صرف یہ احتمال دینا کہ وہ غصبی ہے اور ان کے مالک نا شناختہ ہیں قابل اعتنا نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۴۳: وہ زمین جس کا مالک اُس کو حکومت کی ملکیت میں دینے پر راضی نہ ہو اور اُس نے اعلان بھی کر دیا ہو کہ وہ اُس میں نماز وغیرہ قائم کرنے پر راضی نہیں ہے یہاں اگر زمین کو اُس کے مالک سے اُس قانون کی بنا پر لیا گیا ہو جس کو پارلیمنٹ نے بنا یا ہو اور شورائے حفظ قانون نے اُس کی تائید کی ہو تو اُس میں تصرفات اور نماز وغیرہ میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۴۴: وہ ادارے اور کمپنیاں جو اس وقت حکومت کے زیر تصرف ہیں اور جن کو اُن کے مالکوں سے شرعی عدالت کے حکم سے ضبط کیا گیا

ہے، اگر یہ احتمال ہو کہ وہ قاضی جس نے ضبطی کا حکم دیا تھا قانونی صلاحیت رکھتا تھا اور اس نے حکم، شرعی اور قانونی ضابطوں کے مطابق صادر کیا تھا، تو اُس کا یہ کام صحیح ہو گا بنا بر ایں اس مکان میں تصرف کرنا اور نماز پڑھنا صحیح ہو گا اور اُس پر غصب کا حکم نافذ نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۸۴۵: وہ جگہیں جن پر غاصب حکومت مسلط ہو تی ہے اگر اُن کے غصبی ہونے کا علم ہو تو اُن پر مغصوب کے احکام و آثار مرتب ہوں گے لہٰذا اُن میں نماز اور دیگر تصرفات جائز نہیں ہوں گے۔

۲۔ مکان ساکن ہو متحرک نہ ہو:

مسئلہ ۸۴۶: شرط ہے کے نماز گزار کی جگہ ساکن ہو متحرک نہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب

اُس پر نماز کے لئے کھڑا ہو تو اُس پر اطمینان کے ساتھ اور اضطراب کے بغیر نماز پڑھ سکے لہٰذا متحرک اور مضطرب مقامات پر نماز پڑھنا جیسے گاڑی اور بعض خاص قسم کے تختوں وغیرہ پر باطل ہے مگر یہ کہ وقت کی تنگی وغیرہ کی وجہ سے ایسی جگہوں پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

مسئلہ ۷۴۴: شہروں کے درمیان جو گاڑیاں چلتی ہیں اُن پر سفر کرنے والے مسافروں پر واجب ہے کہ وہ ڈرائیور سے کسی مناسب جگہ پر گاڑی روکنے کو کہیں تاکہ وہ نماز پڑھ سکیں اور ڈرائیور پر اُن کی بات ماننا واجب ہے، پس اگر ڈرائیور بغیر کسی معقول عذر کے یا بلاسبب منع کر دے تو مسافروں کی ذمہ داری ہے کہ اگر اُنھیں وقت نکل جانے کا خوف ہو تو چلتی گاڑی میں ہی جتنا ممکن ہو رو بہ قبلہ قیام اور رکوع و سجود کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھیں۔

مسئلہ ۴۴۸: جن لوگوں کو چھوٹی کشتی میں ڈیوٹی پر بھیجا جاتا ہے اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے لیکن وقت کے رہتے ہوئے نماز پڑھنے پر قادر نہیں ہوتے تو اُن پر واجب ہے کہ کشتی کے اندر ہی جس طریقہ سے ممکن ہو نماز پڑھیں ۔

۳۔ وہ جگہ ایسی نہ ہو کہ جس پر ٹھہرنا حرام ہو:

مسئلہ ۴۴۹: نمازی کی جگہ کے لئے شرط ہے کہ وہ ایسی نہ ہو کہ جس پر ٹھہرنا حرام ہو جیسے ایسی جگہ جس میں انسان کی زندگی کو خطرہ ہو اسی طرح وہ جگہ جس پر کھڑے ہونا یا بیٹھنا حرام ہے جیسے ایسا فرش کہ جس پر ہر جگہ اللہ تعالی کانام اور آیات کریمہ لکھی ہوں ۔

۴۔ نمازی کی جگہ نبیؐ اورائمہؑ کی قبر سے آگے

نہ ہو:

مسئلہ ۴۵۰: شرط ہے کے نمازی نبیؐ اورائمہؑ کی قبروں کے آگے نہ کھڑا ہو لیکن برابر کھڑے ہونے میں کوئی اشکال نہیں ۔

۵۔ پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو:

مسئلہ۴۵۱: شرط ہے کہ نمازی کی پیشانی رکھے جانے کی جگہ پاک ہو بنا بر ایں اگر پیشانی کی جگہ پاک ہو اور دوسرے تمام اعضاء رکھنے کی جگہ نجس ہو تو نماز صحیح ہو گی۔

۶۔ جگہ ایسی نہ ہو کہ جس سے نجاست بدن یا لباس تک سرایت کر جائے :

مسئلہ۴۵۲: نمازی کے نماز پڑھنے کی جگہ اگر نجس ہو تو شرط یہ ہے کہ وہ اتنی تر نہ ہو کہ جس کی رطوبت سرایت کرتی ہو کہ وہ نمازی کے بدن یا

لباس کو لگ جائے بنا بر ایں اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو لیکن اُس کی نجاست بدن یا لباس تک نہ پہنچتی ہو اور پیشانی کی جگہ پاک ہو تو اُس پر نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

۷۔ مرد اور عورت کے کھڑے ہونے کی جگہ میں علی الا حوط کم سے کم ایک بالشت کا فاصلہ ہو:

مسئلہ۸۵۳: احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت اور مرد کے کھڑے ہونے کی جگہ میں کم سے کم فاصلہ ایک بالشت کا ہو، اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے یا کھڑے ہونے کی جگہ میں اُس سے آگے نکل جائے تو بنا بر احتیاط صحیح نہیں ہے۔

۸۔ جگہ ہموار ہو :

مسئلہ۸۵۴: واجب ہے کہ نماز گذار کے سجدہ کی جگہ اُس کے گھٹنوں اور انگوٹھوں کی جگہ سے چا ر

اُنگلیوں سے زیادہ اُونچی یا نیچی نہ ہو ۔

دو مسئلے :

مسئلہ ۴۵۵: کعبہ کے اندر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کعبہ کی چھت پر بھی نماز نہ پڑھے ۔

مسئلہ ۴۵۶: ایسی جا نماز پر نماز پڑھنا جس پر تصویریں اور نقش ہوں یا سجدہ گاہ جس پر نقش و نگار ہوں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن اگر ایسی شکل میں ہو جس سے شیعوں پر تہمت لگانے والوں کو بہانا ملتا ہو تو ایسی جا نمازیں اور سجدہ گاہیں بنانا اور اُن پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر اُن سے توجہ ادھر اُدھر ہوتی ہو اور دل ڈانواڈول ہوتا ہو تو اُن پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

احکام مسجد

مسئلہ ۴۵۷:

مسجدوں کے محرمات :

۱۔ مسجد کو نجس کرنا ۔

۲۔ مسجد کو سونے سے مزین کرنا اگر فضول خرچی شمار ہوتا ہو ۔

۳۔ ایسے اعمال جو مسجد کی شان اور اُس کے احترام کے منافی ہوں ۔

۴۔ کافروں کا مسجد میں داخل ہونا ۔

۵۔ مسجد کو گرانا یا ویران کرنا ۔

۶۔ وقف مسجد کی کیفیت کے خلاف کوئی کام کرنا ۔

۱۔ مسجد کو نجس کرنا:

مسئلہ ۴۵۸: مسجد کے فرش، چھت اور اُس کی

دیواروں کو نجس کرنا حرام ہے ۔ اور اگر نجس ہو جائیں تو فوراً پاک کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۴۵۹: اگر مسجد کو غصب کر لیا جائے یا اُس کو گرا دیا جائے یا اُس کو ترک کر دیا جائے اور اُس کی جگہ عمارت تعمیر کی جائے یا ترک کر دیئے جانے کی بنا پر اُس سے آثار مسجد مٹا دیئے جائیں اور امید نہ ہو کہ کوئی اُس میں واپس آے گا اور اسے دوبارہ مسجد بنائے گا مثلاً شہر کے باشندے شہر ہی چھوڑ دیں تو اُس صورت میں اس کو نجس کرنا حرام نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ اُس کو نجس نہ کیا جائے ۔

۲۔ مسجد کو سونے سے مزین کرنا اگر فضول خرچی شمار ہوتا ہے :

مسئلہ ۴۶۰: مسجد کا سونے سے مزین کرنا اگر

فضول خرچی شمار ہو تو حرام ہے اور اُس کے علاوہ مکروہ ہے۔

۳۔ مسجد کے احترام اور اُس کی شان کے منافی اعمال:

مسئلہ ۴۶۱: مسجد کی شان، منزلت اور حرمت کی رعایت کرنا واجب ہے اور اُن اعمال سے پرہیز کرنا واجب ہے جو مسجد کی شان و منزلت اور قدر و قیمت کے منافی ہوں بنابرایں:

ا۔ مسجد ورزش کرنے اور ورزش کی مشقیں کرنے کی جگہ نہیں ہے۔

ب ۔ اگر موسیقی کا نشر کرنا مسجد کی شان کے منافی ہو تو حرام ہے چاہے لہو ولعب کی خاطر نہ ہو۔

۴۔ کفار کا مسجد میں داخل ہونا:

مسئلہ ۴۶۲: کفار کا مسلمانوں کی مسجدوں میں

داخل ہونا جائز نہیں ہے چاہے تاریخی آثار دیکھنے کی غرض سے کیوں نہ ہو اس لحاظ سے مسجدالحرام اور دوسری مساجد میں کوئی فرق نہیں اور نہ اس اعتبار سے کوئی فرق ہے کہ ان کا داخل ہونا حرمت شکنی کہلاتا ہے یا نہیں کہلاتا ۔

۵۔ مسجد کو گرانا یا ویران کرنا:

مسئلہ ۴۶۳: مسجد کو یا اس کے کسی حصّے کو گرانا جائز نہیں ہے، مگر کوئی ایسی مصلحت ہو کہ جس سے چشم پوشی نہ کی جاسکتی ہو ۔

مسئلہ ۴۶۴: اگر مسجد کو گرا دیا جائے یا ویران کر دیا جائے تو اس حال میں بھی وہ مسجد ہی رہے گی اور اس کے آثار شرعیہ باقی رہیں گے، مگر جس مسجد کو چھوڑ دیا گیا ہو اور اس کی جگہ کچھ اور بنادیا گیا ہو یا چھوڑ دینے کی وجہ سے اس سے مسجد کے

آثار مٹا دیئے گے ہوں اور اس کے دوبارہ مسجد بننے اور نئی تعمیر ہونے کی کوئی اُمید نہ ہو، اس بنا پر وہ زمین جو مسجد کے چھت والے حصّے کا جز تھی، اگر وہ سڑک میں آرہی ہو اور مجبوراً اس کے ایک حصّے کو گرادیا گیا ہو اگر اس کے دوبارہ مسجد بننے کا احتمال بہت ہی ضعیف اور بعید ہو تو اس پر مسجد کے شرعی آثار مرتب نہیں ہوں گے۔

۶۔ وقف شدہ مسجد کی کیفیت کے خلاف عمل کرنا:

مسئلہ ۴۶۵: وقف مسجد کی کیفیت کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کو بدلنا یا تبدیل کرنا جائز ہے اس بنا پر :

۱۔ مسجد کے صحن یا ایوان سے جوانوں کی فکری، ثقافتی، عقیدتی، یا فوجی تربیت کے لئے استفادہ کرنا

صحن مسجد اور اس کے ایوان کے وقف کی کیفیت پر منحصر ہے، واجب ہے کہ اس طرح کے کام مسجد کے امام جماعت اور کمیٹی کی نگرانی میں ہوں اس کے باوجود کہ نوجوانوں کا مسجد میں آنا اور امام جماعت اور مسجد کی کمیٹی کی موافقت سے دینی دروس قائم کرنا مطلوب اور مستحسن امر ہے ۔

ب۔ مسجد کو ایسے مکان میں تبدیل کرنا کہ جہاں فلمیں دکھائی جائیں جائز نہیں ہے البتہ کبھی کبھی دینی، اخلاقی فلمیں جو مفید مطالب پر مشتمل ہوں ان کو بعض خاص مواقع پر امام جماعت کی نگرانی میں دکھانے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

ج۔ مسجد کے وسائل، جیسے، بجلی، پنکھے، وغیرہ سے مجالس عزا یا مردوں کے لئے فاتحہ وغیرہ کرانے میں استعمال کرنا وقف کی یا ان وسائل کی نذر کی کیفیت سے مربوط ہے۔

د۔ مسجد کے چھت والے حصّے کے فرش کو کھودنا جائز نہیں ہے چاہے وہ کارخانہ بنانے کے لئے یا مسجد کی خدمت کے لئے عمومی سہولیات والی چیزیں بنانے کے لئے ہی کیوں نہ ہو ۔

ہ۔ صحن مسجد کے کسی کونے میں کتابخانہ یا میوزیم بنانا اس صورت میں کہ مسجد کے صحن کے وقف کی کیفیت کے خلاف ہو یا مسجد کی عمارت میں ردوبدل کا باعث بنے جائز نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ مذکورہ غرض کے لئے مسجد کے پاس ہی کسی جگہ کو آمادہ کیا جائے ۔

و۔ مسجد کے پانی کو پینے یا چائے بنانے میں استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ اس بات کا علم نہ ہو کہ پانی صرف نمازیوں کے وضو کرنے کے لئے وقف ہے اور عرف عام میں مسجد کے پڑوسی یا ادھر سے گذرنے والے اس پانی سے اس قسم کا

فہرست

استفادہ کرتے ہوں، اگرچہ اس سلسلے میں احتیاط مطلوب ہے یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب مسجد قبرستان کے پاس ہو اور اس سے قبروں پر چھڑکنے کے لئے پانی لیا جاتا ہو اور یہ چیز لوگوں کے درمیان رائج ہو اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا ہو اور نہ ہی اس کو ناپسند کرتا ہو اور اس پر کوئی دلیل نہ ہو کہ پانی صرف وضو اور طہارت کے لئے وقف ہے ۔

ز۔ اگر مسجد کی چھت والے حصّے کے نیچے کچھ کمرے بنا دیئے جائیں اورایسا شرعی احکام سے نا واقفیت کی بنا پر ہو تو ان کو گرا کر مسجد کو پہلی حالت میں لے آنا واجب ہے، یہی حکم اس وقت بھی ہے کہ اگر کوئی کمرہ چائے وغیرہ بنانے کے لئے کسی ایسی جگہ بنایا جائے جو مسجد کا حصہ ہو اور مسئلہ سے نا واقفیت کی بناپر ایسا کرے، چنانچہ اس جگہ کو مسجد والی حالت میں لانا واجب ہے ۔

ح۔ مسجد کے صحن سے درختوں کو اُکھاڑنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ یہ عمل وقف میں ردوبدل نہ شمار ہوتا ہو۔

ط۔ مسجد میں مردوں کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں میت کی وصیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے مگر یہ کہ صیغۂ وقف پڑھتے وقت مردوں کو دفن کرنا مستثنٰی کیا گیا ہو ۔

ی۔ مسجد میں نمازیوں کے لئے مزاحمت پیدا کرنا جائز نہیں ہے البتہ قُرآن کریم احکام شرعیہ اور اخلاق اسلامیہ کی تعلیم دینا اور انقلابی ترانوں کی مشق کرنا اگر نمازیوں کے لئے مزاحمت نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

ک۔ مسجد کے تہہ خانے کو تین شرطوں کے تحت کرائے پر دینا جائز ہے۔

۱۔ تہہ خانہ مسجد کے عنوان کے تحت نہ آتا ہو ۔

۲۔ وہ تہہ خانہ مفادعامہً کا حصّہ نہ ہو اور مسجد کو اس کی ضرورت نہ ہو۔

۳۔ تہہ خانہ انتفاع کے لئے وقف نہ ہو بلکہ منفعت کے لئے ہو ۔

مسئلہ ۴۶۶:

مسجد کے مستحبات:

۱۔ مسجد کو صاف ستھرااور آباد رکھنا ۔

۲۔ مسجد میں جانے کے لئے خوشبو لگانا اور نئے اور پاک کپڑے پہننا ۔

۳۔ اپنے پاؤں اور جوتوں کا دھیان رکھنا تاکہ مسجد نجس یا نجاست سے آلودہ نہ ہو جائے ۔

۴۔ سب سے پہلے مسجد میں جانا اور سب سے آخر میں مسجد سے خارج ہو نا ۔

۵۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور دل میں اُس کا خشوع رکھتے ہوئے داخل ہونا۔

احکام مسجد سے متعلق بعض امور

مسئلہ ۴۶۷: مسجد میں سونا مکروہ ہے ۔

مسئلہ ۴۶۸: مسجد میں نماز کی فضیلت صرف مردوں سے مخصوص نہیں بلکہ عورتیں بھی اس میں شامل ہیں ۔

مسئلہ ۴۶۹: دوسری مسجد کی جماعت میں شریک ہونے کے لئے محلہ کی مسجد میں نماز نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے خصوصاً اگر وہ جماعت شہر کی جامع مسجد میں ہو ۔

مسئلہ ۴۷۰: جامع مسجد اس مسجد کو کہتے ہیں جس کو شہر میں تمام لوگوں کے اجتماع کے لئے کسی

خاص قبیلے یا جماعت سے مخصوص کئے بغیر بنایا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۴: اگر کچھ کوآپریٹو کمپنیاں مل کر اجتماعی طو ر پر رہائشی مکان تعمیر کرنا چاہیں اور شروع میں ہی اتفاق کر لیں کہ ان مکانوں میں رہنے والوں کے لئے کچھ عام استعمال کے مکان جیسے مساجد وغیرہ بنائی جائیں، لیکن ان کمپنیوں کے بعض حصّے دار، اپنا اپنا مکان تحویل میں لینے سے پہلے اس اتفاق سے منحرف ہو جائیں اور یہ کہیں کہ وہ مسجد بنانے پر راضی نہیں ہیں اب اگر ان کا انکار مسجد کی تعمیر ہو کر وقف کردیئے جانے کے بعد ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اگر ان کا انکار شرعی طور پر مسجد کے وقف ہو جانے سے پہلے ہو تو کمپنی کے حصہ داروں کے پیسے سے ایسی جگہ پر مسجد بنانا جو تمام حصّے داروں کی ہوان کی مرضی کے بغیر جائز نہیں ہے،

مگر یہ کہ پہلے سے تمام حصّہ داروں کے لئے یہ شرط ہو اور وہ بھی عقد لازم کے ضمن میں ہو کہ کمپنی سے متعلق زمین کا ایک ٹکڑا مسجد بنانے کے لئے مخصوص کریں گے اور کمپنی کے حصّے دار اس شرط کو مان لیں، تو ایسی صورت میں وہ انکا ر کا حق نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کے انکار کا کوئی اثر ہوگا۔

مسئلہ ۴۷۲: اپنے مال سے یا اہل خیر کے مال سے، جس مسجد کی تعمیر ضرورت ہو اس کے لئے حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۷۳: کفار کے ہاتھوں تعمیر شُدہ مسجد میں نماز پڑھنا بلا اشکال ہے، اسی طرح اگر وہ مسجد کی تعمیر میں مالی تعاون کرنا چاہیں تو اس کو قبول کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۷۴: مسجد میں جو سامان آتا ہے یا

ضرورت کی چیزیں آتی ہیں اگر اس مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو تو انھیں دوسری مسجدوں کو استعمال میں لانے کے لئے دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۷۵: صرف مسجد کانام بدل دینے میں کوئی ممانعت نہیں ہے ۔ مثلاً پہلے مسجد کا نام مسجد صاحب ہو جسے بدل کر مسجد جامع کر دیا جائے، لیکن یہ ایسی صورت میں صحیح ہے کہ مسجد کے نام کو مسجد کے وقف کے صیغہ میں ذکر نہ کیا گیا ہو۔

مذہبی مقامات کے بارے میں کچھ احکام

مسئلہ ۴۷۶: امام باڑے اور عزا خانے مسجد کا حکم نہیں رکھتے ۔

مسئلہ ۴۷۷: جس امام باڑے کو شرعاً صحیح طور پر امام باڑے کے عنوان سے وقف کیا گیا ہواسے مسجد میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح اس کی

پاس والی مسجد کے ساتھ ملا دینا اس عنوان سے کہ وہ مسجد ہے جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۴۷۸: وہ امام باڑہ جس کو دینی مجالس قائم کرنے کے لئے وقف عام کیا گیا ہو اس کو ملکیت بنانا جائز نہیں ہے جیسا کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ کچھ خاص معین افراد کے نام اس کو رجسٹر کروایا جائے بہر حال اگر اس کو چند افراد کے نام رجسٹر کروانا ہو تو اس کے لئے ان سب لوگوں کی اجازت ضروری ہے، جنہوں نے اس کے بنانے میں شرکت کی ہے۔

مسئلہ ۴۷۹: وہ فرش اور سامان جس کو اولاد ائمہؑ میں سے کسی کے مرقد کے لئے نذر کیا گیا ہو اس کو محلے کی جامع مسجد کے کام میں لانا بلا اشکال ہے، اگر مرقد اور اس کے زائرین کی ضرورت سے زیادہ ہو ۔

قبلہ

احکام قبلہ:

مسئلہ ۴۸۰: نمازی پر واجب ہے کہ وہ نماز کے دوران اس طرف منہ کرے جہاں کعبہ ہے اور اسی وجہ سے اس کو قبلہ کہا جاتا ہے اور چونکہ یقینی طور پر کعبے کے رو برو ہونا ان کے لئے جو دور دراز کے رہنے والے ہیں ممکن نہیں ہے، لہٰذا سمت کعبہ کی طرف منہ کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ عرف عام میں یہ کہا جائے کہ وہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔

مسئلہ ۴۸۱: رو بہ قبلہ ہونے کا معیار بیت عتیق کی طرف رخ کرنا ہے اور زمین پر جہاں بھی ہو وہاں سے کعبہ کی طرف رخ کرے، جو سر زمین مکہ مکرّمہ میں بنا ہوا ہے بنا برایں اگر زمین کے کسی ایک مقام

پر کھڑا ہو اور اس سے نکلنے والے خطوط مستقیم جو کعبہ تک جاتے ہوں چاروں طرف سے برابر ہوں تو اس کو اختیار رہے کہ کسی بھی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے لیکن اگر بعض اطراف کی مسافت کم ہو اور عرفاً قبلہ رخ ہونا صادق نہ آتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ جس طرف کی مسافت کم ہے اسی طرف رخ کرے ۔

مسئلہ ۴۸۲: مستحبی نمازوں کو چلتے ہوئے یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے ایسے میں قبلہ کی طرف رخ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۸۳: نماز گذار پر واجب ہے کہ قبلہ رخ ہونے کا یقین یا اطمینان حاصل کرے چاہے اس کو یہ چیز قبلہ نما کے ذریعے حاصل ہو یا شاخص یا سورج یا ستاروں کے ذریعے (جو لوگ ان سے استفادہ کی مہارت رکھتے ہوں) یا ان کے علاوہ دوسرے

طریقوں سے کہ جو اطمینان کا موجب ہوتے ہیں، پس اگراطمینان حاصل نہ ہو تو جس سمت میں قبلہ کا گمان رکھتا ہے اسی سمت منہ کر کے نماز پڑھے ۔

مسئلہ ۴۸۴: جس کے پاس قبلہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور کسی ایک سمت قبلہ ہونے کا گمان بھی نہ ہو تو احتیا ط واجب یہ ہے کہ چاروں سمت میں نماز پڑھے اور اگر چاروں سمت نماز پڑھنے کا وقت نہ ہو تو جتنا وقت ہے اس میں جس سمت میں قبلے کا احتمال ہو ادھر رخ کر کے نماز پڑھے ۔

مسئلہ ۴۸۵: جو شخص قبلہ کی جہت کا علم نہ رکھتا ہو کہ ان اعمال کو انجام دے سکے کہ جن میں روبہ قبلہ ہونا شرط ہے جیسے حیوانات کو ذبح کرنا وغیرہ تو اس پر واجب ہے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر گمان بھی حاصل نہ ہو تو جس طرف چاہے رخ کر کے عمل کو انجام دے ۔ اس کا عمل صحیح ہو گا ۔

مسئلہ ۴۸۶: اگر مکلف کو قبلہ نمایا شاخص کے ذریعے سمت قبلہ کا اطمینان ہو جائے تو اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، اس کے علاوہ کسی اور صورت میں قبلہ کی تشخیص کے لئے مسجدوں کے محراب اور مسلمانوں کی قبروں پر بھی اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۴۸۷: گذشتہ بحث میں بیان شدہ شاخص سے جو قبلہ کی تشخیص کے لئے ہوتی ہے مراد یہ ہے کہ ۲۵ رمئی اور ۱۷ر جولائی کو خانہ کعبہ کے اُوپر سورج کی کرنیں سیدھی پڑتی ہیں اور یہ وہی وقت ہے جب کعبہ سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے، اس وقت ایک سیدھی لکڑی یا لوہے کی سلاخ کو زمین میں سیدھا کھڑا کیا جائے تو وہ سمت جو شاخص کے سائے کی مخالف سمت میں ہوگی وہی قبلہ کی سمت ہوگی۔

یومیہ نمازیں

یومیہ نمازوں کی اہمیت:

مسئلہ ۴۸۸: یومیہ پنجگانہ نمازیں شریعت اسلامی کے اہم ترین واجبات میں سے ہیں بلکہ یہ دین کا ستون ہیں ان کو چھوڑنا اور اہمیت نہ دینا شرعاً حرام ہے اور عذاب کا حقدار ہونے کا باعث ہے۔

مسئلہ ۴۸۹: نماز چھوڑنا کسی بھی حالت میں حتیٰ جنگ میں بھی جائز نہیں ہے،بنا برایں جو شخص محاذجنگ پر موجود ہو اور سورہ فاتحہ پڑھنے اور رکوع سجود بجا لانے پر جنگ کی شدت اور مسلسل جھڑپوں کی وجہ سے قادر نہ ہو تو اُس پر واجب ہے کہ جس کیفیت کے ساتھ ممکن ہو نماز پڑھے اور اگر رکوع وسجود پر قادر نہ ہو تو اشارے پر اکتفا کرے۔

یومیہ نمازوں کی تعداد

مسئلہ ۴۹۰: یومیہ نمازوں کی تعداد اور رکعتیں:

۱۔ صبح کی نماز ...... دو (۲) رکعت

۲۔ ظہر کی نماز ...... چار (۴) رکعت

۳۔ عصر کی نماز ...... چار (۴) رکعت

۴۔ مغرب کی نماز ... تین (۳) رکعت

۵۔ عشا کی نماز ...... چار (۴) رکعت

مسئلہ ۴۹۱: سفر میں ظہر، عصر اورعشا کی نمازیں چار کے بدلے دو رکعت ہو جاتی ہیں، اس سلسلہ میں کچھ مزید احکام اور خصوصیات ہیں جن کو ہم بعد میں بیان کریں گے۔

یومیہ نمازوں کے اوقات

مسئلہ ۴۹۲: نماز صبح کا وقت طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب سے قبل تک ہے ۔

مسئلہ ۴۹۳: نماز صبح کے وقت کا شرعی معیار صبح صادق ہے (کاذب نہیں)اور اس کو معلوم کرنا مکلف کی اپنی تشخیص پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۴۹۴: طلوع فجر میں چاند والی راتوں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق نہیں اگر چہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے ۔

مسئلہ ۴۹۵: لازم ہے کہ نماز صبح کو احتیاط کی رعایت کی خاطر ریڈیو یا ٹی .وی سے اذان کے نشر ہونے کے ۵ یا ۶ منٹ بعد ادا کی جائے۔

مسئلہ ۴۹۶: نماز صبح کے وقت ختم ہونے کامعیارافق پر سورج کا دکھائی دینا ہے ۔اس کے نور کا زمین پر پہنچنا معیار نہیں ہے ۔

نماز ظہر کا وقت :

مسئلہ ۴۹۷: نماز ظہر کا وقت اول زوال سے

شروع ہوتا ہے، یعنی اس وقت سے کہ جب سایہ کم ہوتے ہوتے آخری حد تک پہنچ کر دوبارہ بڑھنا شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے کہ جب نماز عصر کی چار رکعت کا وقت باقی رہ جائے ۔

نماز عصر کا وقت:

مسئلہ ۴۹۸: نماز ظہر کی چار رکعت گزر جانے کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہو تا ہے اور غروب آفتاب سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

نماز مغرب کا وقت:

مسئلہ۴۹۹: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے مشرق کی طرف بلند ہونے والی سُرخی کے زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب صرف نماز عشا کی چار رکعت ادا کرنے کا وقت آدھی رات سے پہلے بچ جائے اس وقت ختم ہو جاتا ہے ۔

مسئلہ ۵۰۰: غروب آفتاب اور سرخی، زائل ہونے کے درمیان کا فاصلہ، موسموں کے بدلنے کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

نماز عشاء کا وقت :

مسئلہ ۵۰۱: نماز عشاء کا وقت اس وقت کے بعد شروع ہوتا ہے کہ جس میں نماز مغرب ادا ہو جائے اور آدھی رات تک رہتا ہے۔

مسئلہ۵۰۲: احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز مغرب وعشا ء وغیرہ کے لئے آدھی رات کا حساب اول غروب سے اذان صبح تک لگایا جائے، بناء بر ایں نماز مغرب وعشاء کا آخری وقت ظہرکے شرعی وقت سے سوا گیارہ گھنٹے کے بعد ہوتا ہے۔

اوقات نماز کے احکام

نماز کا وقت معلوم کرنے کے طریقے :

۱۔ وقت داخل ہو جانے کا یقین یا اطمینان ہو جانا ۔

۲۔ دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی گواہی دیں۔

۳۔ ایسے مؤذن کی اذان جس کے وقت شناس ہونے کا بھروسہ ہو ۔

مسئلہ ۵۰۳: جب تک وقت کی شناخت کے لئے مقرر کردہ طریقوں میں سے کسی طریقے سے وقت داخل ہو جانے کا یقین نہ ہو جائے، اس وقت تک نماز شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۴: وقت داخل ہونے کا یقین حاصل ہو نے کے بعد نماز شروع کردے لیکن نماز کے دوران شک ہو جائے کہ وقت داخل ہوا یا نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہوگی، لیکن اگر وقت داخل ہونے کا

یقین ہو اور وہ نماز میں ہو اور شک ہو کہ نماز کی جو مقدار اس نے پڑھی ہے وہ وقت کے اندر تھی یا نہیں ؟ تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وقت نماز کے داخل ہونے کا معیار:

مسئلہ ۵۰۵: ایسے وسائل جو ہر روز آنے والے دن کے اوقات شرعیہ کے بارے میں بتاتے ہیں ان پرا عتماد کرنا جائز ہے بشرطیکہ مکلف کو وقت داخل ہو جانے کا اطمینان ہو جائے ۔جیسے ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ۔

مسئلہ ۵۰۶: نماز شروع کرنے کے لئے اذان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب نہیں ہے، اگر وقت داخل ہونے کا اطمینان ہو جائے تو نماز کو شروع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۰۷: یومیہ نمازوں کے اوقات جاننے کے لئے مکلف پر واجب ہے کہ اُس جگہ کے افق کی

رعایت کرے جہاں وہ رہتا ہے۔

مسئلہ ۵۰۸: دو علاقوں کے طلوع فجر، زوال آفتاب اور غروب آفتاب میں فرق کی مقدار کے یکساں ہونے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ دوسرے اوقات میں بھی ان میں اتحاد ہو، بلکہ مختلف شہروں میں جو فرق کی مقدار ہے جو اوقات ثلاثہ میں غالباً مختلف ہوتی ہے مثلا اگر دو علاقوں کے ظہر کے وقت میں ۲۵/ منٹ کا فرق ہو تو یہ فرق صبح اور عشاء کے وقت میں بدل کر ممکن ہے کہ ۲۵ / منٹ سے کم یا زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ ۵۰۹: اگر صرف ایک رکعت نمازپڑھنے کا وقت بچاہو تو پوری نماز کو ادا کی نیت سے بجالانا واجب ہے، لیکن جان بوجھ کر آخر وقت تک نماز کو ٹالنا جائز نہیں ہے اور اگر شک ہو کہ ایک رکعت کے لئے وقت کافی ہے یا نہیں تو اس پر واجب ہے

کہ (قصد قربت) کی نیت سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۵۱۰: مغرب وعشاء یا ظہر وعصر کا وقت داخل ہو جانے کے بعد مکلف کو اختیار ہے کہ دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے پڑھے یا ہر نماز کو اس کی فضیلت کے وقت میں بجالائے۔

مسئلہ ۵۱۱: مستحب ہے کہ نمازی، نماز کو اس کے اول وقت میں بجا لائے اور شریعت اسلام نے اس امر کی بہت تاکید کی ہے اور اگر اول وقت میں نہ بجا لاسکے تو اول وقت کے قریب ترین وقت میں ادا کرے، مگر یہ کہ تاخیر کرنا کسی بہتر غرض سے ہو۔ مثلا وہ نماز جماعت کا انتظار کر رہا ہو۔

مسئلہ ۵۱۲: اگر قرض والا اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور وہ ادا کرنے پر قادر ہو تو اس پر واجب

ہے کہ پہلے قرض ادا کرے اس کے بعد نماز پڑھے یہی حکم اس وقت ہے کہ جب کوئی دوسرا فوری واجب اس کے سامنے آجائے، ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو واجب ہے کہ پہلے نماز پڑھے ۔

نمازوں کے درمیان ترتیب

مسئلہ ۵۱۳: واجب ہے کے ظہر، عصر، مغرب وعشا ء کو ترتیب سے بجا لائے پہلے ظہر پڑھے اس کے بعد عصر اور پہلے مغرب پڑھے اس کے بعد عشاء پس اگر عصر کو ظہر سے اور عشا ء کو مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی ۔

مسئلہ ۵۱۴: اگر غفلت یا اشتباہ کی بنا پر عصر کو ظہر اور عشاء کو مغرب سے پہلے پڑھے لیکن نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد متوجہ ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

مسئلہ ۵۱۵: ظہر کی نیت سے اگر نماز شروع کر دے، مگر نماز کے دوران متوجہ ہو کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو واجب ہے کہ اس کو توڑ کر نماز عصر بجالائے اور یہی حکم مغرب اور عشاء کا بھی ہے۔

مسئلہ ۵۱۶: اگر یہ سوچ کر نماز عصر شروع کرے کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے لیکن درمیان میں یاد آجائے کہ ابھی ظہر نہیں پڑھی ہے تو اگر یہ صورت حال دونمازوں کے مشترک وقت میں پیش آئے تو اُس پر لازم ہے کہ نیت کو عصر سے ظہر کی طرف موڑ دے اور ظہر مکمل کرنے کے بعد نماز عصر بجالائے، لیکن اگر ظہر کے اختصاصی وقت میں ایسا ہو (یعنی اول وقت سے چار رکعت کے بقدر وقت کے اندر) تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نیت میں ظہر کی طرف عدول کرے اور نماز کو مکمل کرے، اُس کے بعد ظہر و عصر کو ترتیب سے بجا لائے یہی حکم

فہرست

مغرب و عشاء کا بھی ہے۔

اذان و اقامت

مسئلہ ۵۱۷: یومیہ واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت مستحب ہے اور اس استحباب کی نماز صبح اور مغرب میں بہت تاکید کی گئی ہے، خاص طور پر جماعت میں، لیکن غیر یومیہ واجب نمازوں، جیسے آیات وغیرہ میں مستحب نہیں ہے۔

اذان کے اٹھارہ (۱۸) فقرے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ	چار مرتبہ
۲۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	دو مرتبہ
۳۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ	دو مرتبہ
۴۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	دو مرتبہ
۵۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	دو مرتبہ

۶۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ دو مرتبہ

۷۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ

۸ ۔ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ دو مرتبہ

مسئلہ ۵۱۸: اذان میں ذکر شُدہ ترتیب کے مطابق اقامت کے ۱۷ فقرے ہیں فرق یہ ہے کہ پہلے فقرے میں مکلف تکبیر کو دو مرتبہ پڑھتا ہے اور آخری فقرے میں "لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ" کوایک مرتبہ پڑھتا ہے اور (حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ) کے بعد دو مرتبہ (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ) پڑھتا ہے ۔

اذان و اقامت سے متعلق بعض امور :

مسئلہ ۵۱۹: (اَشْھَدُاَنَّ عَلِیّاً وَّلِیُّ اللّٰہ) اذان واقامت کا جز نہیں ہے لیکن اس عنوان سے بجالانا کہ وہ شیعت کا شعار ہے نہایت اچھا اور مستحسن امر ہے اور واجب ہے کہ قربت مطلقہ کی نیّت سے اس

شہادت کو ادا کرے۔

مسئلہ ۵۲۰: اذان اور اقامت میں لفظ صلوٰۃ پر اگر وقف کرنا چاہے تو واجب ہے کہ 'ۃ 'کو ' ہ ' میں بدل دے ۔

مسئلہ ۵۲۱: اذان وہ اعلان ہے جس کو وقت داخل ہونے کی دلیل کے طور پر کہا جاتا ہے اور یہ اذان یومیہ فرائض کے اول وقت میں کہی جاتی ہے اور سننے والوں کے لئے اونچی آواز میں اس کو دہرانا مستحب مؤکّد ہے ۔

مسئلہ ۵۲۲: عمومی راستوں پر اذان کہنے میں اور وہ بھی جماعت کی شکل میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ دوسروں کے لئے اذیت اور راستہ بند ہو جانے کا باعث نہ ہو۔

مسئلہ ۵۲۳: چھت کے اُوپر معمول کے مطابق

اُونچی آواز میں خاص کر نماز صبح کے لئے اذان کہنے میں کوئی اشکال نہیں ہے چاہے بعض ہمسایوں کو اس پرا عتراض ہی کیوں نہ ہو ۔

مسئلہ ۵۲۴: لاوڈا سپیکر سے نماز صبح کا وقت داخل ہوجانے کے اعلان کے طور پر معمول کے مطابق اذان کہنے میں کوئی اشکال نہیں، لیکن لاوڈ اسپیکر سے مسجدمیں آیات قرآنیہ اور دعا وغیرہ نشر کرنا اگر پڑوسیوں کے لئے اذیت کا باعث ہو تو شرعاً اس کا کوئی جواز نہیں ہے بلکہ اس میں اشکال ہے ۔

مسئلہ ۵۲۵: مرد کا عورت کی اذان پر اکتفا کرنا بعید نہیں ہے کہ جائز ہو بشر طیکہ اس کی تمام فصلیں اس سے سُنی جائیں ۔

واجبات نماز

مسئلہ ۵۲۶: نماز میں واجب اعمال گیارہ امور پر مشتمل ہیں :

۱۔ نیت

۲۔ تکبیرۃ الاحرام

۳۔ قیام

۴۔ قرائت

۵ ۔ رکوع

۶۔ سجود

۷۔ ذکر

۸۔ تشہّد

۹۔ سلام

۱۰۔ ترتیب

۱۱۔ موالات

کچھ واجبات نماز کا رُکن کہلاتے ہیں یعنی اگر ان میں سے کوئی ایک نماز میں کم یا زیادہ ہو جائے چاہے جان بوجھ کر یا بھولے سے تو نماز باطل ہو جاتی ہے، کچھ واجبات ایسے ہیں جو رُکن نہیں ہوتے جو اگر بھولے سے کم یا زیادہ ہو جائیں تو نماز باطل نہیں ہو تی، لیکن اگر عمداً ایسا ہو تو اس صورت میں نماز باطل ہو جاتی ہے ۔

ارکان نماز :

۱۔ نیّت

۲۔ تکبیرۃ الا حرام

۳۔ قیام(تکبیر کی حالت میں اور رکوع میں جانے سے پہلے)

۴۔ رکوع

۵۔ دو سجدے

ا۔ نیّت:

نیّت کا مطلب اور اس کا حکم :

نماز میں نیّت واجب ہے نیّت سے مراد ہے خدا کے حکم کو مانتے ہوئے کسی معین نماز کو پڑھنے کا ارادہ کرنا۔

مسئلہ ۵۲۷: نماز میں جو نیّت واجب ہے وہ اللہ کا قُرب حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھنے کا ارادہ کرنا اس کو دل میں یاد کرنا یا زبان پر جاری کرنا یا اپنے دل میں اس کا تصور کرنا کافی ہے اور یہ کہنا کہ "میں چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قربۃً الی اللہ" واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۵۲۸: واجب ہے کہ نماز پڑھنے والا یہ جانتا ہو کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے بنا بر ایں اگر چار

رکعت نماز پڑھنے کی نیّت کرے اور معین نہ کرے کہ وہ ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۵۲۹: نماز گزار پر واجب ہے کہ وہ نماز کو اللہ کا حکم بجا لانے کی خاطر پڑھے بنا بر ایں اگر دکھاوے کے لئے یعنی لوگوں کے درمیان تدین(دینداری) کا اظہار کرنے کے لئے یا دوسرے اغراض و مقاصد کی خاطر نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے، مختصر یہ کہ اگر پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ غیراللہ کے لئے ہو تو نماز باطل ہے۔

نیّت میں عدول:

مسئلہ۵۳۰: وہ مقامات جن میں عدول واجب ہوتا ہے۔

ظہر وعصر کے مشترک وقت میں اگر عصر کی نماز میں ہو اور یاد آجائے کہ ظہر نہیں پڑھی ہے

تو ظہر کی طرف عدول کرنا،مغرب وعشاء کے مشترک وقت میں اگر نماز کے دوران متوجہ ہو کہ مغرب نہیں پڑھی ہے اور محل عدول سے تجاوز نہ کیا ہو تو مغرب کی طرف عدول کرنا۔

دو ترتیبی قضاء نمازوں جیسے ظہر وعصر میں اگر بعد والی نماز بھولے سے شروع کردے اور پہلے والی نہ پڑھی ہو تو پہلے والی کی طرف عدول کرنا ۔

مسئلہ ۵۳۱: وہ موارد جن میں عدول مستحب ہے۔

❁ ادا نماز سے قضا واجب نماز کی طرف اس صورت میں عدول کرنا کہ جب ادا نماز کی فضیلت کا وقت ہاتھ سے نہ نکل رہا ہو۔

❁ جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے واجب سے مستحب کی طرف عدول کرنا ۔

۞ جمعہ کے دن ظہر کے وقت اگر ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو اور یاد آجائے کہ سورۂ جمعہ اوردوسرا سورہ پڑھنا بھول گیا ہے اور نصف تک پہنچا ہو یا اس سے گذر گیا ہو تو مستحب ہے کہ واجب نماز سے مستحب کی طرف عدول کرے تا کہ بعد میں واجب نماز کو سورۂ جمعہ کے ساتھ پڑھ سکے۔

۲۔ تکبیرۃالاحرام:

مسئلہ۵۳۲: نماز میں تکبیرۃالاحرام واجب ہے اس سے مراد ہے نماز کے آغاز میں نیت کے بعد "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا ۔

مسئلہ۵۳۳: آغاز نما زمیں جان بوجھ کر یا بھولے سے تکبیرۃالاحرام نہ کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے یہی حکم ہے اگر آغاز نماز میں تکبیرۃالاحرام صحیح طور پر کہے اور دوسری مرتبہ پھر اسی نیّت کے

ساتھ کہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ عمداً کہے یا سہواً کہے ۔

مسئلہ ۵۳۴:

تکبیرۃالاحرام کے واجبات :

تَکْبِیْرَۃُ الْاِحْرَامْ کو اس طرح ادا کرانا واجب ہے کہ عرف عام میں اس کا تلفظ کرنا شمار ہو اور اس کی علامت یہ ہے کہ جو کہتا ہے یا پڑھتا ہے وہ سنا جا سکے، بشرطیکہ وہ بہرہ نہ ہو یا اس کے ار د گرد اتنا شور نہ ہو جو سننے نہ دے ۔

مسئلہ ۵۳۵: تَکْبِیْرَۃُ الْاِحْرَامْ کو عربی میں صحیح ادا کرنا واجب ہے اگر فارسی میں یا غلط عربی میں ادا کرے تو صحیح نہیں ہو گا مثلاً اللہ کے آخر میں پیش کے بجائے زبر لگا کر ادا کرے ۔

مسئلہ ۵۳۶: اگر نماز پڑھنے والا تَکْبِیْرَۃُ

الْاِحْرَامُ کو صحیح طریقے سے ادا کرنا نہ جانتا ہو تو اس پر اس کا سیکھنا واجب ہے اور اس پر قادر نہ ہو تو معذور ہے۔

مسئلہ ۵۳۷: تَکْبِیْرَۃُ الْاِحْرَامِ کی حالت میں بدن میں ٹھہراؤ اور اطمینان کا ہونا واجب ہے اگر " تَکْبِیْرَۃُ الْاِحْرَامُ "کے وقت عمداً اور اختیاراً بدن کو حرکت دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

تکبیرۃالاحرام میں شک:

مسئلہ ۵۳۸: اصل تکبیر میں شک کرنا کہ تکبیر بجا لایا ہے کہ نہیں۔

❁ اگر قرائت میں مشغول ہونے کے بعد شک ہو تو شک پر کوئی توجہ نہیں دے گا، نماز کو مکمل کرے گا اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۞ اگر قرائت میں مشغول ہونے سے پہلے شک ہو تو تکبیر بجا لانا واجب ہے۔

۞ تکبیر کے صحیح ہونے میں شک ہو۔ (یعنی شک ہو کہ جو تکبیر کہی ہے وہ صحیح تھی یا نہیں تو اس صورت میں شک پر دھیان نہیں دے گا اور نماز کو صحیح مانے گا۔

۳۔ قیام:

قیام کی قسمیں:

مسئلہ ۵۳۹: واجب قیام :

رُکن:

۞ تَکۡبِیۡرَۃُ الۡاِحۡرَامۡ کی حالت میں قیام

۞ رکوع میں جانے سے پہلے (قیام متصل بہ رکوع)

غیر رکن :

۞ قرائت کی حالت میں قیام

۞ رکوع کے بعد قیام

مسئلہ ۵۴۰: جو شخص قیام پر قادر ہواور معذور نہ ہو اس پر واجب ہے کہ نماز کے آغاز سے لے کر رکوع میں جانے تک قیام کرے اسی طرح رکوع کے بعد اور سجدوں میں جانے سے پہلے بھی اس پر قیام واجب ہے ان حالات میں عمداً قیام نہ کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے ۔

مسئلہ ۵۴۱: تکبیر کی حالت میں قیام اور اسی طرح قرأت تمام کرنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے قیام، رکن ہے اور اس قیام کو چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ۔ چاہے سہوو نسیان کی بنا پر ہو ۔

مسئلہ ۵۴۲: اگر رکوع کو بھول جائے اور حمد وسورہ پڑھنے کے بعد سجدے میں جھک جائے تب اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ قیام کرے اور قیام سے رکوع میں جائے پس اگر نہ کھڑا ہو بلکہ کمان کی طرح رکوع کے لئے اُٹھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

قیام کے واجبات :

مسئلہ ۵۴۳: قیام کی حالت میں نمازی پر واجب ہے کہ اس کا بدن ساکن و غیر متحرک ہو ٹیڑھا اور واضح طور پر کسی ایک جانب جھکا ہوا نہ ہو اور نہ ہی کسی چیز پر ٹیک لگائے ہو ہاں اگر کسی مجبوری یا سہو ونسیان کی بنا پر ایسا کرے تو نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

مسئلہ ۵۴۴: اگر نماز کی حالت میں نمازی تھوڑا

آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہونا چاہے تو اس پر واجب ہے کہ اس وقت ذکر کو چھوڑ دے۔

قیام کے بعض مستحبات :

۱۔ بدن معتدل ہو

۲۔ شانے ڈھیلے ہوں

۳۔ دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھے

۴۔ اُنگلیوں کو جوڑ کر رکھے

۵۔ سجدے کی جگہ پر نگاہ رکھے

۶۔ بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر مساوی ہو

۷۔ خضوع و خشوع پایا جاتا ہو

۸۔ پاؤں کو آگے پیچھے نہ کرے۔

قیام کے احکام:

مسئلہ ۵۴۵: جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اس پر واجب ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے لیکن

اگر کسی چیز پر ٹیک لگا کر کھڑاہو سکتا ہو تو ایسا کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۵۴۶: جو بیٹھ کر نما زنہ پڑھ سکتا ہو اس پر واجب ہے کہ لیٹ کر نماز پڑھے اور اختیاراً واجب یہ ہے کہ دائیں کروٹ لیٹے اور اس کا چہرہ اور بدن قبلہ کی طرف ہو اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو بائیں کروٹ لیٹے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس طرح چت لیٹے کہ پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں ۔

مسئلہ ۵۴۷: بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اگر حمدو سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں جائے۔

مسئلہ ۵۴۸: جو شخص لیٹ کر نما زپڑ ھ رہا ہو اگر نماز کے دوران اس کے لئے بغیر کسی حرج اور مشقت کے کھڑے ہونا ممکن ہو تو اس پر واجب

ہے کہ جس قدر ممکن ہو ایسا کرے اور یہی حکم اس کا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے ۔

مسئلہ ۵۴۹: جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو اگر اس کو کھڑے ہونے کی بنا پر ضرر یا مرض کا خوف ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر نماز کے دوران بیٹھنے سے ایسا خوف لاحق ہو جائے تو لیٹ کر نماز پڑھے ۔

مسئلہ ۵۵۰: جس کو احتمال ہو کہ آخر وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو جائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے لیکن اگر بربنائے عذر اوّل وقت بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر بر طرف نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۵۵۱: اوّل وقت قیام سے عاجز شخص کو

اگر یقین ہو جائے کہ عذر آخر وقت تک باقی رہے گا اور نماز پڑھ لے لیکن اتفاقاً آخر وقت میں عذر برطرف ہو جائے اور کھڑے ہونے کی قدرت حاصل ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ کھڑے ہو کر نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۴۔ قرائت:

قرائت کے اجزا:

مسئلہ ۵۵۲: یومیہ واجب نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد پڑھنا واجب ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بعد ایک پورا سورہ پڑھے۔ اور آخری دو رکعتوں میں واجب ہے کہ یا صرف سورہ حمد پڑھے یا تسبیحات اربعہ ایک مرتبہ پڑھے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین مرتبہ پڑھے۔

مسئلہ ۵۵۳: یومیہ واجب نمازوں کی پہلی دو

رکعتوں میں "تَکۡبِیۡرَۃُ الۡاِحۡرَام" کے بعد واجب ہے کہ سورہ حمد پڑھے اور پھر احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک سورہ پورا پڑھے ایک آیت یا چند آیتیں پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۵۴: نماز کی آخری دو رکعتوں میں اختیار ہے کہ سورے کے بغیر حمد پڑھے یا تسبیحات اربعہ (سُبۡحَانَ اللهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکۡبَرُ) پڑھے۔

پہلی دو رکعتوں میں قرائت کے احکام:

مسئلہ ۵۵۵: دو سورے، فیل، اور لِاِیۡلَافِ، ایک سورے کے حکم میں ہیں یہی حال "ضُحٰی" اور "اَلَمۡ نَشۡرَحۡ" کا بھی ہے، پس حمد کے بعد ان میں سے ایک سورے کو پڑھ لینا کافی نہیں ہے، اگر حکم کو نہ جاننے کی بنا پر صرف "سُوۡرَہ فِیۡل" یا" الم نشرح" کو پڑھ لے اگر اس نے اس مسئلہ کو سیکھنے

میں سستی نہ کی ہو تو اس کی گذشتہ نمازیں صحیح ہوں گی۔

مسئلہ ۵۵۶: یومیہ واجب نمازوں میں حمد اور پورا سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کی چند آیتیں پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۵۷: اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا حمد کے بعد سورہ پڑھنے کی صورت میں ''چور'' درندے یا کسی اور چیز کا خوف ہو تو ایسی صورت میں سورہ کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۵۸: اگر غلطی سے حمد سے پہلے سورہ پڑھ لے اور رکوع میں جانے سے پہلے متوجہ ہو جائے تو واجب ہے کہ پھر سے ''حمد'' پڑھ کر سورہ پڑھے اگر سورہ پڑھتے وقت یاد آجائے تو اسے چھوڑ کر پہلے حمد کی تلاوت کرے اس کے بعد پھر سے

سورہ پڑھے۔

مسئلہ ۵۵۹: اگر ”حمد“یا سورہ یا کسی ایک کو بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۶۰: اگر رکوع میں جانے سے پہلے دھیان آجائے کہ اس نے ”حمد“ یا سورہ یا صرف سورہ نہیں پڑھا ہے تو واجب ہے کہ پہلے اس کو پڑھے اس کے بعد رکوع کرے، اب اگر یاد آئے کہ اس نے سورہ ”حمد“ نہیں پڑھا ہے تو واجب ہے کہ اس کو پڑھے اور بعد میں پھر سے سورہ پڑھے اور اگر رکوع کے لئے جھک جائے لیکن رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ اس نے ”حمد“ اور سورہ یا کسی ایک کو نہیں پڑھا ہے تو واجب ہے کہ کھڑا ہوجائے اور اسی سلسلے میں ذکرشدہ طریقے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۵۶۱: روزانہ کی واجب نمازوں میں واجب سجدہ والے سوروں میں سے کسی ایک کا پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے ایسا سورہ پڑھے یہاں تک کہ آیۂ سجدہ پر پہنچ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آیۂ سجدہ کی تلاوت کی صورت میں سجدہ بجا لائے، اس کے بعد کھڑا ہو اور اگر سورہ مکمل نہ ہوا ہو تو اس کو پورا کرے اور نماز کا اعادہ کرے اور اگر آیۂ سجدہ نہ پڑھی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سورے کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھے نماز مکمل کرے اور بعد میں نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۵۶۲: اگر نماز کی حالت میں آیۂ سجدہ کو سنے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن سجدۂ تلاوت کے بدلے اشارہ کردے۔

مسئلہ ۵۶۳: اگر حمد کے بعد سورۂ اخلاص یا کافرون کو شروع کردے تو ان کو چھوڑ کر دوسرے

کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر جمعہ کی نماز پڑھ رہاہو اور مذکورہ سوروں میں سے کسی ایک کو سہواً یا نسیان کی بنا پر شروع کردے تو ان کو ترک کرکے "منافقون" یا "جمعہ" کی طرف عدول کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۵۶۴: اگر حمد کے بعد "اخلاص" اور "کافرون" کے علاوہ کسی اور سورے کو شروع کردے تو نصف تک پہنچنے سے پہلے اس سے دوسرے سورے کی طرف عدول کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۵۶۵: جس سورے کو شروع کیا ہے اگر اس کے بعض حصّے کو بھول جائے یا تنگیٔ وقت یا کسی اور عذر کی بنا پر اسے پورا نہ کرنے پر مجبور ہو تو واجب ہے کہ اس سورے کو چھوڑ دے اور دوسرا سورہ پڑھے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ نصف تک پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو اور اس میں کہ جو سورہ شروع

کیا ہے وہ ”اخلاص“ یا ”کافرون“ میں سے ہو یا ان دو کے علاوہ کوئی اور ہو۔

مسئلہ ۵۶۶: مستحبی نمازوں میں سورہ پڑھنا واجب نہیں ہے چاہے وہ نماز نذر وغیرہ سے واجب ہی کیوں نہ ہوئی ہو، ہاں کچھ مستحبی نمازیں ایسی ہیں کہ جن کی کیفیت میں کوئی خاص سورہ پڑھنا ہوتا ہے جیسے نماز والدین، تو یہاں اگر اس کیفیت پر عمل کرنا چاہے تو وہ سورہ پڑھنا واجب ہو گا۔

آخری دو رکعتوں میں قرائت کے احکام:

مسئلہ ۵۶۷: آخری دو رکعتوں میں تسبیحات اربعہ کو ایک مرتبہ پڑھنا کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین بار پڑھے۔

مسئلہ ۵۶۸: جس کو معلوم نہ ہو کہ تسبیحات اربعہ کو تین مرتبہ یا کم و بیش پڑھا ہے تو اس پر کچھ بھی

واجب نہیں ہے لیکن اگر ابھی رکوع نہ کیا ہو تو تسبیحات کو کم قرار دیتے ہوئے پھر پڑھے تا کہ تین مرتبہ پڑھنے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ۵۶۹: جس کو آخری دو رکعتوں میں تسبیحات اربعہ پڑھنے کی عادت ہو لیکن وہ ان کی جگہ سورۂ حمد پڑھنا چاہے اور از روئے غفلت تسبیحات پڑھ دے تو اس کی نماز درست ہے یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب حمد پڑھنے کا عادی ہو اور اس کی جگہ تسبیحات اربعہ پڑھنا چاہے ۔

مسئلہ۵۷۰: اگر نماز کے دوران کسی کو شبہ ہو جائے اور آخری دو رکعتوں میں بھی حمدو سورہ پڑھے اور نماز سے فارغ ہوجانے کے بعد اس طرف متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ۵۷۱: اگر نمازی کو شک ہوا ور یہ طے نہ

کرسکے کہ اس نے حمد یا تسبیحات پڑھی ہے یا نہیں تو اس پر حمد یا تسبیحات پڑھنا واجب ہے لیکن اگر مستحبی استغفار پڑھتے وقت اسے شک ہوجائے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۷۲: اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں داخل ہونے کے بعد شک ہو کہ تسبیحات یا حمد پڑھی ہے یا نہیں تو شک پر دھیان نہ دے ہاں اگر حد رکوع تک پہنچنے سے پہلے مذکورہ شک ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر حمد یا تسبیحات پڑھے۔

قرائت میں ”جہر“ و ”اخفات“:

پہلی دو رکعتوں میں ”حمد“ و سورہ:

مسئلہ ۵۷۳: صبح، مغرب اور عشا کی نماز میں مرد پر واجب ہے کہ حمد وسورہ آواز کے ساتھ پڑھے

عورت کے لئے جائز ہے کہ آواز کے ساتھ یا بغیر آواز کے پڑھے، لیکن اگر اس کی آواز سننے والا اجنبی موجود ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۵۷۴: نماز ظہر و عصر میں واجب ہے کہ قرائت بغیر آواز کے ہو، بسم اللہ کے علاوہ چاہے نمازی مرد ہو یا عورت ۔

آخری دو رکعتوں میں "حمد" یا تسبیحات اربعہ:

مسئلہ ۵۷۵: حمدیا تسبیحات کو مرد وعورت دونوں کے لئے بغیر آواز کے پڑھنا واجب ہے ہاں بسم اللہ کو آواز سے فرادیٰ نماز میں پڑھناجائز ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر آواز کے پڑھے اور یہ احتیاط نماز جماعت میں واجب ہے۔

مسئلہ ۵۷۶: مردوں کے لئے صبح، مغرب اور

عشا کی پہلی دو رکعتوں میں حمد اور سورے کو آواز سے پڑھنا واجب ہے اور ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں بغیر آواز کے پڑھنا واجب ہے لیکن عورتوں کے لئے ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں حمد وسورے کو بغیر آواز کے پڑھنا واجب ہے جبکہ صبح مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے کہ جب کوئی اجنبی سننے والا نہ ہو تو آواز سے پڑھیں اور اگر اجنبی سننے والا ہو تو افضل یہ ہے کہ بغیر آواز کے پڑھیں۔

مسئلہ ۵۷۷: مردوں اور عورتوں، دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی آخری دو رکعتوں میں حمد یا تسبیحات کو بغیر آواز کے پڑھیں، ہاں اگر حمد پڑھنا ہو تو فرادیٰ نماز میں بسم اللہ کو آواز کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر آواز کے پڑھے اور یہ احتیاط نماز جماعت میں واجب ہے۔

مسئلہ ۵۷۸: نماز صبح، مغرب و عشا میں جہر کا واجب ہونا اور ظہر و عصر میں اخفات کا یہ صرف حمدوسورے کی قرائت سے مخصوص ہے، جیسا کہ مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں کے علاوہ دوسری رکعتوں میں اخفات کا واجب ہونا آخری دو رکعتوں میں صرف حمد یا تسبیحات کی قرائت سے مخصوص ہے لیکن رکوع وسجود اور تشہّد وسلام کے ذکر اور دوسرے تمام اذکار میں نماز یومیہ میں مکلف کو جہر و اخفات میں اختیار ہے ۔

مسئلہ ۵۷۹: واجب نمازوں میں جہر واخفات کے وجوب میں ادا اور قضا نمازوں میں کوئی فرق نہیں ہے چاہے نماز احتیاط ہی کیوں نہ ہو ۔

مسئلہ ۵۸۰: اخفات میں معیار آواز کے جوہر کا ترک کرنا نہیں ہے بلکہ جہر کے مقابلے میں آواز کے جوہر کا ظاہر نہ کرنا ہے کیوں کہ جو جوہر صوت

کا اظہار ہے (یہاں بلند آواز کے مقابلے میں دھیمی آواز جو قابل فہم نہ ہو مراد ہے)۔

مسئلہ۵۸۱: اگر اخفات کی جگہ جہر اور جہر کی جگہ اخفات سے جان بوجھ کر کام لے تو اس کی نماز باطل ہوگی ۔ لیکن اگر سہو یا جہالت کی بنا پر ہو تو نماز صحیح ہو گی اگر حمد وسورہ پڑھتے وقت متوجہ ہو کہ جہر و اخفات میں اشتباہ ہو گیا ہے تو جتنی مقدار میں جہر یا اخفات کے اعتبار سے اپنے وظیفے کے خلاف قرائت کر چکا ہے اس کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے اگر حمد یا سورہ پڑھتے وقت معمول سے زیادہ جہر کرے مثلاً چیخے یا چلاّئے تو اس کی نماز باطل ہے ۔

قرائت کے واجبات :

مسئلہ۵۸۲: قرأت میں الفاظ کو اس طرح ادا کرنا واجب ہے کہ اس پر عنوان قرائت صادق آئے

لہٰذا دل میں پڑھنا جو قرائت نہیں کہلاتا نماز میں کافی نہیں ہے، قرائت صادق آنے کی علامت یہ ہے کہ جو پڑھ رہا ہے اس کو خود سنے اور اس کو زبان پر جاری کرے بشرطیکہ بہرہ نہ ہو اور ایسا شور و غل نہ ہو جو سننے نہ دے۔

مسئلہ ۵۸۳: جو شخص گونگا ہونے کی وجہ سے بول نہ سکتا ہو لیکن اس کے حواس ٹھیک ہوں وہ اگر اشارے سے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح اور کافی ہے۔

مسئلہ ۵۸۴: واجب ہے کہ قرائت صحیح ہو اور اس میں خطا نہ ہو جو شخص صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو اور نہ اس کے لئے سیکھنا ممکن ہو تو اس پر واجب ہے کہ جیسی قرائت کرسکتا ہو ویسی کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ماموم بن کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۵۸۵: جو شخص حمد و سورہ اور نماز کے دیگر واجبات کو اچھے طریقے سے انجام نہ دے سکتا ہو مگراس کے لئے سیکھنا ممکن ہو تو اس پر سیکھنا واجب ہے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو امکان کی صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ ماموم بن کر نماز پڑھے۔

مسئلہ۵۸۶: قرائت کے صحیح ہونے کا معیارعربی زبان کے قواعد کی رعایت کرنا اور حروف کو ان کے مخارج سے اس طرح ادا کرنا کہ اہل زبان کہیں کہ اس نے فلاں حرف ادا کیا ہے کوئی اور نہیں۔

مسئلہ۵۸۷: قرائت میں تجوید کے احکام کی رعایت کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۵۸۸: اگر سورہ ٔ حمد کے کلمات میں سے کسی لفظ کو نہ جانتا ہو یا جان بوجھ کر چھوڑ دے یا ایک

حرف کو دوسرے حرف سے بدل دے، جیسا کہ "ض" کی جگہ "ز" پڑھے یا لفظوں کی حرکتیں بدل دے یا تشدید کو ادا نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۵۸۹: اگر حمد وسورے کے پڑھنے میں غلطی کرے یا اعراب یا حرکات کو غلط کردے مثلاً یُوَلَد کے لام پر زبر کے بجائے زیر کے ساتھ پڑھے اگر ایسا جان بوجھ کر کرے یا اس نے قدرت ہو نے کے باوجود سیکھنے میں کوتاہی کی ہو تو نماز باطل ہے اور اگر کوتاہی کی بنا پر یا عمداً ایسا نہ کیا ہو تو صحیح ہے، ہاں گذشتہ نمازوں میں اگر مذکورہ طریقے پر کی گئی قرائت کے صحیح ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو تو ان نمازوں کی قضا یا ان کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہ صحیح ہوں گی۔

مسئلہ ۵۹۰: آیۂ "مالک یوم الدین" میں کچھ

قرائتوں میں لفظ "مَالِک" کے بجائے "مَلِکِ" پڑھا جاتا ہے، جو کہ دونوں طرح سے صحیح ہے اگر چہ پہلے کو ترجیح حاصل ہے اور اس سلسلے میں احتیاط میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۱: قرائت کے صحیح ہونے میں شرط نہیں ہے کہ جب ایک آیت بعد والی آیت سے ملانا چاہتا ہو تو آخری حرف کو متحرک رکھے مثلاً "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن" میں نون کو ساکن کردے اور اسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے ملادے تو قرأت میں کوئی اشکال نہیں ہوگا اور اس کو وصل بالسکون کہتے ہیں، ایک آیت کے کلمات کا بھی یہی حکم ہے اگر چہ آخری مورد میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ وصل با لسکون نہ کرے۔

مسئلہ ۵۹۲: اگر آیہَ " غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" پر توقف کرے اور پھر عطف فوری کے بغیر

”وَلَاالضَّآلِّیْنَ“ پڑھے، تو اگر یہ فصل اور وصل وحدت جملہ میں خلل انداز نہ ہو تو اس قرأت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۳: جب کسی آیت کو پڑھنے کے بعد اس کے صحیح ہونے میں شک کرے تو شک پر دھیان نہ دے اور اسی طرح اگر آیت کا کچھ حصہ پڑھے اور اس کو مکمل کرنے کے بعد اس کے صحیح ہونے میں شک کرے مثلاً جملہ ”اِیَّا كَ نَعْبُدُ“ کو پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس کو صحیح پڑ ھا ہے یا نہیں البتہ ان تمام صورتوں میں اگر از روئے احتیاط مشکوک حصے کو دوبارہ پڑھے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۵۹۴: حمد وسورہ یا تسبیحات اربعہ پڑھتے وقت واجب ہے کہ بدن میں ٹھہراؤ اور اطمینان ہو

اگر تھوڑا سا آگے پیچھے ہونا چاہے یا تھوڑا سا بدن پر کسی ایک طرف جھکنا چاہے تو واجب ہے کہ قرائت یا ذکر کو حرکت کی حالت میں ترک کردے۔

قرائت کے بعض مستحبات:

مسئلہ ۵۹۵: پہلی رکعت میں سورہ حمد پڑھنے سے پہلے (اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ) پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۹۶: ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں بسم اللہ کو آواز کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۹۷: مستحب ہے کہ حمد وسورے کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے۔

مسئلہ ۵۹۸: آیت کے آخر میں وقف کرنا اور اس کو بعد والی آیت سے نہ ملانا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۹۹: حمد اور اس کے بعد والے سورے

کی آیتوں کے معانی پر دھیان دینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۰۰: مستحب ہے کہ سورہ حمد کی تلاوت کے خاتمہ پر (الحمدُللہ رب العالمین) کہے چاہے جماعت ہویافرادیٰ اور چاہے امام ہو یا ماموم۔

مسئلہ ۶۰۱: سورۂ "اخلاص" کی تلاوت کے بعد ایک بار دو بار یا تین بار "کَذٰلِکَ اللهُ رَبِّیْ" کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۰۲: سورۂ حمد اور اسی طرح دوسرے سورے کی تلاوت کے بعد مستحب ہے کہ ایک لمحہ کے لئے توقف کرے اس کے بعد نماز کو آگے بڑھائے۔

مسئلہ ۶۰۳: آخری دو رکعتوں میں تسبیحات پڑھنے کے بعد مستحب ہے کہ استغفار پڑھے مثلاً "اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" یا "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" کہے۔

قرائت کے بعض مکروہات:

مسئلہ ۶۰۴: یومیہ نماز میں کسی ایک نماز میں بھی سورۂ اخلاص نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶۰۵: سورۂ اخلاص کے علاوہ کسی اور سورے کو ایک نماز کی دونوں رکعتوں میں تکرار کرنا مکروہ ہے۔

۵۔ رکوع:

ا۔ معنی رکوع اور اس کا حکم:

قرائت کے بعد ہر رکعت میں رکوع کرنا واجب ہے رکوع کا مطلب ہے اتنی مقدار میں جھکنا کہ جس کے بعد دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جا سکے۔

مسئلہ ۶۰۶: اگر رکوع کرے، اور بدن مستقر ہوجائے پھر پلٹے اور رکوع سے اٹھ کھڑا ہو پھر دوبارہ

رکوع کی نیّت سے جھکے تو نماز باطل ہو جائے گی چونکہ رکوع رُکن ہے اور اس کی زیادتی مبطل نماز ہے۔

مسئلہ ۶۰۷:

رکوع کے واجبات :

۱۔ اتنا جھکنا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جا سکے۔

۲۔ ذکر

۳۔ ذکر رکوع کے وقت اطمینان

۴۔ رکوع کے بعد قیام

۵۔ رکوع کے بعد بدن کا اطمینان

۱۔ اتنا جھکنا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جا سکے:

مسئلہ ۶۰۸: ہر رکعت میں قرائت کے بعد اتنا

جھکنا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جاسکے واجب ہے بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ اُنگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچ جائیں ۔

مسئلہ ۶۰۹: احتیاط واجب یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ۔

مسئلہ ۶۱۰: واجب ہے کہ جھکنا رکو ع کی نیّت سے ہو پس اگر کسی اور وجہ سے جھکے مثلاً کسی حیوان کو مارنے یا کسی چیز کو اُٹھانے کے لئے جھکے تو اس کو رکوع شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ واجب ہے کہ کھڑا ہو اور پھر سے رکوع کی نیّت سے جھکے اور اس عمل کی زیادتی، رکنی زیادتی شمار نہیں ہو گی اس سے نماز باطل نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۶۱۱: جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اس کے لئے رکوع کی خاطر اتنا جھکنا کافی ہے کہ اس کا چہرہ

گھٹنوں کے مقابل آجائے۔

۲۔ ذکر:

مسئلہ ۶۱۲: رکوع کا واجب ذکر ہے " سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ" ایک مرتبہ یا" سبحان اللہ " تین مرتبہ اوراس کو بدل کر مثلاً "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا اَللّٰهُ اَكْبَرُ" وغیرہ کہے تو وہ بھی کافی ہے بشرطیکہ اسی مقدار میں ہو۔

۳۔ ذکر رکوع کے وقت طمانیت (اطمینان):

مسئلہ ۶۱۳: رکوع کے ذکر واجب کے وقت واجب ہے کہ بدن کو قرار ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ رکوع کے مستحبی اذکار کے وقت بھی بدن کو قرار ہونا چاہیئے، مثلاً سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کو تکرار کرتے وقت بھی ایسا ہی ہو ۔

مسئلہ ۶۱۴: رکوع کے واجب ذکر کے وقت

اگر بدن غیر اختیاری طور پر حرکت کرے اور واجب مقدار میں جتنا قرار لازم ہے اس میں خلل واقع ہو تو واجب ہے کہ بدن کو ٹھہرا کر ایک بار پھر واجب ذکر بجا لائے۔

مسئلہ ۶۱۵: جو شخص جانتا ہو کہ رکوع کے واجب ذکر کے وقت طمانینت واجب ہے۔

۞ اگر وہ حد رکوع تک پہنچنے سے پہلے واجب ذکر کو بجا لائے اور بدن مستقر نہ ہوا ہو ۔

۞ اگر عمداً ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے ۔

۞ اگر سہواً ایسا کرے تو واجب ہے کہ حد رکوع تک پہنچنے کے بعد جب اطمینان ہوجائے تو دوبارہ واجب ذکر بجالائے۔

۞ اگر ذکر واجب تمام کرنے سے پہلے

رکوع سے سر اُٹھا لے۔

۞ اگر عمداً ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

اگر سہواً ایسا کرے تو:

۞ اگر حد رکوع سے نکلنے سے پہلے اس طرف متوجہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ پہلے ٹھہرے اور پھر اسی حالت میں ذکر رکوع بجالائے۔

۞ اگر حد رکوع سے خارج ہونے کے بعد اس طرف متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۱۶: جو شخص کسی بیماری یا کسی اور وجہ سے رکوع میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر قادر نہ ہو تو اگر ایک مرتبہ ہی کہہ دے تو وہی کافی ہے اگر صرف ایک لمحہ کے لئے رکوع کرنے پر قادر ہو تو اسی وقت ذکر رکوع شروع کردے اور رکوع سے سر

اُٹھاتے وقت اس کو پورا کرے۔

۴ و ۵۔ رکوع کے بعد قیام اور طمانینت (اطمینان):

مسئلہ ۶۱۷: ذکر رکوع سے فارغ ہونے کے بعد نمازی پر واجب ہے کہ سیدھا کھڑا ہو اور بدن کے ٹھہراؤ کے بعد رکوع میں جائے پس اگر کھڑا ہوئے بغیر جان بوجھ کر رکوع میں چلا جائے یا ابھی بدن میں ٹھہراؤ نہ آیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

۳۔ جو رکوع کرنا بھول جائے:

مسئلہ ۶۱۸: اگر سجدہ سے پہلے یاد آجائے تو کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اس کے بعد سجدہ میں جائے رکوع کے لئے کمان کی شکل میں یا ٹیڑھا کھڑا ہونا کافی نہیں ہے ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۱۹: اگر دوسرے سجدہ میں پہنچنے کے

بعد یاد آجائے تو اس کی نماز باطل ہے ۔ (چونکہ ایک رکن چھوڑ کر دوسرے رکن میں داخل ہو چکا ہے)

مسئلہ ۶۲۰: اگر دوسرے سجدے سے پہلے یاد آجائے(یعنی پہلے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے یا اس سے سر اُٹھانے کے بعد اور دوسرے میں پہنچنے سے پہلے) تو واجب ہے کہ کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اس کے بعد دو سجدے کرے نماز کو مکمل کرنے کے بعد بنا بر احتیاط واجب ایک سجدہ زیادہ ہونے کی وجہ سے، دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

رکوع کے بعض مستحبات:

۱۔ رکوع میں جھکنے سے پہلے قیام کی حالت میں تکبیر کہے ۔

۲۔ مرد اپنے گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دبائے،

لیکن عورت نہ دبائے۔

۳۔ سر کو جھکا کے نہ رکھے بلکہ پیٹھ کے ساتھ سیدھا رکھے ۔

۴۔ ہاتھوں کو گھٹنوں پر ستون کی طرح رکھے ۔

۵۔ اپنے دونوں پاؤں کے درمیان نظریں جمائے۔

۶۔ ذکر رکوع سے پہلے یا بعد میں محمد وآل محمدعلیھم السلام پر صلواۃ پڑھے۔

۷۔ رکوع سے سر اُٹھا کر سیدھا کھڑا ہو اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے۔

۸۔ عورت اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے اُوپر اپنے دونوں رانوں پر رکھے ۔

۶۔ سجدے:

سجدوں کا مطلب اور اس کا حکم :

واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں اور رکوع کے بعد نمازی پر واجب ہے کہ دو سجدے کرے اور سجدوں کا مطلب ہے، اللہ کے حضور میں خشوع و خضوع کے ساتھ پیشانی کو زمین پر رکھنا۔

مسئلہ ۶۲۱: ہر رکعت میں دو سجدے رکن ہیں پس اگر عمداً یا سہواً دونوں کو چھوڑ دے یا دو سجدے زیادہ کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۲۲: اگر عمداً ایک سجدہ زیادہ کرے تو نماز باطل ہوگی لیکن اگر سہواً ہو جائے تو باطل نہیں ہوگی بلکہ اس کے کچھ خاص احکام ہیں جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

مسئلہ ۶۲۳:

سجدوں کے واجبات:

۱۔ سات اعضائکو زمین پر رکھنا ۔

۲۔ ذکر۔

۳۔ سجدوں کے ذکرکی حالت میں طمانینت۔

۴۔ ذکر سجدہ کے وقت سات اعضاء کا زمین پر ہونا۔

۵۔ زمین سے سر اُٹھانا اور دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا ۔

۶۔ کھڑے ہونے کی جگہ اور سجدہ کرنے کی جگہ میں چار جڑی ہوئی اُنگلیوں سے زیادہ فرق(اونچی نیچی) نہ ہونا ۔

۷۔ پیشانی کی جگہ کا پاک ہونا۔

۸۔ پیشانی اور سجدہ کی جگہ کے درمیان کوئی چیز حائل

نہ ہو نا۔

۹۔ پیشانی کو ایسی چیز پر رکھنا جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے۔

۱۰۔ احتیاط واجب کی بنا پر جن رکعتوں میں تشہّد نہیں ہو تا ان میں دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا۔

۱۔ سات اعضاء کا زمین پر رکھنا :

مسئلہ ۶۲۴: سجدے میں سات اعضائے سجدہ کا زمین پر رکھنا واجب ہے :

۱۔ پیشانی۔

۲ و ۳ ۔ دونوں ہتھیلیاں ۔

۴ و ۵۔ دونوں گھٹنے۔

۶ و ۷۔ دونوں انگوٹھوں کے سرے۔

مسئلہ ۶۲۵: نماز میں سجدوں کی حالت میں ہاتھوں کو ایسے فرش پر رکھنے میں کہ جس میں

چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۲۶: سجدوں کی حالت میں انگوٹھوں کے علاوہ پاؤں کی بعض اُنگلیوں کو زمین پر رکھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۲۷: اگر عمداً یا سہواً پیشانی کو زمین پر نہ رکھے تو سجدہ نہیں ہو گا اگر چہ دوسرے چھ اعضاء (دونوں گھٹنے، دونوں ہتھیلیاں، دونوں انگوٹھے) زمین پر ہوں لیکن اگر پیشانی کو زمین پر رکھ دے اور دوسرے اعضاء کو سہواً نہ رکھے یا سجدے کی حالت میں ذکر سجدہ بھول جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۲۸: اگر زمین پر پیشانی رکھنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ جتنا جھک سکتا ہو اتنا جھکے اور تربت یا اس چیز کو کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اُٹھا کراُونچی جگہ پر رکھے اور اس پر اس طرح سجدہ

کرے کہ اس کو سجدہ کرنا کہا جاسکے لیکن اگر ممکن ہو تو اس پر واجب ہے کہ دوسرے تمام اعضاء یعنی ہتھیلیوں انگوٹھوں اور گھٹنوں کو زمین پر رکھے اورا گر اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ جس پر تربت وغیرہ کو رکھ سکے تو واجب ہے کہ اسے اپنے ہاتھ پر بلند کرے اور اس پر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۶۲۹: جو شخص سجدہ گاہ وغیرہ پر سجدہ نہ کر سکتا ہو یہاں تک کہ اس کو اُٹھا کر بھی ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو آنکھوں سے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۶۳۰: ایسا شخص جو جسمانی طور پر اتنا معذور ہو کہ سجدے کی حالت میں سات اعضاء کو زمین پر نہ رکھ سکتا ہو اور ہمیشہ کرسی اپنے ساتھ رکھتا ہو، اگر کرسی کے بازو یا کسی اور چیز جیسے میز

وغیرہ پر سجدہ گاہ رکھ کے سجدہ کر سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسی طرح سجدہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے ورنہ جس طرح ممکن ہو سجدہ کرے چاہے رکوع اور سجدے کے لئے سر کا اشارہ کرے یا آنکھ سے اشارہ کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۳۱: اگر ایسی زمین پر نماز پڑھے جہاں کیچڑ ہو تو اگر کیچڑ کے لباس یا بدن پر لگ جانے کی وجہ سے حرج یا مشقت کا سامنا ہوتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اشاروں سے سجدہ او ر رکوع کرے اور قیام کی حالت میں تشہّد اور سلام پڑھے۔

۲۔ ذکر:

مسئلہ ۶۳۲: سجدے میں واجب ہے کہ "سبحان ربی الاعلی وبحمدہ" ایک مرتبہ یاسبحان اللہ تین

مرتبہ پڑھے،اگر اس کے علاوہ کچھ اور جیسے الحمدُ للہ یا اللہ اکبر کہنا چاہے، تو تین مرتبہ ہونے کی صورت میں کافی ہے ۔

۳۔ سجدے کے ذکر کی حالت میں سکون:

مسئلہ ۶۳۳: ذکر سجدہ کرتے وقت واجب ہے کہ بدن ساکن ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ مستحبی ذکر کے موقع پر بھی کہ جس کو سجدے میں انجام دینا چاہتا ہے بدن ساکن ہو جیسا کہ اگر "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ "وغیرہ جیسے اذکار کو تین مرتبہ پڑھنا چاہے۔

مسئلہ۶۳۴: جو شخص یہ جانتا ہو کہ سجدے کا واجب ذکر بجالاتے وقت طمانینت واجب ہے وہ۔

۞ اگر پیشانی کو زمین پر رکھے اور بدن کے ساکن ہونے سے پہلے ذکر بجالائے تو۔

۞ اگر ایسا جان بوجھ کر کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

اور سہواً ایسا کرے تو ایسی صورت میں:

۞ اگر سجدے کے دوران ہی اس طرف متوجہ ہو جائے تو واجب ہے کہ بدن کے ساکن ہوجانے کے بعد دوبارہ ذکر بجالائے۔

۞ اگر سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد متوجہ ہو تو نماز صحیح ہے ۔

۞ ذکر واجب پورا ہونے سے پہلے اگر سجدے سے سر اُٹھائے۔

۞ اگر عمداً ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۞ اگر سہواً ایسا ہوجائے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۳۵: اگر ایسے گدّے وغیرہ پر سجدہ کرے جس پر ابتدا میں تو بدن ساکن نہیں ہوتا مگر بعد میں ساکن ہوجائے تو سجدے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۴۔ سجدے میں ذکر کرتے وقت ساتوں اعضاء کا زمین پر ہونا :

مسئلہ ۶۳۶: سجدے سے واجب ذکر کی حالت میں اگر جان بوجھ کر اپنے ساتوں اعضاء کو زمین سے اٹھالے تو نماز باطل ہو گی، لیکن اگر ذکر میں مشغول نہ ہو تو پیشانی کے علاوہ دوسرے اعضاء کو اٹھاکر دوبارہ زمین پر رکھ لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۳۷: اگر سہواً ذکر سجدہ تمام ہونے سے پہلے پیشانی کو زمین سے اُٹھالے تو دوبارہ زمین پر نہیں

رکھ سکتا بلکہ اس کو ایک سجدہ شمار کرے، لیکن اگر سہواً دوسرے اعضاء کو زمین سے اٹھالے تو واجب ہے کہ ان کو دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر بجالائے۔

مسئلہ ۶۳۸: اگر سجدے کے وقت پیشانی زمین پر لگے اور مجبوراً اٹھ جائے تو واجب ہے کہ پیشانی کو دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر بجالائے اور اسے ایک سجدہ شمار کرے۔

۵۔ سر کو زمین سے اٹھانا اور دوسجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا :

مسئلہ ۶۳۹: سجدے کا ذکر پورا کرنے کے بعد واجب ہے کہ اطمینان سے بیٹھے اور اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے۔

۶۔ قدموں اور پیشانی کی جگہ کا مساوی ہونا اور چار جڑی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اُونچی نیچی نہ

ہونا۔

مسئلہ ۶۴۰: سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ پیشانی کی جگہ گھٹنوں اور پاؤں کے انگوٹھوں کی جگہ سے چار بند انگلیوں سے زیادہ اُونچی یا نیچی نہ ہو۔

۷۔ سجدوں میں پیشانی کی جگہ کا پاک ہونا :

مسئلہ ۶۴۱: واجب ہے کہ سجدوں میں پیشانی کی جگہ جیسے سجدہ گاہ یا وہ چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے پاک ہو، لیکن اگر سجدہ گاہ وغیرہ کو نجس جگہ جیسے چٹائی وغیرہ پر رکھے یا اس کی ایک سمت نجس ہو تو پیشانی کو اس طرف رکھے جو پاک ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۸۔ پیشانی اور جس چیز پر سجدہ کیا جاتا ہے اس کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو :

مسئلہ ۶۴۲: واجب ہے کہ پیشانی اور جس چیز پر

سجدہ کیا جاتا ہے اس کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو لہٰذا اگران کے درمیا ن کوئی رکاوٹ جیسے، سر کے بال ہوں یا سجدہ گاہ کالی ہوگئی ہو یا اتنی میلی ہو چکی ہو کہ پیشانی تربت سے متصل نہ ہوتی ہو یا اس کے علاوہ کچھ ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۶۴۳: سجدہ کرتے وقت اگر نمازی کو احساس ہو جائے کہ اس کی پیشانی کسی رکاوٹ جیسے عبا یا سر کے رومال کی وجہ سے سجدہ گاہ وغیرہ تک نہیں پہنچ رہی ہے تو واجب ہے کہ سرکو زمین سے اٹھائے بغیرپیشانی کو حرکت دے تاکہ وہ تربت تک پہنچ جائے پس اگر سر کو زمین سے اٹھا لے تو اگر یہ کام جہالت یا فراموشی کی بنا پر ہو اور ایک رکعت کے دو سجدوں میں سے ایک سجدے میں ایسا ہو تو نماز صحیح ہے اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے لیکن اگر جان بوجھ کر عمداً ایسا کرے یا ایک رکعت کے

دونوں سجدوں میں ایسا ہوجائے تو نماز باطل ہے اور دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

۹۔ پیشانی کو اس چیز پر رکھنا جس پر سجدہ صحیح ہوتا ہے:

مسئلہ ۶۴۴: واجب ہے کہ انسان پیشانی کو اس چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۴۵: ۱۰۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ جن رکعتوں میں تشہّد نہیں ہوتا ان میں انسان دوسرے سجدے کے بعد بیٹھے ۔

مسئلہ ۶۴۶: احتیاط واجب یہ ہے کہ چار رکعتی نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد بیٹھے اور اس کے بعد اگلی رکعت کے لئے قیام کرے ۔

مسئلہ ۶۴۷: وہ چیزیں جن پر سجدہ صحیح ہوتا

ہے زمین ہے اور وہ چیزیں جو زمین سے اُگی ہوں۔

۱۔ وہ کھائی جانے والی نہ ہوں۔

۲۔ وہ پہنی جانے والی نہ ہو ں ۔

۳۔ وہ معدنیات میں سے نہ ہوں ۔

مسئلہ ۶۴۸: واجب ہے کہ سجدہ زمین پر ہو یا لکڑیوں اور پتوں پر ہو جن کو کھایا نہ جاتا ہو جیسے مٹی، پتھر، لکڑی، درختوں کے پتے، وغیرہ لہٰذا جو چیزیں کھا ئی اور پہنی جاتی ہیں جیسے روٹی، گندم اور معدنیات وغیرہ جو زمین کا حصہ شمار نہیں ہوتے جیسے، لوہا، شیشہ وغیرہ تو ان پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۴۹: سنگ مرمر اور دوسرے ان پتھروں پر جن کو عمارت کی زینت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے سجدہ کرنا صحیح ہے اور اسی طرح عقیق فیروزہ اور دُرّ وغیرہ پر بھی سجدہ کرنا صحیح ہے، اگرچہ

احتیاط مستحب یہ ہے کہ آخر میں ذکر شدہ پتھروں پر سجدہ نہ کیا جائے ۔

مسئلہ ۶۵۰: جو چیزیں زمین سے اُگتی ہیں اور حیوان ان کو کھاتے ہیں جیسے ہری گھاس اور بھوسہ وغیرہ تو ان پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۱: بنابر احتیاط سبز چائے کے پتے پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن قہوہ کے درخت کے پتے پر کہ جس کو کھانے میں استعمال نہیں کیا جاتا، سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۲: گلاب اور دوسرے پھولوں اور اسی طرح زمینی جڑی بوٹیوں پر، جنھیں صرف علاج کے لئے استعمال کیاجاتا ہے، جیسے، بنفشہ کے پھول اور ختمی بوٹی کے پھول پر سجدہ کرنا صحیح ہے، لیکن وہ نباتات جو طبی معالجے کے علاوہ بھی استعمال ہوتے

ہیں چونکہ ان میں بعض طبی خواص پائے جاتے ہیں اور ان کو کھایا بھی جاتا ہے، جیسے، خاکشیر کی بوٹی (ایسی طبیعی بوٹی ہے جس کے دانے سرخ اور خشخاش کی مانند ہوتے ہیں)ان پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵۳: وہ نباتات جن کو کچھ علاقوں میں کچھ لوگ کھاتے ہیں لیکن دوسروں کے نزدیک وہ غیرماکول ہیں ان کا شمار بھی ماکول میں ہوتا ہے ان پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵۴: اینٹ ٹھیکرے، کلس، چونے اور سیمنٹ پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۵: جوٹ اور روئی کے علاوہ لکڑی اور نباتات سے بنے ہوے مصنوعی پتوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۶: جب کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ جس پر

سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے یا سردی، گرمی، وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کرسکے تو جوٹ اور روئی یا ان دونوں کی جنس سے بنے ہو ے اپنے لباس پر سجدہ کرے اور احتیا ط واجب یہ ہے کہ ان دونوں کے علاوہ جو لباس ہو، اس پر اس وقت تک سجدہ نہ کرے جب تک ان دونوں چیزوں کے جنس کا لباس موجود ہو ا ور اگر نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرے ۔

مسئلہ ۶۵۷: اگر نماز کے دوران اس چیز کو گم کردے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے اور ایسی کوئی چیز اس کے پاس موجود نہ ہو تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑدے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو گذشتہ مسئلہ میں جو ترتیب بتائی گئی ہے اس پر عمل کرے ۔

مسئلہ ۶۵۸: اگرتقیّہ کا محل ہو تو جانماز وغیرہ پر

سجدہ کرنا جائز ہے اور اس پر دوسری جگہ نماز پڑھنا واجب نہیں لیکن اگر جہاں ہے وہاں پر ایسی جگہ پر سجدہ کرنے پر قادر ہو کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو تا ہے جیسے چٹائی اور پتھر وغیرہ تو اس پر واجب ہے کہ ایسا کرے ورنہ تقیّہ کی بنا پر جانماز پرہی سجدہ کرے۔

مسئلہ ۶۵۹: اگر پہلے سجدہ میں سجدہ گاہ پیشانی کے ساتھ چپک جائے تودوسرے سجدے کے لئے اس کو الگ کرنا واجب ہے، لہٰذا اگر اس کو الگ نہ کرے اور دوسرا سجدہ کردے تواس کی نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے ۔

مسئلہ ۶۶۰: سجدے کے لئے خاک سب سے افضل ہے اور وہ زمین جو اللہ کے حضور میں خضوع وخشوع کی علامت ہے اور سب سے افضل مٹی تربت سیّدالشہداء علیہ السلام ہے۔

سجدوں کے مستحبات

مسئلہ ۶۶۱: سجدے میں جانے اور اٹھنے کے بعد جب بدن ساکن ہوجائے تو تکبیر کہے۔

مسئلہ ۶۶۲: دو سجدوں کے ما بین اور بدن کے استقرار کی حالت میں "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" پڑھے۔

مسئلہ ۶۶۳: سجدے کو طول دے اور ذکر، دعا، طلب حاجات اور نبی اکرمؐ اور آپ کی آلؑ پر درود میں مشغول رہے۔

مسئلہ ۶۶۴: سجدے کے بعد ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

مسئلہ ۶۶۵: سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے (با این معنی کہ اس کا ثواب کم ہے)۔

سجدے سے متعلق دو مسئلے:

مسئلہ۶۶۶: سجدہ غیر اللہ کے لئے حرام ہے اور یہ جو بعض لوگ حرم آئمہ علیہم السلام کی چوکھٹ پر پیشانی رکھتے ہیں اگر ایسا کرنااللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیّت سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے ور نہ حرام ہے۔

مسئلہ۶۶۷: قرآن کریم کے چار سوروں میں ایسی آ یتیں ہیں کہ جن کو خود پڑھنے یا سننے پر سجدہ واجب ہو جا تا ہے اور اگر اس وقت سجدہ کرنا بھول جائے تو جب یاد آئے سجدہ کرنا واجب ہے۔

سجدہ والی آیتیں:

۱۔ سورۂ سجدہ: ۳۲، آیت ۱۵

۲۔ سورۂ فصلت: ۴۱، آیت ۳۸

۳۔ سورۂ نجم: ۵۳، آیت ۶۲

۴۔ سورۂ علق: ۹۶، آیت ۱۹

مسئلہ ۶۶۸: ریڈیو یا دوسرے نشر کرنے والے آلات سے اگر آیت سجدہ کو سنے تو واجب ہے کہ سجدہ کرے ۔

مسئلہ ۶۶۹: تلاوت کے واجب سجد وں میں واجب ہے کہ سجدہ اس چیز پر ہو جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے، لیکن دوسرے شرائط جو نماز کے سجدے میں معتبر ہیں جیسے قبلہ رخ اوربا وضو ہو نا وغیرہ یہ واجب نہیں ہیں۔

مسئلہ ۶۷۰: تلاوت کے واجب سجدوں میں کافی ہے کہ پیشانی کو زمین پر رکھے اس میں ذکر واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، بہتر یہ ہے کہ یہ پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ حَقّاً حَقّاً لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اِيْمَاناً وَّتَصْدِيْقاً لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ عُبُوْدِيَةً وَّ رِقّاً سَجَدْتُّ لَكَ يَا رَبِّ تَعَبُّداً وَ رِقّاً لَا مُسْتَنْكِفاً وَلَا مُسْتَكْبِراً بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ ضَعِيْفٌ

خَائِفٌ مُسْتَجِیرٌ۔

۷۔ ذکر:

ذکر کا مطلب :

ہر عبارت جس میں اللہ تعالیٰ کی یا د ہو وہ ذکر ہے جیسے اللہ اکبر، الحمد للہ اور سبحان اللہ اور محمد اور آل محمد علیہم السلام پر درود، یہ سب اذکار میں سب سے افضل ہیں لیکن ذکر رکوع اور سجود میں صرف اسی پر اکتفا کرنا مشکل ہے۔

ذکر کے واجبات :

مسئلہ۶۷۱: اذکار کو نماز میں اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ وہ تلفظ کیا جاناشمار ہو اس کی علامت یہ ہے کہ اگر بہرہ نہ ہو یا اس کے اطراف میں شور وغل نہ ہو تو جو وہ پڑھ رہا ہے اس کو خود سن سکے۔

مسئلہ۶۷۲: نماز کے تمام اذکار کا صحیح عربی

میں ہونا واجب ہے اگر نمازی عربی کے الفاظ کو نہ جانتا ہو اس کیفیت کے ساتھ کہ جس کے ساتھ پڑھنا واجب ہے تو اس پر واجب ہے کہ سیکھے اور سیکھنے سے عاجز ہو تو معذور ہے۔

مسئلہ ۶۷۳: واجبی اور مستحبی اذکار کو ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھنا واجب ہے پس اگر حرکت کرنا یا آگے پیچھے ہونا چاہے یا دائیں بائیں جھکنا چاہے تو حرکت کے عالم میں واجب ہے کہ ذکر کو قطع کردے ہاں مطلق ذکر کی نیّت سے حرکت کی حالت میں ذکر بجا لانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ذکر سے متعلق کچھ یاددہانی:

مسئلہ ۶۷۴: اگر سہواً رکوع میں سجدے والا اور سجدے میں رکوع والا ذکر پڑھ دے تو نماز کے صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر عمداً

ایسا کرے تو نماز صحیح نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کو مطلق ذکر کے ارادے سے بجا لایا ہو۔

مسئلہ۶۷۵: اگر نمازی کو رکوع یا سجدے کے بعد احساس ہو کہ ذکر رکوع یا ذکر سجدہ میں غلطی ہوگئی ہے تو اگر محل رکوع و سجود سے آگے بڑھ چکا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ۶۷۶: رکوع اور سجود میں افضل ترین ذکر، واجب ذکر بجا لانے کے بعد اسی کو تکرار کرنا ہے، افضل یہ ہے کہ طاق پر تمام کرے (یعنی تین، پانچ، سات وغیرہ)سجدے میں مذکور ہ چیزوں کے علاوہ مستحب ہے کہ محمد و آل محمد علیھم السلام پر درود بھیجے اور حاجت طلب کرے۔

مسئلہ۶۷۷: رکوع میں جانے اور سجدوں میں جانے سے پہلے اور سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد

تکبیر کہنا مستحب ہے لیکن واجب ہے کہ تکبیر کو، رکوع کے لئے جھکتے ہوئے نہیں بلکہ سکون کی حالت میں کہے اور اسی طرح سجدے کے لئے جھکتے ہوئے یا سر اُٹھاتے ہوئے نہ کہے، ہاں مطلق ذکر کے قصد سے کسی بھی حالت میں رکوع میں جاتے ہوئے یا سجدے میں جاتے ہوئے یا ان سے سر اُٹھاتے ہوئے تکبیر کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۷۸: سجدے سے اٹھتے وقت آنے والی رکعت کے لئے کہے :

"بِحَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ" اور اس کا پڑھنا مستحب ہے۔

۸۔ تشہد:

تشہد کا مطلب اورا س کا حکم :

تمام نمازوں میں نمازی پر دوسری رکعت

کے دوسرے سجدے کے بعد، نیز مغرب میں تیسری رکعت کے بعد اور چار رکعتی نمازوں یعنی ظہر، عصر، اور عشا کی چوتھی رکعت کے بعد واجب ہے کہ سکون کے ساتھ بیٹھے اور تشہّد پڑھے۔

مسئلہ ۶۷۹: تشہّد اس طرح ہے :۔ " اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ"

مسئلہ ۶۸۰: تشہد سے پہلے، " الحمدُللہ" یا "بِسْمِ اللہِ وَبِاللہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَخَیْرُالْاَسْمَاءِ لِلّٰہِ" کہنا مستحب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی آلؑ پر درود کے بعد "وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَہٗ وَ اَرْفَعْ دَرَجَتَہ" کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۸۱: تشہد میں لفظ "محمد" صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّد" میں ٹھہر کر اس کے بعد "آل محمد" کہنا اگر وحدت جملہ

کے لئے مضر نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

تشہّد بھول جانا :

مسئلہ ۶۸۲: اگر تشہّد بھول جائے اور تیسری رکعت کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور رکوع کرنے سے پہلے یاد آجائے تو اس پر واجب ہے کہ بیٹھ کر پہلے تشہّد پڑھے اس کے بعد کھڑا ہو اور تیسری رکعت بجا لائے اور نماز کو مکمل کرے اور جب نماز سے فارغ ہوجائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر بے جا اٹھ کھڑا ہوجانے کی وجہ سے دو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ ۶۸۳: اگر تشہّد بھول جائے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور اس کو رکوع کے بعد یاد آئے کہ اس نے تشہّد نہیں پڑھی ہے تو اس پر واجب ہے کہ نماز کو مکمل کرے اور سلام کے بعد

تشہد بھول جانے کی وجہ سے دو سجدۂ سہو بجالائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سہو کے سجدوں سے پہلے بھولے ہوئے تشہّد کی قضا بجالائے۔

۹۔ سلام:

سلام سے مراد اور اس کا حکم :

سلام نماز کا آخری حصہ ہے اور اس پر نماز مکمل ہو جاتی ہے، نماز میں جو سلام واجب ہے وہ"السلام علیکم" ہے افضل یہ ہے کہ "ورحمۃ اللہ و برکاتہ" کو بھی اس کے ساتھ جوڑے یا یہ کہے "اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَعَلٰی عِبَادِاللہِ الصَّالِحِیۡنَ"

مسئلہ ۶۸۴: سلام سے پہلے یہ کہنا مستحب ہے " اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحۡمَةُ اللہِ وَبَرَكَاتُهٗ"

سلام کو فراموش کردینا :

مسئلہ ۶۸۵: اگر سلام کرنا بھول جائے مگر نماز

کی صورت بگڑنے سے پہلے اور عمداً یا سہواً مبطل نماز کا مرتکب ہونے سے پہلے، مثلاً قبلہ سے منہ موڑنے سے پہلے یاد آجائے تو واجب ہے کہ سلام پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے ۔

۱۰۔ ترتیب:

ترتیب کا مطلب اور اس کا حکم:

نمازی پر واجب ہے کہ سابقہ ترتیب کے مطابق نماز پڑھے یعنی ہر جز کو اس کے موقع و محل پر انجام دے، لہٰذا اگر عمداً ترتیب میں خلل ڈالے جیسا کہ اگر سورے کو حمد سے پہلے پڑھے یا رکوع سے پہلے سجدے کرے تو نماز باطل ہوگی۔

۲۔ سہواً ترتیب میں خلل ڈالنا:

ایک جز کو دوسرے جز پر سہواً مقدم کرنا:

مسئلہ۶۸۶: اگر ایک رکن کو دوسرے پر مقدم

کردے جیسا کہ سجدے بھول کر اگلی رکعت کا رکوع بجالائے اور بعد میں سجدے کی یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۶۸۷: اگر غیر رکن کو رکن پر مقدم کردے مثلاً سجدے کو بھول کر تشہّد شروع کردے لیکن اسے یاد آجائے تو واجب ہے کہ پہلے سجدے کرے پھر دوبارہ تشہّد پڑھے اس طرح اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۶۸۸: اگر رکن کو غیر رکن پر مقدم کردے جیسا کہ اگر حمد بھول جائے اور رکوع کرے، پس یاد آجائے تو یہاں نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۸۹: اگر غیر رکن کو غیر رکن پر مقدم کرے مثلاً حمد بھول جائے اور سورے میں مشغول ہوجائے اور رکوع میں جانے سے پہلے یاد آجائے تو

واجب ہے کہ پہلے حمد کو پڑھے اس کے بعد اس چیز کو پڑھے جس کو حمد سے پہلے پڑھاتھا جیسے سورہ، تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۔ موالات ۔

موالات کا مطلب اور اس کا حکم:

نمازی پر واجب ہے کہ افعال نماز کو یکے بعد دیگر ے (پے در پے)بجالائے اور اس کو موالات کہتے ہیں یعنی افعال کے درمیان لمبا اور غیر معمولی فاصلہ نہ ڈالے۔

مسئلہ ۶۹۰:اگر افعال کے درمیان غیر معمولی فاصلہ پیدا کرے کہ جس سے عرفاً نماز کی صورت باقی نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۶۹۱: اگر کلمات یا ایک کلمہ کے حروف کے درمیان سہواً غیر معمولی فاصلہ ہوجائے لیکن نماز

کی صورت بگڑنے کاباعث نہ بنا ہو تو اگر بعد والے رکن میں داخل ہونے کے بعد متوجہ ہوجائے تو اس کی نماز صحیح ہو گی اور ان کلمات یا جملوں کو دہرانا واجب نہیں ہو گا، لیکن اگر رکن میں داخل ہونے سے پہلے متوجہ ہو جائے تو واجب ہے کہ ان کلمات کو دہرائے۔

قنوت:

قنوت کا مطلب اور اس کا حکم:

تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت میں حمد وسورہ پڑھنے کے بعد اور رکوع سے پہلے مستحب ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اُٹھائے اور دعا کرے اور اس عمل کو قنوت کہتے ہیں۔

مسئلہ ۶۹۲: نماز جمعہ میں دو قنوت ہوتے ہیں، ایک پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسرا

دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔

مسئلہ ۶۹۳: عید فطر اور عید قربان کی نماز میں پانچ قنوت پہلی رکعت میں اور چار قنوت دوسری رکعت میں ہوتے ہیں ۔

مسئلہ ۶۹۴: قنوت میں ہر ذکر یا دعا یا قرآنی آیت کی تلاوت کافی ہے، بلکہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر ایک مرتبہ درود پڑھ لینا کافی ہے یا سُبْحَانَ اللهِ یا بِسْمِ اللهِ یا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، ہی کہہ دے، لیکن افضل ان دعاؤں کا پڑھنا ہے، جو قرآن میں ذکر ہوئی ہیں جیسے "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" یا وہ اذکار پڑھے جو ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہیں : جیسے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعَالَمِیْنَ‘‘۔

تعقیبات نماز

مسئلہ۶۹۵: تعقیبات کا عربی میں ہونا شرط نہیں ہے لیکن افضل یہ ہے کہ وہ دعائیں اور اذکار پڑھے جو معصومینؑ سے نقل ہوئی ہیں ان میں سب سے افضل تسبیح فاطمہ زہراعلیہاالسلام ہے جو مشہور و معروف ہے۔ اور اس میں ۳۴/ مرتبہ اللہ اکبر، اور ۳۳/ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۳/ مرتبہ سبحان اللہ پڑھا جاتا ہے، اس کے علاوہ دعاؤں کی کتابوں میں ایسی تعقیبات وارد ہوئی ہیں جو آئمہ معصومینؑ سے منقول ہیں اور خوبصورت عبارتوں اور اعلیٰ مرتبہ مضامین پر مشتمل ہیں ۔

مسئلہ۶۹۶: نماز سے فارغ ہونے کے بعد مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں خاص کر

توفیق نماز کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ کرے، جس کا مطلب ہے پیشانی کو زمین پر رکھنا اور افضل یہ ہے کہ سجدے میں تین مرتبہ یا اس سے زیادہ "شکراً للہ" کہے۔

مبطلات نماز

مسئلہ ۶۹۷: مبطلات نماز درج ذیل ہیں :

۱۔ جن امور کی نماز میں رعایت واجب ہے جیسے شرمگاہ کا چھپانا یا مکان کا غصبی نہ ہونا ۔

۲۔ وضو باطل ہوجانا۔

۳۔ نماز میں قبلہ کی طرف پیٹھ پھیرنا ۔

۴۔ کلام کرنا ۔

۵۔ ہاتھ باندھنا،جیسا کہ بعض اسلامی فرقے کرتے ہیں ۔

۶۔ سورۃ الحمد کے بعد "آمین" کہنا ۔

۷۔ زور سے ہنسنا۔

۸۔ رونا۔

۹۔ نماز کی صورت بگاڑنا، جیسے تالی بجانا یا ہوا میں اُچھلنا۔

۱۰۔ کھانا اور پینا۔

۱۱۔ مبطل نماز شک کا طاری ہونا جیسے دو رکعتی یا سہ رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک کرنا۔

۱۲۔ نماز کے ارکان میں سے کسی رکن کو کم یا زیادہ کرنا جیسے رکوع کو کم یا زیادہ کرنا۔

ا۔ نماز میں جن امور کی رعایت واجب ہے ان میں سے کسی کا چھوٹ جانا:

مسئلہ ۶۹۸: جن امور کی نماز میں رعایت واجب ہوتی ہے اگر ان میں سے کوئی امر چھوٹ جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے، جیسا کہ نماز کے دوران پتہ

چلے کہ جگہ غصبی ہے یا لباس ساتر(شرمگاہ کو چھپانے والا) نہیں ہے۔

۲۔ وضو کا باطل ہونا:

مسئلہ ۶۹۹: دوران نماز اگر مبطلات وضو یا غسل میں سے کوئی امر حادث ہو جائے مثلاً نماز میں سوجائے یا پیشاب وغیرہ نکل جائے تو نماز باطل ہوجاتی ہے۔

۳۔ نماز میں قبلہ کی طرف پشت ہوجانا:

مسئلہ ۷۰۰: اگر اپنے چہرے، بدن یا کسی ایک کو قبلہ سے اس طرح منحرف کردے کہ دائیں جانب یا بائیں جانب آسانی سے دکھائی دے تو اس کی نماز باطل ہو گی اور اگر سہواًایسا ہو تو پھر بھی احتیاط واجب کی بنا پر نماز باطل ہے ہاں اگر چہرہ معمولی سادائیں یا بائیں مڑجائے تو نماز باطل نہیں ہو گی۔

۴۔ کلام کرنا :

مسئلہ۷۰۱: نماز میں اگر عمداً کلام کرے چاہے ایک لفظ ہی ہو تو نماز باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷۰۲: اگر نماز کے دوران دوسروں کو آگاہ کرنے کے لئے کوئی شخص آیات یا اذکار میں آواز اُونچی کرے تو اس سے اگر نماز کی صورت نہ بگڑتی ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ قرائت یا ذکر کو قرائت یا ذکر کی نیّت سے ادا کرے۔

مسئلہ۷۰۳: اگر کوئی شخص پوری جماعت کو سلام کرے اور کہے "السلام علیکم جمیعاً" اور ان میں سے ایک نماز پڑھ رہا ہو تو اگر کوئی دوسرا سلام کا جواب دے تو نمازی پر پہلے جواب دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۰۴: نماز کے دوران اگر کوئی سلام کی طرح سلام نہ کرے تو اس کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر نماز میں نہ ہو اور ایسا کلام ہو جسے عرف میں سلام شمار کیا جاتا ہو تو احتیاط واجب ہے کہ جواب دے۔

سلام کے بارے میں چند مسئلے

مسئلہ ۷۰۵: با شعور بچوں کو سلام کا جواب دینا واجب ہے چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں، جیسا کہ عورتوں اور مردوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۷۰۶: اگر کوئی شخص سلام کو سنے لیکن غفلت یا کسی اور بنا پر جواب نہ دے اور تھوڑا سا وقت گذرجائے تو اگر تاخیر اتنی ہو جائے کہ اب جواب دینا جواب شمار نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں

ہے۔

مسئلہ ۷۰۷: اگر کوئی شخص "سلامٌ علیکم" کے بجائے صرف "سلام" کہے تو اگر عرف میں اسے سلام کہا جاتا ہو تو جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۷۰۸: اگر ایک شخص ایک بار میں متعدد مرتبہ سلام کرے تو سب کے لئے ایک ہی جواب دینا کافی ہے اور اگر چندافراد ایک وقت میں ایک ساتھ سلام کریں تو سب کے لئے ایک ہی جواب دینا کافی ہو گا، بشرطیکہ ایسے صیغے کے ساتھ ہو جو سب کو شامل ہو اور ان کے سلام کے جواب کی نیّت سے ہو۔

۵۔ نماز میں ہاتھ باندھنا:

مسئلہ ۷۰۹: اگرکوئی شخص نماز میں عمداً ہاتھ باندھے جیساکہ بعض اسلامی فرقے کرتے ہیں تو اس کی

نماز باطل ہوگی لیکن اگر سہواباندھے تو باطل نہیں ہوگی البتہ تقیّہ کی بناپر کوئی مانع نہیں ہے۔

۶۔ سورۂ حمد کے بعد آمین کہنا:

مسئلہ ۷۱۰: سورۂ حمد کے بعد لفظ آمین کہنا جائز نہیں ہے اگر عمداً ایسا کرے تو نماز باطل ہو گی لیکن اگر تقیّہ کی بنا پر کہے تو باطل نہیں ہو گی۔

۷۔ زور سے ہنسنا :

مسئلہ ۷۱۱: قہقہ آواز کے ساتھ ہنسنے کو کہتے ہیں، اگر عمداً ایسا کرے تو نماز باطل ہے۔

۸۔ بکاء (رونا):

مسئلہ ۷۱۲: اس سے مراد آواز کے ساتھ رونا ہے، کسی دنیاوی چیز کے چھوٹ جانے کی خاطر عمداً ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۹۔ نماز کی صورت بگاڑنا (جیسے تالی بجانا یا ہوا میں اُچھلنا):

مسئلہ ۷۱۳: اگر نماز کے دوران ایسا کام کرے جس سے نماز کی صورت بگڑ جائے تو نماز باطل ہوجائے گی جیسے تالی بجانا یا ہوا میں اُچھلنا وغیرہ۔

مسئلہ ۷۱۴: اگرکسی شخص کو سمجھانے یا کسی بات کا جواب دینے کے لئے حالت نماز میں ہاتھوں ابروؤں یا آنکھوں کو حرکت دے اور یہ عمل اتنا مختصر ہو کہ قرار و سکون اور نماز کی صورت کے منافی نہ ہو تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

۱۰۔ کھانا پینا :

مسئلہ ۷۱۵: نماز کے دوران اگر نمازی کچھ کھائے یا پیئے تو احتیاط کی بناء پر اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے چاہے کھانا پینا کم ہی ہو۔

۱۱۔ نماز کو باطل کرنے والا شک طاری ہونا :

مسئلہ ۷۱۶: اس مسئلے کے بارے میں مفصّل بحث کی جائے گی۔

۱۲۔ رکن کی کمی یا زیادتی:

مسئلہ ۷۱۷: اس کے بارے میں رکوع و سجود کی بحث میں مکمل گفتگو ہو چکی ہے۔

مبطلات سے متعلق چند مسئلے:

مسئلہ ۷۱۸: نماز میں آنکھ بند کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے اور نہ اس سے نماز باطل ہوتی ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۷۱۹: نماز کی حالت میں قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۷۲۰: دوسروں کے لئے حسد، دشمنی اور

کینہ کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے لیکن ان امور سے نماز باطل نہیں ہوتی ۔

شکّیات نماز

مسئلہ ۷۲۱:

نماز میں شک کل ۲۳ ر قسم کے ہوتے ہیں :

۞ ۸ ر شک اس طرح کے ہیں جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے ۔

۞ ۶ ر شک ایسے ہوتے ہیں جن پر دھیان نہیں دینا چاہیئے۔

۞ ۹ ر شک ایسے ہیں جو صحیح ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۷۲۲:

ایسے شک جن سے نماز باطل ہوجاتی ہے :

۱۔ دو رکعتی نماز جیسے نماز صبح اور نماز مسافر کی

رکعتوں کے بارے میں شک ۔

۲۔ تین رکعتی نماز جیسے نماز مغرب کی رکعتوں کے بارے میں شک۔

۳۔ چار رکعتی نماز کی رکعتوں کے بارے میں پہلی رکعت کو شامل کرکے شک کرنا جیسا کہ اگر یہ شک ہو کہ یہ تیسری رکعت ہے یا پہلی رکعت ہے۔

۴۔ دوسرا سجدہ پورا کرنے سے پہلے چار رکعتی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک کرنا، جبکہ شک میں ایک جانب دوسری رکعت ہو، مثلاً شک کرنا کہ دوسری رکعت میں ہے یا تیسری رکعت میں جب کہ دو سجدے پورے نہ ہوئے ہوں۔

۵۔ شک کرے کہ دوسری رکعت ہے یا پانچویں رکعت یا اس سے زیادہ ہے۔

۶۔ تیسری یا چھٹی رکعت یا اس سے زیادہ میں

شک کرنا۔

۷۔ چوتھی اور چھٹی یا اس سے زیادہ میں شک کرنا ۔

۸۔ نماز کی رکعتوں کے بارے شک ہو یعنی اصلاً معلوم نہ ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

مسئلہ ۷۲۳:

وہ شک جو قابل اعتنا نہیں ہوتے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ موقع و محل کے بعد شک ہونا، جیسا کہ رکوع میں داخل ہونے کے بعد شک کرے کہ حمد و سورہ پڑھا ہے یا نہیں۔

۲۔ سلام پڑھنے کے بعد شک ہونا۔

۳۔ وقت گذرنے کے بعد شک ہونا ۔

۴۔ جو شخص بہت زیادہ شک کرتا ہو اس کا

شک ۔

۵۔ امام یا ماموم میں سے کوئی ایک شک کرے جب کہ دوسرے کو یاد ہو ۔

۶۔ مستحبّی نمازوں میں شک ۔

مسئلہ ۷۲۴: جو شخص نماز کی تیسری رکعت میں ہو اور شک کرے کہ قنوت پڑھنا تھا یا نہیں وہ اس شک پر توجہ نہیں دے گا،اس کی نماز صحیح ہے اور اس کو کچھ نہیں کرنا ہے ۔

مسئلہ ۷۲۵: کئی برسوں بعد اگر کوئی شک کرے کہ اس کی نمازیں صحیح تھیں یا باطل؟ وہ شک پر دھیان نہیں دے گا ۔(چونکہ عمل کے بعد شک قابل توجہ نہیں ہوتا)۔

مسئلہ ۷۲۶: کثیرالشک جس چیز میں شک کرے اس کے واقع ہونے پر بنا رکھے ۔ مگر یہ کہ

اس کا ایسا کرنا نماز کے باطل ہوجانے کا باعث ہو تو اس صورت میں اس کے واقع نہ ہونے پر بنا رکھے، اس میں رکعات، افعال اور اقوال میں کوئی فرق نہیں۔

مثال کے طور پر شک کرے کہ اس نے سجدہ یا رکوع کیا ہے یا نہیں تو وہ اس عمل کے واقع ہوجانے پربنا رکھے، چاہے وہ موقع و محل سے آگے نہ بڑھا ہو ۔ لیکن اگر شک کرے کہ اس نے صبح کی دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو وہ دو پر بنا رکھے ۔

مسئلہ ۷۲۷: نماز نافلہ کے اقوال وافعال میں شک کا حکم وہی ہے جو فریضہ میں ہے، یعنی اگر محل سے تجاوز نہ کیا ہو تو شک پر دھیان دے اور محل سے آگے بڑھ گیا ہو تو دھیان نہ دے، مثلاًاگر شک کرے کہ حمد یا رکوع بجا لایا یا نہیں تو اگر محل

فہرست

سے تجاوز نہ کیا ہو تو مشکوک کو بجا لائے اور اگر تجاوز کرچکا ہو تو شک پر دھیان نہ دے۔

۳۔ صحیح شک:

مسئلہ ۷۲۸: چار رکعتی نماز کی رکعات کی تعداد میں شک ۔ ۹۔ صورتوں میں صحیح ہوتا ہے۔

۱۔ دوسری اور تیسری میں شک دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد۔

۲۔ دوسری اور چوتھی میں شک دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد۔

۳۔ دوسری، تیسری اور چوتھی میں شک دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد۔

۴۔ چوتھی اور پانچویں میں شک دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد ۔

۵۔ تیسری اور چوتھی میں شک چاہے نماز میں کہیں بھی ہو ۔

۶۔ چوتھی اور پانچویں میں شک قیام کی حالت میں ۔

۷۔ تیسری اور پانچویں میں شک قیام کی حالت میں ۔

۸۔ پانچویں اور چھٹی میں شک قیام کی حالت میں ۔

۹۔ تیسری چوتھی اور پانچویں میں شک قیام کی حالت میں ۔

نماز میں شک سے متعلق دو مسئلے

مسئلہ۷۲۹: نماز احتیاط جو نماز کی رکعتوں میں شک ہوجانے کی صورت میں پڑھی جاتی ہے اور اس کی تعداد اتنی ہے جتنا نماز میں کمی کا احتمال ہو، لہٰذا اگر دوسری اور چوتھی میں شک ہو تو دورکعت نماز

احتیاط پڑھی جائے گی اور تیسری اور چوتھی میں شک ہو تو ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھی جائے گی۔

مسئلہ ۷۳۰: نماز کے اذکار میں سے اگر کوئی لفظ یا قرآنی آیت میں سے کوئی آیت یا قنوت کی دعاؤں میں سے کوئی دعا غلط پڑھ دے تو اس پر سہو کے سجدے واجب نہیں ہوں گے۔

نماز جمعہ

نماز جمعہ کے احکام :

مسئلہ۷۳۱: نماز جمعہ کو جمعہ کے دن ظہر کے بدلے میں پڑھا جاتا ہے، بارہویں امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں یہ نماز واجب تخییری ہے،اب جب کہ ایران میں عادل اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو ترک نہ

کیا جائے۔

مسئلہ۷۳۲: واجب تخییری کا مطلب یہ ہے کہ مکلف کو جمعہ کے دن اختیار ہے کہ وہ نماز ظہر پڑھے یا نماز جمعہ کو اختیار کرے۔

مسئلہ۷۳۳: نماز جمعہ اگرچہ موجودہ دور میں واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے،تاہم اس کے فوائد اور اس میں حاضر ہونے کی اہمیت کے پیش نظر مومنین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ بے کار بہانے بنا کر اپنے آپ کو اس قسم کی نماز میں شرکت کی برکتوں سے محروم رکھیں۔

مسئلہ۷۳۴: عورتوں کے نماز جمعہ میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور انھیں اس کا ثواب بھی ملے گا۔

مسئلہ ۷۳۵: نماز جمعہ جیسی سیاسی عبادت میں ہمیشہ شریک نہ ہونے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے، اگر عدم شرکت لاپرواہی کی بنا پر ہو تو یہ چیز شرعاً قابل مذمت ہے۔

مسئلہ ۷۳۶: نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے والے کے لئے ظہر وعصر کو اوّل وقت میں پڑھنا جائز ہے، نماز جمعہ ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۳۷: جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو اس کے قریب میں ہی نماز ظہر وعصر کو جماعت سے پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جمعہ کے وجوب تخییری کو دیکھتے ہوئے مکلف اس نماز ظہر کی ادائیگی کی بنا پر فریضۂ نماز جمعہ سے سبکدوش ہو جاتے ہیں، لیکن جمعہ کے دن جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو اس کے قریب ہی نماز ظہر کو جماعت سے پڑھنا اگر مؤمنین کی

صفوں میں تفرقہ ڈالنا کہلاتا ہے اور کبھی لوگوں کی نظروں میں امام جمعہ کی توہین کا باعث بنتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ نماز جمعہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے لہٰذا مؤمنین کے لئے ایسی جماعت قائم کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس سے اگر کوئی خرابی اور فعل حرام کا ارتکاب لازم آئے تو ایسا نہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۷۳۸: نماز جمعہ، نماز ظہر کے بدلے میں کافی ہے۔(یعنی اس کا بدل ہے)

مسئلہ ۷۳۹: نماز جمعہ اگر چہ کافی ہے اور ظہر کی ضرورت نہیں ہے مگر از روئے احتیاط جمعہ کے بعد ظہر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، چاہے امام جمعہ، نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر نہ پڑھے لیکن اگر احتیاط کی رعایت کرنا چاہے تو نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھے اس کے بعد جماعت سے نماز عصر پڑھے،

احتیاط کامل اس مقام پر یہ ہے کہ نماز عصر میں اسی شخص کی اقتدا کرے جو نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھتا ہے۔

مسئلہ ۷۴۰: یورپی ممالک وغیرہ میں جو جمعہ کی نمازیں یو نیورسٹی کے طلاب کی طرف سے قائم کی جاتی ہیں جن میں سے اکثر شرکت کرنے والے اور اما م جمعہ اہل سنت ہوتے ہیں ان میں شرکت کرنے میں، اگر اسلام و مسلمین کے درمیان حفظ اتحاد کی خاطر ہو تو کوئی اشکال نہیں اور ایسی صورت میں نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھناواجب نہیں ہے۔

مسئلہ۷۴۱: مسافر اگر ماموم ہو تو اس کی نماز جمعہ صحیح ہے اور ظہر کے بدلے میں کافی ہے ۔ جنگ کے ایسے زخمی جن کی رگ نخاع کٹ جانے کی وجہ سے انھیں پیشاب کی شکایت رہتی ہو ان کے لئے نماز جمعہ میں شرکت جائز ہے، لیکن چونکہ ان پر

واجب ہے کہ وضو کے فوراً بعد نماز شروع کردیں، لہٰذا ان کے لئے وہی وضو کافی ہے جو انھوں نے نماز جمعہ میں شرکت کے لئے خطبہ جمعہ سے پہلے کیا ہے بشرطیکہ وضو کے بعد ان سے حدث سرزد نہ ہوا ہو ۔

مسئلہ ۷۴۲: نماز جمعہ کے شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جماعت سے پڑھی جائے۔

۲۔ نمازیوں کی تعداد پانچ سے کم نہ ہو جن میں امام بھی شامل ہے۔

۳۔ نمازجماعت میں ضروری تمام شرائط کی رعایت کرنا جیسے صفوں کا متصل ہونا۔

۴۔ جمعہ کی دو جماعتوں کے درمیان فاصلہ کم سے

کم ایک فرسخ کا ہو۔

۱۔ جماعت سے پڑھی جائے:

مسئلہ ۷۴۳: نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کو جماعت کے ساتھ پڑھا جائے اس کو فرادیٰ پڑھنا صحیح نہیں ہے چاہے اس شخص کے پاس ہی کھڑا ہو جو جماعت سے پڑھ رہا ہو۔

۲۔ نمازیوں کی تعداد پانچ سے کم نہ ہو:

کم سے کم تعداد جس کے بعد نماز جمعہ منعقد ہو سکتی ہے وہ ہے ایک امام اور چار ماموین۔

۳۔ نماز جماعت میں ضروری تمام شرائط کی رعایت کرنا جیسے صفوں کا متصل ہونا:

مسئلہ ۷۴۴: نماز جماعت کے لئے ضروری تمام شرائط کی رعایت نماز جمعہ میں بھی واجب ہے جیسے

مثال کے طور پر صفیں متصل ہوں۔

مسئلہ ۷۴۵: واجب ہے کہ امام جمعہ عادل ہو پس غیر عادل یا جس کی عدالت مشکوک ہو اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے،ہاں ظاہراً اتحاد کی خاطر جماعت میں حاضر ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے بہر حال چاہے نماز میں شریک ہو یا نہ ہو اس کو حق نہیں پہنچتا کہ دوسروں کو نماز جمعہ میں حاضر نہ ہونے پر اُکسائے۔

مسئلہ ۷۴۶: اگر امام جمعہ کی عدالت میں شک ہو یا یقین ہو کہ وہ عادل نہیں ہے لیکن نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایسا ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۷۴۷: اگر امام جمعہ کو مقرر کیا جانا ماموم کے لئے اس کی عدالت کے سلسلے میں اطمینان یا وثوق

کا باعث بنے تو اس کی اقتدا کے صحیح ہونے میں اتنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۴۸: نماز جمعہ کو قائم کرنے کے لئے اصل جواز امامت، حاکم شرعی کے اجازے پر موقوف نہیں ہے لیکن نصب امام جمعہ کے جو احکام ہیں وہ اسی وقت مرتب ہوں گے جب وہ ولی امر مسلمین کی طرف سے منصو ب ہو اور یہ حکم ہر اس شہر و دیار پر نافذ ہو گا جہا ں ولی امر مسلمین کی اطاعت کی جاتی ہے۔

مسئلہ ۷۴۹: منصوب امام جمعہ کے لئے وقتی طور پر اپنا نائب بنانا جائز ہے ۔ لیکن نائب کی امامت پر ولی فقیہ کی طرف سے نصب کے احکام نافذ نہیں ہو ں گے۔

مسئلہ ۷۵۰: منصوب نائب امام کی امامت میں

نماز جمعہ قائم کرنے میں کوئی اشکا ل نہیں ہے، جیسا کہ نائب کے مقرر کردہ امام کی اقتدا کرنے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے۔

۴۔ جمعہ کی دو جماعتوں کے درمیا ن فاصلہ:

مسئلہ ۷۵۱: واجب ہے کہ دو جمعہ کے درمیان فاصلہ ایک فرسخ سے کم نہ ہو اوراگر جمعہ کی دو جماعتوں کے درمیان فاصلہ اس سے کم ہو تو پہلی صحیح اور دوسری باطل ہوگی اور دونوں ایک ہی وقت میں ہوں تو دونوں باطل ہو ں گی ۔

نماز جمعہ کا وقت

مسئلہ ۷۵۲: نماز جمعہ کا وقت اوّل زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اوائل زوال سے جو عرف میں ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے ہو تا ہے زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

نماز جمعہ کا طریقہ

مسئلہ ۷۵۳: نماز جمعہ صبح کی طرح دو رکعت ہے، لیکن اس میں دو خطبے ہوتے ہیں جن کو امام، نماز سے پہلے پڑھتا ہے۔

مسئلہ ۷۵۴: نماز جمعہ کی قرائت کو بلند آواز سے ادا کرنا مستحب ہے اور جس طرح پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ ٔ منافقون پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں قنوت رکوع سے پہلے اور دوسری میں رکوع کے بعد پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۵: اگر خطبہ بالکل نہ سن پائے اور سیدھا جمعہ میں ملحق ہو تو اس کی نماز صحیح ہے حتیٰ اگر دوسری رکعت کے رکوع میں پہنچ جائے تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ۷۵۶: آئمہ مسلمین کا عنوان جن پر امام دوسرے خطبے میں سلام اور درود پڑھتا ہے وہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو شامل نہیں ہے لہٰذا خطبہ جمعہ میں بی بی کے اسم مبارک کا ذکر کرنا واجب نہیں ہے لیکن تبرک کی خاطر آپ ؑس؛ کے اسم مبارک کا ذکر کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ امر مطلوب ہے اور اس میں بڑا اجر و ثواب ہے۔

مسئلہ۷۵۷: نماز جمعہ کے خطبوں کو زوال سے پہلے پڑھنا جائز ہے، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خطبوں کا کچھ حصہ زوال کے بعد، وقت کے اندر ہو اور اس سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں خطبے وقت داخل ہو جانے کے بعد ہوں۔

نماز جمعہ سے متعلق بعض امور:

مسئلہ۷۵۸: کوئی ایسا کام کرنا جس سے مسلمانوں

کی صفوں میں اختلاف اور تفرقہ پھیلتا ہو جائز نہیں ہے، پھر نماز جمعہ کے بہانے جو کہ اسلام کے شعائر اور مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کا مظہر ہے کوئی غلط اقدام کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔لہٰذا جس شہر میں نماز جمعہ ہو رہی ہو اس میں دوسری نماز جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۵۹: جمعہ کے دن امام جمعہ کے علاوہ کسی اور کی اقتدا میں نماز عصر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ۷۶۰: نماز جمعہ میں امام جمعہ کی اقتدا میں جمعہ کے علاوہ کسی اور واجب نماز کا ارادہ کرنا یا پڑھنا اور اس کا صحیح ہو نا محل اشکال ہے۔

نمازِ مسافر

سفر میں قصر کا وجوب:

مسئلہ۱۶۱۷: سفر میں چا ر رکعتی نمازوں کو قصر کرنا واجب ہے لہٰذا ان شرطو ں کے تحت کہ جن کا بیان آنے والا ہے،چار رکعتی نماز دو رکعتی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ۱۶۱۷۲: قصر صرف یومیہ نماز وں میں واجب ہے اور وہ ہیں، ظہرو عصر اور عشا صبح اور مغرب کی نماز قصر نہیں ہوتی۔

نماز مسافر کے شرائط:

مندرجہ ذیل آٹھ شرطیں ہونے کی صورت میں ہی مسافر چار رکعتی نمازوں کو قصر کر سکتا ہے۔

پہلی شرط: سفر بقدر مسافت ہو اور مسافت کی مقدار آٹھ فرسخ ہے جس میں آنا یا جانا یا آنا جانا

دونوں اس شرط کے ساتھ کہ صرف جانا چار فرسخ سے کم نہ ہو۔

دوسری شرط : سفر کے لئے گھر سے نکلنے سے لے کر سفر تک مسافت طے کرنے کا ارادہ ہو پس اگر مسافت کا ارادہ نہ کرے یا اس سے کم کا ارادہ کرے اور مقصد پر پہنچنے کے بعد دوسری جگہ کی طرف چل پڑے کہ اس جگہ اور پہلی جگہ کے درمیا ن کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر نہ ہو لیکن دونوں سفر ملا کر یعنی گھر سے دوسرے مقصد تک مسافت کے برابر ہو تو واجب ہے کہ نماز پوری پڑھے ۔

تیسری شرط : مسافت پوری کرنے تک نیّت پر باقی رہے اگر چار فرسخ سفر طے کرنے سے پہلے نیّت کو توڑ دے یا اس میں تردد ہو جائے تو اس پر سفر کا حکم اس کے بعد لگے گا اگر چہ جو قصر نماز اس نے نیّت توڑنے سے پہلے پڑھی ہے وہ صحیح ہے۔

چوتھی شرط: سفر کی نیّت کو اس طرح نہ توڑے کہ راستے میں اس کا اراد ہ وطن سے گذرنے کا ہو یا جس جگہ جانا چاہتا ہو وہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو یا اس سے زیادہ۔

پانچویں شرط: سفر اس کے لئے شرعاً جائز ہو بنا بر ایں اگر سفر معصیت ہو اور حرا م ہو خواہ خود سفر حرام ہو جیسے جہاد سے بھاگنا یا سفر کی غرض وغایت حرام ہو جیسے ڈاکہ ڈالنے کے لئے جانا تو اس پر سفر کا حکم نافذ نہیں ہو گا بلکہ نمازپوری پڑھے گا۔

چھٹی شرط: سفر کرنے والا خانہ بدوش نہ ہو جیسے بادیہ نشین جن کے پاس مکان نہیں ہو تا بلکہ وہ صحراؤں میں چلتے رہتے ہیں اور جہا ں چارہ پانی دکھائی دیتا ہے وہاں ڈیرا ڈال دیتے ہیں ۔

ساتویں شرط: سفر مسافر کا پیشہ نہ ہو جیسے کرائے پر

چلنے والے ڈرائیور، کشتی چلانے والے اور ان کی طرح کے لوگ، اور جس کا کام سفر ہو وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہو گا۔

آٹھویں شرط: حد ترخص تک پہنچ جائے، یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں بنا بر احتیاط مستحب بستی کی اذان کی آواز سنائی نہ دیتی ہو اور بستی کی دیوا ریں بھی دکھائی نہ دیتی ہوں۔

ا۔ مسافت شرعی آٹھ فرسخ ہے:

مسئلہ ۷۶۳: اگر جانے کا سفر چار فرسخ سے کم ہو اورصرف واپس آنے کا راستہ بھی شرعی مسافت کے بقدر نہ ہو تو ایسا شخص نماز کو پوری پڑھے گا،لہٰذا وہ ملازم حضرات جن کے وطن اور نوکری کرنے کی جگہ کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے بقدر نہ ہو تو ان پرمسافر کا حکم نافذ نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۷۶۴: اگر کسی خاص جگہ کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے اور اس مقام پر پہنچ کر اس کو ادھر سے اُدھر آناجانا پڑے تو مقصد پر پہنچ کر جو آناجانا ہو گا اس کو سفر میں شمار نہیں کیا جائیگا۔

مسئلہ ۷۶۵: آٹھ فرسخ کا حساب شہر کے آخری گھروں سے کیا جائے گا اور شہر کے آخر کی تعیین عرف عام کے ذمہ ہے،اس بناپر اگر کالونیاں، کمپنیاں اور کا ر خانے عرف کی نظر میں شہر کا حصہ نہ ہوں، تو مسافت کا حساب وہاں سے نہیں بلکہ شہر کے آخری گھروں سے کیا جائے گا ۔

۲۔ مسافت طے کرنے کی نیّت ہو:

مسئلہ ۷۶۶: وہ مسافر جو تین فرسخ تک جانے کا ارادہ رکھتا ہو، لیکن شروع سے اس کی نیّت یہ ہو کہ راستے میں ایک فرسخ کا سفر کسی خاص کا م کے

لئے کرے گا اور واپس وہیں آجائے گا جہاں سے ایک فرسخ کا سفر شروع کیا تھا، اس کے بعد اپنے اصلی سفر کو جاری رکھے گا، تو ایسے شخص پر مسافر کا حکم عائد نہیں ہو گا اور اصلی راستے سے ہٹ کر اس نے جو سفر کیا تھا اس کو مسافت پوری کرنے کے لئے اصلی سفر کے ساتھ ملانا کافی نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۷۶۷: جو شخص اپنی سکونت کی جگہ سے د وسری جگہ کا سفر کرے جو مسافت شرعی سے کم ہو اور ہفتے کے دنوں میں کئی مرتبہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہو کہ جس کا مجموعی سفر آٹھ فرسخ سے زیادہ ہو جاتا ہو اگر یہاں پر اس نے گھر سے نکلتے وقت مسافت شرعیہ کا قصد نہیں کیا تھا اور فاصلہ اس کے پہلے مقصد اور ان جگہوں پر اس کے مقاصد میں مسافت شرعیہ کے بقدر نہ ہو تو اس پر مسافر کا حکم نافذ نہیں ہو گا۔

۳۔ مسافت پوری کرنے کی نیّت پر باقی رہے:

مسئلہ ۷۶۸: اگر شرعی مسافت طے کرنے کی نیّت کرے لیکن چار فرسخ طے کرنے سے پہلے ارادہ بدل دے یا سفر جاری رکھنے میں متردد ہو تو مسافر کا حکم اس پر نافذ نہیں ہو گا، بلکہ وہ نماز کو پوری پڑھے گا۔

۴۔ دوران سفر وطن یا محل اقامت سے گذرنے کا ارادہ نہ ہو:

مسئلہ ۷۶۹: اگر شرعی مسافت طے کرنے کی نیّت کرے لیکن راستے میں اس کا گذر اپنے وطن سے ہو تو سفر ختم ہو جائے گا اور نماز پوری پڑھے گا ۔ اسی طرح اگر سفر پر نکلے اور ایسی جگہ پہنچ جائے کہ جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو تو نماز پوری پڑھے گا ۔

۵۔ سفر معصیت نہ ہو:

مسئلہ۱۱۷۰: اگر کوئی شخص قصد معصیت کے بغیر سفر کرے لیکن راستے میں نیّت بدل جائے اور معصیت کی خاطر سفر پورا کرنے کا ارادہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ اسوقت سے نماز پوری پڑھے جب سے اس نے سفر کو معصیت میں پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اگر کچھ نمازیں اس دوران قصر پڑھی ہیں تو واجب ہے کہ نئے سرے سے ان نمازوں کو پوری پڑھے۔

مسئلہ۱۱۷۱: اگر جانتا ہو کہ جس سفر کا اس نے ارادہ کیا ہے اس میں گناہ اور حرام کاموں میں مبتلا ہو گا تو جب تک اس کا سفر ترک واجب اور فعل حرام کی خاطر نہ ہو اس پر تمام مسافروں جیسا حکم نافذ ہو گا اور وہ نماز کو قصر پڑھے گا۔

مسئلہ۷۷۲: اگر اس کو معلوم ہو کہ سفر میں بعض واجبات نماز چھوٹ جائیں گے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس طرح کے سفر کو ترک کرے مگر یہ کہ اس کو ترک کرنے میں نقصان اور حرج ہو بہر حال مطلقاً نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۔ مسافر خانہ بدوش نہ ہو:

مسئلہ۷۷۳: وہ قبائل جو مہینے یا دو مہینے کے لئے اپنی اقامت گاہ سے چلے جاتے ہیں لیکن سال کے باقی دنوں میں اپنے گرمی اور سردی کے ٹھکانوں پر سکونت اختیار کرتے ہیں اگر انہوں نے اپنی زندگی کا دائمی دستور یہی بنا لیا ہو اور گرمی سردی کے ٹھکانوں کو انہوں نے اپنے دو دائمی وطن کے طورپر اختیار کیا ہو تو ان دو ٹھکانوں پر وہ نماز پوری پڑھیں گے۔

۷۔ سفر شغلی نہ ہو:

جس کا شغل سفر ہو (یعنی جس کے کام اور شغل کی بنیاد ہی سفر ہو) جیسے ڈرائیور، پائلٹ اورملاح اور چرواہا اور ان کے مانند تو اس پر واجب ہے کہ پہلے اور دوسرے شغلی سفر میں نماز قصر کرے اور ان دو کے علاوہ میں پوری پڑھے ۔

مسئلہ۷۷۴: جس کا شغل سفر نہ ہو لیکن سفر اس کے کا م کا مقدمہ ہو جیسے معلم، ملازم، کام کرنے والا اور فوجی جو ایک شہر میں رہتے ہیں لیکن کام کے لئے پردیس میں ایک مرتبہ سفر کرنا پڑتا ہے۔ تو ان کا حکم بھی وہی ہے جو اس کا ہے جس کا شغل سفر ہو۔

مسئلہ۷۷۵: علم حاصل کرنا شغل نہیں ہے لہٰذا کالجوں کے وہ طلاب جو ہر ہفتے یا ہر روز علم حاصل

کرنے کے لئے سفر کرتے ہیں وہ سفر میں نماز قصر پڑھیں گے ہاں اگر وہ تدریس کرنے والے معلم کی طرف سے طلب علم پر مامور ہوں لیکن ان سے کہا گیا ہو کہ وہ علم حاصل کرنے کے لئے کسی جگہ کا سفر کریں تو اس سفر میں نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ ۷۷۶: زیارت شغل نہیں ہے بنابر ایں جو شخص حضرت معصومہ ؑ کی زیارت کے لئے سفر کرتا ہے یا جمکران کی مسجد میں اعمال انجام دینے کے لئے قم مقدسہ کا سفر کرنا چاہتا ہے اس سفر میں اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے مسافروں کا ہوتا ہے پس اس کی نماز قصر ہوگی ۔

مسئلہ ۷۷۷: گاڑی چلانا جس کا دائمی کام نہ ہو لیکن کچھ مدت سے گاڑی چلانا اس کا پیشہ بن چکا ہو جیسے وہ فوجی جس کو ڈرائیوری کا کام دیا گیا ہو اگر عرفاً مختصر عرصے میں گاڑی چلانا اس کا کام شمار ہو تو اس

کا حکم وہی ہے جو سارے ڈرائیوروں کا ہے۔

مسئلہ ۷۷۸: اگر جانا اور واپس آنا عرف کی نظر میں ایک سفر شمار ہوتا ہو جیسے وہ معلم جو تدریس کے لئے اپنے وطن سے دوسری جگہ جاتا ہے، اور اسی روز عصر کے وقت یا دوسرے دن واپس آجاتا ہے تو اس صورت میں جانا اور آنا پہلا سفر شمار ہو گا، لیکن اگر جانا آنا عرف کی نظر میں ایک سفر شمار نہ ہوتا ہو، جیسے کہ وہ ڈرائیوٗر جو سامان لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے ۔اور وہاں سے مسافر یا سامان لے کر دوسری جگہ جاتا ہے، پھر اپنے وطن لوٹ آتا ہے تو اس حالت میں اس کا پہلا سفر اس کے پہلے مقصد پر پہنچ کر ختم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۷۷۹: جس شخص کا شغل سفر ہو اگر اپنے اصلی شغل کے علاوہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس سفر میں اس کا حکم وہی ہے جو عام مسافر کا

ہوتا ہے، پس وہ نماز قصر پڑھے گا لیکن اس کا سفر اگر اپنے کام کی جگہ پر اپنے کام کے لئے ہو اور اسی اثنا میں وہ اپنے کام کی جگہ پر کچھ خاص کام انجام دینے کے لئے رکتا ہو جیسے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے اور ایک رات یا اس سے زیادہ وہاں قیام کرتا ہو، تو اس کا حکم وہی ہے جو کام کے لئے سفر کا حکم ہوتا ہے اور ان امور کی انجام دہی سے حکم نہیں بدلے گا بلکہ وہ نماز پوری پڑھے گا اور یہی حال اس وقت بھی ہے جب وہ اپنے شغل اور جاری سفر میں ان امور کو انجام دینے کے بعداپنے خاص شخصی امور انجام دے اس لئے کہ اس دفتری کام کی وجہ سے اس کے سفر کا حکم نہیں بدلے گا۔

مسئلہ ۷۸۰: گاڑی کا ڈرائیور اگر کسی حادثے کی بنا پر کچھ عرصے کے لئے اپنے کام سے بے کار

ہو جائے اور ڈرائیوری نہ کرسکے، پھر وہ اپنی صحت یابی کے لئے دوائیں خریدنے کی خاطر کسی شہر کا سفر کرے، تو یہاں اگر سفر میں اس کا کام گاڑی چلانا نہ ہو اور عرف میں اس کو شغلی سفر نہ کہا جاسکے تو اس کا حکم بھی دوسرے تمام مسافروں کا ہے۔

مسئلہ ۷۸۱: اگر تبلیغ، ارشاد، امر بالمعروف اورنہی عن المنکر عرفاً کسی مبلغ کا دینی شغل ہو تو سفر میں اس کا حکم اس سفر کا حکم ہو گا جو عمل و شغل کے لئے کیا جاتا ہے اور اگر وہ کبھی تبلیغ کے علاوہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس سفر پر دوسرے تمام مسافروں کے سفر کا حکم نافذ ہو گا پس اس کی نماز قصر ہو گی ۔

مسئلہ ۷۸۲: جس کا شغل سفر ہو جب وہ کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ قیام کرے چاہے وہ اس کا وطن ہو یا نہ ہو تو اس سفر اوّل کی نمازوں میں جسے

وہ دس دن قیام کے بعد کرے قصر واجب ہے ۔

۸۔ حد ترخّص:

مسئلہ ۷۸۳: حد ترخّص معین کرنے میں اذان کا نہ سنائی دینا ہی کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک ساتھ دونوں علامتوں کی رعایت کرے۔ (یعنی اذان کی آواز سنائی نہ دے اور بستی کی دیواریں دکھائی نہ دیں)

مسئلہ ۷۸۴: حد ترخص کا معیار شہر کے اس سمت کے آخر کی اذان کا سنائی نہ دینا ہے جدھر سے سفر پر نکلتا ہے یا شہر میں داخل ہوتا ہے، (شہر کے وسط یا دوسری سمت کی اذان کا سنائی نہ دینا معیار نہیں ہے)۔

وہ امور کہ جن سے سفر، سفر نہیں رہتا :

مسئلہ ۷۸۵: جو امور سفر کو منقطع کردیتے ہیں

انھیں قواطع سفر کہا جاتا ہے:

- وطن سے گزرنا:
- دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرنا:
- ایک جگہ تیس دن تک ٹھہرنا:

مسئلہ۷۸۶: مسافر اپنے وطن سے نکلنے کے بعد ایسے راستے سے گزرے جس میں اس کے وطن کی اذان سنائی دیتی ہو یا گھروں کی دیوار یں دکھائی دیتی ہوں تو جب تک وطن سے نہ گذرے اس چیز سے نہ سفر کو کوئی نقصان ہو تا ہے اور نہ سفر ٹوٹتا ہے لیکن جب تک وہ وطن ا ور حد ترخص کے درمیان ہے اس پر سفر کا حکم نافذ نہیں ہو گا۔

وطن

وطن کی قسمیں :

مسئلہ ۷۸۷: اصلی وطن : وہ جگہ ہے جہاں انسان

پلا بڑھا ہو اور ایک مدت تک رہا ہو ۔

مسئلہ۷۸۸: نیا وطن :دوسرا وطن ۔

اختیاری وطن : وہ جگہ ہے جسے مکلف، ہمیشہ رہنے کے لئے اختیار کرتا ہے چاہے سال میں چند مہینے ہی رہنا ہو۔

مسئلہ۷۸۹: کسی شہر میں پیدا ہونے سے وہ شہر اس کا وطن نہیں بن جاتا بلکہ ضروری ہے کہ ایک مدت تک اس میں رہے پلے بڑھے اور زندگی گزارے، مثلاً اگرتہران میں پیدا ہواہے لیکن وہاں پلا بڑھانہ ہو توتہران اس کا اصلی وطن شمار نہیں ہو گا، اس کا وطن تو ماں باپ کا وطن ہے، جہاں پیدا ہونے کے بعد ماں باپ کے ساتھ گیا ہو اور وہاں زندگی بسر کی ہو، اگر اصفہان ماں باپ کے وطن میں ہو جس میں وہ رہتے ہیں تو بچے کا اصلی وطن بھی

وہی شہر ہو گا۔

نئے وطن کے شرائط:

مسئلہ ۷۹۰: واجب ہے کہ قطعی طور پر اس جگہ کو وطن بنانے کا قصد کرے بنابر ایں جب تک اس کو وطن نہیں بنا لیتایا دوسرے لفظوں میں جب تک طویل مدت تک رہنے کے لئے اس کو اختیار نہیں کرتا وہ اس کا وطن شمار نہیں ہو گا مگر یہ کہ وطن کا قصد کئے بغیر وہ اتنی طویل مدت تک وہاں رہے کہ عرف عام میں اس کا وطن شمار ہونے لگے اور عرف عام کا نظریہ معلوم کرنا مکلف کی ذمّہ داری ہے،اس بنا پر وہ لوگ جو غیر معیّن مدت کے لئے کسی شہر کا سفر کرتے ہیں جیسے طلاب دین جو درس حاصل کرنے کے لئے مدارس علمیہ کا سفر کرتے ہیں یا حکومت کے وہ ملازم جن کو کسی شہر میں کام کے لئے غیر معیّنہ مدت کے لئے بھیجا جاتا ہے تو ان کے لئے

اس شہر پر جس میں وہ پڑھتے ہیں یا کام کرتے ہیں وطن کا حکم نافذ نہیں ہو گا، مگر یہ کہ وہ اس میں اتنی لمبی مدت تک رہیں کہ وہ ان کا وطن شمار ہونے لگے۔ اس سلسلے میں کافی ہے کہ وہ لوگ سات یا آٹھ سال رہنے کا قصد کریں تاکہ عنوان وطن صادق آئے اور اس طرح یہی حکم اس شخص کا ہے جو کسی شہر میں کئی سال تک رہتا ہے اور اس پر فی الحال اپنے اصل وطن واپس لوٹنے پر پابندی ہے، لیکن وہ جانتا ہے کہ دیر سے سہی ایک دن وہ اپنے وطن جائے گا تو اس شہر میں اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے تمام مسافروں کا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۱: واجب ہے کہ کسی شہر کو وطن بنائے پورے ملک کو وہ اپنا وطن نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۱۷۹۲: جس شہر کو وطن بنایا ہے اس میں اتنی مدت تک سکونت اختیار کرنا واجب ہے کہ

عرف عام میں وہ وہاں کا باشندہ شمار ہونے لگے، ہاں یہ شرط نہیں ہے کہ چھ ماہ تک لگا تار وہاں رہے بلکہ مذکورہ قصد کرنے کے بعد ایک مدت تک رہنا کافی ہے چاہے رات میں ہی رہے تا کہ وہ اس کا وطن شمار ہو۔

مسئلہ ۷۹۳: نئے وطن کے لئے گھر وغیرہ کا ہونا شرط نہیں ہے۔

ایک سے زیادہ وطن:

مسئلہ ۷۹۴: ہر انسان کے دو وطن ہوسکتے ہیں بلکہ تین بھی ہوسکتے ہیں اس کے پیش نظر وہ قبائل جو ہمیشہ گرمیوں میں ایک جگہ اور سردیوں میں دوسری جگہ یا اس کے برعکس سال کے کچھ دن گزارتے ہیں اور وہ دونوں جگہوں کو ہمیشہ کے لئے زندگی گزارنے کے لئے انتخاب کر لیتے ہیں، تو وہ

دونوں مقام ان کا وطن شمار ہوں گے اور دونوں جگہ ان پر وطن کا حکم جاری ہوگا اور اگر ان دو وطنوں کے درمیان کی مسافت، مسافت شرعی کے برابر ہو تو ایک جگہ سے دوسری جگہ کے سفر کے راستے میں وہ مسافروں کے حکم میں ہوں گے اور یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جس نے اپنی عمر کے کچھ سال اس گاؤں میں گزارے ہوں جہاں وہ پیدا ہوا تھا اور کچھ سال شہر میں گزارے ہوں اور اس وقت وہ دوسرے شہر میں رہتا ہو تو جب تک وہ گاؤں سے روگردانی نہیں کرتا اس پر اس گاؤں میں اصلی وطن کا حکم نافذ ہوگا اور وہ شہر جس میں اس نے کچھ سال گزارے تھے تو اگر اس کو وطن بنا لیا تھا تو جب تک اس سے منصرف نہ ہو وہ اس کا نیا وطن کہلائے گا اور وہ شہر جس میں فی الحال رہ رہا ہے اگر اس کو وطن بنانے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس میں رہتے

ہوئے اتنی مدت ہو گئی ہے کہ عرف میں وہ اس کا وطن شمار ہونے لگا ہے تو جب تک اس سے دوری اختیار نہیں کرتا وہ بھی اس کا وطن شمار ہو گا۔

وطن سے دوری اختیار کرنا:

مسئلہ ۷۹۵: وطن سے دوری اختیار کرنے کا مطلب ہے اس جگہ سے اس نیّت سے کوچ کرنا کہ پھر کبھی رہنے کے لئے لوٹ کر وہاں نہیں آئے گا۔

مسئلہ ۷۹۶: جب تک وطن سے دور نہ ہو جائے وطن کا حکم اپنے حال پر باقی رہے گا اور اس میں نماز پوری پڑھے گا لیکن وطن سے دور ہوجانے کی صورت میں اس پر وطن کا حکم اس وقت تک عائد نہیں ہو گا جب تک وہ دو بارہ ایک لمبے عرصے تک وہاں سکونت اختیار نہ کرے اس کو دیکھتے ہوئے ایسا شخص جو گاؤں کا رہنے والا ہو لیکن فی الوقت وہ

تہران میں سکونت پذیر ہو لیکن اس کے ماں باپ اب بھی گاؤں میں ہوں اور وہاں ان کی جائداد ہو اور وہ بھی ان کی دیکھ بھال اور مساعدت کے لئے جاتا رہتا ہو لیکن اسے گاؤں واپس جانے کا کوئی شوق نہ ہو تو اگر وہ گاؤں میں جاکر رہنے کی نیّت نہیں رکھتا بلکہ اس کا ارادہ نہ جانے کا ہے تو اس پر وہاں وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

زوجہ اور اولاد کا وطن اور ترک وطن کے سلسلے میں تابع ہونا

مسئلہ ۷۹۷: صرف زوجہ ہونا اجباری طور پر تابع ہونے کا موجب نہیں ہوتا، لہٰذا زوجہ کو یہ حق ہے کہ وہ وطن اختیار کرنے یا وطن ترک کرنے میں شوہر کی پیروی نہ کرے بنا بر ایں کسی جگہ کا شوہر کا وطن ہونا باعث نہیں بنتا کہ وہ زوجہ کا بھی وطن ہو پس زوجہ پر وہاں وطن کا حکم نافذ نہیں ہوتا لہٰذا وہ شخص

کہ جس کا ایک وطن ہے لیکن فی الحال وہ وہاں نہیں رہتا مگر اپنی بیوی کے ساتھ کبھی کبھی وہاں جاتا ہے اس کی زوجہ پر واجب ہے کہ وہ وہاں قصر نماز پڑھے اسی طرح صرف شادی ہو جانا اور زوجہ کا اپنے شوہر کے ہمراہ دوسرے شہر میں جانے کا لازمہ یہ نہیں کہ زوجہ کے لئے اپنے اصلی وطن کو ترک کرنے کا باعث ہو بنابر ایں وہ جوان جو دوسرے شہر کی کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو جب بیوی اپنے باپ کے گھر جاتی ہے تو جب تک وہ اپنے اصلی وطن کو ترک نہیں کرتی اس کی نماز وہاں پوری ہوگی لیکن اگر بیوی وطن اختیار کرنے میں یا اس کو ترک کرنے میں شوہر کی تابع ہو تو اس کے لئے شوہر کی نیّت ہی کافی ہے پس جس شہر میں شوہر اپنی بیوی کے ساتھ رہنے کے لئے جاتا ہے اور اپنا وطن بناتا ہے وہی بیوی کا وطن بھی ہوگا، اسی طرح شوہر اگر دونوں

کے مشترک وطن کو ترک کرکے دوسری جگہ جاتا ہے تو وہ بیوی کی طرف سے بھی ترک وطن شمار ہو گا۔

مسئلہ ۷۹۸: اولاد اگر اپنی مرضی وارادے سے زندگی گزارنے میں آزاد نہ ہو بلکہ اپنی طبیعت وفطرت کے مطابق وطن کے انتخاب اور ترک میں باپ کے تابع ہو تو وہ نیا وطن جس کو باپ نے ہمیشہ رہنے کے لئے انتخاب کیا ہے اولاد کا وطن بھی ہو گا اس کے علاوہ کسی صورت میں وہ باپ کے تابع نہیں ہوں گے بنا برایں جو شخص بالغ ہونے سے پہلے ہی اپنے پیدائشی وطن کو چھوڑ کر اپنے باپ کے ساتھ دوسرے شہر میں چلا جائے اور باپ کا ارادہ وہاں واپس آکر زندگی گزارنے کا نہ ہو تو اس جگہ اس پر وطن کا حکم نافذ نہیں ہو گا بلکہ باپ کا نیا وطن ہی اس کا وطن ہو گا۔

دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرنا:

مسئلہ۷۹۹: مسافر اگر کم سے کم دس دن لگاتارایک جگہ رہنا چاہے اوراس کو پتہ چلے کہ اسے دس دن ایک جگہ رہنا ہے تو اس پر واجب ہے کہ نمازیں پوری پڑھے (اور فقہی اصطلاح میں اس کو قصد اقامت کہتے ہیں) لیکن اگر دس دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے تمام مسافروں کا ہوتا ہے۔

مسئلہ۸۰۰:فوجی یا وہ لوگ جن کو لشکر میں یا فوجی چھاؤنیوں میں کام پر رکھا جاتا ہے جب ایک جگہ دس دن تک یا اس سے زیادہ رہنے کا ارادہ کریں (جیسے فوجی چھاؤنیاں یا سرحدیعلاقہ وغیرہ) یاان کو معلوم ہو کہ اجباراً انھیں دس دن یا اس سے زیادہ رہنا ہی ہو گا تو وہ نماز پوری پڑھیں گے۔

مسئلہ ۸۰۱: جو شخص جانتا ہو کہ وہ جہاں کا سفر کر رہا ہے اس منزل پر دس دن نہیں رہے گا تو اگر وہ دس دن کی نیّت کرتا ہے تو اس کا کوئی مطلب اور اثر نہیں ہے بلکہ اس پر وہاں نماز کو قصر کرنا واجب ہے پس مثلاً اگر کوئی شخص امام رضاؑ کی زیارت کے لئے سفر کرے اور اسے معلوم ہو کہ وہاں دس دن نہیں رہے گا اس کے باوجود وہ نماز پوری پڑھنے کے لئے دس دن کی نیّت کرے تو اس نیّت کا کوئی اثر نہیں بلکہ اس کو نماز قصر پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۸۰۲: واجب ہے کہ ایک ہی جگہ پر دس دن رہنے کی نیّت کرے (جیسے کسی شہر یا گاؤں وغیرہ میں) اس بنا پر دو جگہوں پر دس دن رہنے کی نیّت نہیں کرسکتا، پس مثال کے طور پر جو شخص دو جگہ تبلیغ کرتا ہو اگر وہ عرف میں دو جگہیں شمار ہوتی ہوں تو اس پر واجب ہے کہ کسی معین جگہ پر

اقامت کی نیت کرے اگر وہ کچھ دن ایک جگہ اور کچھ دن دوسری جگہ رہنا چاہے تو دونوں جگہوں پر رہنے کی نیت نہیں ہو سکتی، بلکہ اس صورت میں وہ دونوں جگہ قصر نماز پڑھے گا۔

اگر مسافر شہر کے کسی محلّے میں دس دن ٹھرنے کی نیّت کر لے تو اس کا دوسرے محلوں میں جا نا چاہے اس محلّے اور دوسرے محلوں کے درمیان مسافت شرعیہ ہی کیوں نہ ہو اس محلے میں قصد اقامت اور اس کے حکم کے لئے مضر نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۰۳: اگر مسافر کسی ایک جگہ دس دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیّت کرے اور پہلے سے ہی اس کی نیت دس دنوں کے دوران آس پاس کی جگہوں پر جانے کی ہو (جیسے باغ اور کھیت وغیرہ جو اس کے محل اقامت کی حدود میں ہوں) تو یہ قصد، قصد اقامت کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے بلکہ وہ

نماز پوری پڑھے گا یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب وہ اپنے محل اقامت سے ایک تہائی رات یا دن سے زیادہ عرصہ کے لئے نہیں نکلنا چاہتا ہو اور جہاں جانا چاہتا ہے وہ جگہ شرعی مسافت سے کم فاصلے پر ہو اور ایک بار یا کئی بار جانا چاہتا ہو تو یہ قصد اس کے قصد اقامت کے لئے مضر نہیں بلکہ وہ نماز پوری پڑھے گا لیکن اگر اس سے زیادہ عرصے کے لئے نکلے تو ایسا کرنا اقامت میں مانع ہو گا اور وہ اس صورت میں نماز قصر پڑھے گا۔

مسئلہ ۸۰۴: اگر کوئی مسافر دس دن رہنے کا قصد کرے پھر وہ اپنے محل اقامت سے چاہے ایک مرتبہ اور چند منٹ کے لئے ہی سہی چار فرسخ تک جانے کا ارادہ کرے یا اس سے زیادہ کا ارادہ تو اس سے قصد اقامت پورا نہیں ہو گا بلکہ وہ نماز قصر پڑھے گا۔

مسئلہ ۸۰۵: اگر مسافر ایک جگہ ٹھہرنے کی نیّت کرے لیکن ظہر، عصر یا عشا میں سے کوئی ایک چاررکعتی نماز پڑھنے سے پہلے اپنے قصد سے پلٹ جائے یا اس میں متردد ہوجائے تو اقامت کا قصد نہیں ہو پائے گا بلکہ وہ جب تک اس جگہ رہے گا نماز قصر پڑھے گا، لیکن اگر اس نے قصد اقامت کے بعد ایک چار رکعتی نماز وہاں پڑھ لی ہو تو قصد اقامت ہوجائے گا اور نماز پوری ہوگی،اب اگر وہ ارادہ بدل دے یا متردد ہوتا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں بنا بر ایں جب تک وہ اس مقام پر رہے اور نیا سفر نہ کرے نمازیں پوری ہی پڑھتا رہے گا۔ (چاہے وہ اقامت پوری ہو جانے کے بعد ایک دن ہی وہاں رہے)

مسئلہ ۸۰۶: قصد اقامت دو چیزوں سے ہوجاتا ہے:

۱۔ قصد اقامت کے ساتھ ایک چار رکعتی نماز پڑھنا۔

۲۔ اقامت کی نیت کرکے ایک جگہ دس دن لگاتار رہے۔ (چاہے اس مدت میں ایک بھی نماز نہ پڑھی ہو)

مسئلہ ۸۰۷: اقامت کے حکم میں آجانے کے بعد اگر شرعی مسافت سے کم سفر محل اقامت سے کرتا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں چاہے ایک مرتبہ سے زیادہ ہو اور طویل مدت کے لئے ہو اور اس کی نماز وہاں پر پوری ہو گی لیکن اگر شرعی مسافت کے برابر کا سفر کرتا ہے تو دوسرے تمام مسافروں کی طرح وہ بھی قصر نماز پڑھے گا اس بنا پر اگر کسی معین شہر میں دس دن ٹھہرنے کی نیت کر نے کے بعد کسی دوسرے شہر کا سفر کرتا ہے جو اس شہر سے شرعی مسافت سے زیادہ دور ہو تو اس

مدت میں اس کی اقامت ختم ہو جائے گی اب اگر لوٹ کر اس شہر میں جاتا ہے تو واجب ہے کہ دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرے تاکہ نماز پوری پڑھ سکے۔

مسئلہ ۸۰۸: وطن کے سلسلے میں زوجہ اور اولاد کی پیروی کے سلسلے میں جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کچھ قصد اقامت میں بھی آتا ہے۔

بغیر قصد اقامت کے ایک ماہ تک رہنا:

مسئلہ ۸۰۹: اگر کوئی مسافر شرعی مسافت یعنی آٹھ فرسخ سفر کرے اور اپنے ٹھکانے پر جاکر قیام پذیرہو مگر معلوم نہ ہو کہ کتنے دن رکنا ہے دس دن یا کم و بیش تو جب تک یہی صورت حال رہے اس پر واجب ہے کہ نماز قصر پڑھے، لیکن تیس دن گذر جانے کے بعد واجب ہے کہ بعد کے آنے والے دن

میں نماز پوری پڑھے چاہے اسی دن نکلنے کا ارادہ ہو ۔

بلاد کبیرہ (بڑے شہر):

مسئلہ ۸۱۰: احکام سفر، قصد وطنیت اور قصد اقامت میں بڑے اور چھوٹے شہروں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ یہاں تک کہ بڑے شہروں میں سے کسی ایک کو وطن بنا نے کا قصد کرے اور کسی خاص محلے کو معین کئے بغیر اس میں ایک مدت تک ٹھہرے تو شہر کے تمام محلوں میں اس پر وطن اصلی کا حکم جاری ہو گا اور ہر محلے میں نماز پوری پڑھے گا یہی حکم ہے اس قسم کے شہروں میں محلّے کی تعیین کئے بغیر دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرنے کا، پس شہر کے تمام محلوں میں اس پر پوری نماز پڑھنے کا حکم نافذ ہو گا۔

نمازقضا:

مسئلہ ۸۱۱: جو شخص وقت کے اندر نماز نہ پڑھے اس پر واجب ہے کہ قضا پڑھے، چاہے وہ ادا کے پورے وقت میں سویا رہا ہو یا بیماری یابیہوشی کی وجہ سے اس نے نماز نہ پڑھی ہو لیکن اگر پورے وقت میں غش میں رہاہو تو اس پر قضا واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس کافر کاہے جو مسلمان ہوجائے اور حیض اور نفاس والی عورت کا بھی ہے کہ ان پر بھی قضا واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۸۱۲: نماز کا وقت نکل جانے کے بعد اگر پتہ چلے کہ اس نے جو نماز پڑھی تھی وہ باطل تھی تواس پر قضا واجب ہے مثلاً غسل جنابت کا صحیح طریقہ نہ جانتاہو اور باطل طریقے سے غسل کرے تو اس پر ان نماز وں کی قضاواجب ہے جو اس نے حدث اکبر کے ہوتے ہوئے پڑھی تھیں۔

مسئلہ ۸۱۳: ان نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے چھوٹ جانے کا یقین ہو یا باطل ہونے کا، لیکن اگر اس کو شک ہو یا گمان ہو کہ اس کی پہلے کی کچھ نماز یں باطل تھیں یا چھوٹ گئی تھیں تو اس پر ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۱۴: ایک دن کی ظہر، عصر یا مغرب، عشا کی جو نماز یں چھوٹ گئی ہوں ان کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے اسی طرح ترتیب حاصل کرنے کے لئے "دور" یعنی نمازوں کی تکرار بھی واجب نہیں ہے، بنا بر ایں جو شخص ایک سال کی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہو تو وہ اس طریقے پر نمازوں کو پڑھ سکتا ہے، صبح کی نماز بیس مرتبہ پڑھے ظہر و عصر کی بیس بیس مرتبہ پڑھے پھر مغرب و عشا کی بیس مرتبہ پڑھے اسی طرح پڑھتا رہے یہاں تک کہ ایک سال کی نمازیں پوری ہوجائیں اور ایسا بھی کرسکتا ہے کہ کسی

ایک نماز سے شروع کرے اور جس طرح یومیہ نمازیں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح ترتیب سے پڑھتا چلا جائے۔

مسئلہ ۸۱۵: جس کے ذمّے قضا نمازیں ہوں لیکن وہ نہ جانتا ہو کہ کتنی ہیں مثلاً نہ جانتا ہو کہ دو نمازیں چھوٹی ہیں یا تین تو اس کے لئے کم مقدار میں قضا پڑھ لینا کافی ہے ۔
(یعنی جس مقدار کے چھوٹ جانے کا یقین ہو)

مسئلہ ۸۱۶: اگر تین غسل جنابت مثلاً بیسویں، پچیسویں اور ستائیسویں دن کرے اس کے بعد یقین ہوجائے کہ تین غسلوں میں سے کوئی ایک باطل تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اتنی قضا نمازیں پڑھے کہ اسے بری الذمّہ ہونے کا یقین ہوجائے۔

مسئلہ ۸۱۷: نافلہ اور مستحبی نمازیں قضا نماز کی جگہ نہیں لے سکتیں بنابر ایں اگر کسی کے ذمّے قضا نماز ہو تو اسے قضا کی نیّت سے پڑھناواجب ہے۔

مسئلہ ۸۱۸: وہ افراد جو موجودہ وقت میں چھوٹی ہوئی تمام نمازوں کی قضا نہیں پڑھ سکتے ان کے لئے جس قدر ممکن ہو قضا پڑھیں اور باقی نمازوں کے لئے ان پر واجب ہے کہ وصیّت کریں۔

نمازاجارہ:

مسئلہ ۸۱۹: جو شخص زندہ ہو اس کی قضا نمازیں نائب بن کر پڑھنا صحیح نہیں ہے چاہے وہ قضا پڑھنے سے عاجز کیوں نہ ہو ہاں جب مرجائے تو اس کی طرف سے قضا پڑھنے میں کوئی مانع نہیں ہے مکلف پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں کو اپنی زندگی میں جیسے بھی ممکن ہو خود پڑھے جب تک زندہ ہے نائب کی

نماز اس کی طرف سے کافی نہیں ہے چاہے اجرت پر ہو یا اجرت کے بغیر۔

مسئلہ ۸۲۰: اجرتی نماز میں میّت کی خصوصیات کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے ہاں ظہر، عصر اور مغرب عشا میں ترتیب کی رعایت کرنا شرط ہے اور عقد اجرت میں اگر اجیر کے لئے خاص شرائط ذکر نہ کی گئی ہوں مثلاً یہ نہ ذکر کیا گیا ہو کہ نماز کو مسجد میں پڑھنا واجب ہے یا فلاں وقت میں پڑھنا ہے، اور کوئی خاص کیفیّت بھی نہ پائی جاتی ہو کہ عقد اجارہ میں جو اطلاق ہے وہ اسی کیفیّت کی طرف منصرف ہو تو اجیر پر واجب ہے وہ نماز معمول کے مطابق مستحبات کے ساتھ بجالائے مگر یہ کہ ہر نماز کے لئے اذان کہنا واجب نہیں ہے۔

ماں باپ کی قضانمازیں

مسئلہ ۸۲۱: ماں باپ کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہوں بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی قضا پڑھے، بشرطیکہ انہوں نے نمازیں خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے نہ چھوڑی ہوں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں بھی ان کی قضا نمازیں پڑھے۔

مسئلہ۸۲۲: اگر ماں یا باپ بالکل نماز نہ پڑھتے ہوں تو بنابر احتیاط واجب اس صورت میں بھی ا ن کی قضا نماز واجب ہے۔

مسئلہ ۸۲۳: بڑے بیٹے سے مراد، ماں باپ کی وفات کے بعد لڑکوں میں جو سب سے بڑا ہو بنا برایں اگر بڑا بیٹا چاہے نابالغ ہو، ماں باپ کی زندگی میں مرجائے تو ماں باپ کے فوت ہوجانے کے بعد جو

بڑا بیٹا زندہ ہو اسی پر ان دونوں کی نمازوں کی قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۸۲۴: بڑے بیٹے پر ماں باپ کی نمازوں کی قضاواجب ہونے کا معیار وہ بڑا بیٹا ہے جو بیٹوں میں سب سے بڑا ہو۔ بنابر ایں اگر میّت کی بڑی اولاد لڑکی ہو اور دوسرا لڑکا ہو تو ماں یا باپ کی قضا نماز دوسرے فرزند پر واجب ہو گی جو بیٹاہے۔

مسئلہ ۸۲۵: کوئی شخص اگر ماں یا باپ کی قضا نمازیں پڑھ دے تو بڑے بیٹے پر سے قضاکا وجوب ساقط ہوجاتاہے۔

مسئلہ ۸۲۶: ماں یا باپ کی جو نمازیں چھوٹ جانے کا یقین ہو صرف انہی نمازوں کی قضا بڑے بیٹے پر واجب ہے، اگر نہ جانتا ہو کہ ان کی نمازیں فوت ہوئی ہیں یا نہیں ؟ تو پوچھنا اور جستجو کرنا واجب

نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۷: بڑے بیٹے پر ماں باپ کی نمازوں کی قضا جیسے بھی ممکن ہو واجب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو اور کسی کو اجیر بھی نہ بناسکے تو معذور ہے۔

مسئلہ ۸۲۸: بڑے بیٹے پر اگر اپنی قضا نمازیں بھی ہوں اور ماں باپ کی قضا نمازیں بھی اس پر واجب ہوجائیں تو اسے دونوں میں سے کسی کو بھی پہلے پڑھنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۸۲۹: ماں باپ کی قضا نمازیں واجب ہونے کے بعد اگر بڑا بیٹا مرجائے تو دوسروں پر کچھ بھی واجب نہیں یعنی ماں باپ کی قضا نمازیں اس کے بڑے بیٹے یا اس کے بھائی پر واجب نہیں ہیں ۔

نماز آیات

مسئلہ ۸۳۰: نماز آیات واجب ہونے کے شرعی

اسباب:

نماز آیات چار موقعوں پر واجب ہوتی ہے:

۱۔ سورج گرہن کے موقع پر چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ چاند گرہن کے موقع پر چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ زلزلے کے موقع پر۔

۴۔ ہر غیر طبیعی حادثے کے موقع پر جس سے اکثر لوگ خائف ہو جائیں جیسے غیر معمولی سیاہ،زرد یا سرخ آندھیاں یا شدید تاریکی، خوفناک آوازیں، چیخ چنگھاڑ یا آگ جو آسمان میں ظاہر ہو یا زمین دھنس جائے۔

مسئلہ ۱۴۳۸: سورج گرہن چاند گرہن اور زلزلے کے علاوہ دوسرے حوادث کے لئے شرط ہے کہ ان

سے اکثر لوگ خوف زدہ ہوں اگر ایسا نہ ہو یا ان سے شاذ ونادر ہی کوئی ڈرے تو ان کی کوئی حیثیت نہیں ہو تی ۔

مسئلہ ۸۳۲: جس شہر میں آیت (حادثہ) پیش آئے نماز آیات اسی شہر کے رہنے والے پر واجب ہوگی اور اس سے ملے ہوئے شہر میں کہ جو ایک ہی شمار ہوتے ہوں وہ بھی اسی سے ملحق ہوں گے۔

مسئلہ ۸۳۳: اگر زلزلے کا پتہ لگانے والے مرکز سے کسی علاقے میں زلزلے کے ہلکے ہلکے متعدد جھٹکے محسوس کئے جانے کے بارے میں اعلان کیا جائے لیکن اس علاقے کے رہنے والے ان جھٹکوں کو محسوس نہ کریں نہ ان کے وقوع کے وقت اور نہ بلافاصلہ ان کے بعد تو اس صورت میں ان پر نماز آیات واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۴: ہر زلزلے کے لئے چاہے وہ ہلکا ہو یا شدید اگر وہ زلزلہ شمار ہو تو علیحدہ نماز آیات پڑھی جائے گی ۔

نمازآیات پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۸۳۵: نماز آیات دو رکعت ہے ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں اور اس کو پڑھنے کے چند طریقے ہیں ۔

ا۔ پہلا طریقہ: نیت اور تکبیر ۃ الاحرام کے بعد حمد اور سورہ پڑھے، رکوع میں جائے اور رکوع سے سر کو اُٹھا کر پھر حمد و سورہ پڑھے پھر رکوع میں جائے، پھر سر اُٹھا کر حمد وسورہ پڑھے اسی طرح پڑھے یہاں تک کہ ایک رکعت میں پانچ رکوع مکمل ہو جائیں اور ہر رکوع سے پہلے اس نے حمد وسورہ پڑھا ہو اس کے بعد سجدے میں جائے اور دو سجدے کرے

سجدوں کے بعد کھڑے ہو کر دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے اور سجدے اور تشہّد اور سلام کے بعد نماز مکمل کرے ۔

۲۔ دوسرا طریقہ: نیت اور تکبیرۃالاحرام کے بعد سورہ حمد مکمل کرے ایک آیت اس کے بعد سورہ پڑھے رکوع میں جائے، پھر رکوع سے سر اُٹھائے اور سورہ کا دوسرا حصہ تلاوت کرے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے، اس کے بعد پھر رکوع میں جائے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد سورہ کا تیسرا حصہ پڑھے پانچواں رکوع مکمل ہونے تک اسی ترتیب سے پڑھے تاکہ پانچویں رکوع سے پہلے وہ سورہ مکمل کرے جس کو شروع کیا تھا، پھر پانچویں رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد سجدے میں جائے اور دوسجدے کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوجائے اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت کو بھی مکمل کرے

اور سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد تشہّد اور سلام پر نماز ختم کرے اور اگر ہر رکوع سے پہلے ایک آیت یا اس سے کم یا بیش پڑھنا چاہتا ہو تو حمد کو رکعت کی ابتدا میں صرف ایک مرتبہ پڑھے گا۔

۳۔ تیسرا طریقہ: پہلی رکعت ایک طریقے پر بجا لائے اور دوسری رکعت دوسرے طریقے پر یا اس کے برعکس بجا لائے۔

۴۔ چوتھا طریقہ: اس سورے کو جس کی کچھ آیتوں کو پہلے دوسرے تیسرے یا چوتھے قیام میں پڑھا تھا مکمل کرے، پس یہاں رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد واجب ہے کہ حمد کو دوبارہ پڑھے اور اس کے ساتھ پورا سورہ پڑھے یا اس کی کچھ آیتیں پڑھے اگر پانچویں قیام سے پہلے پڑھنا ہو تو اب اگر پانچویں رکوع سے پہلے کچھ آیتوں کو پڑھتا ہے تو پانچویں رکوع سے پہلے سورہ کو مکمل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۸۳۶: احتیاط واجب یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو سورہ کا جز شمار نہ کرتے ہوئے صرف اس کی قرأت پر اکتفا نہ کرے۔

نماز عیدین

مسئلہ ۸۳۷: عیدین کی نماز غیبت کبریٰ کے زمانے میں واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۸۳۸: نماز عید دو رکعت ہے اور اس میں نو/۹۔ قنوت ہیں، پس پہلی رکعت میں حمد اور سورہ کے بعد پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے، پانچواں قنوت ختم کرنے کے بعد رکوع میں جائے اور اس کے بعد دو سجدے کرے، دوسری رکعت میں حمد و سورہ کے بعد دوسری چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے، پھر چوتھا قنوت ختم کرنے کے بعد رکوع کرے اور

پھر دو سجدوں کے بعد تشہّد اور سلام پر نماز کو مکمل کرے۔

مسئلہ۸۳۹: اس میں کوئی اشکال نہیں کہ قنوت لمبا ہو یا مختصر، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، لیکن مذکورہ تعداد سے ایک قنوت کم یا زیادہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۸۴۰: عید کی نماز میں اقامت نہیں ہے، لیکن اگر اما م جماعت عیدین کی نماز کے لئے اقامت کہہ دے تو وہ اس کی اپنی اور ماموین کی نماز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

مسئلہ۸۴۱: نماز عید کی قضا نہیں ہوتی ۔

مسئلہ۸۴۲: ولی فقیہ کے مجاز نمائندے کے لئے نماز عید قائم کرنا جائز ہے، یہی حکم آئمہ جمعہ کا ہے جو ولی فقیہ کی طرف سے منصوب ہوں کہ وہ

عصر حاضر (یعنی امام زمانہ عج کی غیبت میں نماز عید جماعت سے قائم کرسکتے ہیں، ان کے علاوہ دوسروں کے لئے احتیاط یہ ہے کہ وہ نماز کو فرادیٰ پڑھیں، رجاًء جماعت سے بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن اس مقصد کے ساتھ نہیں کہ نماز عید جماعت سے وارد ہوئی ہے، البتہ اگر مصلحت کا تقاضا ہو کہ کسی شہر میں ایک ہی نماز عید پڑھی جائے تو افضل یہ ہے کہ ولی فقیہ کی طرف سے منصوب امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور شخص نہ پڑھے ۔

مسئلہ۸۴۳: نماز عید کو جماعت کے ساتھ دوسرے ماموین کے لئے دوبارہ پڑھانا اشکال رکھتا ہے۔

نماز جماعت

نماز جماعت کی اہمیت:

مسئلہ۸۴۴: نماز جماعت اہم ترین مستحبات اور بزرگ ترین شعائر دینیہ میں سے ہے اور یہ دو افراد سے منعقد ہوجاتی ہے جن میں ایک اما م اور دوسرا ماموم ہو۔

مسئلہ۸۴۵: امام جماعت اگر بغیر قصدامامت اور جماعت کے نماز شروع کردے تو دوسروں کے لئے اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، دوسرے لفظوں میں جماعت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ماموم اقتداء کی نیّت کرے، لیکن امام کی نیّت جماعت میں شرط نہیں ہے البتہ اگر امام جماعت کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے امامت اور جماعت کی نیّت کرنا پڑے گی۔

مسئلہ۸۴۶: احتیاطی قضا نماز میں جماعت کی امامت کرنا صحیح نہیں ہے، بنا بر ایں جو شخص چند جگہوں پر جماعت قائم کرنا چاہتا ہو تو احتیاطی قضا نماز کی نیّت سے قائم کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۸۴۷: امام جماعت کی رضایت اقتدا کے صحیح ہونے میں شرط نہیں ہے بنا بر ایں دوسروں کے لئے ایسے شخص کی اقتدا کرنے میں جو اس پر راضی نہ ہو کوئی اشکال نہیں ہے ۔

مسئلہ۸۴۸: ماموم جب تک نماز جماعت میں ہو اور ماموم ہو اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے، لیکن اگر ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کے بارے میں نہ جانتا ہو کہ وہ ماموم ہے پس اگر وہ رکوع وسجود میں انفرادی نماز پڑھنے والے کی ذمہ داری پر عمل کررہا ہو یعنی اس نے عمداً یا سہواً رکن میں کمی یا زیادتی نہ کی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ۸۴۹: فرائض یومیہ میں دوسرے ماموین کے لئے دوسری مرتبہ صرف ایک بار نماز جماعت قائم کرنے میں کوئی اشکال نہیں، بلکہ ایسا کرنا مستحب ہے، لیکن ایک مرتبہ سے زیادہ جائز نہیں ہے، بنا برایں ایک امام جماعت دو مسجدوں میں ایک ہی نماز کو دوبار پڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ۸۵۰: یومیہ نمازوں میں کسی بھی نماز کی جماعت کے ساتھ کوئی بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر عشا کی نماز میں ہو تو جو مغرب کی نماز پڑھارہاہو اس کی اقتدا جائز ہے اور برعکس بھی جائز ہے۔

مسئلہ۸۵۱: عورتوں کی شرکت نماز جماعت میں بلا اشکال ہے اور اُنھیں جماعت کا ثواب بھی ملتا ہے۔

مسئلہ ۸۵۲: ایسی نماز جماعت میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں کہ ماموم کی نظر میں اقتداً اور جماعت کے شرائط موجود ہوں، چاہے وہ جگہ مسجد کے قریب ہی کیوں نہ ہو کہ جس میں اسی وقت جماعت سے نماز پڑھی جارہی ہو، ہاں مؤمنین کے لئے مناسب ہے کہ وہ نماز جماعت جیسی دینی رسم کی عظمت کو دوبالا کرنے کے لئے ایک جگہ اکٹھے ہو کر جماعت میں شرکت کریں۔ نمازجماعت کو تو اتحاد اور محبت کے پہنچنے کا ذریعہ ہونا چاہیئے نہ کہ اختلاف اور تفرقہ پھیلنے کا پس اگر مسجد کے قریب جماعت اختلاف اور تفرقہ کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۳: اگر امام، نماز کے آخری تشہد میں ہو اور کوئی شخص جماعت میں شرکت کے لئے آئے تو اگر وہ جماعت کاثواب لینا چاہتا ہو تو واجب ہے

کہ جماعت کی نیّت کرکے تکبیرۃالاحرام کہے اور دو زانو ہو کر بیٹھ جائے امام کے ساتھ تشہد پڑھے مگرسلام نہ پڑھے بلکہ تھوڑی دیر رکے تاکہ امام سلام تمام کرے اس کے بعد کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز مکمل کرے، یعنی حمد و سورہ پڑھے اور وہ اس کی پہلی رکعت ہو گی یہ طریقہ نماز جماعت کے آخری تشہّد سے مخصوص ہے تین رکعتی اور چار رکعتی نماز کے پہلے تشہّد میں ایسا کرنا صحیح نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۸۵۴: تقلید میں اختلاف اقتدا کے صحیح ہونے میں رکاوٹ نہیں بنتا جو شخص مسافر کی نماز میں کسی دوسرے مرجع کی تقلید کرتا ہو وہ شخص اس کی اقتدا کرسکتا ہے جو اس نماز میں کسی دوسرے مرجع کی تقلید کرتا ہو لیکن اس شخص کی اقتدا صحیح نہیں ہے کہ جس کی نماز ماموم کے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق قصر ہو اس نماز میں جو

امام کے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق پوری ہو یا اس کے برعکس ہو۔

مسئلہ ۸۵۵: اگر جماعت ہورہی ہو اور فرادیٰ نماز پڑھنا نماز جماعت کی اہانت یا اس کو کمزور کرنا ہو یا اس امام جماعت کی بے احترامی ہوتی ہو کہ لوگ جس کی عدالت کے معتقد ہیں تو فرادیٰ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۶: اگر نماز جماعت میں شرکت کرنے کی غرض عقلائی ہو اور الزام دور کرنا مقصد ہو تو ظاہری طور پر دکھانے کے لئے جماعت میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن جہری نمازوں میں جیسے مغرب وعشاء میں حمد وسورہ کو آہستہ پڑھنا امام جماعت کی اقتدا کے اظہار کی خاطر کافی اور صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۷: سرکاری دفتر میں جو نماز قائم ہوتی ہے اس کے درمیان یا اس سے پہلے یا اس کے بعد لمبی دعائیں پڑھنا، جیسے توسل یا دوسری تمام لمبی دعائیں اور مستحب اعمال انجام دینا جیسے مستحبی نمازیں کہ جن سے نماز جماعت کا وقت لمبا ہوتا ہے اس سے دفتر کے اوقات ضائع ہوتے ہیں اور ضروری کام کرنے میں تاخیر ہوتی ہے یہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۸: امام جماعت کے لئے نماز جماعت کی اجرت لینا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اجرت جماعت میں شرکت کے مقدمات کے سلسلے میں لی جائے۔

مسئلہ ۸۵۹: نماز کے سلام کے بعد جو جماعت سے ہو رہی ہو درود والی آیت پڑھنا اور نبیؐ پر اور ان کی اولاد پر درود بھیجنا نہ صرف یہ کہ اشکال سے خالی ہے بلکہ ایک مستحبی امر ہے اور اس میں ثواب بھی

ہے اسی طریقے سے اسلامی نعرے اور اسلا می وانقلابی نعرے جیسے تکبیر اور اس کے ملحقات کی پابندی کرنا جو اسلامی انقلاب ایران اور رسالت کی یاد دہانی کراتے ہیں یہ بھی مطلوب امر ہے ۔

مسئلہ۸۶۰: اول وقت اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے افضل یہ ہے کہ دفتر کے کاموں کو اس طرح مرتب کرے کہ فوجی ٹھکانوں یا دوسرے دفتروں میں جو ملازم وغیرہ ہوتے ہیں وہ نمازجماعت کا فریضہ کم سے کم ممکن وقت میں ادا کرسکیں۔

نماز جماعت کے شرائط

مسئلہ۸۶۱: نماز جماعت کے شرائط اس طرح ہیں :

۱۔ درمیان میں کسی چیز کا حائل نہ ہونا۔

۲۔ امام کے قیام کی جگہ کاماموم کے قیام کی جگہ

سے اونچی نہ ہو نا۔

۳۔ امام اور ماموم کے درمیان فاصلہ نہ ہونا۔

۴۔ ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ امام سے آگے نہ ہو نا۔

ا۔ درمیان میں کسی چیز کا حائل نہ ہونا :

مسئلہ۸۶۲: اگر جماعت کی ایک صف پوری کی پوری ایسے لوگوں پر مشتمل ہو جن کی نماز قصر ہے اور بعد والی صف ان لوگوں کی ہو جن کی نماز پوری ہے تو پہلی صف کے نماز ی جیسے ہی سلام کے لئے بیٹھیں تو بنا بر احتیاط واجب ہے کہ ان کے بعد کی صفوں کے مصلّی فرادیٰ کی نیّت کرکے الگ ہو جائیں چاہے آگے والی صف کے نماز ی سلام کے بعد فوراً اُٹھ کھڑے ہو ں ۔

مسئلہ۸۶۳: اگر کچھ تعداد میں نا بالغ بچے

جماعت کی صفوں میں کھڑے ہو جائیں اور ان کے بعد کچھ بالغ بھی کھڑ ے ہوں تو ان صفوں میں جو بالغ ا فراد ہیں ان کی نماز جماعت کے صحیح ہو نے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۴: عورتیں نماز جماعت میں مردوں کے پیچھے اپنی صف بنا کر کھڑی ہو ں تو ان کے درمیان حائل اور پردے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر ایک سمت میں کھڑے ہوں تو ان کے درمیان حائل ضروری ہے۔ تاکہ عورت کے مرد کے ساتھ کھڑے ہونے کی کراہت ختم ہو جائے اور یہ وہم پیدا کرنا کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان نماز کے دوران حائل کا ہونا عورتوں کی اہانت، کسر شان اور ان کی رسوائی ہے یہ صرف ایک خیال سے زیادہ نہیں ہے، اور مزید یہ کہ شخصی نظریات کو فقہ میں داخل کرنا صحیح نہیں ہے۔

۲۔ امام کی جائے قیام کا ماموم کی جائے قیام سے اونچی نہ ہونا:

مسئلہ۸۶۵: اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموم کے قیام کی جگہ سے شرعاً م چار جُڑی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو تو نماز جماعت باطل ہوجائے گی ۔

۳۔ امام اور ماموم کے درمیان فاصلہ نہ ہونا:

مسئلہ۸۶۶: اگر ماموم پہلی صف میں با لکل کنارے پر کھڑا ہو تو اگر وہ مامومین جو اس کے اور امام کے درمیان واسطہ ہیں وہ امام جماعت کے بعد جماعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں تو جماعت کی نیّت سے وہ بھی نماز میں شامل ہو سکتا ہے۔

۴۔ ماموم کا امام سے آگے نہ ہونا:

مسئلہ ۸۶۷: نماز جماعت میں شرط ہے کہ امام کی جائے قیام ماموم کی جائے قیا م سے پیچھے نہ ہو بلکہ احتیاط یہ ہے کہ ماموم کی جائے قیام پیچھے ہو چاہے تھوڑی ہی ہو۔

۵۔ نماز جماعت کے احکام:

مسئلہ ۸۶۸: ماموم کے لئے اخفاتی نمازوں جیسے ظہر و عصر میں حمد اور سورہ پڑھنا جائز نہیں ہے چاہے ذہن کی یکسوئی کے لئے ہی ایسا کرنا ہو۔

مسئلہ ۸۶۹: اگرامام نماز عشا کی تیسری یا چھوتھی رکعت میں ہو اور ماموم دوسری رکعت میں تو ماموم پر واجب ہے کہ بغیر آواز کے حمد و سورہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۷۰: اگر کوئی شخص جماعت میں پہنچے اور

اس وقت نماز کی دوسری رکعت میں ہو لیکن مسئلہ نہ جاننے کی بنا پر وہ آنے والی رکعت میں تشہّد اور قنوت نہ پڑھے تو اس وقت کی نماز صحیح ہو گی لیکن اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً تشہّد کی قضا بجالائے اور یہ بھی احتیاطاً واجب ہے کہ دو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ۸۷۱: جو شخص تیسری رکعت میں جماعت میں شامل ہو اور یہ سوچ کر کہ امام پہلی رکعت میں ہے کچھ بھی نہ پڑھے اب اگر امام کے رکوع کرنے سے پہلے متوجہ ہو جائے تو قرائت کا تدارک کرنا اس پر واجب ہے لیکن رکوع کرنے کے بعد اگر متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ قرائت ترک کرنے کی بنا پر دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ۸۷۲: اگر امام جماعت تکبیرۃالاحرام کے

بعد رکوع کے لئے جھک جائے اور اس نے حمد وسورہ نہ پڑھا ہو تو اگر ماموم نماز جماعت میں شامل ہونے کے بعد اور رکوع کرنے سے پہلے اس طرف متوجہ ہوجائے تو اس پر واجب ہے کہ انفرادی طورپر حمدوسورہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۷۳: اگر امام جماعت نماز کے دوران کسی لفظ کی ادائیگی کے بارے میں اس سے تجاوز کر جانے کے بعد شک کرے اور نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد علم ہو جائے کہ اس نے اس لفظ کو غلط پڑھا تھا تو اس کی اور مامومین کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۷۴: اسلامی اتحاد کی حفاظت کی خاطر اہل سنت کی جماعت کی اقتدا کرنا جائز ہے اور اگر وحدت کے تحفظ کا تقاضا یہ ہو کہ وہی تمام اعمال انجام دیئے جائیں جو اہل سنت انجام دیتے ہیں تو وہ جماعت کے صحیح ہونے کے لئے مضر نہیں ہیں بلکہ

وہی کافی اور صحیح ہیں چاہے اس میں جانماز وغیرہ ہی پر سجدہ کیوں نہ کرنا پڑے لیکن ہاتھ باندھنا ان کے ساتھ جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ ضرورت (تقیہ) کا تقاضا ہو کہ ہاتھ باندھا جائے۔

امام جماعت کے شرائط

مسئلہ۸۷۵: شرائط امام جماعت مندرج ذیل ہیں :

۱۔ بالغ ہو ۔

۲۔ عاقل ہو ۔

۳۔ عادل ہو۔

۴۔ حلال زادہ ہو ۔

۵۔ ایمان رکھتا ہو ۔

۶۔ نماز صحیح پڑھتا ہو۔

۷۔ مرد ہو (اگر ماموم مرد ہوں)

۱۔ بالغ ہونا:

مسئلہ۸۷۶: غیر بالغ کی امامت صحیح نہیں ہے چاہے ماموم غیر بالغ ہی ہو۔

۲۔ عاقل ہونا :

مسئلہ۸۷۷: مجنون کی نماز صحیح نہیں ہے چاہے اس پر نماز کے دوران جنون طاری ہو یا نہ ہو۔

۳۔ عادل ہونا:

مسئلہ۸۷۸: اگر امام جماعت کوئی ایسی بات کرے یا ایسا مزاح کرے جو عالم دین کی شان اور منزلت کے مناسب نہ ہو تو جب تک وہ چیز خلاف شرع نہ ہو اس سے عدالت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

مسئلہ۸۷۹: اگر امام امر بالمعروف و نہی از منکر نہیں کرتا اور ایسا مکلف کی نظر میں کسی معقول عذر کی بنا پر ہو تو اس سے عدالت پر حرف نہیں آتا

اور نہ وہ اقتدا کی راہ میں رکاوٹ ہے ۔

مسئلہ ۸۸۰: اگر امام جماعت، جماعت پڑھانے کے لئے جانے میں سائیکل پر سفر کرتا ہو اور سفر کے قوانین کی رعایت کرتا ہو تو اس سے نہ اس کی عدالت پر آنچ آتی ہے اور نہ اس کی جماعت کی امامت کے صحیح ہونے میں کوئی فرق پڑتا ہے ۔

مسئلہ ۸۸۱: اگر کوئی شخص امام جماعت کے عادل اور متقی ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن ساتھ میں یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ اس نے بعض مواقع پر ظلم کیا ہے تو جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ امام جماعت کا وہ کام جو اس کے عقیدہ کے مطابق ظلم ہے اور وہ علم و ارادے، اختیار اور بغیر شرعی جواز کے ہے اس پر فسق کا حکم لگاناجائز نہیں ہو گا ۔

مسئلہ ۸۸۲: امام جماعت کی اقتدا کے صحیح

ہونے میں اس کی حقیقی شناخت ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ ماموم کو چاہے جیسے بھی ہو اتنا پتہ چل جائے کہ امام عادل ہے بس وہی کافی ہے اور اس صورت میں اس کی اقتدا صحیح ہے اور اس کی نماز بھی جماعت میں اس کے پیچھے صحیح ہے۔

۴۔ حلال زادہ ہو نا:

مسئلہ ۸۸۳: زنازادے کے پیچھے جماعت میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔

۵۔ مومن ہونا:

مسئلہ ۸۸۴: غیر مومن کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہو گی مگر تقیہّ کی حالت میں ۔

۶۔ اس کی نماز کا صحیح ہونا:

مسئلہ ۸۸۵: اگر کسی شخص کی قرائت صحیح نہ ہو اور سیکھنے پر بھی قادر نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے

لیکن دوسروں کے لئے نماز میں اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہو گا۔

مسئلہ۸۸۶: اگر ماموم کی نظر میں امام کی قرائت صحیح نہ ہو تو نتیجہ یہ ہوا کہ ماموم کی نظر میں اس کی نماز درست نہیں ہے تو اب ماموم اس کی اقتدا نہیں کر سکتا اگر اقتدا کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور اس کا اعادہ واجب ہو گا۔

۷۔ امام جماعت مرد ہو:

مسئلہ۸۸۷: اگر عورتوں کی جماعت ہو رہی ہو اور صرف عورتوں کی ہو تو عورتوں کے لئے امامت کرنا جائز ہے۔

امام جماعت کے شرائط سے متعلق چند مسئلے

مسئلہ۸۸۸: اگر عالم دین تک رسائی ممکن نہ ہو تو غیر عالم دین کی اقتدا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۸۹: امام جماعت اگر قیام کی حالت میں طبیعی طور پر سکون و اطمینان کے ساتھ کھڑا ہو سکتا ہو اوراسی حالت میں حمد و سورہ پڑھ سکتا ہو اور نماز کے تمام اذکار اور افعال انجام دے سکتا ہو اور بطور کامل رکوع اور سجدہ پر قادر ہو اور صحیح وضو بھی کرسکتا ہو تو امامت کے تمام شرائط معلوم کر لینے کے بعد دوسروں کے لئے اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کی اقتدا میں نماز جماعت صحیح ہو گی، ہاں اگر اس کا پاؤں یا ہاتھ بالکل کٹا ہو یا شل ہو تو نماز جماعت کے لئے اس کی امامت میں اشکال ہے۔ لیکن اگر اس کے پاؤں کا صرف انگوٹھا کٹا ہو تو اس کی امامت صحیح ہے ۔

مسئلہ ۸۹۰: اگر کوئی شخص غسل سے معذور ہو تو وہ غسل کے بدلے تیمم کر سکتا ہے اور اس کا جماعت کی امامت کرنا صحیح ہے اور دوسروں کے

لئے اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ۸۹۱: ایسا شخص جس کی اقتدا صحیح نہیں تھی شرعی مسئلہ نہ جانتے ہوئے اگر کچھ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہو تو ان کی سابقہ نماز صحیح ہو گی اور ان پر اس کا اعادہ یا قضا واجب نہیں ہے مثلاً ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی ہو جس کا داہنا ہاتھ کٹا ہو۔

نماز کے متفرق مسائل:

مسئلہ۸۹۲: نماز صبح کے لئے اس کے وقت پر اہل و عیال کو جگانے اور بیدار کرنے کے لئے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۸۹۳: بچے کے ولی (سر پرست) کے لئے مستحب ہے کہ وہ سن تمیز پر پہنچنے کے بعد بچے کو شرعی احکام اور عبادات کی تعلیم دے۔

مسئلہ ۸۹۴: یہ جو کہا جاتا ہے کہ جو شخص شراب پیئے اس کی چالیس دن تک نماز نہیں ہوتی اس سے مراد یہ ہے کہ اس مدت میں اس کی نماز قبول نہیں ہو تی اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر وہ شراب پیئے تو نماز کی ادااس سے ساقط ہو جائے گی اور اس پر اس کو قضا پڑھنا واجب ہو گا یا اس پر یہ بھی واجب ہو گا کہ وہ ادا بھی پڑھے اور قضا بھی۔

مسئلہ ۸۹۵: سلام پھیرنے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بلکہ مومن کے ساتھ مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۸۹۶: جب کسی شخص کو مشاہدہ کریں کہ وہ نماز کے بعض اعمال غلط انجام دے رہا ہے تو اس سلسلے میں اس کو متوجہ کرنا واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کی خطا حکم شرعی نہ جاننے کی بنا پر ہو تو اس صورت میں بنا بر احتیاط اس کو سکھانا اور اس

کی ہدایت کرنا واجب ہے۔

چوتھی فصل- صوم (روزہ)

صوم کا مطلب:

مسئلہ۸۹۷: شریعت مقدس اسلام میں روزہ کا مطلب یہ ہے کہ مکلف کھانے پینے سے اور ان ساری چیزوں سے کہ جن کا بیان آنے والا ہے پورا دن طلوع فجر سے غروب آفتاب تک، اللہ کا حکم بجا لانے کی خاطر باز رہے۔

مسئلہ۸۹۸: روزے کے وقت کا شرعی معیار صبح صادق ہے اور اسکا پتہ لگانا مکلف کی تشخیص پر موقوف ہے۔

مسئلہ۸۹۹: چاندنی والی راتوں اور دوسری راتوں میں طلوع فجر اور روزے کے لئے امساک کے

واجب ہونے کے وقت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ۹۰۰: مؤمنین ذوی الاحترام پر لازم ہے کہ وہ روزے کے امساک میں احتیاط کی رعایت کی خاطر امساک اس وقت سے شروع کریں جب ریڈیو وغیرہ سے اذان شروع ہو۔

مسئلہ۹۰۱: اگر روزے دار کو اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہوتے ہی اذا ن شر وع ہوچکی ہے تو اذان شروع ہوتے ہی اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے اس پر اذان ختم ہو نے کا انتظار واجب نہیں ہے۔

روزے کی قسمیں:

۱۔ واجب روزہ، جیسے ماہ مبارک رمضان کا روزہ۔

۲۔ مستحب روزہ، جیسے ماہ رجب اور شعبان کا روزہ۔

۳۔ مکروہ روزہ، جیسے روز عاشورہ کا روزہ۔

۴۔ حرام روزہ، جیسے عید الفطر اور عید الاضحی کا روزہ۔

مسئلہ ۹۰۲: جو شخص یہ جانتا ہو کہ روزہ اس کے لئے ضرر کا سبب بنے گا یا روزے سے اس کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے پس اگر وہ روزہ رکھے گا بھی تو صحیح نہیں ہو گا بلکہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہو گا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو یقین ہو یا شخصی تجربے کی بنا پر خوف ہو یا امین طبیب کی رائے ہو یا کوئی دوسرا عقلی سبب ہو۔

مسئلہ ۹۰۳: روزہ بیماری پیدا کرنے میں یا اس میں شدّت لانے میں یا ضعف ایجاد کرنے میں کتنا مؤثر ہے یا یہ طے کرنے کا معیار کہ آدمی روزے پر

اصلاً قادر نہیں ہے خود روزے دار کی اپنی تشخیص ہے بنا بر ایں اگر ڈاکٹر کہے کہ روزہ نقصان دہ ہے لیکن وہ اپنے شخصی تجربے کی بناء پر یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ مضر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس پر روزہ واجب ہے اسی طرح اگر ڈاکٹر کہے کہ روزہ نقصان دہ نہیں ہے لیکن اس کا اپنا اعتقاد ہو کہ نقصان دہ ہے یا روزے سے نقصان کا خوف ہو تو اس حالت میں اس کے لئے روزہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۰۴: اگر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے روزہ رکھے کہ مضر نہیں ہے اس کے بعد پتہ چلے کہ روزے سے نقصان ہو گا تو روزہ باطل ہوجائے گا اور اس پر قضا رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۹۰۵: اگر ڈاکٹر اپنے مریضوں کو روزہ رکھنے سے باز رکھیں کہ اس میں ان کے لئے ضرر ہے تو مکلف کے لئے اُن کا قول اسی وقت حجّت ہو

گا جب ان کو ڈاکٹروں کی بات سے نقصان کا اطمینان حاصل ہوجائے یا ان کے قول کی بنا پر نقصان کا خوف پیدا ہوجائے، ان دو صورتوں کے علاوہ ان کا قول شرعاً معتبر نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۰۶:

واجب روزے:

۱۔ ماہ مبارک رمضان کا روزہ ۔

۲۔ قضا روزہ۔

۳۔ کفارے کا روزہ۔

۴۔ ماں باپ کا قضا روزہ ۔

۵۔ وہ مستحب روزہ جو نذر ۔ عہد یا قسم کی بنا پر واجب ہوجائے۔

۶۔ ایّام اعتکاف میں تیسرے دن کا روزہ۔

۷۔ حج تمتع میں قربانی کے بدلے کا روزہ۔

مسئلہ ۹۰۷:

روزہ واجب ہونے کی شرطیں:

۱۔ بالغ ہونا۔

۲۔ عاقل ہونا۔

۳۔ قادر ہونا۔

۴۔ غش میں نہ ہونا۔

۵۔ مسافر نہ ہونا۔

۶۔ حیض اور نفاس سے پاک ہونا۔

۷۔ روزے میں کوئی نقصان نہ ہو۔

۸۔ روزے میں کوئی حرج نہ ہو۔

مسئلہ ۹۰۸: مذکورہ شرطیں جس شخص میں پائی جاتی ہوں اس پر روزہ واجب ہے بنا بر ایں نا بالغ مجنون، جو غش میں ہو، جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو مسافر ہو اور وہ عورت جو حیض یا نفاس میں ہو وہ

شخص جس کے لئے روزہ ضرر کا سبب ہو، ان سب پر روزہ واجب نہیں ہے اس سلسلہ میں مزید وضاحت آنے والی ہے۔

مسئلہ۹۰۹: صرف کمزوری کی بنا پر روزہ چھوڑ دینا مکلف کے لئے جائز نہیں ہے، لیکن اگر کمزوری اتنی ہو کہ اس کے ساتھ روزے کو تحمّل کرنا سخت مشقت پر مبنی ہو تو روزہ چھوڑ نا جائز ہے اور اسی طرح اگر روزے میں ضرر ہو یا اس سے ضرر کا خوف ہو تو روزہ ترک کیا جاسکتا ہے ۔اسی طرح وہ لڑکیاں جن کے قمری حساب سے نو سال پورے ہوجائیں بنا برمشہور ان پر روزہ واجب ہے، مشکل اور ضعف بدن وغیرہ کی بنا پر ان کے لئے روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر روزہ ان کے لئے نقصان دہ ہو یا اس کو برداشت کرنے میں بڑی مشقت ہو تو ان کے لئے افطار کرنا جائز ہو گا ۔

مسئلہ ۹۱۰:

روزہ صحیح ہونے کی شرطیں:

۱۔ مسلمان ہو۔

۲۔ مؤمن ہو۔

۳۔ عاقل ہو۔

۴۔ غش میں نہ ہو۔

۵۔ مسافر نہ ہو۔

۶۔ حیض اور نفاس کی حالت میں نہ ہو۔

۷۔ روزے میں نقصان نہ ہو۔

۸۔ نیّت کے ساتھ ہو۔

۹۔ روزہ توڑنے والی چیزوں کو ترک کرے۔

۱۰۔ اسکے ذمّہ کوئی واجب روزہ نہ ہو، یہ شرط اس شخص کے لئے ہے جو مستحبی روزہ رکھنا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۹۱۱: بیان شدہ شرطیں جس شخص کے

اندر پائی جاتی ہوں اس کا روزہ صحیح ہو گا بنابر ایں کافر کا بنا بر مشہور، مجنون کا روزہ، جو غش میں ہو اس کا روزہ، مسافر کا روزہ حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ، اس شخص کا روزہ جس کے لئے روزہ ضرر کا سبب ہواور اس کا روزہ جس نے روزے کی نیّت نہ کی ہو ۔ اور اس کا روزہ جس نے روزہ توڑنے والی کوئی چیز جان بوجھ کر استعمال کی ہو اور اسی طرح اس شخص کا مستحبی روزہ جس کے ذمّے واجب روزہ ہو، صحیح نہیں ہو گا۔

روزے کی نیّت

نیّت کا مطلب اور اس کا وجوب:

دوسری تمام عبادتوں کی طرح روزے میں بھی نیّت واجب ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مکلف کھانے پینے اور روزہ توڑنے والے تمام امور

سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری کی خاطر باز رہے، نیّت کے لئے ارادہ ہی کافی ہوتا ہے زبان سے ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۱۲:

نیّت کا وقت:

مستحبی روزہ:

اس میں نیّت کا وقت اول شب سے لے کرمغرب سے پہلے اس وقت تک ہے کہ جس میں نیّت کرسکے۔

واجبی روزہ:

معین روزہ جیسے ماہ مبارک کا روزہ:

طلوع فجرسے پہلے اس کی نیّت صحیح ہے۔

زوال کے بعد : اس کی نیّت صحیح نہیں ہے۔

زوال سے پہلے: اگر بھول جائے یانہ جانتا ہو تو احتیاط

واجب یہ ہے کہ روزے کی نیّت کرکے روزہ رکھے اور بعد میں قضا بجا لائے اگر عمداً نیّت نہ کرے تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

واجب غیر معین جیسے ماہ رمضان کی قضا:

زوال سے پہلے اس کی نیّت کرنا صحیح ہے۔

زوال کے بعد اس کی نیّت صحیح نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۹۱۳: چونکہ روزہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے، پس نیّت کو اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی مؤخر نہ کرنا واجب ہے افضل یہ ہے کہ طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۹۱۴: اگر رات میں ہی اگلے دن کے روزے کی نیّت کرلے اس کے بعد سو جائے اور صبح کی اذان کے بعد بیدار ہو یا کسی کام میں مشغول ہو اور غفلت میں صبح طلوع ہوجائے اس کے بعد متوجہ ہو تو اس

کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۱۵: اگر طلوع فجر کے وقت جان بوجھ کر ماہ رمضان کے روزے کی نیّت نہ کرے اور بیچ میں نیّت کی تجدید کرے تو اس کا روزہ باطل ہے، لیکن اس پر واجب ہے کہ تمام روزہ توڑنے والی چیزوں سے غروب تک باز رہے اور پھر رمضان کے بعد اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۹۱۶: اگر بھولے سے یا جہالت کی بنا پر ماہ مبارک رمضان کے روزے کی نیّت نہ کرے اور دن میں اس کی طرف متوجہ ہواور روزہ توڑنے والی چیز استعمال کرچکا ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور واجب ہے کہ غروب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرے، لیکن اگر نیّت کی طرف متوجہ ہو نے تک اس نے روزہ توڑنے والی چیز کا استعمال نہ کیا ہواور ظہر کے بعد متوجہ ہوا ہو تو روزہ باطل

ہے اور اگر ظہر سے پہلے ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کی نیّت کر کے روزہ رکھے پھر بعد میں اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ۹۱۷:اگر ماہ مبارک رمضان کے علاوہ کسی اور واجب روزے جیسے کفّارے کے روزے، یا قضا روزے کی نیّت ظہر سے پہلے تک نہ کرے اوراس وقت تک روزہ توڑنے والی کوئی چیز استعمال نہ کی ہو تو روزے کی نیّت کرسکتا ہے اس کاروزہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ۹۱۸: مستحبی روزے کی دن میں کسی وقت بھی نیّت کرسکتا ہے اگر اس نے افطار کرنے والی کوئی چیز استعمال نہ کی ہو اور روزہ رکھنا چاہتا ہو تو جب بھی نیّت کرے اس کا روزہ صحیح ہو گا ۔

مسئلہ۹۱۹: جس پر ماہ مبارک رمضان کے

قضا روزے فرض ہوں اس کا مستحبی روزہ صحیح نہیں ہو گا،چاہے وہ اس وقت مستحبی روزے کی نیّت کرے جب وا جب روزے کی نیّت کا مقررہ وقت نکل چکا ہو (یعنی ظہر کے بعد) تب بھی اس کا مستحبی روزہ صحیح نہیں ہو گا ۔ اگر بھول جائے کہ اس کے ذمّے واجب روزہ ہے اور مستحبی روزے کی نیّت کرے اور دن میں کسی وقت یاد آئے تو اس کا مستحبی روزہ باطل ہو جائے گا (چاہے زوال سے پہلے یاد آئے یا زوال کے بعد) لیکن اگر ظہر سے پہلے یاد آجائے تو واجب روزے جیسے قضا ماہء رمضان کی نیّت کرسکتا ہے اورا س کا روزہ صحیح ہو گا ۔

مسئلہ۹۲۰: جس پر ماہ مبارک رمضان کا روزہ فرض ہو اگر وہ مستحبی روزہ رکھے تو جو روزہ اس نے استحباب کی نیّت سے رکھا ہے وہ قضا کے بدلے میں شمار نہیں ہو گا ۔

مسئلہ۹۲۱: اگر جانتا ہو کہ اس پر قضا روزہ فرض ہے اور وہ اس طرح نیّت کرکے روزہ رکھے کہ جس روزے کا فی الحال حکم دیا گیا ہے چاہے وہ قضا روزہ ہو یا مستحبی ہو، وہ روزہ رکھتا ہوں، اس کے بعد ثابت ہو کہ اس کے ذمّہ قضا روزہ ہے تو اس صورت میں جو روزہ اس نے رکھا ہے وہ قضا کے بدلے میں شمار ہو گا۔

مسئلہ۹۲۲: اگر مریض دن میں شفایاب ہوجائے تو اس کے اوپر تجدید نیّت اور اس دن کا روزہ واجب نہیں، لیکن اگر ظہر سے پہلے ٹھیک ہو جائے اور افطار والی چیز استعمال نہ کی ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ روزے کی نیّت کرکے روزہ رکھے پھر بعد میں قضا بجالائے۔

یوم الشک کے روزے کی نیّت:

مسئلہ ۹۲۳: جس دن کے بارے میں شک ہو کہ وہ شعبان کا آخری دن ہے یا رمضان کا پہلا دن تو مکلف پر اس دن کا روزہ واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان کی نیّت سے روزہ رکھنا صحیح نہیں ہو گا بلکہ وہ ماہ شعبان کے مستحبی روزے یا اگر اس کے ذمّے قضا ہو تو قضا روزے کی نیّت سے روزہ رکھ سکتا ہے پھر جب پتہ چلے کہ وہ ماہ رمضان تھا تو وہی روزہ کافی ہو گا قضا واجب نہیں ہو گی اگر دن کے وسط میں پتہ چلے کہ وہ رمضان کا دن ہے اوراس وقت ماہ رمضان کی نیّت کرے تو صحیح ہو گا اور وہی روزہ کا فی ہو گا ۔

نیّت میں استمرار:

مسئلہ ۹۲۴: واجب روزے میں واجب ہے کہ

صبح سے مغرب تک نیّت میں استمرار رہے۔

وہ امور جو نیّت کے استمرار میں خلل ڈالتے ہیں :

مسئلہ۹۲۵: روزہ توڑنے کی نیّت کرنا: اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے کے دوران روزے کی نیّت سے پھر جائے اس طرح کہ روزہ رکھنے کا ارده نہ ہو اس صورت میں روزہ باطل ہو گا اورقضا واجب ہو جائے گی اور اگر پھر سے روزے کا قصد کرنا چاہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

مسئلہ۹۲۶: روزے کی نیّت پر باقی رہنے میں مردّد ہونا یعنی ابھی روزہ باطل کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے یہاں احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کو پورا کرے اور بعد میں قضا بجالائے۔

مسئلہ۹۲۷: نیّت قاطع: یعنی ایسی چیز کی نیّت کرنا جو روزہ توڑ دے لیکن وہ کام نہیں کیا ہے تو

یہاں بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ رکھے اور بعد میں قضا بجالائے۔

مسئلہ ۹۲۸: اب تک ہم نے جو کچھ بتایا ہے اس کا تعلق واجب روزے جیسے ماہ رمضان یا نذر معین وغیرہ کے روزے سے ہے رہ گیا مستحبی روزہ اور وہ روزہ جو واجب غیر معین ہو یعنی جس کا وجوب کسی معین دن سے مخصوص نہ ہو تو اگر اس روزے کو توڑنے کی نیّت کرے لیکن توڑنے والی چیز استعمال نہ کرے اور دوبارہ روزے کی نیّت کرلے (ظہر سے پہلے واجب میں اور غروب سے پہلے مستحب میں) تو اس کا روزہ صحیح ہو گا اور اس کے ذمّہ کچھ بھی نہیں۔

مسئلہ ۹۲۹:

روزہ باطل کرنے والی چیزیں:

۱۔ کھانا اور پینا ۔

۲۔ ہمبستری کرنا۔

۳۔ منی نکالنا۔

۴۔ خدا، انبیائے کرامؑ اور بنا بر احتیاط واجب معصومینؑ کی طرف جھوٹی نسبت دینا۔

۵۔ بنابر احتیاط واجب غبار غلیظ کو حلق تک پہنچانا۔

۶۔ احتیاط واجب کی بنا پر پورے سر کو پانی میں ڈبونا۔

۷۔ طلوع فجر تک حیض نفاس اور جنابت پر عمداً باقی رہنا ۔

۸۔ سیال چیز سے حقنہ لینا ۔

۹۔ عمداً قے کرنا ۔

وہ امور جو روزے کے بطلان کا موجب بنتے ہیں انھیں مفطرات کہا جاتا ہے۔

ا۔ کھانا اور پینا :

مسئلہ ۹۳۰: اگر روزہ دار جان بوجھ کر کچھ کھائے پیئے تو اس کا روزہ باطل ہوجا ئے گا چاہے کھانا پینا معمول کا ہو، جیسے روٹی اور پانی یا غیر معمولی چیز، جیسے پتے، مٹی اور کپڑا وغیرہ اور چاہے کم کھائے پیئے یا زیادہ چاہے پانی کا ایک قطرہ ہو یا روٹی کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا ہو ۔

مسئلہ ۹۳۱: دانتوں کے درمیان جو کھانا رہ جاتا ہے اگر روز دار عمداً اس کو نگل لے تو روزہ باطل ہوجائے گا لیکن اگر اس کو دانتوں کے درمیان کھانے کے موجود ہونے کا پتہ نہ ہو یا اس کے حلق تک

پہنچنے کا علم نہ ہو یا عمداً اس کو نہ نگلے بلکہ غفلت میں حلق سے اتر جائے تو روزہ باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ۹۳۲: اگر سہو یا نسیان کی حالت میں کچھ کھا پی لے تو روزہ باطل نہیں ہو تا اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ روزہ واجب ہو یا مستحب۔

مسئلہ۹۳۳: تھوک نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ۹۳۴: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے دار، طاقت والا، غذائیت والا اور رگ والا ٹیکا لگوانے سے پرہیز کرے اسی طرح قطرے کی قسموں سے پرہیز کرے لیکن عضلات میں ٹیکہ لگانا اس کو بیہوش کرنے کے لئے یا زخم کی دوا کے طور پر یا درد کم کرنے کے لئے ٹیکا لگوانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۳۵: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار منشیات کا استعمال نہ کرے جن کو ناک کے ذریعے سونگھا جاتا ہے یا زبان کے نیچے رکھا جاتا ہے۔

مسئلہ ۹۳۶: اگر کوئی شخص کھانا کھانے میں مصروف ہو اور معلوم ہوجائے کہ صبح ہو گئی ہے تو واجب ہے کہ جو کھانا منہ میں ہے اسے باہر تھوک دے پس اگر عمداً نگل جائے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹۳۷: ناک کا مواد اور بلغم اگر فضائے دہن تک نہ پہنچا ہو اور اسے نگل لے تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن فضائے دہن تک پہنچنے کے بعد احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو نہ نگلے۔

مسئلہ ۹۳۸: اگر روزے کے دوران بلڈ پریشر کی گولی کھانا ضروری ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں

ہے لیکن اس کے کھانے سے روزہ باطل ہوجائے گا یعنی ٹکیہ کھانے پر کھانے کا عنوان صادق آتا ہے۔

مسئلہ ۹۳۹: مسوڑھوں سے خون خارج ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو نہ نگلے اور اگر وہ لعاب دہن میں مخلوط ہو کر مٹ جائے تو پاک ہے اور اس کو نگلنے میں کوئی اشکال نہیں اور اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا وہی حال اس وقت ہے جب شک کرے کہ تھوک کے ساتھ خون تھا یا نہیں اس لئے کہ اس کے نگلنے میں بھی کوئی اشکال نہیں اور وہ روزہ کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے منہ سے محض خون نکلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اس کے حلق تک پہنچنے سے اجتناب کرناواجب ہے۔

۲۔ جماع:

مسئلہ ۹۴۰: جماع سے روزہ باطل ہو جاتا ہے

چاہے اس سے منی نہ نکلے۔

مسئلہ۹۴۱: اگر بھول جائے کہ روزے سے ہے اور دن میں جماع کر لے تو روز ہ باطل نہیں ہو گا لیکن جس وقت یاد آئے فوراً پرہیز کرے ور نہ روزہ باطل ہو جائے گا ۔

۳۔ منی نکالنا:

مسئلہ۹۴۲: اگر روزہ دار جان بوجھ کر ایسی حرکت کرے جو منی نکلنے کا موجب بنے تو روزہ باطل ہوجائے گا ۔

مسئلہ۹۴۳: روزے کی حالت میں احتلام ہونا(یعنی نیند کی حالت میں منی نکلنا) روزے کو باطل نہیں کرتا اور اگر جانتا ہو کہ دن میں سوئے گا تو احتلام ہو جائے گا تو اس پر نیند سے اجتناب واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۴۴: اگر روزہ دار احتلام کی حالت میں نیند سے بیدار ہوجائے تو منی نکلنے سے کنٹرول کرنا واجب نہیں ہے۔

۴۔ خدا، انبیاء، اور ائمہ معصومینؑ کی طرف جھوٹی نسبت دینا:

مسئلہ ۹۴۵: خدا، انبیاء اورائمہ معصومینؑ کی طرف جھوٹی نسبت دینے سے روزہ باطل ہو جاتاہے ایسا احتیاط واجب کی بنا پر ہے، چاہے بعد میں توبہ کرے اور یہ کہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔

مسئلہ ۹۴۶: کتابوں میں جو روایات ہوتی ہیں اگر نہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹی ہیں تو ان کو نقل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کو کتاب کا حوالہ دے کر بیان کرے مثلاًیوں کہے:۔"فلاں کتاب میں منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

آلہ و سلّم نے فرمایا:

۵۔ غلیظ غبار حلق تک پہنچانا :

مسئلہ ۹۴۷: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار غبار غلیظ کو حلق تک نہ پہنچنے دے جیسے جھاڑو کا غبار یاخاک کا غبار، ہاں غبار کا منہ یا ناک میں داخل ہوجانا جبکہ حلق تک نہ پہنچے روزے کو باطل نہیں کرتااور احتیا ط واجب یہ ہے کہ روزے میں سگریٹ اور دوسری دخانیات کا استعمال نہ کرے۔

مسئلہ:۹۴۸: جب روزہ دار شدید طور پر تنگیٔ تنفس کا شکار ہواوروہ اس کی مخصوص دوا استعمال کرے،جس میں پریشر سے سیال مادہ نکلتا ہے جس کی جھاگ منہ میں داخل ہوتی ہے جس میں پاوڈر ہوتا ہے جو پھیپھڑوں میں جاتا ہے،پس اگراس پریشر والی ہوا کے ساتھ دوا ہو چاہے وہ غبار کی شکل میں ہو یا

پاوڈر کی شکل میں ہو اور وہ حلق میں داخل ہوجاے تو اس کے ساتھ روزے کا صحیح رہنا مشکل ہے اور اگر مذ کورہ دوا استعمال کئے بغیر روزہ رکھنا مشکل ہو یا اس میں مشقت ہو تو اس کا استعمال جائز ہے، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا مفطر استعمال نہ کرے اور اگر بعد میں دوا استعمال کئے بغیر روزہ رکھنے پر قادر ہوجائے تو ان دنوں کی قضا بجالائے۔

۶۔ سر کو پانی میں ڈبونا:

مسئلہ۹۴۹: اگر روزہ دار پورے سر کو جان بوجھ کر پانی میں ڈبو دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ باطل ہوجائے گا اور قضا بجالانا ہوگی۔

مسئلہ۹۵۰: سابقہ مسئلہ میں خالی سر کوڈبونے یا پورے بدن کو ڈبونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۵۱: اگر آدھا سرڈبو کر نکال لے اس کے بعد باقیماند ہ آدھے سر کو ڈبوئے تو روزہ باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۹۵۲: اگر پورا سر پانی میں چلا جائے اور صرف تھوڑے سے بال باہر رہ جائیں تو روزہ باطل ہوجاے گا۔

مسئلہ ۹۵۳: اگر شک ہو کہ پورا سر پانی میں ڈبویا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۵۴: اگر روزہ دار بے اختیار پانی میں گر جائے اور اس کا پورا سر پانی میں ڈوب جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا،لیکن اس پر واجب ہے کہ فوراً سر کو پانی سے باہر نکالے،اسی طرح اگر بھول جائے کہ روزے سے ہے اور اپنے سر کو پانی میں ڈبو دے تو روزہ باطل نہیں ہو گا، لیکن جو ں ہی یادآئے اس پر

واجب ہے کہ سر کو فوراً پانی سے باہر نکالے۔

مسئلہ ۹۵۵: اگر روزہ دار غوطہ خوروں کا لباس پہن کر پانی میں غوطہ لگائے اور پانی سے اس کا بدن نہ بھیگے، تو اگر لباس اس کے سر سے چپکا ہوا ہو تو اس کے روزے کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس روزے کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۹۵۶: برتن سے سر پر پانی ڈالنا یا سر پر پانی کی چھینٹیں وغیرہ دینا روزے کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے۔

۷۔ جنابت، حیض اور نفاس پر طلوع فجر تک باقی رہنا:

مسئلہ ۹۵۷: اگر رمضان کی شب میں کوئی شخص مجنب ہو جائے تو طلوع فجر سے پہلے اس پر غسل کرنا واجب ہے، پس اگر جان کر طلوع فجر تک غسل نہ

کرے تو روزہ باطل ہوجائے گا، یہی حکم ماہ رمضان کے قضاروزے کے سلسلے میں بھی آئے گا،اگر ماہ رمضان کی رات میں مجنب ہو جائے اور طلوع صبح تک غسل کے بغیر رہے لیکن جان کر ایسا نہ کرے مثال کے طور پر رات میں احتلام ہو اور سوتا رہے اور بیدار نہ ہویہاں تک کہ صبح ہوجائے،تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۵۸: جنابت پر باقی رہنے سے روزہ اسی صورت میں باطل ہوتا ہے جب جان بوجھ کر ماہ مبارک اور اس کی قضا کے روزے میں صبح تک مجنب رہے،روزوں کی دوسری واجب اور مستحب اقسام خاص کر مستحبی روزے کا یہ حکم نہیں ہے، اور یہ روزے اس سے باطل نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۹۵۹: اگر ماہ رمضان کے روزوں میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور صبح تک مجنب

رہے تو روزہ باطل ہو جائے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ماہ رمضان کے قضا روزے کو بھی اسی سے ملحق کیا جائے، رہ گئے دوسرے روزے تو وہ اس طرح مجنب رہنے سے باطل نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۹۶۰: اگر جنابت کی حالت میں کئی دن تک روزے رکھتا رہے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ جنابت سے پاک ہونا روزہ صحیح ہونے کی شرط ہے تو اس کے روزے باطل ہو ں گے اور ان دنوں کی قضا اس پر واجب ہو گی۔

مسئلہ ۹۶۱: اگر ماہ مبارک رمضان میں نجس پانی سے غسل جنابت کرے اور چند دن گزرنے کے بعد پتہ چلے تو اس کے روزے باطل نہیں ہو ں گے بلکہ ان پر صحیح ہونے کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ ۹۶۲: ماہ رمضان کی کسی ایک رات میں

اگر کسی پر غسل واجب ہو جائے لیکن وقت کی تنگی یا پانی کے نقصان دہ ہونے کی بنا پر غسل نہ کر سکے تو اس پر واجب ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے،چنانچہ اس کا روزہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۹۶۳: جس شخص کی شرعی ذمہ داری غسل کے بدلے تیمم ہو تو ماہ رمضان کی راتوں میں عمداً مجنب ہونا اس کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ اس کے پاس مجنب ہونے کے بعد تیمم کرنے کے لئے وقت کافی ہو۔

مسئلہ ۹۶۴: اگر اذان سے پہلے غسل جنابت یا اس کے بدلے میں تیمم کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے چاہے اس کے بعد بے اختیاری میں اس کی منی خارج کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۹۶۵: ماہ رمضان میں دن میں محتلم

ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا،بنابر ایں اگر صبح کی نماز کے بعد یا اس سے پہلے سوجائے اور نیند میں محتلم ہو اور پھراذان کے بعد بیدار ہوجائے تو اس فرض میں جنابت اس دن کے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی، ہاں نماز کے لئے اس پر غسل کرنا واجب ہے، اور غسل کو نماز کے وقت تک تاخیر میں ڈال سکتا ہے،اگر ماہ رمضان کے دن یا اس کے علاوہ دوسرے ایام میں محتلم ہو جائے تو روزہ باطل نہیں ہو گا اور بیدار ہوتے ہی غسل کرنا بھی واجب نہیں ہو گا۔

مسئلہ۹۶۶: جو شخص ماہ رمضان کی شب میں مجنب ہو جائے یا جب بیدار ہو تو پتہ چلے کہ محتلم ہو گیا ہے اور جانتا ہو کہ اگردوبارہ سو گیا تو صبح سے پہلے غسل کے لئے نہیں اٹھ پائے گا تو غسل کئے بغیر سونا اس کے لئے جائز نہیں ہے، پس اگر سو جائے اور صبح

فہرست

سے پہلے غسل نہ کرے تو روزہ باطل ہو گا،لیکن اگر یہ احتمال دیتا ہو کہ فجر سے پہلے غسل کے لئے بیدار ہوجائے گا اوربیدارہونے کے بعد اس نے طے کر رکھا ہو کہ غسل کرے گا اور وہ سوجائے، لیکن صبح سے پہلے جاگ نہ پاے تو اس کا روزہ صحیح ہے، لیکن اگر دوسری مرتبہ سوئے اور صبح سے پہلے بیدار نہ ہو تو اس پر قضا اور احتیاط واجب کی بنا پر کفارہ بھی واجب ہے ہاں ماہ مبارک کی شب میں اذان صبح سے پہلے اگر مکلف کو شک ہو کہ اس کو احتلام ہوا ہے یا نہیں، تو وہ شک کی پرواہ نہ کرے اور دوبارہ سوجائے اور اذان صبح کے بعد بیدار ہو اور پتہ چلے کہ وہ صبح سے پہلے محتلم تھاتو یہاں صورت حال یہ ہے کہ اگر وہ پہلی بار نیند سے جاگنے کے بعد احتلام کا اثر مشاہدہ نہ کرے صرف احتمال ہو کہ احتلام ہواہے اور وہ کوئی جستجو نہ کرے اور سوجاے ٔ اور اذان کے بعد

اٹھے تو اس کا روزہ صحیح ہے، چاہے بعد میں پتہ چلے کہ اس کا احتلام اذان صبح سے پہلے تھا،یہی حکم اس وقت بھی ہے کہ جب اذان صبح سے پہلے بیدار ہو اور پتہ نہ چلے کہ وہ محتلم ہے اور دوبارہ سوجائے اور پھر اذان کے بعد نیند سے بیدار ہو اور پتہ چلے کہ وہ اذان سے پہلے محتلم تھا تب بھی اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۶۷: اگر عورت حیض سے پاک ہو اور اس پر غسل واجب ہو یا نفاس سے پاک ہو اور اس پر غسل واجب ہو جائے تو ماہ مبارک میں اگر غسل کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ صبح ہوجائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاے گا۔

مسئلہ ۹۶۸: اگر روزہ دار عورت دن میں حیض یا نفاس میں مبتلا ہوجائے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا چاہے مغرب کا وقت قریب ہو۔

مسئلہ ۹۶۹: اگر نذر معین کے روزے کے دوران عورت کو حیض آجائے تو اس کا روزہ باطل ہوجائیگا اور پاک ہونے کے بعد اس پر اس کی قضا واجب ہوگی۔

۸۔ سیال چیز سے حقنہ لینا:

مسئلہ ۹۷۰: سیال چیز سے حقنہ کرانا روزے کو باطل کر دیتا ہے چاہے علاج کے لئے ہی ہو۔

مسئلہ ۹۷۱: بعض ایسی دوائیاں جنہیں عورتوں کی بیماریو ں کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور رحم کے اندر رکھا جاتا ہے ان سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۹۔ جان بوجھ کر قے کرنا:

مسئلہ ۹۷۲: اگر روز ہ دار جان بوجھ کر قے کرے چاہے کسی بیماری کی وجہ سے ہو تو اس کا روزہ

باطل ہوجائے گا لیکن اگر سہواً یا غیر اختیاری طور پر قے ہو جائے تو روزے میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۹۷۳ اگر روزہ دار کے منہ میں ڈکار کے ساتھ کھانا آجائے تو اس کو تھوک دینا واجب ہے ہاں اگر غیر اختیاری طور پر واپس چلا جائے تو روزہ باطل نہیں ہو گا۔

مفطرات سے متعلق بعض مسئلے:

مسئلہ :۹۷۴: اگر روزہ دار عمدا اور اختیارا ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا لیکن اگر وہ عمدا ایسا نہ کرے مثلاپاؤں پھسل جائے اور پانی میں گر جائے یا بھولے سے کچھ کھا لے یا جبریہ اس کے حلق میں ڈالدیا جائے تو روزہ باطل نہیں ہو گا اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ روزہ واجب ہو یا مستحب، رمضان کا ہو یا

غیر رمضان کا۔

مسئلہ۹۷۵: اگر روزہ دار روزہ توڑنے والی چیز کو دوسرے کے مجبور کرنے پر تناول کرے دوسرے لفظوں میں کوئی اور اسے روزہ توڑنے پر مجبور کرے، مثلا اس کو دھمکی دے کہ اگر اس نے کھانا نہ کھایا تو اسے جان کا نقصان پہنچے گا، وہ اس طرح کے ضرر سے بچنے کیلئے کھانا نوش کرلے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ۹۷۶: اگر روزہ دار سہوا ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو اور وہ خیال کرے کہ روزہ باطل ہو چکا ہے لہٰذا وہ دوبار کچھ کھا لے تو اس کار وزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ۹۷۷: اگر شک کرے کہ روزہ توڑنے والی چیز تناول کی ہے یا نہیں تو اس کا روزہ باطل

نہیں ہو گا، مثال کے طور پر اگر شک کرے کہ غلیظ غبار حلق میں داخل ہوا تھا اسے نگل گیا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ماہ مبارک رمضان میں عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ

کفارہ کا وجوب اور اس کے مقامات:

مسئلہ ۹۷۸: اگر ماہ رمضان میں عمدا اور اختیارا اوربغیر کسی شرعی عذر کے ایسا کام کرے جو روزے کے باطل ہو جانے کا باعث ہو تو قضا کے ساتھ ساتھ اس پر کفارہ بھی واجب ہو گا چاہے افطار کے وقت کفارہ واجب ہونے کا علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

مسئلہ ۹۷۹: اگر کسی شخص کو یہ احتمال ہو کہ کسی عذر کی بنا پر روزہ اس پر واجب نہیں ہے لہٰذا وہ ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے بعد میں اس کو پتہ چلے کہ روزہ اس پر واجب تھا تو اس پر قضااور کفارہ

دونوں واجب ہوں گے، چونکہ صرف اس احتمال کی بنا پر کہ روزہ واجب نہیں ہے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر اس کے افطار کرنے کی وجہ روزے سے ہونے والے نقصان کا خوف رہا ہو اور اس خوف کا منشا عقلائی ہو تواس صورت میں اس پر کفارہ نہیں ہے لیکن قضا واجب ہے ۔

مسئلہ ۹۸۰: اگر حکم شرعی کو نہ جانتے ہوئے ایسی چیز کا مرتکب ہو جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو مثلا نہ جانتا ہو کہ سر کو پانی میں ڈبونا روزے کو باطل کر دیتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا اور قضا بھی وا جب ہو گی لیکن کفارہ واجب نہیں ہو گا ۔

مسئلہ ۹۸۱: اگر کسی عمل کے حرام ہونے کا علم ہو لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ مبطل صوم ہے اور اس کا ارتکاب کر بیٹھے تو احتیاط واجب کی بنا پر قضا کے ساتھ ساتھ اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۹۸۲: اگر کسی شخص کے لئے کسی سبب سے روزہ چھوڑنا جائز یا واجب ہو جیسا کہ روزہ توڑنے پر مجبور ہو یا ڈوبنے والے کو بچانے کے لئے پانی میں کود پڑے تو اس پر صرف قضاواجب ہے کفارہ نہیں ۔

مسئلہ ۹۸۳: اگر معدہ سے کوئی چیز روزہ دار کے منہ میں آ جائے تو پھر سے اس کو نگلنا جائز نہیں ہے پس اگر عمدا نگل جائے تو اس پر قضااور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ ۹۸۴: جب ایسا شخص رات کے داخل ہو جانے کی خبردے جس کی بات پر اعتبار نہیں کیا جاتا اورروزہ دار افطار کر لے بعد میں پتہ چلے کہ رات نہیں ہوئی تھی تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو ں گے ۔

مسئلہ ۹۸۵: ماہ مبارک میں دن میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور بیوی بھی اس پر راضی ہو تو دونوں پر قضا اور کفارہ واجب ہو گا۔

۲۔ کفارہ کی مقدار اور اس کا طریقہ:

مسئلہ ۹۸۶: ماہ مبارک میں عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ مندرجہ ذیل تین میں سے ایک چیز ہے۔

۱۔ ایک غلام آزاد کرنا۔

۲۔ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا۔

۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

مسئلہ ۹۸۷: ظاہراً موجودہ زمانے میں غلام ہی نہیں کہ ان کو آزاد کیا جائے لہٰذا مکلف کو اختیار ہے کہ وہ روزہ رکھے یا کھانا کھلائے۔

مسئلہ ۹۸۸: کفارہ کی مقدار میں کوئی فرق نہیں

ہے کہ حلال چیز سے روزہ توڑا ہو یا حرام شے سے جیسے زنا سے، استمنا سے یا حرام کھانے پینے سے، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر حرام چیز سے روزہ توڑا ہو تو تینوں کفارے ادا کرے۔

مسئلہ ۹۸۹: اگر تینوں کفارے دینے پر قادر نہ ہو تو واجب ہے کہ حسب استطاعت فقیر کو صدقہ دے اور احتیاط یہ ہے کہ استغفار بھی کرے۔ لیکن اگر صدقہ بھی نہ دے سکتا ہو تو دل وزبان سے (استغفراللہ) کہنا ہی کافی ہے ۔

مسئلہ ۹۹۰: اگر روزہ رکھنے کھانا کھلانے اور صدقہ دینے پر قادر نہ ہونے کی بنا پر صرف استغفار کرنا ذمہ داری قرار پائے، لیکن بعد میں روزے رکھنے یا کھانا کھلانے پر قادر ہوجائے، تو ایسی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہو گا، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی ادا کرے۔

مسئلہ :۹۹۱: جس کو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا ہوں اس پر واجب ہے کہ ۳۱ (اکتیس)روز ے مسلسل رکھے اور اس کے بعد دوسرے مہینے کے دنوں میں اگر بطور متفرق روزے ر کھتا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ : ۹۹۲: اگر کوئی عورت لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا چاہے لیکن درمیان میں حیض وغیرہ میں مبتلا ہو جائے تو اس سے تسلسل پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ روزہ مکمل کرے اس پر نئے سر ے سے روزے ر کھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۹۹۳: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی دو صورتیں ہیں :

ا۔ کھانا تیار کر کے انھیں پیٹ بھر کھلائے۔

۲۔ ہر ایک کو ایک مد یعنی(۷۵۰)گرام غذائی اجناس جیسے گیہوں، آٹا، چاول وغیرہ دے۔

مسئلہ: ۹۹۴: جو شخص ساٹھ مسکینوں کو گذشتہ مسئلہ میں بیان شدہ کیفیت کے مطابق کھانا دینا چاہے اگر اس کو مذکورہ تعداد میں مسکین مل جائیں تو اس پر واجب ہے کہ ساٹھ میں سے ہر ایک کو مقرر شدہ مقدار میں کھانا دے،ایک شخص کو دو حصے یا کم یا زیادہ دینا کافی نہیں ہو گا البتہ ایک فقیر کو اتنا دے سکتا ہے جتنے اس کے گھر کے افراد ہیں تا کہ وہ ان کو کھلائے ۔

مسئلہ۹۹۵: فقیر کے مرد، عورت، چھوٹا، بڑا ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے ۔

کفارے کے احکام

مسئلہ۹۹۶: اگر روزہ دار ایک دن میں کئی

مرتبہ روزہ توڑنے والی چیز استعمال کرے تو اس پر صرف ایک کفارہ واجب ہو گا، ہاں اگر وہ روزہ توڑنے والی چیز جماع یا استمنا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ جتنی مرتبہ ایسا کرے اتنے کفارے ادا کرے۔

مسئلہ ۹۹۷: اگر روزہ دار جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور اس کے بعد سفر کرے تو کفارے کا وجوب ساقط نہیں ہو گا مثال کے طور پر اگر رات میں جاگے اور معلوم ہو جائے کہ مجنب ہے لیکن طلوع فجر سے پہلے غسل نہ کرے پھر آنے والے دن میں روزے سے بچنے کے لئے سفر کا ارادہ کرلے اور اذان کے فوراً بعد سفر پر نکل جائے تو نہ رات میں سفر کا ارادہ کرنا اور نہ دن میں سفر پر نکل جانا کفارہ ساقط ہونے کا سبب نہیں بنے گا۔

مسئلہ ۹۹۸: جس شخص پر کفارہ واجب ہو جائے اس پر اسے فوراً ادا کرنا واجب نہیں لیکن اتنی تاخیر

کرنا بھی جائز نہیں کہ واجب کی ادائگی میں سستی کرنے کا مرتکب قرار پائے۔

مسئلہ۹۹۹: اگر کئی سال تک کفارہ نہ دے تو مزید کوئی چیز اس پر واجب نہیں ہوتی ۔

مسئلہ۱۰۰۰: روزے کے کفارے میں قضا اور کفارے کے درمیان ترتیب واجب نہیں ہے ۔

رمضان کے قضا روزے کو توڑنے کا کفارہ

کفارہ کا وجوب اور اس کے مقامات:

مسئلہ۱۰۰۱: ماہ رمضان کے قضا روزے کو زوال کے بعد توڑنا جائز نہیں ہے، پس اگر عمداً توڑدے تو کفارہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ۱۰۰۲: ماہ رمضان کے قضا روزے کو زوال سے پہلے توڑنا جائز ہے بشرطیکہ اس کا وقت تنگ نہ ہو، پس اگر وقت تنگ ہو مثلاً کسی کے ذمہ

پانچ روزوں کی قضا ہو اور اگلا ماہ رمضان شروع ہونے میں صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہوں تو بنا بر احتیاط ظہر سے پہلے (اور اسی طرح ظہر کے بعد) اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر توڑ دے تو اس پر کفارہ نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۰۰۳: اگر کسی شخص کو میت کی طرف سے ماہ مبارک کے قضا روزے رکھنے کے لئے اجیر بنایاجائے اور وہ زوال کے بعد روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

۲۔ کفارہ کی مقدار:

مسئلہ ۱۰۰۴: ماہ رمضان کا قضا روزہ توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

تاخیر کا کفارہ

کفارہ کا وجوب اور اس کا محل:

مسئلہ۱۰۰۵: اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں کسی عذر کی بنا پر روزہ توڑ دے، لیکن سستی کی بنا پر اور بغیر کسی عذر کے قضا میں تاخیر کرے،تو واجب ہے کہ قضا رکھے اور ہر دن کے بدلے میں کفارہ ادا کرے،لیکن اگر ماہ رمضان کے قضاروزوں کو آئندہ رمضان تک تاخیر میں ڈالے ا ور ایسا اسی عذر کے جاری رہنے کی بنا پر ہو جو روزہ رکھنے سے مانع تھا، مثلاً مستقل سفر میں ہو تو کافی ہے کہ ان ایام کی قضا بجا لائے جبکہ تاخیر کا کفارہ واجب نہیں ہو گا، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ قضا و کفارہ دونوں ادا کرے، رہ گیا بیماری کا مسئلہ تو اس کی مزید وضاحت بعد میں آئے گی۔

مسئلہ۱۰۰۶: ماہ رمضان کے قضا روزوں کو آئندہ سال تک مؤخر کرنے کا کفارہ ساقط نہیں ہوتا چاہے اس کے وجوب کا علم نہ رکھتا ہو، بناء بر ایں جو شخص آئندہ رمضان تک قضا میں تاخیر کرے، اس بات سے جہالت کی بنا پر کہ اگلا رمضان آنے سے پہلے قضا روزے رکھنا واجب ہے، تو اس پر واجب ہے کہ قضا کے ساتھ ہر دن کے بدلے میں کفارہ ادا کرے۔

مسئلہ۱۰۰۷: ماہ رمضان کے روزوں میں تاخیر کرنے کا کفارہ صرف ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے چاہے کئی سال تک قضا میں تاخیر کرے، برسوں کی تعداد کے برابر اس پر تکرار واجب نہیں بنابر ا یں اگرماہ مبارک کے قضاروزے رکھنے میں چند سال تاخیر کرے تو اس پر قضا واجب ہوگی اور ہر دن کے بدلے میں جس میں تاخیر کی تھی ایک کفارہ

واجب ہو گا۔

کفارہ کی مقدار

مسئلہ۱۰۰۸: تاخیر کا کفارہ ہے ہر دن کے بدلے مسکین کو ایک مدّ طعام دینا۔

مسئلہ۱۰۰۹: جس شخص پر ہر دن کے بدلے ایک مد طعام واجب ہو وہ چند دنوں کے چند کفارے ایک فقیر کو دے سکتا ہے۔

فدیہ:

مقامات فدیہ:

یعنی وہ لوگ جنہیں روزے کے بدلے فدیہ دینا ہوتا ہے ۔

۱: بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جن کے لئے روزہ رکھنا باعث مشقت ہو۔

۲: جس شخص کو پیاس لگنے کی بیماری ہو اور روزہ

رکھنا اس کے لئے مشقت کا باعث ہو۔

۳: حاملہ عورت جس کی مدت وضع حمل قریب ہواور روزہ اس کے بچے کے لئے نقصان دہ ہو ۔

۴: وہ دودھ پلانے والی عورت جس کا دودھ کم ہو اور روزہ دودھ پینے والے بچے کے لئے ضرر کا باعث ہو۔

۵: وہ مریض جس کو روزہ نقصان دیتا ہو اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک جاری رہے ۔

مسئلہ۱۰۱۰: ایسی حاملہ عورت جس کے جنین کے لئے خوف ہو کہ روزہ نقصان دے گا اس پر واجب ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے بدلے میں فدیہ دے اور بعد میں قضا رکھے۔

مسئلہ۱۰۱۱: اگر دودھ پلانے والی عورت کا دودھ روزہ رکھنے سے سوکھ جاتا ہو یا کم ہو جاتا ہو اور

وہ ڈرتی ہو کہ بچے کو نقصان ہو گا اس پر واجب ہے کہ افطار کرے اور ہر دن کے بدلے میں فدیہ دے اور بعد میں قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۱۰۱۲: ایسا بیمار جو بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک جاری رہے، اس پر قضا واجب نہیں ہے بلکہ جتنے دن اس نے روزہ نہیں رکھاہے ہردن کے بدلے اس پر فدیہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۳: وہ عورت جو بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہواور آئندہ رمضان تک بیماری کا سلسلہ جاری رہنے کی وجہ سے قضا بھی نہ رکھ سکے،خود اس پر واجب ہے کہ فدیہ دے مگر اس کے شوہر پر کچھ بھی واجب نہیں ۔

مسئلہ ۱۰۱۴: اگر کوئی عورت دو سال حاملہ رہے

اور عذر شرعی کی بنا پر دونوں سال روزہ نہ رکھ سکے تو اس پر صرف قضا واجب ہے، لیکن اگر افطار کرنے کا اس کا عذر روزے کی وجہ سے حمل یا بچے کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو اس پر قضا کے ساتھ ہر دن کے بدلے فدیہ بھی واجب ہے اور اگر بغیر کسی عذر شرعی کے قضا میں آئندہ رمضان تک تاخیر کرے تو اس پر قضا اور فدیہ کے ساتھ تاخیر کاکفارہ بھی واجب ہو گا۔

فدیہ کی مقدار

مسئلہ۱۰۱۵: فدیہ کی مقدار اتنی ہی ہے جتنی کفارہٴ تاخیر کی ہے یعنی فقیر کو ایک مدّ طعام دینا۔

کفارے سے متعلق مسائل

مسئلہ۱۰۱۶: اگر کسی معین دن کے روزے کی نیت کرے اور عمداً اس روز روزہ چھوڑ دے یا توڑ

دے تو اس پر کفارہ واجب ہو گا۔

یاد رکھیے:

مسئلہ ۱۰۱۷: نذر کا کفارہ وہی ہے جو یمین (قسم) کا ہے یعنی دس مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا لباس پہنانا اور اگر نہ کر سکے تو تین دن روزہ رکھے۔

وہ مواقع جہاں پر صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں

مسئلہ ۱۰۱۸: اگر کوئی شخص رمضان میں روزے کی نیت ترک کر دے یا دکھاوے کے لئے روزہ رکھے لیکن کچھ کھائے پیئے نہیں تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا،مگر اس کے ذمہ صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ ۱۰۱۹: اگر کوئی شخص رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور ایک روز یا چند روز تک

جنابت کی حالت میں روزہ رکھے، تو اس کا روزہ باطل ہو گا اور اس پر قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۲۰: جو شخص ماہ رمضان کی سحر میں تحقیق اور طلوع فجر کی رعایت کئے بغیر روزہ توڑنے والی چیز استعمال کر لے، بعد میں پتہ چلے کہ صبح پہلے ہی ہو چکی تھی، تو روزہ باطل ہو گا اور اس پر قضا واجب ہو گی، لیکن اگر تحقیق اور رعایت سے کام لے اور یقین ہو جائے کہ فجر طلوع نہیں ہوئی ہے اور کچھ کھا پی لے بعد میں علم ہو کہ صبح طلوع ہو چکی تھی تو روزہ باطل نہیں ہو گا اور نہ ہی اس پر قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۲۱: اگر ماہ رمضان میں تاریکی کے سبب رات کے داخل ہونے کا یقین ہو جائے یا کوئی شخص اس کو رات کے داخل ہونے کی خبر دے اور اس کی خبر شرعاً حجت ہو، لہٰذا وہ افطار کر لے بعد میں پتہ چلے کہ رات شروع نہیں ہوئی تھی تو اس کا روزہ

باطل ہو گا اور اس پر قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۲۲: اگر بادل ہوں اور شب کے داخل ہو جانے کا گمان ہونے کی بنا پر افطار کر لے بعد میں پتہ چلے کہ شب داخل نہیں ہوئی تھی تو اس پر قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۲۳: ماہ رمضان کی سحر میں جب تک طلوع فجر کا یقین نہ ہو جائے مفطر کا استعمال کرسکتا ہے لیکن اگر بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہو چکی تھی تو اس کا حکم وہی ہے جو بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۴: ماہ مبارک میں جب تک رات ہو جانے کا یقین نہ ہو جائے روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے،پس اگر یقین حاصل ہو جائے کہ رات ہو چکی ہے اور افطار کر بیٹھے، بعد میں پتہ چلے کہ رات داخل

نہیں ہوئی تھی تو اس کا حکم وہی ہے جو بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۵: اگر روزہ دار مستحب پر عمل کرتے ہوئے وضو کے لئے کلّی کرے اور بے اختیار پانی حلق میں چلا جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا، بلکہ روزہ صحیح ہے اور قضا بھی نہیں ہے لیکن اگر پانی کو منہ میں کلّی کی خاطر نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے داخل کرے مثلاً ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے ایسا کرے اور پانی حلق میں پہنچ جائے تو ایسی صورت میں صرف قضا واجب ہوگی۔

روزے کی قضا کے احکام

مسئلہ ۱۰۲۶: جو شخص ایک دن یا اس سے زیادہ غش میں رہے اور غش کی حالت میں اس کا واجب روزہ چھوٹ جائے تو ان دنوں کی قضا اس پر واجب

نہیں ہے۔

مسئلہ۱۰۲۷: نشے کے سبب اگر کسی کا روزہ چھوٹ جائے،جیسا کہ نشے کی حالت میں روزے کی نیت چھوٹ جائے،تو اگر چہ دن میں روزہ توڑنے والی چیز استعمال نہ کرے تب بھی اس پر ان دنوں کی قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ۱۰۲۸: جو شخص آنے ولے دن کے روزے کی نیت کر لے پھر نشہ چھا جائے اور پورا دن یا اس کا کچھ حصہ نشہ کی حالت میں گزر جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کو مکمل کرے اور بعد میں قضا رکھے، خاص کر اگر نشہ اتنا زیادہ ہو کہ اس کی عقل کو زائل کر دے ۔

مسئلہ۱۰۲۹: گذشتہ دو مسئلوں میں کوئی فرق نہیں کہ مسکر کا تناول کرنا حرام ہو یا بیماری کی وجہ

سے حلال ہو یا اصلاً موضوع کے بارے میں نہ جانتا ہو۔

مسئلہ۱۰۳۰: جس عورت کے روزے حیض یا نفاس کی حالت میں چھوٹ جائیں رمضان کے بعد اس پر ان کی قضا رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ۱۰۳۱: اگر ماہ رمضان میں کسی عذر کی بنا پر چند دن تک روزہ نہ رکھے مگر یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کتنے دن نہیں رکھے ہیں، مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آیا اس نے ماہ رمضان کی ۲۵ر تاریخ کو سفر کیا تھا کہ چھوٹ جانے والے روزوں کی تعداد ۶ ہو یا ۲۶ کو کیا تھا کہ پانچ روزے چھوٹے ہوں تو یہاں اتنے روزوں کی قضا بجا لائے جتنے یقینی طور پر چھوٹے ہوں لیکن اگر یہ جانتا ہو کہ عذر کب شروع ہوا تھا (مثلاً سفر) جیسا کہ اتنا معلوم ہو کہ ۵ تاریخ کو سفر شروع کیا تھا لیکن دسویں کی شب میں واپس لوٹا کہ

جس کے نتیجہ میں پانچ روزے چھوٹے ہوں یا گیارہویں کی شب میں آیا تھا کہ چھ روزے چھوٹے ہوں تو یہاں پر بنا بر احتیاط واجب زیادہ روزوں کی قضا بجا لائے گا۔

مسئلہ ۱۰۳۲: اگر چند ماہ کے کچھ روزے کسی کے ذمہ قضا ہوں تو قضا میں کسی کو بھی مقدم رکھنے میں کوئی مانع نہیں ہے، لیکن آخری مہینے کی قضا کا وقت اگر تنگ ہو جیسا کہ آخری ماہ رمضان کے پانچ دن چھوٹ گئے ہوں اور آنے والے رمضان میں صرف پانچ دن رہ گئے ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر آخری ماہ مبارک کے روزوں کو مقدم کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۰۳۳: ماہ رمضان کے روزوں کی قضا رکھنے والا زوال سے پہلے افطار کر سکتا ہے، بشرطیکہ قضا کا وقت تنگ نہ ہو لیکن زوال کے بعد افطار کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۴: اگر بیماری کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے چھوٹ جائیں اور بیماری اگلے ماہ رمضان تک ختم نہ ہو تو ان دنوں کی قضا اس پر واجب نہیں ہے بلکہ صرف فدیہ دینا کافی ہے لیکن اگر کسی دوسرے عذر جیسے سفر کی بنا پر روزے چھوٹے ہوں اور دوسرے رمضان تک وہ عذر باقی رہے تو جن دنوں کے روزے چھوٹے ہیں ان کی قضا اس پر واجب ہے، یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب بیماری کی وجہ سے روزے چھوٹے ہوں لیکن بیماری سے شفایاب ہو چکا ہو اور دوسرا عذر لاحق ہو جائے کہ قضا روزے نہ رکھ پائے جیسے سفر، تو اس پر قضا واجب ہو گی۔

روزوں کی قضا کے متعلق مسائل

مسئلہ ۱۰۳۵: روزے اور ان کی قضا سے کمزوری اور عدم قدرت کی بنا پر عاجز ہونا قضا کے ساقط ہونے

کا موجب نہیں بنتا، بنا بر ایں جو بچی سن تکلیف تک پہنچ چکی ہو لیکن جسمانی ساخت کی کمزوری کی بنا پر ماہ رمضان کے روزے اور ان کی قضا نہ رکھ سکے اور دوسرا رمضان آجائے تو جتنے روزے چھوٹ گئے ہوں ان کی قضا اس پر واجب ہو گی یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جس نے کئی سال کے روزے چھوڑ دیئے ہوں اور پھر اللہ کی طرف رجوع کیا ہو اور چھوٹے ہوئے روزوں کا تدارک کرنے کا اس نے عزم کر لیا ہو لہذا اس پر ان دنوں کی قضا واجب ہے کہ جن میں اس نے روزے نہیں رکھے اور اس سے قضا ساقط نہیں ہو گی چاہے وہ رکھنے پر قادر نہ ہو بلکہ قضا اس کے ذمہ رہے گی۔

ماں باپ کے قضا روزوں کے احکام

مسئلہ ۱۰۳۶: اگر باپ اور بنا بر احتیاط ماں سفر

کے علاوہ کسی اور عذر کی بنا پر روزے چھوڑ دیں اور وہ دونوں قضا رکھنے پر قادر ہوں لیکن انھوں نے فوت شدہ روزوں کی قضا نہ رکھی ہو تو ان کی موت کے بعد بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ یا ان کی طرف سے خود قضا رکھے یا کسی شخص کو اس کام کے لئے اجیر کرے، لیکن جو روزے سفر کے سبب چھوٹے ہوں تو ان کی قضا واجب ہے،چاہے ان کو قضا رکھنے کی مہلت یاقدرت حاصل نہ ہو۔

مسئلہ ۱۰۳۷: جب ماں یا باپ جان بوجھ کر روزے ترک کریں تو احتیاط واجب اس میں ہے کہ بڑا بیٹا ان کے مرنے کے بعد یا خود قضا روزے رکھے یا کسی کو اس کام پر اجیر کرے۔

مسئلہ ۱۰۳۸: اگر میت کی اولادنرینہ نہ ہو اور اس کے ذمہ نماز اور روزوں کی قضا ہو اور اس کا اتنا مال بچا ہو جس سے صرف ایک کی قضا کروائی جا سکتی

ہو تو اس صورت میں روزے اور نماز کی قضا میں سے کسی کو بھی ترجیح نہیں ہے اور وارثوں پر واجب نہیں ہے کہ جو مال اس نے چھوڑاہے اسے نماز روزوں کی قضا پر صرف کریں، مگر یہ کہ اس نے وصیت کی ہو تو وصیت پر عمل کرنا واجب ہے،یعنی ایک تہائی مال میں سے اتنا دے جو قضا کے لئے کافی ہو۔

مسافر کے روزوں کے احکام

مسئلہ۱۰۳۹: جو شخص ماہ رمضان میں مسافر ہو اگر نماز قصر کرنا اس پر واجب ہے تو روزہ ترک کرنا بھی واجب ہو گااور اگر نماز پوری پڑھنا واجب ہے تو روزہ رکھنا بھی واجب ہو گا۔جیسا کہ وہ مسافر جو کسی جگہ دس دن تک رہنا چاہتا ہو یا وہ مسافر کہ سفر جس کا پیشہ ہو یا جس کے پیشے کا مقدمہ ہو (مگر وہ مواقع

جو اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں)۔

مسئلہ ۱۰۴۰: اگر روزہ دا ر زوال کے بعد سفر کرے تو اس دن کے روزے کو مکمل کرنا اس پر واجب ہو گا۔ لیکن اگر زوال سے پہلے سفر کر ے تو اس کا روزہ باطل ہو گا،لیکن حد ترخص سے پہلے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے پس اگر حد ترخص سے پہلے ہی توڑ دے تو بنا بر احتیاط واجب اس پر کفارہ واجب ہے ۔ (اور وہ ہے رمضان میں عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ)

مسئلہ ۱۰۴۱: اگر مسافر زوال سے پہلے وطن لوٹ آئے یا اس شہر میں زوال سے پہلے پہنچ جائے جس میں اس نے دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو، اگر اس نے روزہ توڑنے والی چیز استعمال نہ کی ہو تو اس پر روزہ واجب ہو گا لیکن اگر حد ترخص سے پہلے اس نے مفطر کا استعمال کر لیا تو قضا واجب ہو گی لیکن

اگر زوال کے بعد اپنے وطن یا محل اقامت پہنچے تو روزہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۰۴۲: ماہ رمضان میں سفر کرنا جائز ہے چاہے روزوں سے بچنے کے لئے سفر کرے لیکن افضل یہ ہے کہ سفر نہ کرے مگر سفر کسی رجحان والے یا واجب عمل کے لئے ہو۔

مسئلہ ۱۰۴۳: اگر مسافر مسجد الحرام میں اعتکاف کرنا چاہے تو اگر مکہ مکرمہ میں دس دن رہنے کی نیت کرے یا نذر کرے کہ سفر میں روزہ رکھے گا تو دو دن کے بعد اس پر واجب ہے کہ تیسرے دن کا اعتکاف روزہ رکھ کر مکمل کرے، لیکن اگر دس دن رہنے کا قصد نہ کرے اور سفر میں روزے کی نذر بھی نہ کرے تو سفر میں اس کا روزہ صحیح نہیں ہو گا اور جب روزہ صحیح نہیں ہو گا تو اعتکاف بھی صحیح نہیں ہو گا۔

مسئلہ۱۰۴۴: مہینے کی پہلی تاریخ مندرجہ ذیل طریقوں سے ثابت ہو گی:

۱۔ مکلف بذات خود چاند دیکھے۔

۲۔ دو عادل افراد چاند دیکھنے کی گواہی دیں ۔

۳۔ ایسی شہرت جس سے یقین ہو جائے۔

۴۔ تیس دن گزر جائیں۔

۵۔ حاکم حکم دے کہ پہلی تاریخ ہے۔

مسئلہ۱۰۴۵: مہینے کی پہلی ثابت ہونے کا معیاروہ چاند ہے جو غروب آفتاب کے بعد ڈوبے اور غروب سے پہلے جس کا دیکھا جانا ممکن ہو اور اس علمی موازنے کا جس پر مکلّف کو یقین نہ ہو بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

مسئلہ۱۰۴۶: دور بین لگا کریا خالی آنکھ سے چاند

دیکھنے سے حکم مختلف نہیں ہوتا بلکہ دوربین والی آنکھ سے بھی چاند دیکھنا معتبر ہے اور معیار رؤیت کا صادق آنا ہے بنا بر ایں آنکھ سے یادوربین سے یا ٹیلیسکوپ سے دیکھنے کا حکم ایک ہی ہے، البتہ چاند کی صورت کو کمپیوٹر وغیرہ میں ڈال کر دیکھنا کہ جس پر روئیت کا عنوان صادق نہیں آتا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۷: چاند دیکھنا بذات خود شرعاً واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۸: چاند کا چھوٹا ہونا، نیچا ہونا بڑا ہونا، بلندی پر ہونا،چوڑا یا باریک ہونا اس امر کی شرعی دلیل نہیں کہ وہ پہلی رات کا ہے یا دوسری رات کا ہے، ہاں اگر مکلف کو اس سے یقین حا صل ہو جائے، تو اس سلسلہ میں اس کے لئے اپنے علم پر عمل کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۰۴۹: علمی حساب کتاب یا ماہرین فلکیات کے حساب سے چاند ثابت نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے یقین حاصل ہو جائے۔

مسئلہ ۱۰۵۰: اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے تو قریبی شہر میں اس کے ثبوت کے لئے وہ کافی ہے، اسی طرح دور والے شہروں کیلئے بھی کافی ہے بشرطیکہ ان کا افق ایک ہو، اگر مشرقی شہروں میں چاند ثابت ہو جائے تو وہ ان لوگوں کیلئے کافی ہے جو مغربی شہروں میں رہتے ہیں لیکن اس کے بر عکس نہیں، مثلاً اگر مشہد مقدس میں چاند کی پہلی ہو جائے تو مسلم ہے کہ تہران والوں کے لئے بھی ثابت ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۵۱: اتحاد افق سے مراد وہ شہر ہیں جو ایک ہی طول البلد پر واقع ہوں (طول البلد علم جغرافیہ کی اصطلاح ہے) تو ان کو یہ کہا جائے کہ ان

کا افق ایک ہی ہے، عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ دو شہروں کے افق میں اگر اتنا فرق ہو کہ اگر ایک میں چاند نظر آجائے تو دوسرے میں نظر آنا ممکن نہ ہو تو اب اگر مغربی شہر کے رہنے والے چاند دیکھتے ہیں تو وہ مشرقی شہر کے رہنے والوں کیلئے کافی نہیں ہو گا جن میں سورج ان سے پہلے غروب ہوتا ہے کہ جو شہر مغرب میں ہیں، بر خلاف اس کے، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایران میں رؤیت ہلال ثابت ہو جائے جو جاپان کے مغرب میں واقع ہے تو وہ جاپان کے رہنے والوں کے لئے معتبر دلیل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۲: جب تک حاکم حکم نہ دے کہ چاند ہو گیا ہے صرف اس کے نزدیک چاند کا ثابت ہو جانا کافی نہیں ہے کہ دوسرے اس کا اتباع کریں، مگر یہ کہ ان کو اس سے چاند کے ثابت ہوجانے کا اطمینان ہو جائے۔

مسئلہ ۱۰۵۳: اگر کوئی شخص چاند کو دیکھے اور اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے شہر کے حاکم کے لئے کسی وجہ سے چاند دیکھنا ممکن نہیں ہے، تو اس پر حاکم کو بتانا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ نہ بتانے سے کوئی خرابی لازم آتی ہو ۔

مسئلہ ۱۰۵۴: اگر حاکم حکم دے کہ کل عید ہے اور اس کا حکم تمام شہروں کو شامل ہو تو ان ملکوں کے تمام شہروں کے لئے اس کا حکم شرعاً معتبر ہو گا۔

مسئلہ ۱۰۵۵: جو حکومت چاند ثابت ہونے کا اعلان کرتی ہے اس کی پیروی کرنے کا معیار یہ نہیں کہ وہ اسلامی حکومت ہے بلکہ معیار جس علاقہ میں مکلف رہتا ہے اس میں چاند دکھائی دینے کا اطمینان حاصل ہو جانا ہے۔

مسئلہ۱۰۵۶: اگر کسی شہر میں چاند دکھائی نہ دے لیکن ریڈیو اور ٹی۔ وی سے پہلی تاریخ کا اعلان ہوجائے، تو اگر اس سے چاند ثابت ہونے کا اطمینان ہو جائے یا اس کے ثابت ہونے کا حکم ولی فقیہ کی طرف سے صادر ہوا ہو تو وہ کافی ہو گا اور تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

مسئلہ۱۰۵۷: اگر رؤیت ہلال سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو حتیٰ کہ ایک ہی افق پر واقع قریب کے شہروں سے بھی پتہ نہ چلے اور نہ ہی دو عادلوں کی گواہی سے ثابت ہو اور نہ حاکم کے حکم سے ثابت ہو تو احتیاط واجب ہے کہ مہینے کی پہلی تاریخ ہونے کا یقین حاصل کرے۔

مسئلہ ۱۰۵۸: اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو تو روزہ رکھنا واجب نہیں لیکن اگر بعد میں ثابت ہو جائے کہ جس روز روزہ نہیں رکھا تھا وہی

مہینے کی پہلی تاریخ تھی تو اس روز کی قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۵۹: جس دن کے بارے میں شک ہو کہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تاریخ ہے تو اس دن کا روزہ واجب ہو گا، لیکن اگر درمیان میں ثابت ہو جائے کہ وہ شوال کی پہلی ہے تو اس دن افطار کرنا واجب ہو گا، چاہے مغرب قریب ہی کیوں نہ ہو۔

روزے کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۰۶۰: ایسی جگہوں پر جہاں اکثر لوگ راتوں کو قرآن کریم کی تلاوت اور دعائیں پڑھنے اور دینی رسومات وغیرہ میں شرکت کرنے کیلئے جاگتے رہتے ہوں مسجدوں سے مائک پر سحری کے خاص پروگرام نشر کرنے میں کوئی اشکال نہیں تا کہ اس

کو تمام لوگ سنیں، لیکن وہ اگر مسجد کے پڑوسیوں کیلئے اذیت کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۰۶۱: ماہ مبارک رمضان میں وہ خاص دعائیں، جو پہلے دن اور دوسرے دن کی دعاؤں کے عنوان سے وارد ہوئی ہیں اگر رجاء مطلوبیت اور ثواب کی نیت سے پڑھی جائیں تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ۱۰۶۲: اگر مستحبی روزہ رکھا ہو تو اس کو پورا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جس وقت چاہے افطار کر سکتا ہے اور اگر برادر مومن اس کو افطار کرنے کی دعوت دے تو روزے کے دوران اس کی دعوت کو افطار کے لئے قبول کرنا شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔ اور برادر مومن کی دعوت قبول کر کے کھانا کھا لینے سے اگر چہ روزہ باطل ہو جائے گا مگر روزہ دار اس کے ثواب و اجر سے محروم نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۰۶۳: اگر روزہ دار اپنے شہر سے غروب آفتاب کے بعد روزہ افطار کر کے ایسے شہر میں جائے جہاں ابھی سورج غروب نہ ہوا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اس کیلئے جہاں ابھی سورج غروب نہیں ہوا ہے کھانا پینا جائز ہے اور اگرچہ یہ غروب کے بعد اپنے شہر سے افطار کر کے آیا ہے لیکن ملاًعام میں اس کے لئے غروب سے پہلے اس دوسرے شہر میں مفطرات کا استعمال جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۴: اگر کوئی شخص اپنے شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ستائیسویں تاریخ تک روزہ رکھے اور اٹھائیسویں کی صبح کو دوسرے شہر کا سفر کرے جو اسی افق پر واقع ہو جس پر اس کا شہر ہے اور انتیسویں کے دن وہاں پہنچے اور دیکھے کہ لوگوں نے عید کا اعلان کر دیا ہے تو اگر انتیسویں تاریخ کو عید کا اعلان شرعی طورپر صحیح ہو تو اس دن کی قضا اس

پر واجب نہیں ہو گی۔ لیکن اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اول ماہ سے ایک روزہ چھوٹ گیا ہے لہٰذا جس روزے کا چھوٹ جانا یقینی ہو اس کی قضا اس پر واجب ہو گی۔

پانچویں فصل خمس

خمس کا مطلب:

خمس کا لغوی مطلب ہے پانچ کا ایک یعنی ۱:۵ اور اصطلاح میں دین اسلام کے اہم ترین مالی واجبات میں سے ایک کا نام خمس ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مکلف جس میں شرائط پائے جاتے ہوں اس پر واجب ہے کہ کچھ خاص شرائط کے تحت اپنے مال کے پانچ حصّوں میں سے ایک حصہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۵: حکومت جمہوری اسلامی نے قانون کے مطابق جو ٹیکس عائد کیا ہے اگرچہ جو شخص اس ضابطہ کے تحت آتا ہے اس پر ٹیکس دینا واجب ہے اور ہر سال اس کا شمار بھی سال کے اخراجات میں ہوگا لیکن اس کو خمس میں حساب نہیں کیا جائے گا بلکہ سال کے منافع جو اخراجات سے زیادہ ہوں ان کا مستقل طور پر خمس ادا کرنا واجب ہے۔

خمس کا وجوب

مسئلہ ۱۰۶۶: وجوب خمس ضروریات اسلامیہ میں سے ہے اور اس کے انکار سے اگر رسالت کا انکار ہوتا ہو اور نبی اکرمؐ کی تکذیب ہوتی ہو تو وہ کفر و ارتداد ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۷: صرف قادر نہ ہونا یا خمس ادا کرنا مشکل ہونا، بری الذمّہ ہونے اور شرعی فریضہ کے

ساقط ہونے کا باعث نہیں بنتا، بنا بر ایں وہ لوگ جن پر خمس واجب ہے اور انھوں نے ابھی تک نہیں دیا ہے اور اب وہ ادا کرنے سے عاجز ہیں یا اس میں ان کے لئے مشکل ہے تو ان کے اوپر واجب ہے کہ جس وقت بھی ادا کرنے پر قادر ہوں ان کے ذمہ جو خمس ہے وہ اسے ادا کریں اور وہ ولی امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ مصالحت کر کے آہستہ آہستہ اپنی استطاعت کے بقدر جس وقت اور جتنا چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۶۸: جس سال خمس واجب ہو اس سے اس کو دوسرے سال تک ٹالنا جائز نہیں ہے چاہے جب بھی ادائگی کا موقع ملے اسی وقت ادا کریں۔

مسئلہ ۱۰۶۹: اگر نابالغ بچے کے مال میں خمس واجب ہو (جیسے معدنیات اور وہ مال حلال جو حرام سے مخلوط ہو جائے) تو اس کے ولی پر واجب ہے کہ

خمس ادا کرے مگر اس کے مال تجارت سے جو فائدہ حاصل ہو یا اس کی کمائی سے جو منفعت حاصل ہو ولی پر اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ بنا بر احتیاط بالغ ہونے کے بعد بچے پر واجب ہے کہ اگر اس کی ملکیت پر منفعت بالغ ہونے تک باقی رہے تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۷۰: خمس صرف فرد پر واجب ہے شخصیات حقوقی جیسے حکومت، بینک،ادارے،اور دفاتر وغیرہ پر واجب نہیں ہے، بنابر ایں اگر کسی ادارے کو منفعت حاصل ہوتی ہے تو سال کے اخراجات نکالنے کے بعد اس پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے ہاں اگر وہ ادارہ یا موسسہ کسی شخص کی ملکیت ہو تو اس کے مالک پر واجب ہے کہ ادارے سے جتنا فائدہ ہو اس کا خمس ادا کرے اس لئے وہ فائدہ اس کے مالک کی ملکیت ہے،چاہے وہ ادارہ کی طرف

منسوب ہو۔

مسئلہ ۱۰۷۱:

خمس کے مقامات سات ہیں:

۱۔ فائدہ (کام اور کسب کے فوائد)

۲۔ معدنیات۔

۳۔ خزانہ۔

۴۔ وہ حلال مال جو حرام سے مخلوط ہو جائے۔

۵۔ وہ جواہرات جو غوطہ لگا کر نکالے جاتے ہیں۔

۶۔ جنگی غنائم ۔

۷۔ وہ زمین جس کو کافر ذمی مسلمان سے خریدے۔

خمس کی عدم ادائیگی پر مرتب ہونے والے بعض برے اثرات:

مسئلہ ۱۰۷۲: ان امور میں تصرف کرنا جن پر

خمس واجب ہو چکا ہے غصب کا حکم رکھتا ہے (یعنی حرام ہے اور ضامن ہونے کا باعث بنتا ہے)۔

مسئلہ ۱۰۷۳: مکلف نے اگر مال کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو اس کے لئے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے پس اگر خمس ادا کرنے سے پہلے تصرف کرتا ہے تو پانچویں حصہ کا ضامن ہو گا اب اگر اس مال سے کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا ہے زمین یا کوئی چیز وغیرہ خرید لے تو پانچویں حصہ کا معاملہ فضولی ہو گا اور ولی امر یا اس کے وکیل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ لہٰذا اگر وہ اجازت دے دے تو زمین یا جنس کا خمس موجودہ قیمت کے حساب سے دینا اس پر واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۰۷۴: اگر ایسے اشخاص کے ساتھ معاملہ کرے جو خمس نہیں دیتا یا ان کے یہاں آتا جاتا کھاتا پیتا اور ان کے اموال میں تصرف کرتا ہو

تو اگر ان کے اس مال میں وجوب خمس کا یقین ہو جس کو ان سے خریدو فروخت کرتا ہے یا جب ان کے یہاں جاتا ہے تو ان اموال میں تصرف کرتا ہے، تو جتنی مقدار میں خمس ان کے اموال میں موجود ہے یا جو اموال خریدوفروخت کے ذریعہ ان سے لیتا ہے ان میں معاملہ فضولی ہوگا اورولی امر یا اس کے وکیل کی اجازت پر موقوف رہے گا پس ان کے اموال میں تصرف جائز نہیں ہو گا مگر یہ کہ ان کے ساتھ معاشرت ترک کرنے میں یا ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑنے میں اور ان کے اموال میں تصرف ترک کرنے میں حرج ہو تو اس حالت میں اس پر تصرف جائز ہے، لیکن ان کے اموال میں جتنا تصرف کیا ہے اس کے پانچویں حصے کا ضامن ہو گا۔

مسئلہ۱۰۷۵: اگر یقین ہو کہ جس پیسے کو کوئی مسجد میں دینا چاہتا ہے اس پر خمس واجب ہے اور

اس نے نہیں نکالا ہے تو اس سے لینا جائز نہیں ہے اور اگرکوئی لیتا ہے تو وہ اس مال کے پانچویں حصے کے سلسلے میں ولی امر یا اس کے وکیل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ۱۰۷۶: ایسے شخص کے ساتھ شریک ہونا کہ جس کے اصل مال میں خمس واجب ہو اور اس نے نہ دیا ہو پانچویں حصے میں فضولی ہو گا،اس سلسلہ میں ولی امر یا اس کے وکیل کی طرف رجوع کرنا ضروری ہو گا۔

مسئلہ۱۰۷۷: اگر میت نے وصیت کی ہو کہ اس کے ترکے میں سے کچھ مال بعنوان خمس ادا کیا جائے یا وارثوں کو یقین ہو کہ مرنے والا خمس کی ایک مقدار کا مقروض ہے تو وارث جب تک میت کے ترکہ میں سے جتنی اس نے وصیت کی ہے یا جس مقدار کا اس کو یقین ہے کہ میت پر واجب الادا

ہے ادا نہ کر دیں ان کیلئے اس کے اموال میں تصرف جائز نہیں ہو گا اور خمس دینے سے پہلے ان کے وہ تمام تصرفات کہ جن کی میت نے وصیت کی ہے یا جو اس کے اوپر قرض ہے، وصیت یا قرض کی حد تک غصبی کہلائیں گے،اور وہ اس کے بھی ضامن ہوں گے کہ جو تصرفات وہ کر چکے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۷۸: ان اموال میں جن میں خمس واجب ہے اور ادا نہیں کیا ہے نماز باطل ہے، بنا بر ایں اگر کوئی شخص ایسی جا نماز پر یا ایسے لباس میں نماز پڑھے کہ جن میں ایک عرصہ سے خمس واجب ہو چکا ہو تو اس میں جتنی نمازیں پڑھی ہیں وہ سب باطل ہوں گی مگر یہ کہ اس حالت میں اسے خمس واجب ہونے کا علم نہ ہو یا تصرف کے حکم سے ناواقف ہو۔

سالانہ بچت پر خمس:

مسئلہ۱۰۷۹: ہر مکلف پر اس جس میں شرائط پائے جاتے ہوں واجب ہے کہ فائدہ میں سے سال کے اخراجات نکالنے کے بعد جو بچت آتی ہے اس کا خمس ادا کرے۔

فائدہ کا مطلب:

فائدہ سے مراد وہ مال اور ثروت ہے جو اقتصادی میدان میں محنت سے حاصل ہو اور عنوان کسب کی اس میں مداخلت ہو۔

مسئلہ۱۰۸۰: فائدہ کی قسمیں یہ ہیں:

۱۔ زراعت کا فائدہ جو زراعت کے کاموں سے حاصل ہوتا ہے ۔

۲۔ تجارت کا فائدہ جو تجارت کے کاموں سے حاصل ہوتا ہے ۔

۳۔ املاک کا فائدہ جو چیزوں کو کرائے پر دینے سے حاصل ہوتا ہے جیسے گھر یا گاڑی وغیرہ کو کرایہ پر دینے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہو یا کانوں کو کھودنے کا آلہ یا منفعت دینے والی مشینیں وغیرہ، کرایہ پر دینے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہو۔

۴۔ تنخواہ کی صورت میں حاصل ہونے والا فائدہ جو اپنے آپ کو کام پر لگانے سے حاصل ہوتا ہے، جیسے تدریس کے کام کے بدلے میں معلم کی تنخواہ، یا فنی امور انجام دینے کے عوض انجینیر کی تنخواہ،یا مزدور جو اپنے معمول کے کاموں کے بدلے میں تنخواہ لیتا ہے، اسی طرح ہر وہ اجرت جو کسی شخص کو اپنی جسمانی طاقت کو دوسروں کے لئے صرف کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

کچھ وہ چیزیں جن پر فائدہ کا اطلاق نہیں ہوتا

۱۔ ارث:

مسئلہ ۱۰۸۱: میراث میں اور اس کی فروخت کی قیمت میں خمس نہیں ہے چاہے قیمت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، بشرطیکہ وہ قیمت تجارت کی نیت سے قیمت چڑھنے کی خاطر حفاظت سے رکھنے سے نہ چڑھی ہو اگر ایسا ہوا تو چڑھی ہوئی مقدار پر خمس واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۰۸۲: چھوٹے بچوں کی طرف جو میراث منتقل ہوتی ہے اس پر خمس واجب نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں رہے تو اس سے جو فائدہ ہو گا احتیاط واجب کی بنا پر جب وہ بالغ ہوجائیں تو ہر ایک کو فائدہ کا خمس دینا ہو گا۔

۲۔ مہر:

مسئلہ ۱۰۸۳: مہر پر خمس واجب نہیں ہے چاہے معجل ہو یا مؤجل یا نقد ہو یا جنس ہو۔

۳۔ ہبہ اور ہدیہ:

مسئلہ ۱۰۸۴: ہبہ اور ہدیہ پر خمس واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر سال کے خرچ سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۸۵: ہبہ اور ہدیہ کا عنوان صادق آنا عطا کرنے والے کے قصدو ارادے پر موقوف ہے بنابرایں وہ خرچہ جو باپ یا بھائی یا کسی رشتہ دار کی طرف سے ملتا ہے اس کو ہبہ اور ہدیہ شمار کیا جائے گا بشرطیکہ دینے والے نے اس کا قصد کیا ہو۔

مسئلہ ۱۰۸۶: وہ کتابیں جو کسی کو ماں باپ یا دوسروں کی طرف سے ملتی ہیں ان پر خمس واجب

نہیں ہوتا چاہے ان کی ضرورت نہ ہو یا عرفاً اس کے شایان شان نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۰۸۷: وہ رہائشی فلیٹ جسے باپ اپنی بیٹی کو شادی میں جہیز کے طور پر دیتا ہے اگرعرف میں اس کی شان کے لائق ہو اور سال کے دوران باپ نے اس کو ہبہ کیا ہو تو بیٹی کے ذمہ اس کا خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۸: شہید فاؤنڈیشن شہیدوں کے گھرانوں کو جو ہدیہ دیتا ہے اس پر خمس نہیں ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والی منفعت اگر سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس میں خمس واجب ہے، اسی طرح شہید فاؤنڈیشن کی جانب سے فرزندان شہدا کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے اس پر بھی خمس نہیں ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والا فائدہ اگر ان کے بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں رہے تو احتیاط واجب

کی بناپر بالغ ہونے کے بعد ہرایک کو اس کا خمس دینا چاہیئے۔

مسئلہ۱۰۸۹: انسان اگر کچھ مال خمس کا سال آنے سے پہلے اپنی بیوی کو بطور ہدیہ دینا چاہے تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے چاہے یہ جانتا ہو کہ اس کی بیوی اس مال کو بچا کے رکھے گی تاکہ وہ مستقبل میں گھر خرید سکے یا دوسری ضرورتوں میں خرچ کر سکے اور اگر وہ مال اتنا ہو کہ عرف میں اس کے حال کے مطابق اور اس کی شان کے لائق ہو اور اس جیسی عورتوں کے لئے مناسب ہو اور صرف ظاہر داری کے طور پر یا خمس سے بچنے کے لئے نہ ہو تو اس مال میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ۱۰۹۰:ایسا ہبہ جس کی صرف صورت ہبہ کی ہو اور وہ خمس سے بچنے کے لئے ہو اس میں خمس واجب ہے، بنا بر ایں اگر میاں بیوی خمس کی تاریخ آنے

سے پہلے اپنے اپنے سال کی منفعت خمس سے بچنے کے لئے، ظاہری طور پر ایک دوسرے کو ہبہ کر دیں تو اس طرح کے صورتی ہبہ سے خمس کا وجوب ایک دوسرے کے اوپر سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ ہر ایک پر واجب ہو گا کہ جو اس نے دوسرے کو ہبہ کیا ہے اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ۱۰۹۱: ہبہ اور ہدیہ کی قیمت میں فروخت کرنے کے بعد خمس نہیں ہے چاہے قیمت زیادہ ہی کیوں نہ ہو مگر یہ کہ اس کو تجارت کی نیت سے اور قیمت چڑھنے کی خاطر رکھا گیا ہو تو اس صورت میں اضافہ کا خمس واجب ہو گا۔

مسئلہ۱۰۹۲: عیدی جو حکومت کی طرف سے ملازموں کو دی جاتی ہے چاہے نقد ہو یا جنس اس پر خمس نہیں ہے چاہے خمس کی تاریخ تک باقی رہے اور چونکہ یہ چیزیں (اجناس) ان کو کم قیمت پر دی

جاتی ہیں، لہٰذا اگر ان اجناس میں سے کچھ مفت اور کچھ کے مقابلہ میں وہ عوض لیتے ہوں تو جو چیزیں خمس کی تاریخ آنے تک باقی ہوں ان کی موجودہ قیمت کے اعتبار سے اس مال کے تناسب سے جو انھوں نے عوض کے طور پر دیا ہے ان پر خمس واجب ہو گا۔

۴۔ انعامات:

مسئلہ:۱۰۹۳: وہ انعامات جو بینک سے یا قرض الحسنہ کے اداروں سے اپنے مشترکین کو دیئے جاتے ہیں ان پر خمس نہیں ہے۔

۵۔ وقف:

مسئلہ۱۰۹۴: وقف شدہ چیزوں پر خمس نہیں ہے جیسے زمین، یہ مطلقاً خمس سے معاف ہے،چاہے وہ وقف خاص ہو اور اس کے نمو(اضافے) میں بھی

خمس نہیں ہے۔

۶۔ شرعی حقوق:

مسئلہ ۱۰۹۵: جو حقوق شرعیہ جیسے خمس و زکات مراجع کرام، دینی تعلیم میں مشغول طلاب علوم دینیہ کو دیتے ہیں ان پر خمس واجب نہیں ہے۔

۷۔ فائدہ حاصل کرنے پر ہونے والے اخراجات:

مسئلہ ۱۰۹۶: انسان تجارت وغیرہ میں فائدہ حاصل کرنے کے لئے جو مال خرچ کرتا ہے جیسے اسٹور کرنے کے اخراجات، کام کی اجرت نقل و حمل کی اجرت،وزن کرنے کی اجرت اور دلالی وغیرہ کے اخراجات کو اس سال کے فائدے سے منہا کیا جائے گا، ان میں خمس نہیں ہے۔

۸۔ مخمس مال :

مسئلہ۱۰۹۷: وہ مال جس کا خمس ایک مرتبہ دیا جا چکا ہو اس پر دوبارہ خمس واجب نہیں ہوتا بنا بر ایں اگر مخمّس مال یوں ہی رکھا ہو اور اسے خرچ نہ کیا ہو اور خمس کی نئی تاریخ آجائے تو دوبارہ اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

۹۔ ضمانت:

مسئلہ ۱۰۹۸: وہ کمپنیاں جو اپنے حصہ داروں کو گارنٹی دیتی ہیں کہ آپ کو جو نقصان ہو گا یا علاج وغیرہ پر جو خرچہ ہو گا اس میں اس شخص پر جس کو گارنٹی دی گئی ہو خمس واجب نہیں ہے۔

۱۰۔ درسی امداد:

مسئلہ ۱۰۹۹: وہ بخشش اور درسی امداد جو یونیورسٹی کے طلاب کو وزارت تعلیم کی طرف سے دی

جاتی ہے چونکہ وہ مخمس مال ہوتا ہے اس لئے اس میں خمس نہیں ہے۔

۱۱۔ قرض:

قرض لینے والے پر اس مال میں جو اس نے بطور قرض لیا ہو خمس نہیں ہے، اس سے وہ مال مستثنیٰ ہے جسے قرض لینے والا مثلاً اپنے سال کے منافع میں خمس کی تاریخ آنے پر قسطیں ادا کرنے کے لئے دیتا ہے، بنا بر ایں اگر کچھ مال قرض لے اور سال سے پہلے اس کو ادا نہ کر سکے تو اس کا خمس نکالنا اس پر واجب نہیں ہے لیکن اگر قسطیں سال کی منفعت میں سے ادا کرے اور اصل مال قرض خمس کی تاریخ آنے تک اس کے پاس پڑا رہے تو جتنی قسطیں اس نے دی ہیں ان کا خمس دینا واجب ہے۔ جیسا کہ ہم خمس کے فائدے کی بحث میں پہلے بتا چکے ہیں جو خرچہ ہوتا ہے وہ مستثنیٰ ہے

فہرست

اور اس پر خمس نہیں ہے۔

موئنہ کا مطلب:

مسئلہ ۱۱۰۰: موئنہ کا مطلب سال کے اخراجات ہیں۔ (وہ اخراجات نہیں جو فائدہ حاصل کرنے پر ہوتے ہیں۔) موئنہ سے مراد انسان کے وہ اخراجات ہیں جو امرار معاش کے لئے اس کے اور اس کے گھر والوں پر خرچ ہوتے ہیں،جیسا کہ کھانے، لباس،سامان،گھر گاڑی، کتب، سفر وغیرہ کے اخراجات جو معمول کے مطابق ہوں صدقات، جوائز نذورات، کفارات اور ضیافتوں وغیرہ پر ہونے والے اخراجات ۔

مسئلہ ۱۱۰۱:

اخراجات کی حدیں:

۱۔ ضروریات ۔

۲۔ سال کے اخراجات۔

۳۔ ایک سال کے اخراجات

۴۔ اس کی شان کے مناسب ہونا ۔

۵۔ فی الحال خرچ ہونا۔

ا۔ ضروریات:

مسئلہ ۱۱۰۲: ہر طرح کے اخراجات کو موٴنہ نہیں کہا جاتا،صرف ان مصاریف کو موٴنہ کہا جاتا ہے جو امرار معاش اور اصلاح معاد کے لئے ہوتے ہیں،لہٰذا ان اشیاء اور اجناس کے اخراجات جن کی ضرورت نہیں ہوتی وہ موٴنہ کے دائرے میں نہیں آتے جیسا کہ وہ مال جسے آلات محرمہ خریدنے میں خرچ کیا جاتا ہے مثلاً مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی یا جوئے بازی کے آلات یا اس کی مانند دوسریں چیزیں۔

۲۔ سالانہ اخراجات:

مسئلہ ۱۱۰۳: موٴنہ سے مراد انسان کے ایک دن

یا ایک مہینے کے اخراجات نہیں بلکہ اس سے مراد سال کے اخراجات ہیں، لہٰذا خمس اس فائدے میں سے نکالا جائے گا جو سال کی ضروریات زندگی سے زیادہ ہو۔

۳۔ سال کا ایک ہونا:

مسئلہ ۱۱۰۴: مؤنہ کا معیار وہ اخراجات ہیں جن کو فائدے سے الگ کر کے اسی سال خرچ کیا جائے جس میں فائدہ ہوا ہے نہ کہ گذشتہ اور آئندہ سال کے اخراجات۔ اس کے پیش نظر اگر کسی ایک سال کا فائدہ نہ ہو تو اس سال کے کچھ اخراجات اس سے پہلے والے یا بعد والے سال کے فوائد سے منہا نہیں کر سکتا۔

۴۔ شان کے مناسب ہونا:

مسئلہ ۱۱۰۵: اخراجات کا معیار وہ معمولی اخراجات

ہیں جو اس جیسے لوگوں کے ہوتے ہیں بنا بر ایں مؤنہ میں صرف ابتدائی لوازم اور ضروریات پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا ۔ اور وہ اخراجات اور مصارف بھی اس میں شامل نہیں جو اس کی شان سے زیادہ ہوں اور اسراف، فضول خرچی اور بلاوجہ کے اخراجات میں شمار ہوتے ہوں جیسے شادی کی پارٹیو، خوشیوں اور ضیافتوں وغیرہ پر ہونے والے اخراجات ۔

۵۔ مصرف کا فی الحال ہونا :

مسئلہ ۱۱۰۶: مؤنہ سے مراد وہ چھوٹے بڑے اخراجات ہیں جنہیں انسان اپنے اوپر اور اپنے زیر کفالت اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ اخراجات اس میں شامل نہیں ہیں جنہیں وہ فی الحال خرچ نہیں کرتا، چاہے وہ جس چیز میں خرچ کرے وہ اس کی شان سے زیادہ نہ ہو،بنابر ایں جو شخص سختی سے زندگی گزارے اور اپنے مناسب شان بھی اپنے

اوپر اور اپنے اہل و عیال پر خرچ نہ کرے تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس مقدار میں اسے اپنے اوپر خرچ کرنا تھا مگر اس نے نہیں کیا اسے مؤنہ میں شمار کرے۔

مسئلہ ۱۱۰۷: وہ سونا جسے شوہر اپنی بیوی کے لئے خرید تا ہے اگر معمولی مقدار میں اور اس کی شان کے مطابق ہو تو اس سونے میں خمس نہیں ہے بلکہ وہ اخراجات میں شمار ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۰۸: اگر اپنی اولاد کے مستقبل کے لئے دوسری منزل بنائے اور فی الحال وہ پہلی منزل میں زندگی گزار رہا ہو تو اگر اپنی اولاد کے مستقبل کے لئے جو دوسری منزل اس نے بنائی ہے وہ عرف عام میں اس وقت اس کے مناسب شان اخراجات میں شامل ہو تو جتنا پیسہ اس میں لگایا ہے اس پر خمس واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو اور اس وقت اس

کی کوئی ضرورت نہ ہو نہ اس کو اور نہ اس کی اولاد کو، تواس پر اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۹: اگر بھاری قیمت پر کسی ملکیت کو خریدے اور اس کی اصلاح و تعمیر پر بڑی رقم خرچ کرے اور اس کو اپنے نا بالغ بیٹے کو بطور ہدیہ دے اور سرکاری طور پر اس کے نام کروادے تو جو کچھ اس نے مذکورہ ملکیت خریدنے میں اور اس کی اصلاح و تعمیر میں خرچ کیا ہے اور اس کے بعداس کو بطور ہدیہ اپنے بیٹے کو دیا ہے اگر وہ اسی سال کے منافع میں سے ہو اور عرف عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس پر خمس واجب نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۰: وہ پیسے جنہیں انسان امور خیریہ میں خرچ کرتا ہے جیسے مدارس اور سیلاب سے متاثر افراد کی مدد کرنا وغیرہ تو اس کا شمار سال کے اخراجات میں

ہو گا اور اس میں خمس نہیں ہے۔

وہ اخراجات جن کا شمار ضروریات میں نہیں ہوتا

مسئلہ ۱۱۱۱: وہ خرچے جن کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے وہ گھر جو ابھی مکمل نہ ہوا ہو جس کو اس نے خرید کر رہنے کے لئے بنایا ہو لیکن وہ سرکاری کوارٹر میں رہ رہا ہو اور ابھی اس کی ضرورت نہ ہو اس گھر کا حکم یہ ہے کہ:

۱۔ اگر اس کو سال کے منافع سے خرید کر بنائے یا ان منافع سے کہ جن میں خمس نہیں ہوتا یا مخمس مال سے خرید کر بنائے تو اس میں خمس واجب نہیں ہے۔

۲۔ جب ایسے منافع سے خرید کر بنائے کہ جن پر خمس واجب ہو چکا ہو لیکن اس نے خمس نہ دیا ہو تو جو مال اس نے خریدنے اور بنانے میں صرف کیا

ہے اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

۳۔ اگر ایسے منافع سے خریدے اور بنائے کہ جن میں خمس واجب ہو چکا ہو لیکن اس نے نہ دیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ ان اخراجات کا خمس نکالے یا اگر قیمت چڑھ گئی ہو تو موجودہ قیمت کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۱۲: اگر کسی کا اپنا ذاتی کتابخانہ ہو اور کچھ عرصہ تک اس کی کتابوں سے استفادہ کرتا رہا ہو،اس کے بعد کئی سال بیت گئے ہوں اور اس نے اس کتابخانہ سے دوبارہ استفادہ نہ کیا ہو لیکن احتمال ہو کہ وہ آئندہ اس سے استفادہ کرے گا تو اگر خریداری کے وقت اس کو مطالعہ وغیرہ کے لئے کتابوں کی ضرورت رہی ہو اور وہ کتاب عرف عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس پر ان کتابوں کا خمس واجب نہیں ہے،چاہے اس نے پہلے سال کے

بعد ان سے استفادہ نہ کیا ہو یہی حکم ہے اس وقت کہ جب کتابیں میراث میں ملی ہوں یا والدین یا دوسروں کی طرف سے ہدیہ کے طور پر ملی ہوں تو اس پر ان کتابوں میں بھی خمس واجب نہیں ہے۔

اخراجات کی چیزیں بیچ کرحاصل کی گئی قیمت اور قیمت چڑھ جانے سے حاصل شدہ منفعت:

مسئلہ ۱۱۱۳: غیر ضروری اخراجات کے بارے میں جو کچھ ہم نے بتایا ہے، اخراجات کو بیچ دینے کا بھی وہی حکم ہے، بنا برایں گھر، گاڑی یا اشیاء جن کی ضرورت ہو اس کو یا گھر والوں کو اور جن کو اس نے سال کے منافع سے یا مخمّس مال سے یا اس مال سے کہ جس میں خمس نہیں ہے جیسے میراث اور ہبہ وغیرہ سے خریدا ہو۔ اگر ان چیزوں کو کسی ضرورت کے تحت یا بہتر چیزوں میں تبدیل کرنے کے لئے یا کسی اور سبب سے فروخت کرے تو نہ ان کی قیمت

میں خمس واجب ہو گا اور نہ اس کے فائدے میں جو قیمت چڑھنے سے حاصل ہوا ہو اس میں،ہاں اگر ان کو ایسے منافع سے خریدا ہو کہ جن پر خمس واجب ہوچکا ہو مگر نہ دیا ہو تو اس مال کا خمس دینا واجب ہے جس سے ان چیزوں کو خریدا ہے چاہے ان کو نہ بیچا ہو، اگر بعینہ انہی منافع سے خریدا ہو کہ جن پر خمس واجب ہو چکا ہو تو فروخت سے حاصل شدہ تمام قیمت کا خمس دینا واجب ہو گا، اگر کوئی شخص گاڑی خریدتا ہے اگر وہ اس کے سال کے اخراجات کا حصہ ہو یعنی شخصی استفادے اور زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہو اور عرف عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس کی قیمت فروخت کا حکم وہی ہے جو بیان شدہ اخراجات کی قیمت فروخت کا ہے، اگر گاڑی کام کرنے کے لئے ہو اور اس کو قرض کے مال سے خریدا ہو، یا وہ گاڑی اس کے ذمہ

قرض ہو تو اس مال کا خمس دینا واجب ہے جو اس نے قرض ادا کرنے میں خرچ کیا ہو ۔ اگر اس کو بعینہ ان منافع سے خریدا ہو کہ جن پر خمس واجب ہوچکا ہو اور اس نے خمس نہ دیا ہو تو اس کے فروخت کی تمام قیمت کا خمس دینا واجب ہے ۔

وہ مقامات جو مؤنہ نہیں کہلاتے ہیں

ا۔ رأس المال:

مسئلہ ۱۱۱۴: اصل مال اگر کسب و کار کے ذریعہ حاصل ہوا ہو چاہے تنخواہ ہو یا اس کے علاوہ ہو تو اس میں خمس واجب ہوتا ہے، مگر یہ کہ جو فائدہ اس سے حاصل ہو وہ خمس نکالنے کے بعد سال کے اخراجات کے لئے پورا نہ ہو یا اس کے مناسب اخراجات سے کم ہو بنا بر ایں جو شخص کسی دوسرے کو اصل مال مضاربہ کے لئے دے اس پر واجب ہے

کہ اس کا خمس نکالے یہی حکم اس فائدے کا ہے جو اصل مال سے تجارت کرنے سے حاصل ہوا ہو لہٰذا وہ مقدار جس کو زندگی کے مخارج میں خرچ کرتا ہے اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے جب کہ جو اخراجات سے زیادہ ہو اس میں خمس واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۱۱۵: اگر سال کے منافع سے زمین خریدے اس ارادے سے کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو گھر بنانے میں خرچ کرے گا تو اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۱۶: اگر تین منزلہ مکان خریدے یا بنائے تا کہ ایک دو منزلوں کو کرائے پر دے اور اس سے حاصل شدہ کرائے کو زندگی کے اخراجات میں صرف کرے تو گھر میں اس مقدار کا خمس نکالنا واجب ہے ۔(یعنی اس مقدار کا حکم وہی ہے جو رأس المال کا ہے) جیسا کہ پہلے مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۷: ایسی بنجر زمین جس کو اس غرض سے آباد کرے کہ اس میں پھل دار درختوں کا باغ لگائے گا تو اس کی آباد کاری پر ہونے والے اخراجات کو منہا کر کے اس کو اختیار ہے کہ زمین کا خمس ادا کرے یا اس کی موجودہ قیمت کا، یہی حکم کنویں کے پانی کی نالیوں، ٹینک اور درختوں کا ہے کہ ان سب چیزوں کی موجودہ عادلانہ قیمت کا خمس ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک دفعہ خمس دینے پر قادر نہ ہو تو ولی امر یا اس کے وکیل کے ساتھ مصالحت کر سکتا ہے تاکہ وہ اسے بتدریج جتنی مدت اور جس مقدار میں ادا کرسکے کرے ہاں اگر خمس ادا کرنے کی صورت میں رأس مال اس کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

کمپنی کا رأس المال :

مسئلہ ۱۱۱۸: شرکاء میں سے ہر ایک پر واجب

ہے کہ کمپنی میں جتنا ان کا حصہ ہے اس کا خمس ادا کرے بنا بر ایں جو افراد مدرسہ بنانا چاہیں تو ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ جتنا رأس المال لگائیں اس کا خمس ادا کریں اسی طرح اگر مشترکہ رأس المال سے حاصل ہونے والا فائدہ سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر بچت کا خمس نکالنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۱۱۹: مشترکہ رأس المال میں اس وقت تک تصرف نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ تمام شرکاء اپنے حصہ کا خمس نہ نکال دیں اور اگر شرکاء اپنے اپنے حصے کا خمس نہ دیں تو ان کی شراکت سے الگ ہونا واجب ہے مگر یہ کہ یہ اشتراک اس کے لئے ضروری ہو یا اس کا کمپنی سے الگ ہونا اس کے لئے حرج کا باعث ہو تو اس صورت میں ان کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۱۲۰: کمپنی کے رأس المال اور حاصل شدہ منفعت کا خمس ادا کرنا شرکاء میں سے ہر ایک کی شرعی ذمہ داری ہے خاص طور پر کمپنی کے مجموعی اموال میں سے اس کے اپنے حصہ کی حد تک ادارے کا ذمہ دار اگر ایسا کرنا چاہے تو یہ چیز کمپنی کے حصہ داروں میں سے ہرایک کی طرف سے وکالت اور اجازت پر موقوف ہے

مسئلہ ۱۱۲۱: مشترکہ رأس المال میں سے اگر ہر حصہ دار اپنے حصے کا خمس ادا کر دے تو نئے سرے سے مجموعی رأس المال میں سے خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

ادارۂ قرض الحسنہ کا رأس المال:

مسئلہ ۱۱۲۲: ہر شریک نے ادارۂ قرض حسنہ کی بنیاد پڑتے وقت جو سرمایا لگایا تھا اگر وہ ہر ماہ

رأس المال میں اضافہ کے لئے کچھ پیسہ دے تو اگر ہر ایک نے اپنے اشتراک کا حصہ اپنی کمائی یا تنخواہ کی بچت سے دیا ہو اور خمس کا سال پورا ہونے کے بعد دیا ہو تو ہر ایک پر اپنے حصے کا خمس ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر اس نے اپنے اشتراک کا حصہ سال خمس کے درمیان میں دیا ہو اور اگر وصول کر کے دینے پر قادر ہو تو سال کے آخر میں واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے وگرنہ واجب ہے کہ جب قرض الحسنہ سے وصول کرے تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۲۳: اگر ادارے کا رأس المال مشترکہ طور پر کچھ افراد کی ذاتی ملکیت ہو تو اس سے حاصل ہونے والا ہر آدمی کے حصے کا فائدہ اس کی ذاتی ملکیت ہو گا اب اگر وہ فائدہ سال کے خرچے سے زیادہ ہو تو اس شخص پر اس کا خمس ادا کرنا واجب

ہو گا لیکن اگر ادارہ کا رأس المال کسی شخص یا اشخاص کی ذاتی ملکیت نہ ہو جیسا کہ وقف عام وغیرہ ہو تو اس سے حاصل ہونے والے فائدے پر خمس واجب نہیں ہو گا ۔

مسئلہ ۱۱۲۴: محل تجارت کا شمار رأس المال میں ہوتا ہے اور اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے اب اگر ایک ہی بار میں اس کا خمس ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو ولی امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ بتدریج ادائگی پر مصالحت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۵: سر قفلی (پگڑی) کا شمار رأس المال میں ہوتا ہے لہذا اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے ۔

۲ ۔ کار و بار کے وسائل اور آلات :

مسئلہ ۱۱۲۶: خمس کے واجب ہونے میں کام کاج کے وسائل اور آلات کا وہی حکم ہے جو رأس

المال کا ہے اگر وہ کام کے منافع میں سے ہو بناء بر ایں گاڑی جس کو وہ اپنے کار و بار سے مربوط کام کاج کے لئے خریداری کرے تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۷: ایسا شخص جس نے کاروان حج کی ضرورت کی چیزیں حج کمیٹی والوں کو فروخت کی ہوں اور وہ چیزیں اس کی ملکیت رہی ہوں اور یہ چیزیں اس نے اس وقت خرید ی تھیں جب وہ حج کمیٹی کے دفتر میں کاروان حجاج کا قافلہ سالارتھا، تو اگر ان چیزوں کو مخمس مال سے خریدا ہو تو ان کی قیمت پر خمس نہیں ہے وگرنہ ان کا خمس دینا ہو گا۔

۳۔ قیمت اور رأس المال میں اضافہ:

مسئلہ ۱۱۲۸: وہ مال و اسباب اور اجناس جن کی قیمت چڑھ گئی ہو اور ان کا خریدار درمیان سال میں

موجود ہو لیکن وہ سال کے آخر تک زیادہ منفعت حاصل کرنے کی خاطر فروخت نہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ خمس کی تاریخ آنے پر جتنااضافی فائدہ ہوا ہے اس کا خمس ادا کرے،لیکن وہ اجناس اور مال و اسباب جن کو بیچا نہ گیا ہواور آخر سال تک کوئی خریدار بھی نہ ملے تو اس وقت قیمت میں جو اضافہ ہو ا ہے اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے، بلکہ اس کو بیچ کر جو فائدہ حاصل ہو گااس کو فروخت والے سال کے منافع میں شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۱۲۹: اگر مخمس مال سے مال و اسباب اور اجناس خریدے تا کہ بعد میں ان کو فروخت کر سکے اور کچھ عرصے کے بعد فروخت کر دے تو قیمت خرید سے زیادہ مقدار کمائی کے منافع کا جز ہو گا اور اس میں سال کے اخراجات سے جو زیادہ ہو اس کا خمس دینا واجب ہو گا۔

۴۔ ذخیرہ اندوزی اور بچت کرنا:

مسئلہ ۱۱۳۰: ذخیرہ شدہ منافع چاہے وہ زندگی کے مخارج مہیا کرنے کے لئے ہوں خمس کی تاریخ آنے پر ان کا خمس ادا کرنا واجب ہے، مگر یہ کہ زندگی کے ضروری لوازم مہیا کرنا یا اپنی مالی حالت کے مطابق اپنے ضروری اخراجات اکٹھے کرنا،منافع کے ذخیرہ کرنے پر موقوف ہواور ذخیرہ شدہ اموال کو وہ مستقبل قریب میں مذکورہ موارد میں خرچ کرنا چاہتا ہوتو اس صورت میں اگر انہی موارد میں صرف کرتا ہے تو اس پر خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۱: جس شخص کا ارادہ مستقبل میں شادی کرنے کا ہو اگر وہ اپنی ماہانہ تنخواہ میں سے کچھ پیسہ بچا کر رکھے تو اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے، مگر یہ کہ وہ اس پیسے کو خمس کی تاریخ کے بعد شادی کے کام کاج میں خرچ کرنا چاہتا ہو اور اگر

خمس نکال دے تو باقی پیسہ خرچ کے لئے پورا نہ ہو تو اس صورت میں اگر وہ شادی ہی کے امور پر خرچ کرتا ہے تو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۲: ایسا شخص جو اپنے آپ پر اور اپنے زیر کفالت عیال پر خرچہ کرنے میں کنجوسی کرے تاکہ کچھ پیسہ بچا سکے تو جو مال اس نے بچایا ہے وہ مستقبل قریب میں خمس کی تاریخ کے بعد اس کی ضروریات زندگی کے لئے ہو اور وہ اس کو ضروری اشیا مہیّا کرنے میں خرچ کرے تو اس صورت میں اس پر خمس واجب نہیں ہے ورنہ جو اس نے جمع کیا ہے اس کا خمس دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۳۳: جس شخص کو زندگی کے لوازم جیسے فریج وغیرہ کی ضرورت ہو اور وہ اس کو ایک بار نہ خرید سکتا ہو، لہٰذا وہ مال جمع کرے تا کہ جب قیمت پوری ہو جائے تو خرید سکے، اسی دوران اس کی

خمس کی تاریخ بھی آجائے، تو اگر وہ مال جس کو اس نے مستقبل قریب میں خمس کی تاریخ آجانے کے بعد لوازم حیات خریدنے کے لئے جمع کیا ہواور وہ اس کا خمس نکال دے تو پھر وہ چیز خرید نہ سکتا ہو تو اس صورت میں اس پر خمس واجب نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو خمس دینا واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۳۴: مثال کے طور پر کسی نے دو سال پہلے زمین خریدی تا کہ اس زمین پر مکان تعمیر کر سکے جس کی اس کو ضرورت ہے اس لئے وہ یومیہ اخراجات میں سے کچھ بچا کر گھر بنانے کے لئے ذخیرہ کرے اور خمس کی تاریخ آجائے تو اگر خمس کی تاریخ کے بعد اس پیسے کو جو سال کے منافع سے اس نے بچا کر رکھا ہے گھر کی تعمیر پر خرچ کرنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں اس پیسے میں اس پر خمس واجب نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا خمس نکالنا

واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۵: سال کے منافع میں سے جتنا بچا کر رکھا جاتا ہے اس پر خمس ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے۔ اور اگر بینک میں کچھ پیسہ وہ قرض الحسنہ کی صورت میں رکھے تو اس سے خمس ساقط نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۱۳۶: وہ لوگ جو تعمیرات کرنا چاہتے ہوں اور ان کو اس کے لئے بڑے سرمائے کی ضرورت ہو اور وہ سرمایہ ایک مرتبہ میں اکٹھا نہ کر سکتے ہوں، لہٰذا وہ تعمیراتی کاموں کو انجام دینے کے لئے پرائیویٹ بینک قائم کریں اور کچھ مقدار میں مال اس بینک میں جمع کریں تاکہ جب رأس المال جمع ہو جائے تو اس کو تعمیراتی کاموں میں لگا سکیں، پس ہر شخص نے جو پیسہ اپنے سال کے منافع میں سے دیا ہے وہ اس کی ملکیت میں باقی ہو اس وقت تک جب تک اس کو تعمیراتی کاموں میں لگایا جائے

اورخمس کی تاریخ آنے پر وہ بینک سے پیسہ واپس لے سکتا ہو تو اس پر خمس نکالنا واجب ہے۔

۵۔ قرضہ جات :

مسئلہ ۱۱۳۷: وہ قرضہ جات جو اس کے دوسروں کے ذمہ ہیں، ادھار فروخت کرنے کی بنا پر ہوں یا کسی کے پاس اس کے کام کی اجرت ہو، اگر وہ خمس کی تاریخ آنے پر قابل وصول ہوں تو چاہے وہ وصول کرے یا نہ کرے اس پر اس تاریخ میں خمس نکالنا واجب ہے ۔

دوسری صورت میں جس سال وہ وصول ہو اس کے منافع میں شمار ہو گا اس چیز کے پیش نظر:

مسئلہ ۱۱۳۸: ملازموں کی تنخواہیں جن کو ادا کرنے میں حکومت نے کئی سال تاخیر کی ہو وہ اسی سال کے منافع میں شمار ہو ں گی جس سال دریافت

ہوں پہلے والے برسوں کے منافع میں ان کا شمار نہیں ہو گااور اس سال کے اخراجات سے جو بچت ہو اس کا خمس دینا واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۳۹: وہ ملازم جن کی خمس کی تاریخ بارہویں مہینے کے آخر میں ہو اور خمس کی تاریخ سے پانچ دن پہلے ان کو تنخواہ ملتی ہو، اب اگر انہوں نے خمس کی تاریخ تک رقم کو اخراجات میں صرف نہ کیا ہو تواس کا خمس واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۴۰: اگر کسی کو کچھ مال قرض کے طور پر دے اور قرض کا وہ مال اس کی تجارت کے سالانہ منافع میں سے ہو اور اس نے وہ قرض خمس ادا کرنے سے پہلے دیا ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اگر وہ قرض دار سے قرضہ کی رقم واپس لے سکتا ہو تو اس پر اس کا خمس دینا واجب ہے،لیکن اگر اس پر قادر نہ ہو تو فی الحال خمس کی تاریخ آنے پر اس کا

خمس دینا واجب نہیں ہے،بلکہ واپس مل جائے تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۴۱: اگر کوئی شخص بینک میں کام کرنا چاہتا ہو اور کام شروع کرنے کی خاطر سیکیورٹی کے طور پر کچھ رقم بینک کے حوالے کر ے اور اس رقم کو طویل المدت کھاتے پر اپنے نام رکھوائے اور ہر ماہ اس سے ہونے والا فائدہ بینک سے وصول کرے،تو اگر فی الحال وہ اپنے پیسے کو بینک سے نہ نکلوا سکتا ہوتو خمس کی تاریخ آنے پر جب تک وہ رقم اس کو نہ ملے اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے،لیکن سالانہ منفعت جو اس کو بینک سے حاصل ہوتی ہے اگر وہ سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

۶۔ سکہ دار سونا:

مسئلہ ۱۱۴۲: اگر سکّہ دار سونا سال کے منافع میں شمار ہو تو وہ بھی وجوب خمس کے سلسلہ میں تمام منافع کے حکم میں ہو گا۔

۷۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تنخواہ:

مسئلہ ۱۱۴۳: جو ریٹائر ہو چکے ہوں ان کو ملنے والا پیسہ اگر ملازمت کے دوران ان کی تنخواہ سے کاٹ کر رکھا گیا ہو تا کہ ریٹائر ہونے کے بعد ان کو دیا جا سکے تو اس پر خمس واجب ہے، لیکن اگر وہ ان کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ہو تو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

۸۔ کفن:

مسئلہ ۱۱۴۴: اگر کفن خرید کر رکھ دے اور کئی سال تک رکھا رہے تو اس کا خمس دینا واجب ہے

مگر یہ کہ اس مال سے خریدا گیا ہو جس کا خمس دیا جا چکا ہے تو اس صورت میں اس پر خمس نہیں ہے۔

وہ چیزیں جن پر موٴنہ کا اطلاق ہوتا ہے

ا۔ ایسی ضروری چیزیں جو استعمال سے ختم ہوتی ہیں :

مسئلہ ۱۱۴۵: وہ ضروری چیزیں جو استعمال کرنے سے ختم ہو جاتی ہیں جیسے شکر،چاول اور گھی وغیرہ جو یومیہ ضرورت کی چیزیں ہیں اورختم ہو کر معیشت کا حصہ بن جاتی ہیں،اگر ان کو منافع سے خریدے تا کہ سال کے دوران اور حال حاضر میں بھی استعمال کرے تو ان کا شمار اخراجات میں ہو گااور اس میں خمس نہیں ہے،لیکن جو سال کے اخراجات سے زیادہ ہو وہ موٴنہ میں شمار نہیں ہو گا اور اس کا خمس دینا واجب ہے،لیکن ضرورت کی وہ چیز یں جو

فہرست

استعمال کرنے کے بعد باقی رہتی ہیں جیسے رہائشی مکان، گھر کا سامان، گاڑی، عورتوں کی زینت کا سامان اور اس کے مانند چیزیں، پس اگر وہ چیزیں اس کی ضرورت کی ہوں اور ان چیزوں کو اس نے منافع سے اپنے استعمال کے لئے خریدا ہو تو ان کا شمار اخراجات میں ہو گا اور ان پر خمس واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۱۴۶: ضرورت کی وہ چیزیں جو استعمال سے ختم نہیں ہوتیں ان میں خمس کے عدم وجوب کا معیار ان کا ضروری ہونا ہے اور ساتھ ہی انسان کے شایان شان ہونا ہے، چاہے ان کو سال کے دوران استعمال نہ کرے، بنا بر ایں جا نماز اور برتن کہ جن کے سال کے دوران استعمال کی باری نہ آئی ہو لیکن مہمانوں کے استعمال کے لئے ضرورت ہو تو ان چیزوں پر خمس نہیں ہے، لیکن وہ جنس جو استعمال کرنے سے مٹ جاتی ہے اور اس کی اصل

باقی نہیں رہتی اس میں خمس واجب نہ ہونے کا معیار مصرف فعلی ہے،پس اگر سال کے خرچ سے کچھ بچ جائے تو اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۷: جس کتاب کی متعدد جلدیں ہوں جیسے وسائل الشیعہ کا دورہ اگر انسان کو پورے دورے کی ضرورت ہو یا جس جلد کی ضرورت ہو اس کا خریدنا دورے کے خریدنے پر موقوف ہوتو اس میں خمس نہیں ہے، وگرنہ فی الوقت جن جلدوں کی ضرورت نہیں ہے ان سب کا خمس دینا واجب ہو گا، اور ہر جلد کا ایک صفحہ پڑھ لینا خمس کے ساقط ہو جانے کے لئے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۸: جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے رہائشی مکان کا شمار اخراجات میں ہوتا ہے بنا بر ایں جس عمارت کی تین منزلیں ہوں اور ہر منزل کے دو کمرے ہوں، گھر کا مالک پہلی منزل میں رہتا ہو

جب کہ دوسری دو منزلوں میں اس کے بیٹے رہتے ہوں تو اس میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۹: گاڑی جس کو اس نے سال کے منافع سے ذاتی استعمال کے لئے خریدا ہو،تا کہ زندگی کی ضرورتیں پوری کر سکے اگر عرف عام میں اس کے شایان شان ہو تو اس کا شمار اخراجات میں ہو گا اور اس کا خمس واجب نہیں ہو گا،ہاں اگر وہ ذریعہ معاش کی غرض سے ہو جیسے ٹیکسی،بس یا ٹریکٹر وغیرہ تو وجوب خمس میں اس کا حکم وہی ہے جو ذریعہ معاش کے دوسرے آلات و وسائل کا ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۰: وہ دوائیں جن کو اس نے سال کے دوران منفعت کے مال سے خریدا ہو اگر وہ خمس کی تاریخ کے آجانے تک موجود ہوں اور خراب نہ ہوئی ہوں تو اگر اس میں وہ دوائیں ضرورت کے وقت استعمال کیلئے خریدی ہوں اور اس کو اب بھی ان کی

ضرورت ہو تو وہ اخراجات کا حصہ شمار ہوں گی اور ان پر خمس واجب نہیں ہو گا۔

۲۔ تدریجی طور پر خریدا جانے والا ضروری سامان :

مسئلہ ۱۱۵۱: ضرورت کی چیزیں جیسے گھر کا سامان، دلہن کا جہیز، رہائشی مکان یا اس کے مانند اشیاء جن کو انسان ایک ہی مرتبہ نہیں خرید سکتا مگر آئندہ برسوں کے منافع لگا کر اور تدریجاً خرید سکتا ہو اور انھیں وقت ضرورت کے لئے محفوظ رکھے تو جس مقدار میں رقم وہ ہر سال خرچ کرتا ہے جب عرف عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس کا شمار اخراجات میں ہو گا اور اس میں خمس واجب نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۵۲: کسی علاقہ میں اگر یہ معمول ہو کہ

خاتون خانہ گھر کی ضرورتوں کا اسباب اکٹھا کرتی ہو لہٰذاوہ ان چیزوں کو تدریجاً خریدے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جمع کرے اور اسی دوران خمس کی تاریخ بھی آجائے تو اگر مستقبل کے لئے زندگی کے لوازمات اور سامان جمع کرنا عرف عام میں اخراجات میں شمار ہوتا ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۳: جس شخص کے پاس رہنے کے لئے گھر نہ ہو لیکن زمین کا ایک ٹکرا ہو جس پر کئی سال گذرنے کے بعد بھی تعمیر نہ کر سکا ہو تو اگر وہ زمین جس کی اس کو گھر کی تعمیر کرنے کیلئے ضرورت ہے اس کو اس نے خرید کے سالانہ منافع سے خریدا ہو تو فعلاً اس کا شمار اخراجات میں ہو گا اور اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر اس کو بیچنے کی غرض سے خریدا گیا ہوتا کہ اس کی قیمت سے گھر بنائے اور

وہ تجارت کے منافع میں سے ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۴: اس زمین پر خمس کے واجب نہ ہونے میں کہ جس کو مکان کی تعمیر کیلئے خریدا گیا ہو کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ زمین کا ایک ٹکڑا ہو یا ایک سے زیادہ اور نہ ہی اس میں کوئی فرق ہے کہ گھر ایک ہو یا زیادہ بلکہ معیار اس کی حالت اور عرفی شان کے حساب سے عنوان ضرورت کا صادق آنا ہے اور یہ کہ اس کی مالی حالت کا تقاضا ہو کہ وہ تدریجاً گھر کی تعمیر کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۵: وہ شخص جس کے پاس رہنے کے لئے گھر نہ ہو پس وہ سال کے منافع سے گھر بنانے کے لئے زمین خریدے اور گھر کی تعمیر شروع کردے مگر گھر مکمل ہونے سے پہلے خمس کی تاریخ آجائے تو جتنا پیسہ فی الحال اس نے خرچ کیا ہے

اس میں اس پر خمس نہیں ہے۔

۳۔ قرضوں کی ادائگی:

مسئلہ ۱۱۵۶: وہ قرض جو ادا نہ کئے گئے ہوں چاہے فوری قابل ادا ہو ں یا مدت دار ہوں تو چاہے قرض لے کر حاصل کئے گئے ہوں یا کوئی چیز ادھار خرید کر، ان کو سال کے منافع سے مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ وہ قرض سالانہ اخراجات مہیّا کرنے کی غرض سے لئے گئے ہوں تو اس صورت میں منافع میں سے اتنی مقدار کو منہا کیا جائے گا جتنی مقدار قرضوں کی ادائیگی پر صرف ہو ۔ لیکن اگر قرض گذشتہ برسوں کا ہو تو اگر چہ اس کو منافع میں سے ادا کرنا جائز ہے مگر یہ کہ اگر وہ خمس کی تاریخ آنے پر قرض ادانہ کرے تو ان کو منافع میں سے منہا کیا جائے گا ۔

مسئلہ ۱۱۵۷: وہ ملازم کہ جس کے پاس کبھی کچھ مال سال کے خرچے سے بچ جاتا ہے تو جو منافع سے باقی بچے مال پر خمس ادا کرنا واجب ہے چاہے اس کے ذمّے نقدی یا قسطوں میں قرض بھی ہوں ہاں اگر قرضہ سال کے دوران لیا گیا ہو اور اسی سال کے اخراجات کے لئے ہو، یا وہ قرض اس بنا پر ہو کہ اس نے اس سال کی بعض ضروری چیزیں ادھار خریدی ہوں،پس اگر وہ اپنے قرضوں کو اسی سال کے منافع میں سے ادا کرنا چاہتا ہوتو منافع میں سے قرض کے برابر وہ مستثنیٰ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۸: گھر کے قرض کی قسطوں وغیرہ کو اگر چہ سال کے منافع میں سے ادا کرنا جائز ہے لیکن اگر وہ ادا نہ کرے تو اس سال کے منافع میں سے ان کو مستثنیٰ نہیں کر سکتا ۔بلکہ خمس کی تاریخ آنے پر جتنے منافع باقی بچے ہوں سب کا خمس ادا کرنا

واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۹: وہ قرض جو اخراجات کیلئے نہ ہو مثلاً راٗس المال میں اضافہ کے لئے، منافع کو بچانے کے لئے، مستقبل میں بیچنے کی خاطر زمین خریدنے کے لئے ہو تو اگر چہ اسی سال کے منافع میں سے قرض کو ادا کرنا جائز ہے، لیکن اگر ادا نہ کرے اور خمس کی تاریخ آجائے تو قرض کی مقدار کو اس سال کے منافع میں سے کہ جس میں قرض لیا ہے مستثنیٰ نہیں کر سکتا بلکہ منافع میں سے سال کے اخراجات پورے کرنے کے بعد جتنی بچت آئے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

۴۔ کرائے وغیرہ کے طور پر جو مال پیشگی دیا جائے:

مسئلہ ۱۱۶۰: وہ مال جو کرائے پر لینے والا کرائے پر

دینے والے کو پیشگی دیتا ہے اگر وہ اس کے کاروبار کے منافع میں سے ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اس پر خمس واجب ہو جاتا ہے اور جب وہ گھر کے مالک سے اس مال کو واپس لے تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۱: جو افراد حج یا عمرہ پر جانا چاہتے ہوں اور اپنی نوبت محفوظ کرنے کے لئے بینک میں انہوں نے پیسے ادارہ حج و زیارات کے ساتھ عقد مضاربہ کے تحت رکھے ہوں اور ان پیسوں سے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہو پھر نام لکھوانے کے تین سال بعد ان کے حج پر جانے کی باری آجائے اورانھوں نے ادارۂ حج کو اصل مال اور اس کا نفع بھی دیا ہو اس کے بعد وہ حج یا عمرہ کے لئے چلے جائیں، پھر اگر وہ اسی سال حج پر جائیں کہ جس سال انھوں نے بینک کو پیسہ دیا تھا تو ان پر خمس نہیں ہے، لیکن اگر حج

پر جانے کی ان کی باری اس خمسی سال کے بعد آئے تو اصل مال پر خمس واجب ہو گا اگر وہ غیر مخمّس منافع میں سے ہو، رہ گیا اس پر حاصل ہونے والا فائدہ تو اگر حج پر جانے سے پہلے اس کا وصول ہو نا ممکن نہ ہو تو وہ اس سال کے منافع میں شمار ہو گا جس سال وصول ہو اور اگر اس دوران خرچ ہوجائے تو اس میں خمس نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۱۶۲: وہ مال جس کو کتابیں خریدنے کے لئے بعنوان سلف(پیشگی)کتابیں وصول ہونے سے پہلے دیا گیا ہو مگر کتابیں ابھی تک ان کو ارسال نہ کی گئی ہوں تو ان پر اس سال میں خمس نہیں ہے،بشرطیکہ مذکورہ کتابوں کی ان کو ضرورت ہو اور وہ معمول کے مطابق اور عرف عام میں ان کے شایان شان ہوں اور ان کو حاصل کرنا پیشگی قیمت ادا کرنے پر موقوف ہو۔

فائدہ کے خمس کا حساب اور ادائگی کا طریقہ

عین فائدے میں خمس کا واجب ہونا:

مسئلہ ۱۱۶۳: وجوب خمس کا تعلق اصل فائدے سے ہے۔ (یعنی وہ چیز جو خارج میں موجود ہو چاہے وہ مال ہو یا جنس ہو)اور ارباب خمس اس چیز کے تمام حصہ میں مالک کے ساتھ شریک ہوتے ہیں لہٰذامالک کے لئے اس چیز میں تصرف کرنا، خمس دینے سے پہلے ولی امر خمس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے ۔(چاہے تصرف حقیقی خارجی سے ہو جیسے کھانا،پہننایا اعتباری ہو جیسے بیچنا، ہبہ کرنا کرائے پر دینااور مصالحت کرنا)چاہے وہ اس کو اپنے ذمّے ارباب خمس کے قرض کے طور پر رکھ لے اور اگر فرضاً وہ اس چیز میں تصرف کرکے اس کو ضایع کر دے تو خمس کی مقدار کا ضامن ہو گا اور اسی طرح وہ

اس چیز کے ایک حصے میں بھی خمس دینے سے پہلے تصرف کا جواز نہیں رکھتا،چاہے اس کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ خمس کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور باقیماندہ میں سے خمس ادا کرنے کا عزم بھی رکھتا ہو۔

خمس واجب ہونے کا زمانہ

مسئلہ ۱۱۶۴: فائدے پر خمس اس وقت واجب ہوتا ہے جب فائدہ حاصل ہو،لیکن خمس کی ادائیگی کا وقت خمس کی تاریخ آنے تک رہتا ہے،اسی وجہ سے مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ خمس کی تاریخ سے پہلے خمس ادا کردے اور اسی طرح خمس کی تاریخ کو آگے پیچھے کرنا بھی جائز ہے،بشرطیکہ گذشتہ مدت کے فوائد سال میں حساب کئے جائیں اور ارباب خمس کو نقصان نہ ہو۔

ادائیگی میں اصل منفعت یا اس کی قیمت کو دینے میں مخیر ہونا:

مسئلہ ۱۱۶۵: مالک کو اختیار ہے کہ اپنے مال کا خمس اصل منفعت میں سے ادا کرے یا اس کے برابر قیمت ادا کرے، لیکن اگر اس کے برابر قیمت میں سے دینا چاہے تو وہ مال اگر منافع ہو تو اس کا خمس دینا بھی واجب ہے مثال کے طور اصل ملکیت جیسے گھر یا زمین پر خمس واجب ہو اور اگر منافع میں سے اس کا خمس دینا چاہے تو منافع کا خمس ادا کرنا بھی واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۶۶: سونے کے بسکٹ جن کا ریٹ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اگر ان کی قیمت میں سے خمس دینا چاہے تو معیار اس دن کی قیمت ہے جس دن حساب کر کے ادا کرے۔

سالانہ درآمد کے خرچہ کا منہا (الگ) کرنا:

مسئلہ ۱۱۶۷: سال کے دوران فائدہ حاصل کرنے کے لئے اقتصادی امور پر جو کچھ خرچ کرتا ہے جیسا کہ حمل و نقل ہونے والے نقصانات کے اخراجات، جگہ کا کرایہ اور آلات و وسائل کی اجرت، دلال اور کاریگر کی مزدوری اور ٹیکس وغیرہ ان سب کو سالانہ خمس کے منافع میں سے مستثنیٰ کیا جائے گا۔

فائدے کے خمس کا سالانہ مخارج سے متعلق ہونا:

مسئلہ ۱۱۶۸: فائدہ کے خمس کا اخراجات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ جن منافع کو انسان ضروریات اور لوازم اور معیشت مہیا کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے ان میں خمس نہیں ہے، سال کے منافع کو خرچ کرنے کے بعد جو بچت آتی ہے، خمس کی تاریخ آنے پر خمس صرف اس پر واجب ہوتا

ہے۔

درآمد کے سال کا خرچ منہا (الگ) کرنا :

مسئلہ ۱۱۶۹: سال کا خرچ اسی سال کے منافع میں سے لیا جاتا ہے جس سال میں خرچ ہو ا ہے اس سے پہلے یا بعد کے سال سے نہیں، بنا بر ایں اگر کسی سال کوئی فائدہ نہ ہو تو اس سال کے اخراجات کو گذشتہ یا آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا، فائدے میں سے خرچ کرنے کے لئے دوسرا مال موجود نہ ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ ۱۱۷۰: فائدے میں سے خرچ نکالنے میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے پاس اس فائدے کے علاوہ دوسرا مال نہ ہو بلکہ چاہے اس کے پاس اور مال ہو کہ جس پر خمس نہ ہو یا خمس ہو مگر اس نے ادا کر دیا ہو بلکہ وہ فائدے کا کچھ حصہ لے کر اس

کو اس مال پر خرچ کر سکتا ہے ہاں اگر اس نے اخراجات، منفعت اور مخمّس مال میں سے نکالے ہوں تو خمس کی تاریخ آنے پر مخمّس اور غیر مخمّس کے تناسب سے جو مال اس کے پاس بچاہے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے اور جو مخمس مال اس نے سال کے منافع میں سے خرچ کیا ہے اس کو مستثنیٰ کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً اگر اس چاول کو اپنے اخراجات میں لگائے جس کا خمس دے چکا ہے تو نئے چاول میں سے اس کے برابر مستثنیٰ نہیں کر سکتا بنا بر ایں سال میں جو نئے چاول خرچ کرے گا اس میں خمس نہیں ہے لیکن خمس کی تاریخ آنے پر جو چاول بچا ہو گا اس کا خمس دینا واجب ہے۔

خمس کا سال ہونا:

مسئلہ ۱۱۷۱: جن لوگوں کے پاس منفعت ہو

چاہے تھوڑی ہی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ان کی خمس کی تاریخ مقرر ہونی چاہیئے تا کہ وہ اس تاریخ میں سال کے منافع کا حساب کر سکیں اور اگر اس تاریخ میں منافع میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا خمس ادا کریں ایسے میں فطری بات ہے کہ سال کے آخر اور سالانہ آمدنی کا حساب رکھنا مستقل طور پر واجب نہیں ہے بلکہ یہ تو اس چیز کی جانکاری حاصل کرنے کا طریقہ ہے کہ خمس واجب ہو اہے یا نہیں، لیکن یہ اس وقت واجب ہو جا تا ہے کہ جب کسی شخص کو یہ معلوم ہو کہ خمس اس پر واجب ہے تاہم کتنا واجب ہے یہ نہ جانتا ہو لیکن اگر کاروبار کے منافع میں سے اس کے پاس کچھ نہ بچا ہو بلکہ جو کماتا ہو وہ اخراجات میں لگا دیتا ہو تو خمس اس پر واجب نہیں ہوتا۔ کہ وہ اس کا حساب کرے۔

مسئلہ ۱۱۷۲: وہ میاں بیوی جو دونوں مشترکہ طور

پر اپنی تنخواہ کو گھر کی ضروریات میں خرچ کرتے ہیں خمس کی تاریخ آنے پر تنخواہ اور سالانہ اخراجات میں سے جو بچا ہو ہر ایک پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے، یہی حکم خاتون خانہ کا ہے کہ جس کے شوہر کے خمس کا سال معین ہو اور وہ آخر سال میں خمس دیتا ہو خاتون خانہ کو بھی کچھ نفع ہوتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ جس دن اسے پہلا فائدہ حاصل ہو اس دن سے اپنے خمس کے سال کا آغاز کرے اور سال کے دوران اپنے منافع میں سے سے جتنا ذاتی اخراجات جیسے زیارتوں اور ہدایا وغیرہ میں لگائے ہوں اس میں خمس نہیں ہے لیکن سال کے منافع میں خرچ کرنے کے بعد جو بچ جائے تو اس پر سال کے آخر میں اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۳: مکلف کے لئے جائز ہے کہ اپنے مال کے خمس کا خود حساب کرے اور جتنا اس پر

واجب ہو اسے ولی امر خمس یا اس کے وکیل کو دے۔

خمس کے آغاز سال کی تعیین

مسئلہ ۱۱۷۴: خمس کے سال کی ابتدا مکلف کی تعیین اور حد بندی پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ ایک واقعی امر ہے جس کا تعیّن منفعت حاصل ہونے کی بنیاد پر خود بخود ہو جاتا ہے، بنا بر ایں کاریگروں اور ملازموں وغیرہ کے خمس کاسال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن ان کو کام اور ملازمت کی پہلی تنخواہ یا آمدنی حاصل ہو اور تاجروں اور زمین کی خرید وفروخت کرنے والوں کے خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن وہ خرید وفروخت شروع کریں اور کاشتکاروں کے خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن کھیتی باڑی کی پہلی محصول

ان کے ہاتھ آئے۔

مسئلہ۱۱۷۵: جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ تنخواہ لینے والے چاہے ملازم ہو ں یا مزدور وغیرہ ان کے خمس کا آغاز سال اس وقت سے ہو گا جس روز ان کو پہلی تنخواہ ملے یا ملنے کی توقع ہو اس دن سے نہیں کہ جس روز وہ کام اور نوکری شروع کرتے ہیں ۔

خمس کا سال اختیار کرنے کی آزادی

مسئلہ۱۱۷۶: مکلف کو اختیار ہے کہ وہ خمس کے لئے قمری سال کو اختیار کرے یا شمسی کو اختیار کرے۔

رأس المال کے خمس کی ادائیگی اور حساب کرنے کا طریقہ:

مسئلہ۱۱۷۷: رأس المال کے خمس کا حساب کرنے کاطریقہ یہ ہے :

سب سے پہلے انسان کے پاس جتنے اجناس اور نقدی اموال ہوں ان کی قیمت لگاکر سال کے آخر میں ان کا خمس ادا کرے، دوسرے سال ان سب چیزوں کا رأس المال کے ساتھ موازنہ کرے اور دیکھے کہ اگر رأس المال سے کچھ زیادہ ہے تو اس کو منفعت میں حساب کرے کہ جس پر خمس واجب ہے لیکن اگر کچھ بھی زیادہ نہ ہو تو خمس واجب نہیں ہے مثلاً کسی شخص کے پاس ۹۸ بھیڑ بکریاں اور کچھ نقدی ہو جو اس کا رأس المال ہو اور ان سب کا خمس اس نے دے دیا ہو اور اب جب دوسرا سال آئے تو اس کی موجودہ بھیڑ بکریوں کی قیمت اور اسی طرح موجودہ نقدی مال کل ملا کر ۹۸ بھیڑ بکریاں اور پچھلے سال کے مخمس نقدی مال سے زیادہ ہو تو جتنا زیادہ ہو گا اس پر خمس واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۱۷۸: رأس المال کا حساب کرتے وقت

جتنا بھی غیر نقدی سامان ہے اس کی قیمت معین کرنا واجب ہے چاہے جیسے بھی ممکن ہو خواہ اندازہ لگا کر سہی اس کام کے مشکل ہونے کا بہانہ بنا کر اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۱۷۹: اگر وہ مال کہ جس میں خمس نہیں ہوتا جیسے انعامات وغیرہ رأس المال سے مخلوط ہو جائے تو سال کے آخر میں جائز ہے کہ اس کو رأس المال سے مستثنیٰ کرے اور پھر باقیماندہ اموال کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۰: مخمس رأس لمال کو مستثنیٰ کرنے کا معیار اصلی رأس المال ہے بنا بر ایں اب اگر وہ اصلی رأس المال کہ جس پر اس کا کاروبار چلتا ہے جیسے سونے کے سکّے وغیرہ تو خمس کا سال آنے پر اتنی تعداد میں مخمس سکّے الگ کر لئے جائیں گے،چاہے پیسوں کے نرخ کے حساب سے گذشتہ

سال کے مقابلہ میں ان کی قمیت چڑھ گئی ہو، لیکن اگر رأس المال نقدی نوٹ یا سامان ہو یا اجناس وغیرہ ہوں اور اس نے گذشتہ سال کے موقع پر ان چیزوں کو سونے کے سکّوں کے برابر کرکے ان کا خمس ادا کیا ہو تو آنے والے سال کے موقع پر سونے کے سکوں کے برابر جو قیمت لگائی تھی صرف اس کے برابر مستثنیٰ کرنا جائز ہو گا سکوں کی تعداد کے برابر نہیں، بنا بر ایں اگر آنے والے سکوں کا نرخ بڑھ گیا ہو تو بڑھی ہوئی مقدار کو منافع میں حساب کیا جائے گا اور اس میں خمس واجب ہو گا۔

منافع کے خمس کا حساب صحیح ہونے میں شک ہونا:

مسئلہ ۱۱۸۱: گذشتہ برسوں کے منافع کے خمس کا حساب صحیح ہونے میں اگر شک ہو تو شک پر

دھیان نہیں دے گا اور پھر سے ان کا خمس دینا واجب نہیں ہو گا ہاں جو اس کے پاس منفعت موجود ہے اگر اس کے بارے میں شک کرے کہ وہ گذشتہ سالوں کی ہے جن کا خمس دے چکا ہے یا موجودہ سال کی ہے کہ جس کا خمس ابھی نہیں دیا ہے تو یہاں پر احتیاطاً واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے مگر یہ کہ اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے اس کا خمس دے چکا ہے۔

خمس ادا کرنے میں شک:

مسئلہ ۱۱۸۲: اگر شک کرے کہ خمس دیا ہے یا نہیں تو اگر مشکوک وہ چیز ہو جس میں خمس ہوتا ہے تو خمس کی ادائیگی کا یقین ہونا ضروری ہے۔

مصالحت :

مسئلہ ۱۱۸۳: جو لوگ نہیں جانتے کہ ان کے

منافع میں خمس ہے یا نہیں؟مثلاً جو شخص یقین کے ساتھ جانتا ہو کہ اس نے رہائشی مکان خرید ا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ آیا اس نے سال کے منافع سے سال کے دوران اسے خرید ا ہے یا سال خمس کے حلول کے بعد اور خمس ادا کرنے سے پہلے خرید ا ہے تو ان پر واجب ہے کہ ولی امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ مصالحت کریں۔

مسئلہ ۱۱۸۴: جس خمس کا یقین ہو اس میں مصالحت نہیں ہوتی۔(چونکہ مصالحت مشکوک میں ہوتی ہے)

مداورت (لین دین پر مصالحت):

مسئلہ ۱۱۸۵: جن لوگوں پر خمس واجب ہو چکا ہو لیکن وقت حاضر میں وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہوں تو واجب ہے کہ ولی امر خمس کے ساتھ بات چیت

کریں اور خمس کو اپنے ذمے لے لیں بعد میں جب بھی اور جتنی مقدار میں بھی ان کی توانائی ہو رفتہ رفتہ ادا کریں۔

مسئلہ ۱۱۸۶: ایسا شخص جو اپنا کچھ مال اپنے ان اموال کے خمس کے طور پر ادا کرے جن پر خمس واجب نہیں ہوا ہے پس اگر اس مال کو خمس کے شرعی مصارف میں خرچ کردیا گیا ہو تو جو اس وقت اس نے دیا تھا وہ اس خمس میں شمار نہیں ہو گا جو اس وقت ان کے ذمّے ہے ہاں اگر وہی مال موجود ہو تو اس کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۷: جو شخص یہ احتمال دیتا ہو کہ اس کے باپ نے اپنی زندگی میں اپنے اموال کا خمس با لکل نہیں دیا ہے چنانچہ وہ کچھ زمین اسپتال بنانے کے لئے ہبہ کرے تو اگر وہ اس زمین کو متوفی کے امور کے خمس میں حساب کرنا چاہے تو اس زمین کو

خمس میں حساب نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۱۱۸۸: ایسی اصالتاً بنجر زمین جو اس کی ملکیت نہ ہو جس کے نام درج ہے اس کو خمس میں دیکر جو خمس اس کے اوپر قرض ہے اس میں حساب کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ اس کی مملوکہ زمین کو میونسپلٹی یا حکومت مفت میں یا عوض دے کر اپنے قبضے میں لے سکتی ہے مالک اس کو بعنوان خمس دے کر خمس کا جو قرض اس کے ذمے ہے اس میں حساب نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۱۸۹: خمس اور دوسرے حقوق شرعیہ کو بینک کے ذریعے ادا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بنابر ایں جس شخص کے لئے بعینہ خمس کے مال کو ولی امر خمس تک پہنچانا یا اس کے وکیل تک پہنچانا مشکل ہو وہ بینک کے حوالے سے بھیج سکتا ہے چاہے بینک سے لیا گیا مال وہی نہ ہو جو اس نے بطور خمس

دیا تھا۔

معدنیات(کان)کا خمس:

مسئلہ ۱۱۹۰: ایک شخص یا چند اشخاص مشترکہ طور پر جو معدنیات استخراج کرتے ہیں اس صورت میں ان پر خمس واجب ہے کہ جو کچھ انھوں نے نکالا ہے وہ شرکاء میں سے ہر ایک کا حصہ نکالنے اور صاف کرنے کے اخراجات مستثنیٰ کرنے کے بعد نصاب کی حد تک پہنچ جائے جو کہ بیس دینار یا دو سو درہم جنس یا قیمت ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۱: معدنیات میں خمس کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ شخص یا اشخاص مشترکہ طور پر اس کا استخراج کریں شرط یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے اس کے علاوہ جو اس نے استخراج کیا ہے وہ اس کی ملکیت ہو لیکن وہ معدنیات

جن کو حکومت نکالتی ہے چونکہ وہ کسی شخص یا اشخاص کی ملکیت نہیں، بلکہ (جہت) عنوان کی ملکیت ہیں، لہٰذا وجوب خمس کی شرط اس میں نہیں پائی جاتی نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں حکومت پر خمس واجب ہونے کا کوئی موضوع نہیں ہے ۔

خزانہ:

مسئلہ ۱۱۹۲: ایسا خزانہ جو کسی شخص کو اپنی ملکیت میں دریافت ہو اس کا معیار یہ ہے کہ وہ جمہوری اسلامی کے قوانین کے تابع ہے بنابر ایں اگر ایسے چاندی کے سکے دریافت کرے جن کی تاریخ تقریباً سو سال پرانی ہو اور وہ اس زمین کے نیچے ہوں جس پر گھر بنایا ہو تو اس پر واجب ہے کہ جمہوری اسلامی کے قوانین کی طرف رجوع کرے۔

وہ حلال مال جو حرام سے مخلوط ہو :

مسئلہ ۱۱۹۳: جب کسی شخص کو یقین ہو جائے کہ اس کے اموال میں حرام مال مخلوط ہے لیکن صحیح طور پر اس کو اس کی مقدار معلوم نہ ہو اور اس کے مالک کو بھی نہ پہچانتا ہو تو اس کے حلال بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا خمس ادا کرے لیکن اگر اس کو اپنے اموال میں حرام کے مخلوط ہونے کا شک ہو تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۱۹۴: اگر ایسے گھرانے میں زندگی بسر کر رہا ہو جو خمس و زکوٰۃ نہیں دیتے اور ان کے اموال میں سود بھی مخلوط ہے تو جب تک اس کو ان اموال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو اس کے لئے ان سے استفادہ کرنا جائز ہے ۔اگرچہ اس کو یقین ہے کہ یہ لوگ خمس و زکوٰۃ نہیں دیتے اور ان کے اموال میں سود کی آمیزش ہے لیکن اس کا لازمہ

اس مال کے حرام ہونے کا یقین نہیں ہے جس میں اس نے تصرف کیا ہے ہاں جو اموال اس کے سامنے موجود ہیں اگر ان کے حرام ہونے کا یقین ہو تو ان میں تصرف کرنا اور ان سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس گھرانے سے الگ ہونا اور ان سے سماجی روابط ختم کرنا اس کے لئے باعث حرج ہو تو اس صورت میں ان کے مذکورہ اموال سے استفادہ کرنا جائز ہے لیکن ان اموال میں جو خمس و زکوٰۃ اور دوسرے کا مال ہے اس کا ضامن ہے۔

خمس کا مصرف

سہم امامؑ اور سہم سادات

مسئلہ ۱۱۹۵: خمس کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ایک حصہ سہم امامؑ اور دوسرا حصہ سہم سادات ہوتا ہے۔

مسئلہ۱۱۹۶: امام سے مراد ہر زمانے کا امام معصومؑ ہے اور ہمارے زمانے میں اس سے مراد حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں اور سادات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نسب حضور اکرم (ص) کے جد اعلیٰ حضرت ہاشمؑ سے ملتا ہو۔

مسئلہ۱۱۹۷: موجودہ زمانے میں سہم امامؑ کا اختیار کلی طور پر ولی امر مسلمین کے ہاتھ میں ہے (چونکہ امامؑ زمانہ تک رسائی ممکن نہیں ہے) تا کہ ولی امر مسلمین اس کو ان جگہوں پر خرچ کرے جن میں امام زمانہ کی مرضی ہو اور وہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے امور ہیں خاص طور پر علمی حوزات و مدارس کو چلانا وغیرہ اور سہم سادات کا اختیار بھی سہم امامؑ کی طرح ولی امر مسلمین کے ہاتھ میں ہے اس بنا پر جس کے ذمے یا جس کے اموال میں امامؑ کا حق ہو یا سہم سادات ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسے ولی

امر خمس کو یا اس کی طرف سے مجاز وکیل کے حوالے کرے اور اگر دونوں حصوں کو مقررہ موارد میں سے کسی ایک جگہ صرف کرنا چاہے،مثلاً مفید اور ضروری کتابیں خریدنے میں یا ضرورتمند سادات کی شادی کرانے میں یا سادات کی بجلی یا پانی کے بل وغیرہ ادا کرنے میں خرچ کرے تو اس سے پہلے ولی امر خمس یا اس کے مجاز وکیل سے اجازت لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۸: ایسا شخص جو کسی ایک مرجع تقلید کی تقلید کرتا ہے وہ اس کے فتوے کے مطابق سہم امامؑ اور سہم سادات کو ادا کرنا چاہے تو اپنے اس عمل کے ذریعے وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۱۹۹: سہم امامؑ اور اسی طرح سہم سادات بخشش کے قابل نہیں ہیں ۔

مسئلہ ۱۲۰۰: حقوق شرعیہ جیسے خمس و زکوٰۃ سے تجارت کرنا محل اشکال ہے کہ جن کا مقررہ جگہوں پر خرچ کرنا واجب ہے اور ولی امر خمس کی اجازت کے بغیر ان کو خرچ کرنا چاہے ان کے فوائد سے کسی دینی ادارے میں حصول منفعت کے لئے ہی کیوں نہ ہو (محل اشکال ہے) اور بر فرض تجارت جو فائدہ ان سے حاصل ہو گا وہ بھی رأس المال کے تابع ہو گا کہ اس کو بھی انہی جگہوں پر خرچ کرنا واجب ہے جہاں اصل مال کو خرچ کیا جاتا ہے اور اس میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۱: اگر حقوق شرعیہ ولی امر خمس کے وکلاء کو یا دوسرے اشخاص کو دیں تا کہ وہ ان کے دفتر میں پہنچادیں تو وہ ان سے ولی امر خمس کی مہر لگی ہوئی رسید کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۲۰۲: اگر کسی کو شک یا شبہ ہو کہ جو

شخص اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس ولی امر خمس کا اجازہ ہے کہ اس کے پاس اجازہ ہے یا نہیں؟ تو احترام کی رعایت کرتے ہوئے مطالبہ کر سکتا ہے کہ وہ تحریری اجازہ دکھائے یا ایسی رسید کا مطالبہ کرے جس پر ولی امر خمس کی مہر ہولہٰذا اگر وہ ولی امر خمس کے اجازے کے مطابق عمل کرے تو اس کا عمل تائید شدہ ہو گا۔

مسئلہ ۱۲۰۳: اس شخص کے لئے سہم امامؑ یا سہم سادات لینا جائز نہیں ہے جو شرعاً مستحق نہ ہو اور حوزہ علمیہ کے وظیفہ کے قوانین کے دائرے میں نہ آتا ہو ۔

مسئلہ ۱۲۰۴: مستحق سہم سادات کے شرائط:

۱۔ سید ہو ۔

۲۔ مومن (یعنی شیعہ اثنا عشری)ہو۔

۳۔ غریب ہو۔

۴۔ اس کا نان ونفقہ واجب نہ ہو ۔

۵۔ وہ اس کو معصیت میں خرچ نہ کرے۔

۶۔ وہ علی الاعلان گناہ نہ کرتا ہو ۔

ا۔ سادات ہو:

مسئلہ۱۲۰۵: وہ سید جس کے لئے سہم سادات لینا جائز ہے، وہ ہے کہ جس کا باپ کی طرف سے نسب پیغمبر اکرم ﷺ کے جد حضرت ہاشمؑ سے ملتا ہو، پس تمام علوی، عقیلی،اور عباسی سادات ہاشمی کہلاتے ہیں اور ہاشمی سادات کی خاص رعایت سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

مسئلہ۱۲۰۶: باپ کی طرف سے جو شخص حضرت عباس بن علی بن ابیطالبؑ کی طرف منسوب ہو اس کا شمار علوی سادات میں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۷: ماں کی طرف سے جو لوگ رسول ﷺ کی طرف منسوب ہیں اگر چہ وہ رسول (ص) اللہ کی اولاد کہلاتے ہیں مگر سیادت کے شرعی احکام اور آثار مرتب ہونے کا ملاک اور معیار باپ کی طرف سے منسوب ہو نا ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۸: نسبی رشتہ داروں میں سے کسی کے وثیقے میں عنوان سید کا ذکر ہوناسید ہونے کی شرعی دلیل نہیں ہے اور جب تک اطمینان اور شرعی دلیل سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ سید ہے تب تک سیادت کے شرعی احکام و آثار اس پر مرتب نہیں ہو ں گے۔

مسئلہ ۱۲۰۹: منہ بولے بیٹے پر بیٹا ہونے کے شرعی آثار مرتب نہیں ہوتے اور جو شخص حقیقی باپ کی طرف سے سید نہ ہو تو اس پر سادات کے

فہرست

آثار و احکام نافذ نہیں ہوں گے۔

۲۔ مومن ہو:

مسئلہ ۱۲۱۰: جو سید سہم سادات لینے کا حقدار ہے اس کا مومن ہو نا شرط ہے ۔

۳۔ غریب ہو:

مسئلہ ۱۲۱۱: وہ سادات جو ذرائع معاش کے مالک ہوں جب ان کی آمدنی طبق معمول اور عرف عام میں ان کی شان (حیثیت) کے مناسب بقدر کافی ہو تو وہ خمس کے مستحق نہیں ہو گے۔

مسئلہ ۱۲۱۲: اگر سید باپ اپنی اولاد کو نان و نفقہ دینے میں کوتاہی کرتا ہو اور اولاد بھی اپنے باپ سے اپنے اخراجات وصول نہ کر سکتی ہو تو سہم سادات سے ان کے خرچے کے بقدر دینا جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۲۱۳: ضرورتمند سادات کو جب کھانے اور

پینے کے علاوہ عرف عام میں ان کی شان اور حالت کے مطابق دوسری چیزوں کی ضرورت ہو تو سہم سادات میں سے ان کی وہ ضرورتیں پوری کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۴: اگر سید عورت کا شوہر اپنی تنگدستی کی بنا پر اپنی بیوی کو اخراجات نہ دے سکتا ہو اور زوجہ بھی غریب ہو تو وہ اپنی ضرورت کے بقدر سہم سادات میں سے لے سکتی ہے اور مال سادات سے جو اس نے لیا ہو اسے اپنی اولاد حتیٰ اپنے شوہر پر بھی خرچ کرنا اس کے لئے جائز ہے۔

۴۔ اس کا نفقہ دینا واجب نہ ہو:

مسئلہ ۱۲۱۵: جس کا نفقہ دینا واجب ہو اس کو خمس دینا جائز نہیں ہے مثلاً کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے غریب ماں باپ کو خمس دے کہ جن

پر دوسرے مال میں سے خرچ کر سکتا ہو۔

۵۔ معصیت میں خرچ نہ کرے:

مسئلہ ۱۲۱۶: وہ سید جس کو سہم سادات دیا جاتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ اس کو معصیت کے کاموں میں خرچ نہ کرے اور نہ اس مال سے گناہ اور برائیوں کو پھیلانے پر اس کی اعانت ہوتی ہو۔

۶۔ وہ علی الاعلان گناہ نہ کرتا ہو:

مسئلہ ۱۲۱۷: جس سید کو سہم سادات دیا جاتا ہے اس کے لئے شرط ہے کہ علی الاعلان گناہ نہ کرتا ہو لہٰذا غیر عادل کو دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ ظاہری طور پر معصیت نہ کرے اور پانچویں شرط بھی اس میں پائی جاتی ہو۔

خمس کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۲۱۸: خمس کے حوالے سے جو مال

مشکوک ہو اس میں استعمال کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے مگر یہ کہ سابق میں یقین ہو کہ اس میں خمس واجب ہو چکا تھا بنا بر ایں:

مسئلہ۱۲۱۹: اس شخص کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی اشکال نہیں ہے جو اپنے اموال کا خمس ادا نہیں کرتا جب تک کہ جو کھانا کھا رہا ہے اس میں خمس کے واجب ہونے کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ۱۲۲۰: اگر کسی جگہ کا مالک ایسے لوگوں کے ساتھ لین دین کرتا ہو جن کے بارے میں شک ہو کہ وہ اپنے اموال کا خمس دیتے ہیں یا نہیں تو جب تک بعینہ اس مال میں خمس کے وجوب کا یقین نہ ہو کہ جو مال خریدار کو دے رہا ہے اس پر کچھ بھی نہیں ہے اور اس سے پوچھنا اور جستجو کرنا بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۱: ایسے مسلمانوں کے ساتھ معاشرت رکھنے میں جو دینی امور خاص کر خمس اور نماز وغیرہ کا خیال نہیں رکھتے اس صورت میں کہ اگر ان کے ساتھ معاشرت کا لازمہ ان کے امور دینیہ کا ملتزم نہ ہونے کی تائید نہ ہو تو اس صورت میں امر بہ معروف و نہی از منکر کے عنوان سے ان کے ساتھ ترک معاشرت وقتی طور پر واجب ہے۔ہاں ان کے اموال سے استفادہ کرنا جیسے کھانا کھانا وغیرہ ہو تو جب تک اس میں خمس کا یقین نہ ہو بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۲: جس کے ذمے حقوق شرعیہ ہوں وہ اس پیسے کو دوسری کرنسی جیسے ڈالر وغیرہ میں بدل سکتا ہے کہ جس کا نرخ ثابت ہو لیکن جب ان حقوق کو ادا کرنا چاہے تو ادائیگی کے وقت ان کی قیمت حساب کرے لیکن جو شخص حقوق شرعیہ وصول کرنے میں ولی امر خمس کی طرف سے وکیل

ہو اور وہ شخص جو اس سلسلے میں قابل اعتماد اور امانتدار ہو اس نے جس کرنسی میں حقوق شرعیہ وصول کئے ہوں انھیں دوسری کرنسی میں تبدیل کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہو صرف نرخوں کا تغیّر و تبدل (یعنی دوسری کرنسیوں کے مقابلے میں قیمت کا عدم ثبات تبدیل کرنے کا شرعی جواز نہیں بن سکتا)

مسئلہ ۱۲۲۳: اگر کوئی شخص حقوق شرعیہ میں سے اپنے اموال کو اس شخص کے اجازے کے مطابق کہ جس کو حقوق شرعیہ دینا واجب ہے، مدرسہ وغیرہ بنانے میں لگا دے اور اس کی نیت یہ ہو کہ جو حقوق اس کے ذمے ہیں انہیں ادا کر رہا ہے تو بعد میں وہ ان کو واپس نہیں لے سکتا اوریہاں تک کہ اس میں مالکانہ تصرف بھی نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۲۲۴: اگر کوئی شخص اپنا کچھ مال مستحبی حج پر

جانے کے لئے ادارۂ حج کو دے اور بیت اللہ کی زیارت پر جانے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جائے تو جو رقم اس نے ادارۂ حج کو دی تھی اور اس کے بدلے ادارۂ حج سے جو سند لی تھی اس کے ترکہ میں اس کو موجودہ قیمت میں حساب کیا جائے گا اور اب اس کو مستحبی حج میں خرچ کرنا واجب نہیں ہے اگر اس کے ذمے حج نہ ہو اور اس نے وصیت بھی نہ کی ہو، ہاں جو رقم اس نے سفر حج کے لئے دی تھی اگر اس پر خمس واجب تھا اور اس نے نہیں دیا تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے ۔

چھٹی فصل-انفال

انفال کا مطلب:

انفال وہ عمومی اموال ہیں جن کا اختیا ر نبی اکرم ﷺاور ان کے بعد امام معصومؑ کے پاس ہے اورغیبت کے زمانے میں اس کا اختیار ولی امر مسلمین کے پاس ہے (یعنی وہ اسلامی حکومت کے زیر استعمال ہوں گے)اور واجب ہے کہ مسلمانوں کے عام مصالح میں ان کو خرچ کیا جائے ۔

مصادر انفال

مسئلہ ۱۲۲۵: درج ذیل چیزیں مصادر انفال ہیں :

۱۔ فیٔ یعنی وہ چیزیں جو بغیر جنگ اور لشکر کشی کئے مسلمانوں کے قبضے میں آگئی ہوں چاہے وہ زمین ہو یا دوسری چیزیں۔

۲۔ وہ مردہ زمین جس کو آباد کرکے اور اس کی

اصلاح کر کے ہی اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ وہ شہر اور دیار جن سے ان کے باشندے ہجرت کر گئے ہوں اور وہ ویران ہوگئے ہوں ۔

۴۔ بڑے بڑے دریاؤں اور سمندروں کے ساحل۔

۵۔ قدرتی جنگلات اور بانس کے جنگل، وادیاں اور پہاڑوں کی چوٹیاں ۔

۶۔ بادشاہوں کے خصوصی اموال اور ان کی نفیس چیزیں جو جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔

۷۔ عمدہ غنائم جیسے اصیل گھوڑے اور مہنگے کپڑے وغیرہ۔

۸۔ اذن امام ؑ کے بغیر لڑی گئی جنگ میں جو غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔

۹۔ اس شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

۱۰۔ معادن (کانیں)۔

مسئلہ ۱۲۲۶: اگر کوئی شخص اینٹوں کے کارخانے کے پاس زمین خریدے تا کہ اس کی مٹی بیچ کر اس سے استفادہ کرے تو اگر وہ زمین احیا شدہ ہو اور بیچنے والے کی شرعی ملکیت ہو، اگرچہ وہ انفال سے خارج ہو اور خریدار کی خاص ملکیت ہو لیکن جو ٹیکس اس کی مٹی کے منافع پر عائد ہوتا ہے اس کا ادا کرنا واجب ہے اس صورت میں کہ اگر وہ مجلس شورائے اسلامی کے صادر کردہ قانون کے مطابق ہواور اس کوماہرین کی کونسل نے بھی پاس کیا ہو اور حکومت اس کے مطالبے کا حق رکھتی ہو۔

مسئلہ ۱۲۲۷: میونسپلٹی کے لئے اس اختصاصی حق کا ہونا جائز ہے کہ وہ نہروں کے کنارے سے ریت اور مٹی وغیرہ اٹھا کر اسے عمارتوں اور شہر کی تعمیر میں لگائے اوربڑی نہروں کے کناروں پر اگر کوئی اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس سے سنا نہیں

جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۲۸: قدرتی چراگاہیں جو پہلے سے کسی کی ملکیت نہ رہی ہوں وہ انفال اور اموال عامّہ کا حصہ ہیں، اوران کا اختیار ولی امر مسلمین کو ہے لہٰذا ان کی خرید و فروخت کسی بھی حالت میں صحیح نہیں ہے اور قبائلیوں کا پہلے سے وہاں آنا جانا ان کے مالک ہونے کا باعث نہیں بنتا۔

مسئلہ ۱۲۲۹: عمومی قدرتی چراگاہیں جوپہلے سے کسی کی ملکیت نہ رہی ہوں وہ کسی کی ملکیت خاص نہیں ہیں اور نہ ہی کسی کے لئے ان کو فروخت کرنا جائز ہے لیکن حکومت کی طرف سے معین کردہ گاؤں کے ذمہ دارکے لئے جائز ہے کہ گاؤں کے عام مفادات کے لئے اس شخص کی خاطر کچھ پیسے وصول کرے کہ جس کے حق میں مویشی چرانے کا اجازت نامہ جاری کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۲۳۰: لوگوں کی مملوکہ زمینوں کے پاس موجود چراگاہ میں مویشی چرانے کی اجازت مل جانے سے یہ جواز پیدا نہیں ہوتا کہ انسان دوسروں کی ملکیت میں مداخلت کرے اور ان کے مملوکہ پانی سے استفادہ کرے، مالک کی مرضی کے بغیران کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۲۳۱: چونکہ وقف کا صحیح ہونا شرعی اعتبار سے پہلے سے موجود ملکیت پر موقوف ہے جیسا کہ وراثت کا منتقل ہونا بھی مورّث کے پہلے سے مالک ہونے پر موقوف ہے پس وہ جنگلات اور قدرتی چراگاہیں کہ جن کا کوئی مالک نہ رہا ہو اور نہ ہی کسی نے پہلے سے ان کو احیا کر کے آباد کیا ہو وہ کسی کی خصوصی ملکیت نہیں ہیں کہ ان کا وقف کرنا صحیح ہو یا وہ کسی کی میراث قرار پائیں بہر حال جنگل کا کچھ حصہ جو کھیت یا گھر وغیرہ کی صورت میں آباد کیا گیا ہو

اور وہ شرعی ملکیت بن گیا ہو اگر اس کو وقف کیا جائے تو شرعی متولی اس میں تصرف کا حقدار ہو جائے گا لیکن اگر وقف نہ کیا جائے تو اس کے مالک کو اس میں تصرف کرنے کا حق ہو گا،جنگل اور چراگاہوں کا باقی جو قدرتی جنگل کی شکل میں ہو وہ عمومی اموال اور انفال میں شامل ہو گا اور اس پر اسلامی حصہ حکومت کا قانون نافذ ہو گا۔

ساتویں فصل-جہاد

جہاد کا مطلب:

جہاد کا مطلب اسلام کی طرف دعوت دینے اور اس کے تسلط اور نفوذ کو پھیلانے کے لئے جنگ کرنا یا دشمنوں کے حملے کے مقابلے میں اسلا م کا

دفاع کرنا ہے۔

جہاد کا وجوب:-

مسئلہ۱۲۳۲: جہاد اہم ترین دینی ارکان میں سے ہے اور اس کا وجوب دین مبین اسلام کی ضروریات میں سے ہے ۔

جہاد کی قسمیں :

مسئلہ۱۲۳۳:جہاد کی دو قسمیں ہیں :

ا ۔ جہاد ابتدائی: یہ وہ جہاد ہے جو تبلیغ دین کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ہو تا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی لشکردشمن پر حملہ کرتا ہے اس سے جنگ کرتا ہے چاہے اس پر حملہ نہ ہو،اس کی غرض اسلام کی نشرواشاعت کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرنا، کلمہ حق کو بلند کرنا،دینی شعائر کو قائم کرنا نیز کفار و مشرکین کی ہدایت کرنا

اور شرک و بت پرستی کا خاتمہ کرنا ہے، حقیقت میں جہاد ابتدائی کا مقصد کشور گشائی نہیں ہے بلکہ ان انسانوں کے فطری حقوق کا دفاع ہے کہ جن سے ان کو کافر، مشرک اور طاغوتی طاقتوں کے تسلط نے محروم کر دیا ہے اور وہ حقوق ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت عدالت اور اس کی وحدانیت کی گواہی دینا ۔

۲۔ جہاد دفاعی : اس کا مطلب دشمنوں کو حملے سے روکنا اور ان کو دفع کرنا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب دشمن اسلامی شہروں پر حملہ کرتا ہے اور سیاسی ثقافتی فوجی اور اقتصادی تسلط حاصل کرنے کے لئے ان کی سرحدوں پر جارحیت کرتا ہے۔

جہاد ابتدائی:

مسئلہ ۱۲۳۴: جہاد ابتدائی نبی اکرم ﷺ یا امام معصوم علیہ اسلام کے زمانے سے مخصوص نہیں ہے

فہرست

بلکہ ایسا فقیہ جو ولی امر مسلمین ہو اگر مصلحت کے تقاضوں کو محسوس کرے تو جہاد ابتدائی کا حکم دینا اس کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۵: اہل کتاب یعنی عیسائی یہودی اور زردشتی جو اسلامی ممالک میں رہتے ہوں، جب تک وہ اس اسلامی حکومت کے قوانین کے تابع رہیں کہ جس کے سائے میں وہ زندگی بسر کررہے ہیں تو ان کا حکم وہی ہے جو اس کا ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ معاہدہ ہو جائے بشرطیکہ وہ امان کے منافی کوئی فعل انجام نہ دیں یعنی ان کی جانیں، ان کے مال اور ناموس محترم اور محفوظ ہوں گے اور ان کے قانونی اور شرعی حقوق کی رعایت کی جائے گی۔

مسئلہ ۱۲۳۶: اگر کفار اسلامی ممالک پر حملہ کریں اور جنگ کے دوران ان مسلمانوں میں سے بعض کو اسیر کرلیں تو جنگی قیدیوں کا اختیار حاکم

اسلامی کے پاس ہے۔ مسلمانوں میں سے کسی کو بھی ان کا انجام معین کرنے کا کوئی حق نہیں ہے بنا بر ایں مسلمانوں میں سے کسی کو بھی اہل کتاب یا دوسرے کافر کو ملکیت میں لینا جائز نہیں ہے چاہے مرد ہوں یا عورتیں، چاہے بلاد کفر میں ہوں یا بلاد مسلمین میں ہوں ۔

۲۔ جہاد دفاعی:

مسئلہ ۱۲۳۷: اسلام و مسلمین کا دفاع کرنا واجب ہے اس کے لئے ماں باپ کی اجازت ضروری نہیں ہے لیکن پھر بھی انسان کے لئے بہتر ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو ان دونوں کی اجازت حاصل کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۸: اگر کسی کی جان بچانا اور قتل ہونے سے روکنا انسان کی فوری اور ذاتی مداخلت پر موقوف ہو تو ایسا کرنا جائز بلکہ شرعاً واجب ہے چونکہ

کسی محترم جان کی حفاظت کرنا واجب ہے اور یہ حاکم کی اجازت اور اس کے حکم پر موقوف نہیں مگر یہ کہ محترم جان کا دفاع حملہ آور کے قتل پر موقوف ہو تو اس کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا اپنا الگ حکم ہے ۔

آٹھویں فصل -امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب ہے لوگوں کو نیک کاموں کی طرف راغب کرنااور برے کاموں سے باز رکھنا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وجوب :

مسئلہ ۱۲۳۹: امر بالمعروف اور نہی عن المنکرنہایت ہی اہم اور عظیم اسلامی فرائض اور واجبات میں سے ہیں اور جو شخص اس عظیم الٰہی فریضہ کو ترک کر دے یا اس کی انجام دہی میں سستی اور کاہلی دکھائے وہ گناہ گار اور بڑی سخت اور مشقت آمیز سزا کا حقدار ہوگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب پر نہ صرف تمام فقہائے اسلام کا اتفاق ہے بلکہ ان کا وجوب، دین مبین اسلام کی ضروریات میں سے ہے ۔

مسئلہ ۱۲۴۰: امر بالمعروف و نہی عن المنکر شرائط کی رعایت کے ساتھ اسلامی احکام کی حفاظت اور سماج کی سلامتی کے تحفظ کے لئے عمومی شرعی فریضے کے طور پر جانا جاتا ہے محض یہ گمان کر لینا کہ اس سے بعض لوگ اسلام کے سلسلے میں بد ظن ہو جائیں گے

اس نہایت اہم فریضہ کو چھوڑ دینے کا باعث نہیں ہوتا۔

مسئلہ۱۲۴۱: اگر کسی ادارے میں انسان کو اطلاع ملے کہ قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے جیسے رشوت خوری وغیرہ تو شرعی قواعد و شرائط کے مطابق نہی عن المنکر واجب ہے، کسی بھی کام کو انجام دینے کے لئے رشوت یا غیر قانونی طریقوں کو اختیار کرنا چاہے برائیوں میں پڑنے سے روکنے کے لئے ہو جائز نہیں ہے، ہاں اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط نہ ہوں تو اس سلسلہ میں انسان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے مثلاً اگر وہ اس فریضہ کو انجام دے تو اسے اعلیٰ افسر کی طرف سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کی گردن سے یہ ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے، طبیعی بات ہے کہ یہ حکم ان مقامات کے لئے ہے کہ جہاں اسلامی حکومت نہ ہو

لیکن اگر اسلامی حکومت موجود ہو جو اس اہم الٰہی فریضہ کا اہتمام کرتی ہو تو جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے عاجز ہے اس کی ذمہ داری اس کام پر مامور حکومتی افراد کو اطلاع دینا ہے تا کہ یہ کام جو حکومت سے مخصوص ہے اسے حکومت انجام دے اور اس طرح کے مفاسد اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔

مسئلہ ۱۲۴۲: منکرات میں از حیث منکر کوئی فرق نہیں ہے لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ بعض منکرات بعض دیگر منکرات کی نسبت حرمت کے اعتبار سے شدید تر ہوں بہر حال جس انسان کے لئے شرائط مہیا ہوں اس پر نہی عن المنکر شرعاً واجب ہے اس کے لئے اس کو ترک کرنا یااس میں سستی کرنا جائز نہیں ہے اس سلسلے میں نہ منکرات میں کوئی فرق ہے اور نہ سماج کے بڑے چھوٹوں میں کوئی فرق

ہے ۔

مسئلہ ۱۲۴۳: ہر شعبے کے مخصوص ذمہ داروں پر واجب ہے کہ وہ ان غیر ملکی عہدہ دارو ں کو جو اسلامی حکومت کے بعض اداروں میں کام کرتے ہیں حکم دیں کہ وہ علیٰ الاعلان شراب نوشی اور حرام گوشت کھانے جیسے محرمات سے اجتناب کریں اور ملاً عام میں ایسا نہ کریں، رہ گئے وہ امور جو عفت عمومی کے ساتھ سازگاری نہیں رکھتے ان کے انجام دینے کی ان کے ساتھ رعایت نہ کی جائے بہر حال لازم ہے کہ متعلقہ ذمہ دار حضرات اس اہم کام کی انجام دہی کے سلسلے میں مناسب قدم اٹھائیں تا کہ ان چیزوں کی روک تھام ہو سکے۔

مسئلہ ۱۲۴۴: وہ جوان جو مخلوط نظام تعلیم کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں، اگر ان میں فساد اور خرابی کا مشاہدہ کریں تو خود ان مفاسد میں

مبتلا ہوئے بغیر ان پر واجب ہے کہ اگر شرائط موجود ہوں تو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے کو انجام دیں ۔

مسئلہ۱۲۴۵: جن عورتوں کا حجاب ناقص ہوتا ہے ان کو نیکی کی ہدایت کرنے اور برائی سے روکنے کا وجوب ان کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھنے پر موقوف نہیں ہے ہر مکلف پر واجب ہے کہ حرام سے بچے خاص طور پر اس وقت جب وہ برائی سے روکنے کا فریضہ انجام دے رہا ہو ۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حدود:

مسئلہ۱۲۴۶: امربالمعروف اور نہی عن المنکر لوگوں کے کسی خاص طبقے اور صنف پر منحصر اور ان سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ عوام الناس کے تمام طبقات میں ہر وہ شخص جو شرائط رکھتا ہواس پر فرض ہے

یہاں تک کہ عورت اور بیٹے پر یہ فریضہ موضوع اور شرائط موجود ہونے کی صورت میں جب وہ دیکھیں کہ شوہر یا باپ فعل حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں، واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۴۷: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر موضوع اور شرائط موجود ہونے کی صورت میں تمام مکلفین پر تکلیف شرعی ہونے کے علاوہ انسانی اور اجتماعی طور پرواجب ہے اس میں مکلف کے حالات کا کوئی دخل نہیں کہ وہ شادی شدہ ہے یا نہیں،اور کسی کے غیر شادی شدہ ہونے سے اس کی شرعی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شرائط:

مسئلہ ۱۲۴۸: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ معروف اور منکر کا علم رکھتا ہو ۔

۲۔ تاثیر کا احتمال ہو ۔

۳۔ معصیت پر اصرار ہو ۔

۴۔ اس سے کوئی خرابی لازم نہ آتی ہو۔

۱۔ معروف اور منکر کی جانکاری:

مسئلہ ۱۲۴۹: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان معروف اور منکر کے بارے میں جانکاری رکھتا ہو یعنی آمر و ناہی کے لئے واجب ہے کہ وہ معروف و منکر کو پہچانتے ہوں اگر نہ جانتے ہوں تو ان پر امر بالمروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہو گا ۔ بلکہ ایسا کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہو گا چونکہ جہالت کے نتیجہ میں ممکن ہے کہ منکر کا حکم دے دے اور معروف سے منع کر دے بنابر ایں جس شخص کو یہ نہیں بتایا گیا کہ جو وہ

کر رہا ہے حرام ہے یا نہیں اس کو نہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز نہیں ہے ۔ (مثلاً اگر نہ جانتا ہو کہ جس موسیقی کو سن رہا ہے حرام یا حلال ہے)

۲۔ تاثیر کا احتمال ہو:

مسئلہ ۱۲۵۰: دوسری شرط امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی یہ ہے کہ تاثیر کا احتمال ہو یعنی آمر و ناہی کے لئے یہ جاننا واجب ہے کہ اس کے امر و نہی کا اس شخص پر اثر ہو گا، اگر ایسا نہ ہو تو ان کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

مسئلہ ۱۲۵۱: اگرذمہ داروں کے نزدیک بطور قطعی ثابت ہو جائے کہ ان کے دفتر کا کوئی آدمی سستی کرتا ہے یا اصلاً نماز نہیں پڑھتا اور اس کو

وعظ و نصیحت کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو تا تو اس کے باوجود ان پر واجب ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت نہ برتیں چونکہ اگر شرائط کی رعایت کرتے ہوئے لگاتاران دو فریضوں کو انجام دیا جائے تو ضرور اثر ہوتا ہے اور امر بالمعروف کے ان پر اثر انداز ہونے سے مایوس ہونے کی صورت میں اگر قانون اجازت دیتا ہو کہ اس طرح کے لوگوں کو تنخواہ وغیرہ سے محروم کیاجائے تو ان کے سلسلے میں ایسا اقدام کرنا واجب ہو گا اور ان کو یہ بتا دیا جائے کہ ان کے خلاف یہ کارروائی ان کے اس فریضہ الٰہیہ کے سلسلے میں سستی برتنے اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے کی گئی ہے ۔

۳ ۔ معصیت پر اصرار :

مسئلہ ۱۲۵۲: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی تیسری شرط معصیت پر اصرار ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ گنہگار لگاتار معصیت کرتا ہو اور وہ اس پر اصرار کرتا ہو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ عنقریب بغیر امر و نہی کے گناہ سے باز آجائے گا یعنی عنقریب نیکی کرنے لگے گا اور برائی کو چھوڑ دے گا تو اس کو امر و نہی کرنا واجب نہیں ہے ۔

۴۔ کوئی خرابی نہ پائی جاتی ہو :

مسئلہ ۱۲۵۳: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس سے کوئی خرابی وجود میں نہ آئے یعنی امر و نہی کے نتیجہ میں کوئی مفسدہ وجود میں نہ آتا ہو اس بنا پر اگر امر و نہی کی وجہ سے آمر یا دوسرے مسلمانوں کو جانی، مالی یا ناموسی اعتبار سے نقصان پہیونچتا ہو تو ان پر امر و نہی واجب نہیں ہے طبیعی ہے کہ ایسے موقع پر مکلف پر واجب ہے کہ وہ اہمیت کو دیکھے،اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، میں یہ

دیکھے کہ ان دو فریضوں کے انجام دینے میں زیادہ خرابی لازم آتی ہے یا ترک کرنے میں اس کے بعدموازنہ کرے پھر جو زیادہ اہم ہو اس کو اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۴: اگر کسی ایسے شخص سے جو سماج میں طاقت اور نفوذ رکھتاہو اس کو امر و نہی کرنے کی وجہ سے ایسا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو جس کو نظر انداز نہیں کر سکتا تو اس صورت میں اس کو امرونہی کرنا واجب نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خوف کا منشاعقلائی ہو لیکن نیکی کرنے والے اور برائی کا ارتکاب کرنے والے کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو امرونہی کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیئے یا اس وجہ سے کہ اس سے نقصان پہنچنے کا خوف ہو اس کے باوجود برادر مومن کو پند و نصیحت کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

امر بالمعروف و نہی عن لمنکر کے شرائط سے متعلق بعض امور :

مسئلہ ۱۲۵۵: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بیان شدہ چار شرائط اگر موجود ہوں تو یہ دو فریضے واجب ہو جاتے ہیں پس اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو وجوب ساقط ہوجاتا ہے جیسا کہ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نتیجے میں کوئی خرابی لازم آتی ہو تو اس صورت میں واجب نہیں ہے چاہے دوسرے تمام شرائط موجود ہوں ۔

مسئلہ ۱۲۵۶: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط میں سے یہ نہیں ہے کہ امر و نہی کرنے والا فعل ماموراور ترک منہی کا اہتمام کرتا ہویعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر گنہگار شخص پر بھی واجب ہے اور اس دلیل کی بناپر کہ وہ گنہگار ہے اس فریضہ کو ترک نہیں کر سکتا (دینی منابع یعنی آیات و

روایات میں ایسے افراد کی مذمت اور سرزنش کی گئی ہے جو خود تو عمل نہیں کرتے لیکن دوسروں کو عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں یا خود تو گناہ کرتے ہیں مگر دوسروں کو گناہ سے روکتے ہیں بلکہ یہ سرزنش اس لئے ہے کہ انھوں نے اپنی شرعی ذمہ داری کو نہیں نبھایا ہے اس لئے نہیں ہے کہ انہوں نے امر و نہی کی ہے)

مسئلہ۱۲۵۷: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے شرط نہیں ہے کہ اس سے تارک معروف یا فاعل منکر کی کرامت اور بزرگی میں کمی واقع نہ ہوتی ہو یا لوگوں کی نظروں میں اس کی کسرشان نہ ہو بنا بر ایں اگر امر و نہی کے شرائط و آداب کی رعایت کرے اور ان کے حدود سے تجاوز نہ کرے لیکن اس کے باوجود مذکورہ صورت حال پیش آجائے تو امرونہی کرنے والا اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۸:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب:

۱۔ امر و نہی قلبی ۔

۲۔ امر و نہی لسانی۔(زبان اور الفاظ کے ذریعہ)

۳۔ امر و نہی عملی ۔

مسئلہ ۱۲۵۹: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب کی رعایت کرناواجب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ادنیٰ رتبے اور مرحلے سے کام چل جائے تو دوسرے مرحلے کا استعمال جائز نہیں ہے۔

۱۔ امر و نہی قلبی :

مسئلہ ۱۲۶۰: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پہلا مرحلہ دل سے امر و نہی کرنا ہے اس کا مطلب، دل سے خوشی اور رضایت اور کراہت اور ناپسندیدگی کا

اظہار کرنا یعنی مکلف پر واجب ہے کہ وہ فعل معروف کے سلسلے میں اپنی دلی رضایت کا اظہار کرے اور فعل منکر کے سلسلے میں اپنی دلی ناراضگی اور نفرت کا اظہار کرے ایسا کرنے سے اس کا مقصد فاعل منکر کو فعل معروف اور تارک معروف کو فعل معروف کی طرف متوجہ کرنا اور موڑنا ہو ۔

مسئلہ ۱۲۶۱: امر و نہی قلبی کے مراتب و درجات ہیں اگر پہلے مرتبہ سے مقصد پورا ہو جائے تو دوسرے مرحلے کو کام میں لانا جائز نہیں ہے اور یہ مراتب و درجات شدت و ضعف اور انواع و اقسام کے اعتبار سے کثیر تعداد میں ہیں ان مراتب میں سے مثال کے طور پر مسکرانا، ہنسنا، چہرے پر خوشی بکھیرنا، آنکھ بند کرنا یا دہشت زدہ ہونا، ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہونٹوں کو چبانا، ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنا یا سلام نہ کرنا، منہ موڑ لینا گردن یا پشت پھیر لینا، بات نہ

کرنا، ساتھ چھوڑ دینا اور معاشرت ترک کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ امر و نہی لسانی:

مسئلہ ۱۲۶۲: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دوسرا مرحلہ زبان سے امر و نہی کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مکلف پر واجب ہے کہ گفتگو کے ذریعہ کسی شخص کو فعل منکر سے روکے یا فعل معروف کی طرف اسے راغب کرے ۔

مسئلہ ۱۲۶۳: زبان کے ذریعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراتب اور درجات ہیں اور اگر پہلی مرتبہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے تو بعد والے مرتبہ کو کام میں لانا جائز نہیں اور یہ مراتب و درجات شدت و ضعف اور انواع و اقسام کے لحاظ سے مختلف ہیں مثال کے طور پر

ارشاد، یاد دہانی، موعظہ، نصیحت، مصالح و مفاسد اور منفعت و ضرر کا بیان یا بحث یا مناظرہ، استدلال وبرہان یا کلام میں سختی، یا کلام کے ذریعہ دھمکی دیناوغیرہ۔

۳۔ امر و نہی عملی :

مسئلہ ۱۲۶۴: تیسرا مرحلہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہاتھ کے ذریعہ امر و نہی کرنا اس کا مطلب ہے طاقت اور قوت کا استعمال کرنا اور کسی کو فعل معروف اور ترک منکر پر مجبور کرنا۔

مسئلہ ۱۲۶۵: امر و نہی عملی کے مراتب و درجات ہیں اور اگر پہلے درجے اور آسان طریقے سے مقصد حاصل ہو جائے تو دوسرے اور شدت آمیز مرتبے کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے یہ درجات اور مراتب بھی شدت و ضعف اور انواع و اقسام کے لحاظ

سے مختلف ہیں، مثلاً درمیان میں حائل ہو جانا،ہاتھ سے ہتھیار چھین لینا،معصیت میں استعمال ہونے والے آلات و وسائل کو دور کرنا، یا پیچھے کھینچ لینا،یا مضبوطی سے پکڑ لینا، روک دینا، منع کرنا، سختی کرنا،یا مارنا،یا تکلیف پہنچانا یا زخمی کرنا یا ہاتھ پیر توڑ دینا یا زمین پر پٹخ دینا یا بعض اعضا کو کاٹ دینا یا قتل کر دینا۔

مسئلہ۱۲۶۶: یہ بات مد نظر رہنی چاہیئے کہ اگر اسلامی حکومت بر سر کار ہو تو امر و نہی لسانی کے بعد والے مراحل میں پولیس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جن کا کام نظم و انتظام بحال رکھنا ہے یا عدالت میں جانا چاہیئے خاص کرجب ان مراحل میں منکر کو واقع ہونے سے روکنے کے لئے طاقت کا استعمال کرنا پڑے اور اس کے لئے جو شخص فاعل منکر ہے اس کے اموال میں تصرف کرنا یا اس پر

تعزیر عائد کرنی ہو یا اس کو جیل میں ڈالنا ہو وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اس دور میں جبکہ مقتدر اسلا می حکومت موجود ہے مکلفین پر واجب ہے کہ وہ صرف امر و نہی قلبی و لسانی پر اکتفا کریں اور اگر طاقت کے استعمال کی ضرورت ہو تو عدلیہ اور محکمۂ پولیس کی طرف رجوع کریں، ہاں جس زمانے میں یا جن علاقوں میں قدر ت مند اسلامی حکومت موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکلفین پر واجب ہے کہ شرائط کے ہوتے ہوئے امر با لمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اس کے تمام مراتب میں ان کے درمیان ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے اقدام کریں تا کہ ان کا مقصد پورا ہو۔

مسئلہ۱۲۶۷: حکومت جمہوری اسلامی میں لوگوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ صرف امر و نہی قلبی اور لسانی پر اکتفا کریں، دوسرے مراتب کی ذمہ داری

حکّام کی گردن پر ہے اور یہ فقہی فتویٰ ہے حکومت کا حکم نہیں ۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب سے متعلق بعض مسئلے:

مسئلہ ۱۲۶۸: شریعت میں سلام کا جواب دینا واجب ہے، لیکن اگر نہی عن المنکر کی نیّت سے فاعل منکر کے سلام کا جواب نہ دینا عرف میں ناجائز فعل سے نہی اور ممنوعیت شمار ہوتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۲۶۹: اگر حکومت کے کارندے کہ جن کی ذمہ داری حکومت نے یہ رکھی ہو کہ وہ فساد کو پھیلنے سے روکیں، اپنی ذمہ داری کو نہ نبھائیں تو دوسروں کا ایسے امور میں مداخلت کرنا جو عدلیہ اور امن بنائے رکھنے والوں کے دائرۂ کار میں آتے ہیں

جائز نہیں ہے لیکن اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ لوگ فاعل منکر اور تارک معروف کو قلبی اور لسانی امر و نہی کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور جو طریقے معین ہیں ان کے ذریعے حکومتی کارندوں کی بھی ہدایت اور راہنمائی کریں۔

مسئلہ ۱۲۷۰: اگر گاڑی کے ڈرائیور اپنی گاڑی میں گانا اور حرام موسیقی لگاتے ہیں تو مکلف پر واجب ہے کہ اگر امرو نہی کے شرائط موجود ہوں تو انھیں برائی سے روکے لیکن ان پر صرف انھیں زبانی طور پر روکنا واجب ہے اور اگر یہ چیز مؤثر نہ ہو تو مکلف پر واجب ہے کہ وہ حرام گانے اور موسیقی سننے سے پرہیز کرے لیکن اگر غیر ارادی طور پر آواز اس کے کانوں تک پہنچ جائے تو اس میں اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۱: جو شخص اسپتال میں تیمارداری کا

مقدس فریضہ انجام دیتا ہے وہ کبھی یہ ملاحظ کرتا ہے کہ کچھ لوگ مخرّب اخلاق اور ناجائز موسیقی سنتے ہیں اور کوئی نصیحت بھی ان پر کار گر نہیں ہوتی تو اس کے لئے جائز ہے کہ کیسٹ میں سے حرام گانوں کو مٹادے تا کہ اس سے حرام استفادہ نہ ہو سکے مگر ایسا کرنا اس کیسٹ کے مالک کی اجازت یا حاکم شرعی کے اذن پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۲: امر با لمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض سے لوگوں کے گھروں کے اندر جانا جائز نہیں ہے بنابر ایں اگر بعض گھروں سے نشر ہونے والی حرام موسیقی کی آوز مومنین کی اذیت کا باعث ہو تو ان کے لئے ان کے گھروں کے اندر جانا جائز نہیں ہے بلکہ امربالمعروف اور نہی از منکر کے شرائط اور مراتب کی رعایت کرنا واجب ہے کہ پہلے قلب و زبان کے ساتھ نہی کرے اور اس کا بھی اگر کوئی اثر نہ ہو

تو اس کے بارے میں پولیس کو اطلاع دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۳: اگر اعزّا و اقارب میں سے کچھ لوگ گناہوں کے مرتکب ہوتے ہوں اور اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوں تو ان کے خلاف شرعی کاموں سے نفرت کا اظہار کرنا اور برادرانہ انداز میں کہ جس طرح وہ مفید اور بہتر سمجھتا ہو ان کو نصیحت کرنا ضروری ہے لیکن ان کے ساتھ قطع رحم کرنا جائز نہیں ہاں اگر یہ احتمال ہو کہ صلۂ رحم ترک کرنا اس کو معصیت سے روک دے گا تو وقتی طور پر امر بہ معروف و نہی از منکر کے عنوان سے اس پر ایسا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۴: ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ امر با لمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط کو سیکھے اور ان کے مراتب کو جانے اور اسی طرح ان کے وجوب اور عدم وجوب کے مواقع کو سیکھے تاکہ بعض

مقامات پر منکر کا حکم اور معروف سے نہی نہ کر بیٹھے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متفرق مسائل :

مسئلہ ۱۲۷۵: جو لوگ کسی زمانہ میں حرام کاموں جیسے شراب خواری کے مرتکب ہوتے رہے ہوں تو ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنے کا معیار ان کی موجودہ حالت ہے۔ لہٰذااگر وہ اپنے بُرے کاموں سے توبہ کرلیں تو معاشرے میں ان کی مو جودہ حالت وہی ہو گی جو تمام مومنین کی ہے لیکن جو شخص اس وقت فعل حرام کا مرتکب ہو رہا ہو تو نہی عن المنکر کے طریقے سے اس کو اس سے روکنا واجب ہے اور اگر وہ حرام سے باز نہ آتا ہو مگر اس طرح کہ اس سے دوری اختیار کی جائے یا اس سے قطع تعلق کیا جائے تو نہی عن المنکر کے حوالے سے اس

کے ساتھ ایسا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۶: سونا پہننا یا اسے گردن میں آویزاں کرنا مردوں کے لئے مطلق طور پر حرام ہے اور ایسے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے جو عرف عام میں سلائی، رنگ یا کسی اور اعتبار سے دشمنان اسلام کی تہذیب و ثقافت اور ان کے تمدن کی تقلید اور اشاعت شمار ہو اور اسی طرح ایسے دست بند اور زیورات استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہیں جو عرف عام میں اسلام و مسلمین کے دشمنوں کی ثقافت کی ترویج شمار ہوتے ہوں لہٰذا دوسروں پر واجب ہے کہ دشمنوں کی رائج ثقافت کے مقابلے میں زبان کے ذریعے نہی عن المنکر سے کام لیں۔

مسئلہ ۱۲۷۷: جو شخص تارک الصلوٰۃ کے ساتھ زندگی گزارنے، اس کے ساتھ بات کرنے، یا بعض کاموں میں اس کی مدد کرنے پر مجبور ہو تو اس پر

واجب ہے کہ اگر شرائط موجود ہوں تو پے در پے اور مسلسل اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اوربس، اس سے زیادہ اس پر واجب نہیں ہے اور اگر اس کے ساتھ زندگی گزارنا اور بات کرنا یا اس کی مدد کرنا ترک صلوٰۃ پر اس کی ہمت بڑھانے کے مترادف نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۸: اگر بیوی نماز جیسے دینی امور کو زیادہ اہمیّت نہ دیتی ہو تو شوہر پر واجب ہے کہ ہر ممکن طریقے سے اس کی اصلاح کے حالات پیدا کرے اور کسی بھی طرح کے تشدّد اور سختی سے پرہیز کرے کہ جس سے بد خلقی اور نا اتفاقی کا پتہ چلتا ہو لیکن وہ یہ جان لے کہ دینی مجالس میں شرکت اور دیندار لوگوں کے ہاں آمد ورفت اصلاح کا بہترین راستہ ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۹: اگر کسی مسلمان مرد کو قرائن سے یہ معلوم ہو کہ اس کی بیوی خفیہ طور پر عفت اور

پاکدامنی کے خلاف اعمال کی مرتکب ہو تی ہے تو اس پر واجب ہے کہ بد گمانی اور ظنی قرائن و شواہد سے پرہیز کرے لیکن اگر اس کو پتہ چل جائے کہ وہ فعل حرام کی مرتکب ہوتی ہے تو اس پر واجب ہے کہ مو عظہ اور نصیحت اور نہی عن المنکر سے کام لیتے ہوئے اسے ایسا کرنے سے روکے اور اگر نہی عن المنکر اس کو باز رکھنے میں مؤثر واقع نہ ہو تو اس کے پاس اگر شواہد اور ثبوت ہیں تو عدالت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۸۰: جوان لڑکی کے لئے جائز ہے کہ وہ جوان لڑکے کی راہنمائی کرے اور اسلامی قوانین کی رعایت کرتے ہوے علمی میدان میں اس کی مدد کرے لیکن شیطانی چالوں اور وسوسوں سے اس کو پوری سنجیدگی کے ساتھ بچنا چاہیئے اور اس پر واجب ہے کہ اس سلسلہ میں احکام شرع کی رعایت کرے

جیسے اجنبی شخص کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا وغیرہ۔

مسئلہ ۱۲۸۱: اگر علمائے اعلام کا ظالموں اور ستمگر بادشاہوں کے یہاں آناجانا اور ان کے ساتھ وقت گزارنا ان کے ظلم میں کمی کا سبب بنتا ہو تو اگر ان کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے اور ان کا ظالم کے ساتھ ارتباط ان کو ظلم کرنے سے روک سکتا ہو اور اس کو نہی عن المنکر کرنے میں مؤثر ہو سکتا ہو یا ان کی نظر میں کوئی اہم مسئلہ ہو جس کے لئے ان کا ظالم کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ضروری ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نویں فصل-حرام معا ملات

نجس چیزوں کا کاروبار :

مسئلہ ۱۲۸۲: سوّر کی خرید و فروخت کا مقصد اگرحلال گوشت انسانوں کو کھانے کے لئے سپلائی کرنا ہو تو جائز نہیں ہے، چاہے جن کو سپلائی کیا جائے وہ مسلمان نہ ہوں، ہاں اگر جانوروں کی چربی سے صابن وغیرہ بنانے یا دوسرے معقول فائدے حاصل کرنے کی خاطر ان کی خرید و فروخت کی جائے تو بلا مانع ہے ۔

مسئلہ ۱۲۸۳: حرام امور کی انجام دہی کے لئے نوکری کرنا شرعا جائز نہیں ہے جیسے سوّر کا گوشت اور شراب بیچنے، نائٹ کلب چلانے، فساد و بدکاری کے اڈے چلانے کے لئے نوکری کرنا حرام ہے اور شراب خانے جیسے مراکز بنانا اور چلانا حرام ہے اور

ایسے مراکز سے حاصل شدہ آمدنی حرام ہے اور جو اجرت ان کاموں کے عوض ملتی ہے انسان اس کا مالک نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۱۲۸۴: جو چیزیں حلال نہیں ہیں انہیں کھانے پینے کی غرض سے کسی کو بیچنا یا تحفہ میں دینا جائز نہیں ہے، چاہے انسان یہ جانتا ہو کہ خریدار ان کو کھانے پینے کے لئے لینا چاہتا ہے اور وہ اس کے نزدیک حلال ہیں تب بھی وہ چیزیں اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۸۵: مردار یا حرام سے بنی ہوئی وہ چیزیں جن کا کھانا پینا حرام ہے، ان کی خرید و فروخت حرام اور باطل ہے،ان سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ بھی حرام ہے اور اس رقم کو شراکت داروں پر تقسیم کرنا جائز نہیں ہے، اگر اسٹور کی رقم مذکورہ رقم سے مخلوط ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو

ایسے مال کا ہے جو کہ حرام میں مخلوط ہوگیا ہو جس کی مختلف قسمیں ہیں اور اس کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے۔

مسئلہ۱۲۸۶: غیر اسلامی ممالک میں ہوٹل اور ریسٹورنٹ کھولنا جائز ہے لیکن حرام غذا اور شراب بیچنا جائز نہیں ہے، چاہے خریدار کے نزدیک حلال ہوں، شراب اور حرام غذا کی قیمت لینا جائز نہیں ہے، چاہے حاکم شرع کو دینے کی نیت رکھتا ہو۔

مسئلہ۱۲۸۷: سمندر سے نکالا گیا جانوراگر مچھلی کی کوئی قسم ہو اور پانی کے باہر مرے تو مردار کے حکم میں نہیں ہے بہرحال جن چیزوں کا کھانا حرام ہے، انہیں کھانے کے لئے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، چاہے خریدار کے نزدیک حلال ہوں، ہاں اگر کھانے کے علاوہ دیگر عقلائی فوائد، جیسے طبی اور صنعتی فوائد کی خاطر یا جانوروں کی غذا فراہم کرنے کے لئے

پچنا ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ۱۲۸۸: ایسے گوشت کو جو ذبیحہ کا نہ ہو نقل و حمل کرنا جائز نہیں ہے، چاہے جس کے پاس ارسال کیا جارہا ہے وہ اس کو جائز سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔

مسئلہ۱۲۸۹: ایسے شخص کو خون فروخت کرنا جو اسے جائز اور عقلائی غرض کے لئے استعمال کرے صحیح ہے۔

مسئلہ۱۲۹۰: نشہ آور، الکحل (Alcohol) والے مشروبات اور حرام غذاوں کو کھانے پینے کے لئے پیش کرنا، ایسی دکان میں کام کرنا، ان کے بنانے خریدنے اور بیچنے میں شریک ہونا اورمذکورہ امور انجام دینے میں دوسروں کا حکم ماننا شرعا حرام ہے، ایسا شخص چاہے روزانہ کے ملازم کے طور پر کام

کرتا ہو یا سرمایہ میں شریک ہو اور چاہے صرف نشہ آور مشروبات اور حرام غذائیں پیش کی جاتی اور بیچی جاتی ہوں یا انہیں حلال غذاؤں کے ساتھ ملا کر بیچا جاتا ہو اور چاہے انسان اجرت اور منفعت کی خاطر یا بلا معاوضہ کام کرتا ہو اور اس لحاظ سے کوئی بھی فرق نہیں کہ اس کام کا مالک یا شریک مسلمان ہو یا غیر مسلمان نیز یہ چیزیں مسلمانوں تک پہنچائی جاتی ہوں یا غیر مسلمانوں تک مختصر یہ کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حرام غذاؤں کو کھانے کی غرض سے بنانے، خریدنے اور بیچنے سے مکمل طور پر اجتناب کرے اسی طرح نشہ آور الکحل والے مشروبات کے بنانے اور خریدنے اور بیچنے سے اجتناب واجب ہے نیز مذکورہ طریقوں سے مال کمانے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۱: جو گاڑیاں شراب لانے، لے جانے

کے لئے مخصوص ہوں ان کی مرمت کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۲: اگر کسی کو اجمالی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ جو کمپنی مال سپلائی کرتی ہے اس کے مال میں حرام مال مخلوط ہے تو یہ بات سبب نہیں بنتی کہ اس کمپنی سے ضرورت کی چیزیں نہ خریدی جائیں، جب تک کہ کمپنی کے تمام اموال خریدار کی ضرورت کے نہ ہوں، پس جس کمپنی کے تمام اموال خریدار کی ضرورت کے نہ ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ جو چیزیں خریدی گئی ہیں، ان میں حرام مال موجود ہے تو اس سے سامان خریدنے اور باقیماندہ پیسے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور لی گئی رقم اور خریدے گئے سامان میں تصرف کے لئے حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۳: غیر مسلمین کے مُردوں کو جَلانے کا

کام کرنا حرام نہیں ہے اور اس کی اجرت لینا بھی جائز ہے۔

حصول روزگار کے متفرق مسائل:

مسئلہ ۱۲۹۴: جو شخص کام کرنے پر قادر ہو اس کے لئے دوسروں سے بھیک مانگ کر زندگی گذارنا صحیح نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۲۹۵: خواتین کے لئے حدود شرعیہ کی رعایت کرتے ہوئے سونے کی مارکیٹ میں جواہرات بیچ کر کسب معاش کرنا بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۶: گھروں کی آرائش اگر حرام کاموں کے لئے نہ ہو تو اس کام کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بت پرستی والے کمرے کو سجانا، اسے مرتب کرنا اور بت رکھنے کی جگہ معین کرنا شرعاً صحیح نہیں ہے، اگر احتمال ہو کہ ہال کی تعمیر حرام کاموں

کے لئے ہو رہی ہے تب بھی بڑے ہال کی تعمیر میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں اگر اس کی تعمیر کا مقصد ہی حرام کاموں میں استعمال کرنا ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۷: ایسی عمارت تعمیر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کے اندر قید خانہ اور پولیس اسٹیشن بھی ہو، بشرطیکہ اسے ظالم عدالتوں اور لوگوں کو قید کرنے کے لئے تعمیر نہ کیا گیا ہو اور بنانے والے کی نظر میں بھی عام طور پر اسے ان کاموں کے لئے استعمال نہ کیا جاتا ہو اور اس کی تعمیر پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۸: لوگوں کو تماشہ دکھانے اور پیسے کمانے کے لئے بیل سے لڑنا شرعاً مذموم ہے، رہ گیا پیسہ لینا تو بغیر کوئی شرط رکھے اگر دیکھنے والے بطور ہدیہ پیسہ دیں تو لینا جائز ہے لیکن شرط رکھ کر پیسہ لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۲۹۹: جو لوگ فوج کی وردیاں فروخت کرتے ہیں ان کے بارے میں اگر احتمال ہو کہ انھوں نے یہ وردیاں جائز طریقے سے حاصل کی ہیں اور ان کے فروخت کرنے کی اجازت رکھتے ہیں تو ان سے خریدنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ان کا استعمال غیرقانونی طور پر نہ ہو۔

مسئلہ۱۳۰۰: پٹاخے بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا اور انہیں استعمال کرنا اگر دوسروں کے لئے اذیت کا باعث ہو یا مال کی بربادی ہو یا ملک کے قوانین کی خلاف ورزی ہو تو جائزنہیں ہے۔

مسئلہ۱۳۰۱: پولیس، ٹرافیک پولیس، کسٹم اور ٹیکس لگانے والے اداروں میں کام کرنا ذاتی طور پر صحیح ہے بشرطیکہ قانون کے مطابق ہو، البتہ روایات میں جو (غریف و عشار) کا ذکر آیا ہے تو ان سے مراد ظاہراً وہ لوگ ہیں جو ظالم حکومتوں کے لئے

مخبری اور مالی ماموریت انجام دیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳۰۲: عورتوں کے لئے بیوٹی پارلر کا کام ذاتی طور پر صحیح ہے اور اس کی اجرت لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ بناؤ سنگھار نامحرم کو دکھانے کے لئے نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۰۳: کمپنی یا شخص اور مزدور کے درمیان دلالی کا کام کرکے اس کے عوض اجرت لینے میں کوی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۴: دلالی جیسے مباح عمل کے بدلے اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں کہ جسے کسی کے کہنے پر انجام دیا جائے۔

واجب اعمال کے بدلے اجرت لینا

مسئلہ ۱۳۰۵: وہ اساتذہ جو کالج یا یونیورسیٹی میں شعبہ اسلامیات میں فقہ و اصول پڑھاتے ہیں جو

واجبات کفائیہ میں سے ہے، وہ اس کے بدلے میں تنخواہ لے سکتے ہیں اور یہ وجوب کفائی تنخواہ لینے میں مانع نہیں ہے، خاص کر جب وہ تنخواہ، کالج اور یونیورسیٹی میں حاضر ہونے اور کلاس سنبھالنے کے عوض لی جائے ۔

مسئلہ ۱۳۰۶: حرام و حلال سے جڑے ہوئے مسائل شرعیہ کی تعلیم دینا اگر چہ ذاتاًفی الجملہ واجب ہے اور اس کے عوض میں اجرت لینا جائز نہیں ہے، تاہم ایسے مقدمات کہ تعلیم جن پر منحصر نہیں ہوتی اور شرعاً وہ انسان پر واجب نہیں ہوتے مثلاً کسی خاص جگہ پر حاضر ہونا وغیرہ، ان کے عوض اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۰۷: حکومتی مراکزمیں نماز پڑھانے اور دینی مسائل کے بیان کرنے کے عوض تو تنخواہ نہیں لی جاسکتی مگر آنے جانے اور غیر واجب اعمال انجام

فہرست

دینے کی اجرت لینے میں کوئی مانع نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۰۸: مسلمان کی میت کو غسل دینا عبادت اور واجب کفائی ہے لیکن خود غسل کے بدلے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۹: عقد نکاح پڑھنے کے عوض اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

شطرنج اور جوا بازی کے آلات

شطرنج:

مسئلہ ۱۳۱۰: موجودہ زمانہ میں اگر شطرنج اسکولوں میں رائج ہے اور اس کا شمار جوئے کے آلات میں نہیں ہوتا تو بغیر شرط رکھے کسی عاقلانہ مقصد کے تحت کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۱: تاش وغیرہ جیسے سرگرمی کے اسباب، اگر عرف عام میں جوا کھیلنے میں استعمال کئے

جاتے ہیں تو ان سے شرط رکھے بغیر صرف سرگرمی کے لئے کھیلنا بھی ہر صورت میں حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۲: اگر مکلف کی نظر میں آلات شطرنج کا شمار جوئے کے آلات میں نہیں ہوتا تو ان کو بنانے، ان کی خریدو فروخت کرنے اور اسی طرح بغیر شرط رکھے کھیلنے اور اس کی تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۳: کھیل کے محکمہ کی طرف سے شطرنج کے مقابلوں کی تائید و حمایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شطرنج جوئے کے آلات میں سے نہیں ہے، بلکہ موضوعات اور احکام کی تعیین و تشخیص کا معیار مکلف کی اپنی تشخیص یا کسی شرعی دلیل کا ہونا ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۴: جوئے کے آلات اور شطرنج کھیلنے

کا حکم اسلامی و غیر اسلامی ممالک میں ایک ہی ہے اور مسلمان اور غیر مسلمان کے ساتھ کھیلنے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے اور جوئے کے آلات کی خرید و فروخت کے لئے مال خرچ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

آلات قمار

مسئلہ ۱۳۱۵: تاش کا شمار عرف عام میں جوئے کے آلات میں ہوتا ہے، لہٰذا تاش کھیلنا مطلقاً حرام ہے اور ایسی محفل میں کہ جہاں جوا کھیلا جائے یا جوئے کے آلات سے کھیلا جائے اختیاراً شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۶: ایسے پتوں سے کھیلنا جائز نہیں ہے جنہیں عام طور پر جوئے میں استعمال کیا جاتا ہے ہاں وہ پتے جو عام طور پر جوئے میں استعمال نہیں ہوتے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاش ہو یا کچھ

اور ہو، ہر وہ چیز جو مکلف کی نظر میں جوئے کے آلات میں شمار ہو یا اسے جوئے میں استعمال کیا جاتا ہو، کھیلنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور کوئی آلہ بھی جسے عام طور پر آلات قمار میں شمار نہ کیا جائے اور کھیلنے والا اس سے جوا نہ کھیلے تو ایسی صورت میں اس سے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۷: اخروٹ اور انڈوں سے اگر جوئے کے عنوان سے یا شرط باندھ کر کھیلا جائے تو یہ شرعاً حرام ہے اور جیتنے والا جیتی ہوئی چیز کا مالک نہیں بنے گا، لیکن اگر کھیلنے والے غیر بالغ ہوں تو وہ شرعی طور پر مکلف نہیں ہیں اور ان پر کوئی حکم عائد نہیں ہوتا مگر وہ بھی جیتی ہوئی چیز نہیں لے سکتے۔

مسئلہ ۱۳۱۸: کھیلوں پر شرط لگانا اگرچہ آلات قمار کے بغیر ہو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۹: کمپیوٹر پر تاش وغیرہ جیسے آلات قمار کے ساتھ کھیلنے کا حکم بھی وہی ہے جو خود آلات قمار کے ساتھ کھیلنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۰: لڈو اور کیرم کا شمار اگر آلات قمار میں ہو تو ان سے کھیلنا بالکل جائز نہیں ہے، چاہے رقم لگائے بغیر کھیلا جائے۔

مسئلہ ۱۳۲۱: اگر بعض آلات ایک ملک میں آلات قمار میں شمار ہوں اور دوسرے ملک میں نہ ہوں تو دونوں ملکوں کے اہل عرف کی رعایت کرنا ضروری ہے، مثلا اگر ایک چیز، ایک ملک میں آلات قمار میں شمار کی جاتی ہو تو اگر یہ چیز ماضی میں دونوں ملکوں میں آلات قمار میں شامل کی جاتی رہی ہو، تو یہ اس کے حرام ہونے کے لئے کافی ہے۔

غنا اور موسیقی

مسئلہ ۱۳۲۲: ایسی موسیقی جو عرف عام میں طرب آور اور لہوی کہلائے اور رقص و سرور کی محفلوں سے مناسبت رکھتی،ہو وہ حرام ہے اور حرام ہونے کے اعتبار سے کلاسیکی اور غیر کلاسیکی موسیقی میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ تشخیص دینا خود مکلف کا کام ہے کہ کون سی موسیقی طرب آور ہے اور کون سی نہیں ہے، البتہ مذکورہ صفات کے بغیر بذات خود موسیقی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۳: کیسٹ سننے کا جواز مکلف کی تشخیص پر ہے لہٰذا اگر مکلف کے نزدیک نہ تو اس میں غنا ہو اور نہ ہی لہو و لعب کی محافل سے شباہت رکھنے والی لہوی موسیقی ہواور نہ اس میں باطل مطالب پائے جاتے ہوں تو ایسی کیسٹ سننے میں کوئی حرج نہیں ہے، لہو اور گناہ کی محفلوں سے شباہت رکھنے

والی طرب آور اور لہوی موسیقی کے لئے موسیقی کے آلات کا استعمال جائز نہیں ہے، البتہ معقول مقاصد کے لئے مذکورہ آلات کا جائز استعمال بلامانع ہے البتہ مصادیق کا تعین خود مکلف کی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۴: مطرب اور لہوی موسیقی وہ ہے جو انسان کو اس کی طبیعی حالت سے خارج کر دیتی ہے اس لئے کہ اس میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو گناہ اور لہو ولعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہیں لیکن مصداق کے تعین کا معیار عرف عام ہے۔

گلو کار

مسئلہ ۱۳۲۵: موسیقی کے حرام ہونے میں اس کا طرب آور اور لہو و گناہ کی محفلوں سے مناسب ہونا معیار ہے، البتہ بعض اوقات آلات موسیقی بجانے والے کی شخصیت، موسیقی کے سُروں میں پیش کیا

جانے والا کلام، جگہ یا اس قسم کے دیگر امور ایک موسیقی کو طرب آور، حرام اور لہوی موسیقی یا کسی اور حرام عنوان کے تحت داخل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں، خصوصاً اگر مذکورہ فرض کے تحت کوئی فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۲۶: موسیقی حرام ہونے کا معیار، موسیقی کے آلات، موسیقی بجانے کی کیفیت، اس کی تمام ترطبیعی خصوصیات کو دیکھنے کے ساتھ یہ دیکھنا ہے کہ کیا وہ مطرب اور لہوی موسیقی ہے جو فسق و فجور اور لہو و لعب کی محفلوں کے مشابہ ہے یا نہیں؟ چنانچہ جو موسیقی بھی طبیعی طور پر لہوی ہو وہ حرام ہے، چاہے جوش و ہیجان کا باعث بنے یا نہ بنے، نیز سامعین کے لئے موجب حزن و بکا ہو یا نہ ہو، ایسی موسیقی جو لہوو لعب کی محفلوں کے ساتھ ساز گار ہو، اس کا اور غنا کی طرز پر موسیقی کے ساتھ گائی جانے

والی غزلوں کا گانا اور سننا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۷: غنا انسان کی اس آواز کو کہتے ہیں جس میں اتار چڑھاؤ اور طرب ہو، نیز لہو و لعب اور بزم گناہ کے متناسب ہو، مذکورہ صفات کے ساتھ گانا گانااور سننا حرام ہے، صرف آلات سے پیدا ہونے والی آوازوں کو غنا نہیں کہتے، البتہ اگر وہ لہو و لعب، طرب اور لہوی موسیقی شمار ہو تو وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۸: عورتیں، شادی بیاہ کے دوران برتن اور آلات موسیقی کے علاوہ جو دیگر وسائل بجاتی ہیں، اگر ان کی آواز محفل سے باہر مردوں کو سنائی دے رہی ہو تو صرف اسی صورت میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے کہ اگر وہ شادیوں میں رائج عام روایتی طریقے کے مطابق ہو لیکن لہو لعب میں شمار نہ ہو اور نہ ہی اس میں کسی فساد کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۲۹: آلات موسیقی کو لہوی اور مطرب موسیقی بجانے میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، چاہے وہ عورتوں کا دفلی بجانا ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۳۰: گانا سننا ہر صورت میں حرام ہے چاہے گھر میں اکیلا سنے یا لوگوں کے سامنے، اس سے متاثر ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۳۱: موسیقی سننے کے جواز اور عدم جواز کا فتویٰ حکومتی احکام میں سے نہیں ہے، بلکہ فقہی اور شرعی حکم ہے اور ہر مکلف کو مذکورہ مسئلہ میں اپنے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق عمل کرنا چاہیئے تاہم اگر موسیقی ایسی ہو جو لہو ولعب اور گناہ کی محفل سے مناسبت نہ رکھتی ہو اور نہ اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہو تو ایسی موسیقی کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۲:

موسیقی اور غنا کی تعریف:

آواز کو اس طرح گلے میں گھمانا کہ جو لہو لعب کی محفلوں کے عین مطابق ہو اسے غنا کہتے ہیں، اس کا شمار گناہوں میں ہوتا ہے، ایسا کرنا اور سننا حرام ہے لیکن موسیقی اسے کہتے ہیں جس کا تعلق آلات کے ضرب لگانے سے ہے، لہٰذا اگر اس سے جو آواز پیدا ہو، وہ لہوو لعب کی محفلوں کے مطابق ہو تو ایسی آواز پیدا کرنا اور سننا حرام ہے، ورنہ بذات خود موسیقی اگر مذکورہ صفات کے ساتھ نہ ہو تو جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۳۳: کیسٹوں میں بھری ہوئی موسیقی اگر لہو ولعب، باطل اور گناہ کی محفلوں سے مطابقت رکھتی ہو تو اس کا سننا صحیح نہیں ہے، ہاں اگر کوئی ایسی جگہ

کام کرنے پر مجبور ہو کہ جہاں ایسی موسیقی نشر ہوتی ہو وہاں جانے اور کام کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن واجب ہے کہ کان لگا کر نہ سنے چاہے آواز کانوں میں پڑے اور سنائی دے۔

مسئلہ ۱۳۳۴: امام خمینی(قدس سرہ) بھی ایسی موسیقی کو حرام سمجھتے تھے جو مطرب، لھو و لعب اور گناہ کی محفلوں سے مطابقت رکھتی ہو، جیسا کہ ہماری رائے بھی یہی ہے، حضرت امام خمینیؒ نے کبھی بھی موسیقی کو مطلقاً حلال قرار نہیں دیا، لیکن نقطہ نظر میں اختلاف کا سبب موضوع کی تشخیص ہے، اب چونکہ یہ کام مکلف کا ہے لہٰذا مکلف جس موسیقی کو لہوی اور گناہ کی محفلوں کے مطابق سمجھتا ہو اس کا سننا اس کے لئے حرام ہے، البتہ جن آوازوں کے بارے میں مکلف کو شک ہو کہ وہ حلال ہیں یا نہیں تو محض ریڈیو ٹیلی ویژن سے نشر ہوجانا ان کے حلال

اور مباح ہونے کی شرعی دلیل شمار نہیں ہوتا ۔

مسئلہ۱۳۳۵: ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والی موسیقی، کسی شخص کی نظر میں مطرب اور لہوی محفلوں سے مطابقت رکھتی ہو تو اس کے لئے سننا جائز نہیں ہے، لیکن دوسروں کو نہی عن المنکر کے عنوان سے روکنا اس پر موقوف ہے کہ وہ بھی مذکورہ موسیقی کو آپ کی نظر میں حرام سمجھتے ہوں۔

مسئلہ۱۳۳۶: مغربی ممالک میں بنائی جانے والی موسیقی جو کہ لہوی، مطرب اور محافل گناہ سے مطابقت رکھتی ہے، اس کا سننا جائز نہیں، چاہے جس ملک اور جس زبان میں ہو، لہٰذا ایسی کیسٹوں کی خرید و فروخت کرنا، ان کا سننا اور ان کو نشر کرنا جائز نہیں ہے جو غنا اور حرام لہوی موسیقی پر مشتمل ہو ۔

مسئلہ۱۳۳۷: غنا مطلقاً حرام ہے، اس کا گانا اور

سننا جائز نہیں ہے، چاہے گانے والا مرد ہو یا عورت براہ راست گایا جائے یا کیسٹ پر، گانے کے ہمراہ، آلات لہو استعمال کئے جائیں یا نہ کئے جائیں۔

مسئلہ ۱۳۳۸: لہوی اور مطرب موسیقی کا استعمال جو کہ محافل لہوو لعب سے مطابقت رکھتی ہو مسجد سے باہر بھی مطلقاً جائز نہیں ہے، چاہے وہ حلال اور معقول مقاصد کے لئے ہی کیوں نہ ہو البتہ جن مواقع پر انقلابی ترانے پڑھے جاتے ہیں، ان مواقع پر مقدس جگہوں پر موسیقی کے ساتھ ترانہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ مذکورہ امر جگہ کے تقدس و احترام کے خلاف نہ ہو اور نہ ہی مسجد میں نمازیوں کے لئے باعث زحمت ہو۔

مسئلہ ۱۳۳۹: غیر لہوی موسیقی بجانے کے لئے آلات موسیقی کا استعمال کرنا جائز ہے اور اگر دینی اور

انقلابی نغموں کے لئے ہو یا کسی مفید ثقافتی پروگرام کی خاطر ہو اور اسی طرح کوئی مباح اور عقلائی غرض موجود ہو تو مذکورہ موسیقی بجانا جائز ہے، بشرطیکہ کوئی فساد لازم نہ آئے اور اس نوعیت کی موسیقی کو سیکھنا اور اس کی تعلیم دینا بذات خود جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۰: اگر عورت کی آواز میں غنا نہ ہو اور اس کا سننا لذت اور برے خیال سے بھی نہ ہو اور اس سے کوئی اور فساد بھی لازم نہ آتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے سننے والا جوان ہو یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت ۔

مسئلہ ۱۳۴۱: موسیقی چاہے ایرانی ہو یا غیر ایرانی روایتی ہو یا غیر روایتی، اگر عرف عام میں لہوی موسیقی کہلائے اور محافل لہو و لعب اور گناہ سے مناسبت رکھتی ہو تو وہ مطلقاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۲: لہو و لعب کی محفلوں سے مطابقت رکھنے والی موسیقی مطلقاً حرام ہے، چاہے عربی زبان میں ہی کیوں نہ ہو، عربی زبان کے سننے کا شوق شرعی جواز نہیں قرار پا سکتا۔

مسئلہ ۱۳۴۳: غنا اور گانا حرام ہے، چاہے آلات موسیقی کا ان میں کوئی دخل نہ ہو اور غنا سے مراد ہے آواز کو گلے میں گھمانا، جیسا کہ محافل فسق و فجور میں ہوتا ہے تاہم صرف اشعار دہرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۴: جن آلات کا استعمال لہوی اور غیر لہوی دونوں طرح کی موسیقی میں ہوتا ہو ان کو حلال مقاصد جیسے غیر لہوی موسیقی کی خاطر خریدنا بیچنا جائز ہے، نیز ایسی موسیقی کے سننے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۳۴۵: غنا ترجیع و طرب پر مشتمل آواز کو کہتے ہیں جو لہو و لعب اور فسق و فجور کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہے، ایسی آواز کا نکالنا مطلقاً حرام ہے، چاہے اس میں دعا قرآن، اذان اور مرثیہ ہی کیوں نہ پڑھا جائے۔

مسئلہ۱۳۴۶: اگر امانتدار اورحاذق طبیب کی رائے یہ ہو کہ بیماری کا علاج موسیقی پر موقوف ہے تو علاج کی حدتک موسیقی کا استعمال جائز ہے۔

مسئلہ۱۳۴۷: موسیقی سننے کی وجہ سے بیوی کی طرف رغبت کا زیادہ ہونا موسیقی سننے کا شرعی جواز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۳۴۸: عورتوں کے مجمع میں اگر خاتون گانا گائے اور اس میں لہو و طرب اور حرام موسیقی نہ ہو تو بذات خود یہ امر جائز ہے۔

مسئلہ۱۳۴۹: موسیقی کی ہر وہ صورت حرام ہے جس میں آواز کے اندر گٹکری اور کیف ہو اور وہ کیفیت اور مضمون کے اعتبار سے گانا گانے اور بجانے کے لحاظ سے یا بجانے والے کی حالت کی وجہ سے لہو و لعب اور گناہ کی محفلوں کے مشابہ ہو اور غنا اور موسیقی شمار ہوتی ہو تو ایسی موسیقی کا سننا حرام ہے، چاہے بعض افراد کے لئے طرب آور اور متحرک نہ ہو، جو لوگ عام بسوں میں سفر کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ نشر ہونے والی حرام موسیقی کو کان لگا کر اور جان بوجھ کر نہ سنیں اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں۔

مسئلہ۱۳۵۰: ایسی موسیقی سننا مطلقاً حرام ہے جس کی آواز میں گٹکری ہو وہ طرب انگیز ہو اور جو لہو و لعب کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہو، چاہے میاں، بیوی کو سنائے یا بیوی، میاں کو، اور اسی طرح چاہے

قصد اپنی بیوی سے متلذذ ہونے کا ہو، اس سے موسیقی اور غنا مباح نہیں ہوجاتے، غنا حرام ہے، مجسمہ سازی حرام ہے اور جن امور کی شریعت مقدسہ سے حرمت تعبداً ثابت ہے اور جو شیعہ فقہ کے مسلمات میں سے ہیں ان کی حرمت کا دارومدار فرضی معیارات اور نفسیاتی و اجتماعی اثرات کے اوپر نہیں ہے بلکہ یہ مطلقاً حرام ہیں اور ان سے اس وقت تک مطلقاً اجتناب واجب ہے، جب تک کہ ان پر حرام ہونے کا عنوان صادق آئے۔

مسئلہ۱۳۵۱: انقلابی ترانوں، دینی پروگراموں اور ثقافتی اور تربیتی سرگرمیوں میں موسیقی کے آلات سے استفادہ کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے اور مذکورہ اغراض کی خاطر موسیقی کے آلات کی خرید و فروخت نیز موسیقی سیکھنا اور سکھانا جائز ہے، اسی طرح خواتین اگر اسلامی حجاب اور آداب

و رسوم کی رعایت کرتے ہوئے معلم کے سامنے کلاس میں شرکت کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۲: بعض وہ نغمے جو ظاہری طور پر انقلابی ہیں اور عرف عام میں بھی انہیں انقلابی تصور کیاجاتا ہے، لیکن یہ نہیں معلوم کہ گانے والے نے کس نیت سے گایا ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ گانے والا مسلمان نہیں ہے، اگر سامع کی نظر میں ان گانوں کی کیفیت مطربانہ اور لہوی گانوں جیسی نہ ہو تو ان کے سننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور گانے والے کے قصد و ارادے اور مضمون کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۳: اگر کوئی کسی کھیل کا کوچ یا ریفری ہو اور اسے ایسے کلبوں وغیرہ میں جانا پڑے جہاں حرام موسیقی نشر کی جاتی ہو اور وہ شخص اس کام کو

اگر چھوڑ دے تو اس کے متبادل اس کے پاس کوئی کام نہ ہو تو اس کے لیے کوچ اور ریفری بننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن حرام موسیقی سننا حرام ہے اور اگر مجبوراً ایسی محفلوں میں جانا پڑے تو دھیان لگا کر موسیقی کو نہ سنے، ہاں اگر بلا اختیار کچھ آوازیں سنائی دے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۴: ایک ہوتا ہے مطرب اور لہوی موسیقی کو دھیان سے سننا اور ایک ہوتا ہے، آواز کا کان میں پڑ جانا، ان دونوں کا حکم الگ ہے، اگر عرف عام میں یہ کہا جائے کہ آواز کان میں پڑی نہیں، بلکہ سنی گئی ہے تو اس کا سننا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۵: اچھی آواز اور ایسی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا جو قرآن کریم کے شایان شان ہو بلا اشکال ہے، بلکہ یہ ایک اچھا فعل ہے، لیکن آواز حرام غنا کی حد تک نہ جائے، البتہ

تلاوت قرآن کے ساتھ موسیقی کے جواز پر شرعاً کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۶: محفل میلاد میں مطربانہ اور لہو و لعب والی موسیقی بجانا اور آلات موسیقی کا استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۷: موسیقی کے ایسے آلات کو جو عرف عام کی نظر میں حلال و حرام میں مشترک یا صرف حلال کاموں میں استعمال کے قابل ہوں انہیں حلال مقاصد کے لئے اس طرح استعمال کرنا جائز ہے کہ اس میں لہو کا شائبہ نہ ہو، لیکن جو آلات عرف عام میں لہوو لعب کے مخصوص آلات ہوں ان کا کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۸: قومی اور انقلابی ترانوں میں آلات موسیقی کا استعمال اگر طرب آور اور لہوی نہ ہو اور

لہوولعب کی محفلوں سے مناسبت نہ رکھتا ہو تو بذات خود جائز ہے، یہی حکم موسیقی کے آلات بنانے اور مذکورہ ہدف کے لیے موسیقی کی تعلیم اور اس کے تعلّم کا بھی ہے ۔

مسئلہ ۱۳۵۹: وہ آلات جو عام طو ر پر لہو و لعب میں استعمال ہوتے ہیں اور ان سے کوئی حلال فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ آلات لہو شمار کئے جاتے ہیں ان کا استعمال کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۶۰: جن کیسٹوں کا سننا حرام ہے ان کی کاپی کرنا اور اس کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

رقص (ڈانس کرنا)

مسئلہ ۱۳۶۱: شادیوں وغیرہ میں جو علاقائی رقص (ناچ) ہوتا ہے اگر اس میں ایسی کیفیت ہو جس سے

شہوت ابھرتی ہو یا کسی حرام فعل کا سبب بنتی ہو یا اس کی وجہ سے فساد کا خطرہ ہو تو جائز نہیں ہے، رقص کی محفل میں شرکت کرنے سے اگر دوسروں کے فعل حرام کی حمایت ہوتی ہو یا وہ شرکت فعل حرام کا سبب بنتی ہو تو وہ بھی جائز نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۶۲: رقص اگر شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا سبب بنے یا اس کی وجہ سے کسی فساد کا اندیشہ ہو تو حرام ہے اور فعل حرام پر اعتراض کے طور پر محفل کو ترک کرنا اگر نہی عن المنکر کا مصداق ہو تو واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۳: رقص سے اگر شہوت ابھرتی ہو یا وہ فعل حرام یا فساد کا باعث بنتا ہو تو چاہے مرد کا رقص مردوں کے درمیان ہو یا عورت کا عورتوں کے درمیان (یا اس کے برعکس) ہو مطلقاً حرام

ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۴: مردوں کے ساتھ مل کر رقص اگر شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا باعث بنے تو وہ حرام ہے لیکن اگر ٹیلیویژن پر دیکھنے سے گنہگار انسان کی تائید نہ ہوتی ہو اور اس کے لئے مزید جرأت کا باعث نہ ہو اور کسی فساد کا بھی اس سے اندیشہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۵: رقص سے اگر شہوت ابھرتی ہو یا وہ فعل حرام یا فساد کا باعث بنتا ہو تو وہ حرام ہے، البتہ کسی شادی میں اگر احتمال ہو کہ رقص ہوگا تو اس میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس کی شرکت سے حرام کا ارتکاب کرنے والے کی تائید نہ ہوتی ہو یا اس سے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ۱۳۶۶: میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے رقص کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کا رقص کرنا حرام کا سبب نہ بنے۔

مسئلہ۱۳۶۷: بیٹوں کی شادی میں رقص کرنا اگر حرام کا مصداق ہو تو جائز نہیں ہے چاہے وہ رقص ماں باپ ہی کیوں نہ کریں۔

مسئلہ۱۳۶۸: کسی بھی عورت کا نامحرم کے سامنے رقص کرنا مطلقاً حرام ہے اور بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا بھی حرام ہے اور اگر بیوی ایسا کرتی ہے تو وہ ناشزہ (نافرمان) کہلاتی ہے اور نان و نفقہ کے حق سے محروم ہوجاتی ہے۔

مسئلہ۱۳۶۹: عورتوں کا نا محرم مردوں کے سامنے رقص کرنا حرام ہے اور اگر رقص شہوت کو ابھارے یا فساد کا باعث بنے تو وہ بھی حرام ہے،

موسیقی کے آلات کا استعمال کرنا اور ایسی موسیقی سننا جو لھوی اور طرب آور ہو وہ بھی حرام ہے اور ان حالات میں مکلفین کی ذمہ داری برائی سے روکنا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۰: نا بالغ بچہ یا بچی مکلف نہیں ہوتے، ایسے میں بڑوں کو چاہیئے کہ انہیں رقص کرنے سے باز رکھیں۔

مسئلہ ۱۳۷۱: رقص کی تعلیم و تربیت اور ترویج کے مراکز قائم کرنا اسلامی حکومت کے اہداف و مقاصد سے منافات رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۲: اگرر قص حرام ہے تو اس کے مرد اور عورت یا محرم اور نا محرم کے سامنے انجام دینے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۳: شادیوں میں ڈنڈوں سے جو فرضی لڑائی دکھائی جاتی ہے اگر وہ تفریحی کھیل کی صورت

میں ہو اور اس سے جان کا خطرہ بھی نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن لہوی اور طرب آور طریقے پر آلات موسیقی کا استعمال کرنا بالکل جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۷۴: دبکہ جو ایک طرح کا علاقائی رقص ہے، جس میں رقص کرنے والے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اچھل کر جسمانی حرکات کرتے ہیں اور ایک ساتھ زمین پر پاؤں مارتے ہیں اس کا حکم بھی وہی ہے جو رقص کا ہے، پس اگر شہوت انگیز ہو اور آلات لہو کے ساتھ ہو یا موجب فساد ہو تو حرام ہے ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

تالی بجانا

مسئلہ ۱۳۷۵: میلاد اور شادی وغیرہ کے دنوں میں جشن میں خواتین کے رائج طریقے پر تالیاں

بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے تالیوں کی آواز نا محرموں تک ہی کیوں نہ پہنچتی ہو بشرطیکہ اس سے کوئی اور برائی لازم نہ آتی ہو ۔

مسئلہ ۱۳۷۶: معصومین علیہم السلام کے جشن میلاد یا یوم وحدت یا روز بعثت کے جشن میں خوشی کے اظہار کے طور پر اور اسی طرح قصیدہ میں رسول اکرم (ص) اور آپ کی آل ؑ پر درود پڑھتے ہوئے دادو تحسین کے انداز میں تالی بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ دینی محفل کی فضا کو درود و تکبیر کی آوازوں سے معطر کیا جائے، خاص طور پر ان محفلوں میں جو مسجدوں، امام بارگاہوں یا نماز خانوں وغیرہ میں منعقد ہوتی ہیں تاکہ ان سے تکبیر اور درود کا ثواب بھی حاصل کیا جا سکے ۔

فلم اور تصویر

مسئلہ ۱۳۷۷: بے پردہ نا محرم کی تصویر دیکھنے کا حکم وہ نہیں ہے جو خود نا محرم کو دیکھنے کا ہے لہٰذا اس کی تصویر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ حصول لذّت کے لئے نہ ہو اور گناہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو اور تصویر بھی اس عورت کی نہ ہو جسے دیکھنے والا جانتا ہو، اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ نا محرم عورت کی وہ تصویر جسے براہ راست نشر کیا جارہا ہو اس کو نہ دیکھا جائے لیکن ٹیلی ویژن کے جو پروگرام ریکاڈ شدہ ہوتے ہیں ان میں خاتون کی تصویر کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ قصد لذّت کے بغیر ہو اور حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۷۸: مغربی ممالک سے سیٹلائٹ کے ذریعے نشر ہونے والے ٹی وی کے پروگرام اور اسی طرح اکثر ان عرب ممالک کے پروگرام جو ایران

کے ہمسایہ ہیں گمراہ کن، مسخ شدہ حقائق اور لہو و فساد پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کا دیکھنا گمراہ کن بدعنوانی اور حرام میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، لہٰذا ان پروگراموں کو دریافت کرنا اور دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر یہ نشریات قرآنی پروگرام پر مشتمل ہوں تو انہیں دیکھنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۹: ریڈیو اور ٹی وی پر نشر ہونے والے طنز و مزاح کے پروگرام سننے اور دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں کسی مومن کی توہین نہ ہو، لیکن جہاں تک موسیقی کا تعلق ہے وہ اگر لہوی اور طرب آور نہ ہو اور مجالس لہوولعب اور گناہ سے مشابہ نہ ہو تو اس کا سننا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۰: اگر کسی کی تصویریں کسی کے پاس ہوں اور اس سے کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو یا اگر ہو بھی تو جس کی تصویریں ہیں وہ اس کی مرضی سے نہ

لی گئی ہوں اور ان تصویروں کو واپس لینا بھی سخت اور مشکل ہو تو ان تمام صورتوں میں تصویر کو واپس لینا واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۱: نا محرم کی تصویر نا محرم نہیں ہوتی، لہٰذا اگر کوئی نا محرم کسی (مثلاً امام خمینیؒ) کی تصویر کا بوسہ اظہار محبت واحترام اور تبرک کی نیت سے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ قصد لذّت اور حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیئے ۔

مسئلہ ۱۳۸۲: تصویر اور فلم دیکھنے کا حکم وہ نہیں ہے جو خود نا محرم کو دیکھنے کا ہے، لہٰذا لذت شہوت اور خوف فساد کے بغیر تصویر دیکھنا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۳ : شادی کی تقریب میں شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے لئے تصویر بنوانا بذات خود

ممنوع نہیں ہے، لیکن اگر یہ احتمال پایا جاتا ہو کہ عورت کی تصویر کو کوئی نا محرم دیکھے گا اور یہ کہ اگر عورت مکمل حجاب نہیں رکھتی ہے تو اس سے کوئی مفسدہ پیدا ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں حجاب کا خیال رکھنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۴ : عورتیں اگر مردوں کے کشتی کے مقابلوں کو کشتی کے میدان میں حاضر ہو کر دیکھیں یا ٹی وی سے براہ راست مشاہدہ کریں یا پھر لذّت وفساد آمیز نگاہ سے دیکھیں اور اس سے فساد میں پڑنے کا خطرہ ہو تو جائز نہیں ہے ان کے علاوہ دوسری صورتوں میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۵ : دلہن کے سر پر اگر شادی میں شفاف اور باریک کپڑا ہو اور نا محرم اس کی تصویر کھینچے تو اگر نا محرم پر حرام نظر کا سبب نہ ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۳۸۶ : کیمرہ مین جو تصویر دیکھتا ہے اگر عورت کے محرموں میں سے ہو تو اس کا تصویر کھینچنا جائز ہے اور اگر تصویر دھونے اور پرنٹ کرنے والا اسے نہ پہنچانتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۳۸۷ : بعض جوان اس غرض سے فحش تصویر یں دیکھتے ہیں کہ اس طرح ان کی شہوت کسی حد تک کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ حرام سے محفوظ رہتے ہیں تو اگر ان کا تصویریں دیکھنا لذّت کی غرض سے ہو اوروہ جانتے ہوں کہ تصویریں دیکھنا لذّت بھڑکانے کا سبب بنے گا تو حرام ہے اور ایک حرام عمل سے بچنے کے لئے دوسرے حرام کام کا سہارا لینا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ۱۳۸۸ : خوشی کے جشن میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر مرد، مردوں کی اور عورتیں، عورتوں کی تصویریں بنائیں تو اس میں بھی

کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس جشن میں حرام موسیقی نہ سنی جائے اور نہ ہی کسی فعل حرام کا ارتکاب کیا جائے، مرد کا عورتوں کی اور عورت کا مردوں کی تصویریں بنانا اگر لذّت آمیز نگاہ یا کسی دوسرے گناہ کا باعث بنے تو جائز نہیں ہے اور شادی کی فلموں میں ایسی موسیقی کا استعمال کرنا جو لہوولعب کی محفلوں جیسی ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۹ : اسلامی جمہوریہ کے ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والی ملکی اور غیر ملکی فلمیں اور ان کی موسیقی اگر سننے اور دیکھنے والوں کی تشخیص کے مطابق مطرب اور لہوی ہو اور لہو و لعب کی محفلوں اور گناہ سے مناسبت رکھتی ہو اور اس کا سننا حرام ہو اور اس فلم کے دیکھنے میں کوئی خرابی ہو تو ان کے لئے اس کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، محض ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہونا جائز ہونے کی شرعی دلیل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۰ : دفتروں اور اداروں میں آویزاں کرنے کی غرض سے رسول اکرم (ص) امیر المومنین ؑ اور امام حسین ؑ سے منسوب کی گئی تصویروں کو چھاپنے میں بذات خود کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ کوئی ایسی چیز ان میں نہ ہو جو عرف عام کی نظر میں بے احترامی اور اہانت ہو اور ان عظیم ہستیوں کی شان سے منافات رکھتی ہو۔

مسئلہ ۱۳۹۱ : ایسی کتابیں اور ایسے اشعار پڑھنے سے اجتناب کرنا واجب ہے جو شہوت کو بھڑکانے کا سبب بنیں۔

مسئلہ ۱۳۹۲ : ایسے ڈرامے جو ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں اور ان میں مغربی ممالک کے معاشرتی مسائل پیش کئے جاتے ہیں اور ان ڈراموں میں مرد اور عورتیں ایک ساتھ کام کرتے ہیں ان کو لذّت اور شہوت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر دیکھنے

فہرست

سے متاثر ہونے اور فساد میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی جائز نہیں ہے، ہاں اگر تنقید کی غرض سے اور لوگوں کو ان ڈراموں کے برے اثرات اور خطرات سے آگاہ کرنے کے لئے دیکھنا ہو تو ایسے شخص کے لئے دیکھنا جائز ہے جو تنقید کرنے کا اہل ہو اور اسے اپنے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ان ڈراموں سے متاَثر ہوکر کسی فساد میں نہیں پڑے گا اور اگر اس کام کے لئے کچھ قواعد و ضوابط ہوں تو ان کی رعایت کی جائے۔

مسئلہ ۱۳۹۳ : ٹیلی ویژن پر ایسی بے پردہ خاتون اناؤنسر کو دیکھنا کہ جس کا سرو سینہ کھلا ہو اگر حرام میں مبتلا ہونے اور فساد کا شکار ہو جانے کا باعث نہ بنے اور نشریات براہ راست (LIVE) نہ ہوں تو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۴ : شادی شدہ شخص کے لئے شہوت

انگیز فلمیں دیکھنا اگر شہوت بھڑکانے کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۹۵ : شادی شدہ مردوں کے لئے ایسی فلمیں دیکھنا جن میں حاملہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کا صحیح طریقہ سکھایا جاتا ہے، جبکہ اس بات کا علم بھی ہو کہ مذکورہ عمل اسے حرام میں مبتلا نہیں کرے گا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ایسی فلمیں ہمیشہ شہوت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں ۔

مسئلہ ۱۳۹۶: مذہبی امور کی وزارت میں جو لوگ فلموں، جریدوں اور کیسٹوں کو دیکھتے ہیں تاکہ جائز مواد کو نا جائز مواد سے الگ کر سکیں وہ چونکہ قانونی فریضہ انجام دیتے ہیں، لہٰذا ان کے ان چیزوں کو دیکھنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ان پر لازم ہے کہ لذّت اور فساد میں مبتلا ہونے سے پرہیز کریں اور یہ کہ جن افراد کو مذکورہ مواد کے کنٹرول

کرنے پر مامور کیا جاتا ہے ان کا فکری اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ حکام کے زیر نظر اور ان کی رہنمای میں ہونا واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۳۹۷ : فلم کی اصلاح کرنے اور اس کو گمراہ کن اور فاسد مناظر سے الگ کرنے کے لئے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اصلاح کرنے والا شخص ایسا ہو کہ جس کے خود حرام میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۹۸ : بیوی، شوہر یا اس شخص کے لئے جس کے حرام مغز کی رگ کٹ گئی ہو اور وہ جنسی فلمیں اپنی شہوت بھڑکانے کے لئے دیکھنا چاہتا ہو تاکہ بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کے قابل ہوسکے جنسی ویڈیو فلموں کے ذریعے شہوت ابھارنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۹ : اسلامی حکومت کی طرف سے جن فلموں کو دیکھنا ممنوع قرار دیا گیا ہو انہیں دیکھنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۰ : ایسی فلموں کو دیکھنے سے اجتناب کرنا واجب ہے جن میں اسلامی جمہوریہ کے مقدسات، مراجع کرام یا رہبر معظّم کی توہین کی گئی ہو ۔

مسئلہ ۱۴۰۱ : ایسی ایرانی فلموں کو دیکھنے میں جو اسلامی انقلاب کے بعد بنائی گئی ہیں اور ان میں خواتین پورے حجاب میں نہیں ہوتیں اگر قصد لذّت اور حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو بذات خود کوئی حرج نہیں ہے لیکن فلمیں بنانے والوں پر واجب ہے کہ ایسی فلمیں نہ بنائیں جو اسلام کی گرانقدر تعلیمات کے منافی ہوں ۔

مسئلہ ۱۴۰۲ : مذہبی اور ثقافتی امور کی وزارت کی

طرف سے منظور شدہ فلمیں اور کیسٹیں اگر مکلف کی نظر میں ان غنا لھوی اور طرب آور موسیقی پر مشتمل ہوں جو لھو و لعب اور گناہ کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہیں تو ان کا نشر کرنا، پیش کرنا، سننا اور دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر بعض متعلقہ ادارے تائید کر دیں تو یہ مکلف کے لئے شرعی دلیل نہیں ہے جب تک کہ خود اس کی رائے تائید کرنے والوں کی رائے کے خلاف ہو ۔

مسئلہ ۱۴۰۳ : جریدوں پر نا محرموں کی تصویریں ہونے سے ان کی خرید و فروخت نا جائز نہیں قرار پاتی اور نہ ہی ان سے نمونے اور ڈیزائن کے طور پر استفادہ کرنے میں کوئی حرج ہے بشرطیکہ مذکورہ تصاویر سے کسی فساد میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۰۴ : ویڈیو کیمرے کی خرید و فروخت، اگر حرام امور میں استعمال کی غرض سے نہ ہو تو

بذات خود جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۵ : ویڈیو فلمیں اگر برہنگی، شہوت انگیزی اور گمراہ کن مطالب پر مشتمل ہوں یا ان میں غنا اور ایسی طرب آور موسیقی ہو جو لہو و لعب اور گناہ کی محفلوں سے مطابقت رکھتی ہو تو ان کو دیکھنا جائز نہیں ہے، لہٰذا ایسی فلمیں بنانا، ان کی خرید و فروخت کرنا، انہیں کرائے پر دینا اور اسی طرح ویڈیو کیمرے کو فحش ویڈیو فلمیں بنانے کے لئے کرائے پر دینا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۴۰۶ : غیر ملکی ریڈیو سے خبریں اور ثقافتی اور علمی پروگرام سننا اگر فساد اور انحراف کا سبب نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ڈش-انٹینا (کیبل)

مسئلہ ۱۴۰۷ : ٹی وی کے پروگرام دیکھنے کے

لئے ڈش صرف ایک آلہ ہے ٹی وی کے پروگرام جائز بھی ہوتے ہیں اور ناجائز بھی، یہ بھی ان مشترک آلات میں سے ہے جنہیں خریدنا اور بیچنا جائز بھی ہوتا ہے اور نا جائز بھی، اگر حلال مقاصد کے لئے اس کی خرید و فروخت کی جائے تو جائز ہے لیکن یہ آلہ ایسا ہے کہ جس کے پاس ہو اس کے لئے حرام پروگراموں کو دیکھنے کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اسے گھر میں رکھنے سے دوسری خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں لہٰذا اس کی خرید و فروخت کرنا اور اسے گھر میں رکھنا جائز نہیں ہے، البتہ اس شخص کے لئے جائز ہے جسے اپنے اوپر اطمینان ہو کہ وہ اس سے نا جائز استفادہ نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے گھر میں رکھنے سے کوئی دوسری خرابی پیدا ہوگی اس سلسلہ میں اگر کوئی قانون ہو تو اس کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۸ : جو شخص اسلامی جمہوریہ ایران سے باہر رہتا ہے وہ ایران کے پروگرام دریافت کرنے کے لئے ڈش انٹینا خریدنا چاہے تو مذکورہ آلہ چونکہ ایسا ہوتا ہے کہ جس سے حلال استفادہ بھی کیا جا سکتا ہے اور حرام بھی اور اس کے علاوہ اسے گھر میں رکھنے سے دوسری خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں، لہٰذا اس کو خرید کر گھر میں رکھنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر کسی کو سو فیصد یقین ہو کہ وہ اسے حرام کاموں میں استعمال نہیں کرے گا اور اس کے نصب کرنے سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہو گی تو اس کے لئے جا ئز ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۹ : کچھ ایسے ڈش انٹینا ہوتے ہیں کہ جن کے ذریعے کئی ملکوں کے پروگرام دیکھے جا سکتے ہیں ان کو خرید کر استعمال کرنے کا معیار بھی وہی ہے جو گذشتہ مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے چینلز چاہے مغربی ہو ں یا غیر مغربی ہوں اس سے کوئی فرق

نہیں پڑتا۔

مسئلہ ۱۴۱۰: ڈش انٹینا کے ذریعے خلیجی اور مغربی ممالک سے دکھائے جانے والے قرآنی پروگراموں کو دیکھنا بذات خود صحیح ہے لیکن وہ پروگرام جو سٹلائیٹ کے ذریعے مغربی ممالک یا اکثر ہمسایہ ممالک کے ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں وہ غالبا گمراہ کن افکار مسخ شدہ حقایق اور لہو و فساد پر مبنی ہوتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے قرآنی اور علمی پروگرام کا دیکھنا فساد اور حرام میں مبتلا ہونے کا سبب بن جائے، لہٰذا ڈش کے ذریعے ان ملکوں کے پروگرام دیکھنا شرعاً حرام ہے۔ ہاں اگر پروگرام صرف علمی اور قرآنی ہوں اور ان کے دیکھنے سے کوئی فساد اور حرام لازم نہ آتا ہو تو ان کا دیکھنا جائز ہے، البتہ اس سلسلے میں اگر کوئی قانون موجود ہو تو اس کی پابندی ضروری ہے ۔

مسئلہ ۱۴۱۱ : ڈش سے اگر صرف حرام کاموں میں استفادہ کیا جاتا ہو جیسا کہ غالباً ایسا ہی ہوتا ہے یا آپ کو علم ہو کہ جو شخص اسے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اسے حرام کام میں استعمال کرے گا تو ایسی صورت میں اس کا فروخت کرنا، خریدنا، باندھنا، اس کا استعمال کرنا اور اس کی مرمت کرنا یا اس کے فاضل آلات اور کل پرزے بیچنا جائز نہیں ہے۔

تھئیٹر اور سینما

مسئلہ ۱۴۱۲ : اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ سینما سے لوگوں کے اندر فہم و شعور پیدا ہوتا ہے اور سینما تبلیغ کا ذریعہ ہے اس میں ہر اس چیز کی تصویر کشی کرنا یا اسے پیش کرنا جو نوجوانوں کے اندر فہم و شعور کو اجاگر کرے اور اسلامی ثقافت کی ترویج کرے جائز ہے، انہیں چیزوں میں سے ایک چیز ہے

دینی علما کی شخصیت اور ان کی وضع قطع کی عکاسی کرنا اور دیگر صاحبان علم و منصب کی شخصیت اور ان کی وضع قطع کا تعارف کرانا لیکن ان کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا اور ان کے لباس کی حرمت کا پاس رکھنا واجب ہے اور یہ کہ ایسی فلمیں نہ دکھائی جائیں کہ جن کے اندر اسلام کے منافی مفاہیم کو بیان کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۴۱۳: امام حسینؑ اور واقعۂ کربلا کے بارے میں فلم اگر قابل اعتماد تاریخی شواہد کی روشنی میں بنائی جائے اور موضوع کا تقدس و احترام محفوظ رہے اور امام حسینؑ اور ان کے اہلبیتؑ اور ان کے اصحابؑ کا مقام و مرتبہ ملحوظ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن موضوع کے تقدس کو محفوظ رکھنا جیسا کہ محفوظ رکھنے کا حق ہے اور اسی طرح امام حسینؑ اور ان کے اصحابؑ کے احترام کو باقی رکھنا بہت مشکل

فہرست

ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے ۔

مسئلہ ۱۴۱۴ : اداکاری کے دوران کسی حقیقی شخص کی خصوصیات کو بیان کرنے کی غرض سے ایک دوسرے کی مخالف جنس کا لباس پہننا اور اس کی آواز کی تقلید کرنا اگر کسی فساد کا سبب نہ بنتا ہو تو اس کا جائز ہونا بعید نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۵ : اسٹیج شو یا ڈراموں میں اگر خواتین میک اپ کا کام خود کریں یا کوئی خاتون اس کام کو انجام دے یا کسی محرم کے ذریعے یہ کام انجام پائے اور اس میں کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے وگرنہ جائز نہیں ہے، البتہ میک اپ کئے گئے چہرے کو نا محرم سے چھپانا ضروری ہے ۔

مصوری اور مجسمہ سازی

مسئلہ ۱۴۱۶: بے روح جسموں کے مجسمے، ان کی تصویریں اور ان کے خاکے بنانے میں مطلقا کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح ذی روح جسموں کی تصویریں اور خاکے بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ وہ جسم کی صورت میں نہ ہو یا اگر مجسمے کی صورت میں ہو تو وہ کامل نہ ہو، رہ گیا انسان اور دوسرے حیوانات کا کامل مجسمہ بنانا تو اس میں اشکال ہے البتہ مذکورہ چیزوں کی خرید و فروخت کرنے یا ان کو گھر میں رکھنے میں مطلقا کوئی حرج نہیں ہے اور ان کو نمائش کے لئے رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۷: جدید طریقۂ تعلیم میں طلاب کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے ایک درس رکھا گیا ہے جس کا ایک شعبہ مجسمہ سازی پر مشتمل

ہے جس میں اساتید اپنے شاگردوں کو حیوانوں کے مجسمے بنانے کا حکم دیتے ہیں اور شاگرد ان مجسموں کو تیار کرتے ہیں، اگرعرف عام کی نظر میں حیوان کا مجسمہ مکمل اجزا پر مشتمل نہ ہو یا مجسمہ بنانے والا طالب علم بالغ نہ ہو اور شرعی طور پر مکلف نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۴۱۸ : بچے اور نوجوان کبھی کبھی پرانے قصوں جیسے اصحاب فیل یا حضرت موسیٰؑ کے لئے دریائے نیل کے شگافتہ ہونے کے منظر کے خاکے بناتے ہیں بذات خود اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کام کو حقیقت اور اصلیت پر مبنی ہونا چاہیئے غیر واقعی اور ہتک آمیز نہیں ہونا چاہیئے ۔

مسئلہ ۱۴۱۹ : مخصوص مشین کے ذریعہ کھلونا بنانے کے عمل کو اگر خود انسان کی طرف نسبت نہ دی جائے تو خود مشین کے ذریعے کھلونا بنانے میں

کوئی حرج نہیں ہے ورنہ اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۰ : مجسمے کی طرز کا زیور بنانے کے لئے اگر ذی روح موجودات کا مجسمہ پورا بنایا جائے اور وہ بھی ایک فرد بنائے تو اس میں اشکال ہے چاہے اس میں کیسا بھی مواد استعمال کیاجائے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اسے زینت کے طور پر یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۲۱ : کھلونے کے اعضاء مثلاً ہاتھ پاؤں اور سر وغیرہ کو دوبارہ جوڑنا مجسمہ سازی نہیں کہلاتا لہٰذا ایسا کرنا جائز ہے، ہاں اگر مذکورہ اعضاء کو جوڑنے سے کسی ذی روح حیوان یا انسان کا مکمل مجسمہ بن جائے تویہ عمل مجسمہ سازی کہلائے گا جو کہ شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۲: کھال کے نیچے خال بنانا حرام نہیں

ہے اور خال کا جو اثر جلد کے نیچے باقی رہتا ہے وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتا، لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے غسل اور وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۳: کسی ایسے فن پارے کی تعمیر اور مرمت کرنا جو عیسائیت کی نشاندہی کرتا ہو یا حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم علیہا السلام کی تصاویر پر مشتمل ہو جائز ہے اور مذکورہ عمل کے عوض اجرت لینا بھی جائز ہے اور اس نوعیت کے عمل کو پیشہ بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ چیز باطل کی ترویج یا کسی اور برائی کا سبب ہے تو جائز نہیں ہے۔

جادو، شعبدہ بازی، روح اور جن کا حاضر کرنا

مسئلہ ۱۴۲۴: شعبدہ کی تعلیم دینا اور اس کا سیکھنا حرام ہے لیکن ایسے کرتب جن میں ہاتھ کی تیزی اور چال بازی ہو اور شعبدے کی اقسام میں سے نہ ہو جائز

ہے۔

مسئلہ۱۴۲۵ : جفر، رمل اور ازیاج وغیرہ جیسے علوم جن کے جانکار ہونے کا آج کے دور میں کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں چاہے وہ امور غیبی کے بارے میں خبر دینے کے سلسلے میں اکثر اوقات قابل اطمینان ہوں اور یقین کا موجب ہوں پھر بھی مذکورہ علوم قابل اعتماد نہیں ہیں البتہ صحیح طریقے سے علم جفر اور رمل کو سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ان کو سیکھنے سے کوئی خرابی لازم نہ آتی ہو۔

مسئلہ۱۴۲۶ : جادو کا علم شرعاً حرام ہے اور اس کا سیکھنا بھی حرام ہے لیکن اگر کسی شرعی عقلائی غرض کے لئے سیکھا جائے تو جائز ہے، البتہ روح ملائکہ اور جن کو حاضر کرنا اگر مان لیا جائے کہ صحیح ہے تب بھی اس کے مواقع اس کے وسائل اور مقاصد کے اعتبار سے حکم مختلف ہو گا۔

مسئلہ ۱۴۲۷ : مومنین کا بعض ایسے لوگوں کی طرف علاج کی غرض سے رجوع کرنا جو ارواح اور جنوں کو تابع کرکے علاج کرتے ہیں اگرچہ بذات خود صحیح ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کام کو جائز اور شرعی طریقوں سے انجام دیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۲۸ : کنکریوں کے ذریعے فال نکال کر جھوٹی خبر دینا جائز نہیں ہے ۔

ہپناٹزم کے ذریعے سلانا

مسئلہ ۱۴۲۹: ہپناٹزم کے ذریعے سلانا اگر عقلائی غرض کے لئے اور سونے والے کی مرضی سے ہو اور اس کے ساتھ کوئی حرام کام انجام نہ دیا جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۰ : ہپناٹزم کے ذریعے سلانے کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے اور اگر حلال با مقصد اور قابل

اعتنا فائدے کے حصول کی خاطر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جسے سلانا چاہتا ہے وہ راضی ہو اور اسے کوئی نقصان بھی نہ ہورہا ہو۔

لاٹری

مسئلہ ۱۴۳۱: لاٹری کے ٹکٹ خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور جیتنے والا شخص انعام کا مالک نہیں بنتا چنانچہ اسے لاٹری کے ذریعے جیتا ہوا مال لینے کا کوئی حق نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۴۳۲ : لاٹری کے ٹکٹ لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ مال جو انعام کے طور پر دیا جاتا ہے اس کو لینا صحیح نہیں ہے اب چاہے وہ ٹکٹ سڑک پر پڑا ملا ہو یا کسی نے اس کو مفت میں دیا ہو یا اس نے خود خریدا ہو البتہ اگر اس بات کا یقین ہوجائے کہ ٹکٹ تقسیم کرنے والا اپنے حلال مال میں سے

مفت میں مال تقسیم کر رہا ہو اور اس کی غرض یہ ہو کہ جس شخص کا نام قرعہ میں نکل آئے گا وہ اسے تحفہ دے گا تو اس صورت میں مال لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۳ : قرعہ اندازی کے ذریعے لاٹری کی نمائش میں رکھی گئی کار کو فروخت کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب خرید و فروخت قرعہ اندازی کے بعد انجام پائے لیکن جس نے فروخت کیا ہے اس کے لئے ان لوگوں کے مال کو لینا کہ جنہوں نے قرعہ اندازی میں شرکت کرنے کی خاطر مال دیا تھا باطل ہے اور اس پر واجب ہے کہ ان کے مال کو واپس کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۴ : ٹکٹ بیچ کر فلاحی امور کے لئے چندہ جمع کرنا اور بعد میں حاصل شدہ رقم میں سے کچھ مقدار کو قرعہ اندازی کے ذریعے جیتنے والوں کو تحفے کے طور پر دینے اور باقی ماندہ مال کو فلاحی امور پر

خرچ کردینے کے عمل کو خرید و فروخت کے زمرے میں رکھنا صحیح نہیں ہے،البتہ اسلامی مقاومت اور امور خیریہ کی مدد کرنے کی خاطر چندہ لینے کے لئے ٹکٹ جاری کرنا صحیح ہے اور لوگوں سے یہ وعدہ کرکے چندہ لینا کہ بعد میں قرعہ اندازی کی جائے گی اور جس جس کا نام نکلے گا اس کو انعام دیا جائے گا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۵ : لاٹری کے ٹکٹوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ٹکٹ بیچنے والوں کے پاس خریداروں سے مال بٹورنے کا ایک ذریعہ ہے اور اسی طرح خریدار کے نزدیک بھی انعام حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، لہٰذا ان ٹکٹوں کی خریدو فروخت کرنا اور ان کے ذریعے سے انعام حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۶ : لوگوں سے امور خیریہ کے لئے ہدیہ جمع کرنا اور اہل خیر حضرات کی ترغیب کی خاطر بہتر

زندگی کے تحفے کے عنوان سے ٹکٹ چھاپنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے اسی طرح امور خیریہ میں شرکت کی نیت سے مذکورہ عنوان کے تحت چھاپے گئے ٹکٹ خریدنے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے۔

رشوت

مسئلہ ۱۴۳۷ : بینک کے کارندوں کو اس کام کے بدلے میں جس کے لئے انہیں ملازم رکھا گیا ہے اور جس کے عوض میں تنخواہ لیتے ہیں لوگوں سے کچھ نہیں لینا چاہیئے اسی طرح جو لوگ بینک کے امور سے سروکار رکھتے ہیں ان کے لئے بھی اپنا کام نکالنے کی خاطر بینک کے عملے کو لالچ دینا اور مال کی پیشکش کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ عمل فساد کا سبب ہوتا ہے ۔

مسئلہ ۱۴۳۸ : سرکاری دفتروں میں جو لوگ اپنے

کام نکلوانے کے لئے آتے ہیں ان سے کسی قسم کا ہدیہ لینا نہایت خطرناک کام ہے، لہٰذا جتنا ممکن ہو اس سے اجتناب کریں، آپ کی دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے، ہدیہ لینا صرف اس صورت میں جائز ہے جب دینے والا اصرار کرے لیکن لینے والا انکار کرتا رہے پھر بھی دینے والا کسی ترکیب سے وہ ہدیہ اس تک پہنچا دے، البتہ وہ بھی کام ختم کرنے کے بعد اور پہلے سے کسی گفتگو اور توقع کے بغیر اگر وہ ہدیہ اس کو ملے۔

مسئلہ ۱۴۳۹: بینک کے عملے کو رواج کے مطابق عید کا تحفہ دینا اگر بینک کی خدمات حاصل کرنے والے افراد کے درمیان عملہ کی جانب سے امتیازی سلوک کا سبب بنے اور اس کے نتیجے میں فساد پھیلنے اور دوسروں کے حقوق ضائع ہوجانے کا خطرہ پیدا ہو جائے تو ہدیہ لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۰ : دفتروں میں کام کرنے والے افراد کے لئے لازم اور واجب ہے کہ وہ تمام افراد کے ساتھ قانون اور دفتر کے مقرر شدہ ضنابطوں کے مطابق رابطہ رکھیں اور جو لوگ کام کے لئے رجوع کرتے ہیں ان سے کسی قسم کا تحفہ قبول نہ کریں چاہے وہ کسی بھی عنوان سے ہو اس لئے کہ مذکورہ عمل ان کے بارے میں بدگمانی اور فساد پھیلنے کا باعث بنتا ہے اور لالچی افراد کے لئے دوسروں کے حقوق پائمال کرنے اور قانون توڑنے کا سبب بنتا ہے اورجہاں تک رشوت کا تعلق ہے تو یہ کام لینے اور دینے والے دونوں کے لئے حرام ہے رشوت لینے والے پر واجب ہے کہ وہ اسے واپس کرے، اس کا استعمال کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۴۴۱: دفتروں میں آنے والے افراد کا عملے کے کسی فرد کو غیر قانونی طور پر مال دینا یا

دوسری خدمات پیش کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح عملے کے افراد پر بھی واجب ہے کہ وہ لوگوں کے کام ان سے مال طلب کئے بغیر اور قانونی طریقے سے انجام دیں اور عملے کے افراد میں سے کوئی اگر کچھ مانگ لیتا ہے تو اس کا استعمال کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے بلکہ اس مال کو واپس کردینا اس پر واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۴۴۲: اگر کسی کے لئے اپنے حق کو ثابت کرنا رشوت دینے پر موقوف نہیں ہے تو رشوت دینا جائز نہیں ہے خواہ اس کا رشوت دینا دوسروں کے کاموں میں رکاوٹ کا سبب نہ بنے اور اگر کوئی حق دار نہ ہو اس کے باوجود دوسروں کے امور میں رشوت دے کر رکاوٹ بنے تو بدرجہ اولی جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۴۴۳: سرکاری دفتر کے عملے کے افراد کو

اس بناپر رشوت دینا کہ رشوت دینے والے کا شرعی اور قانونی کام بغیر کسی رکاوٹ کے آسانی سے ہوجائے شرعی اعتبار سے حرام ہے چاہے وہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس نے رشوت نہ دی تو کام نہیں ہوگا کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ دفتر کے نظام کو فاسد کردینا ہے مجبوری کے گمان سے رشوت دینا جائز نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ ۱۴۴۴: حکومتی یا نجی ادارے کا کوئی ملازم جس کا کام ادارے کے لئے سامان خریدنا ہے اگر وہ سامان کئی مقامات پر دستیاب ہو مگر وہ سامان کو اپنے کسی جاننے والے سے اس شرط پر خریدے کہ اس سے جو فائدہ حاصل ہوگا اس کے کچھ فیصد میں وہ بھی شریک ہوگا تو اس صورت میں اس معاملے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور وہ باطل ہے اگر اس ادارے کا کوئی مافوق سرپرست ہو تو اس سلسلے میں اس کی اجازت کی کوئی شرعی اور قانونی حیثیت نہیں

ہے کیونکہ اس کی اجازت معتبر نہیں ہے، اس سامان کی قیمت اگر بازار کی عادلانہ قیمت سے زیادہ ہو یا اس سے کم قیمت پر بھی وہ چیز خریدی جاسکتی ہو تو اس صورت میں مذکورہ معاملہ درست نہیں ہو گا، بعض دکاندار مختلف اداروں کے نمائندوں کو قیمت کے علاوہ کچھ مال دیتے ہیں چنانچہ بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ جس قدر مال اس زمرے میں دریافت کیا ہو، اسے متعلقہ اداروں کو لوٹا دے کہ جس کی طرف سے وہ خریداری کرنے کے لئے نمائندہ بنا ہو اگر وہ شخص متعلقہ ادارے کا ذمہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ کسی کمپنی کے لئے خریداری کا کام بھی کرتا ہو اور وہ اپنے ادارے سے مذکورہ کمپنی کے لئے سامان خریدے تو منافع میں سے کچھ فیصد لینے کا اسے کوئی حق نہیں، اسے چاہیئے کہ جو بھی وصول کرے وہ اپنے ادارے

کو لوٹا دے اگر جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ مذکورہ ادارے کی مصلحت کے مطابق نہ ہو تو وہ معاملہ ہی سرے سے باطل ہے اور جو مال اس نے غیر شرعی اور غیر قانونی طریقے سے حاصل کیا ہے اسے چاہیئے کہ وہ مال اس ادارے کو واپس کر دے جس کی طرف سے وہ خریداری کے لئے نمائندہ مقرر ہوا تھا۔

مسئلہ ۱۴۴۵: اسمگلنگ کرنے والے اگر عملے کے افراد کو مال دینے کی پیش کش کریں تاکہ وہ قانون کی خلاف ورزی کرنے پر ان سے چشم پوشی کریں اور ان کی پیش کش قبول نہ کرنے پر وہ انہیں قتل کی دھمکی دیں تو ایسی صورت حال میں ان کے لئے اسمگلروں سے کسی بھی قسم کا مال لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۶: ٹیکس وصول کرنے والے محکمے کا انچارج اگر اپنے ما تحت کو کسی کمپنی سے کم ٹیکس

وصول کرنے کا حکم دے اور ماتحت مشکلات اور پریشانیوں سے بچنے کے لئے کچھ مال لے کر ٹیکس میں تخفیف دینے پر مجبور ہو تب بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس قسم کے موقعوں پر اصول و ضوابط پر عمل ہونا چاہیئے قانون کی مخالفت خواہ مفت ہو یا مال لے کر کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے ۔

کاروباری نمائندہ:

مسئلہ ۱۴۴۷: بعض دکاندار اپنا سامان بیچنے کے لئے خریدنے والی کمپنی یا اداروں کے نمائندوں کو سامان کی قیمت پر اضافہ کئے بغیر صرف روابط بڑھانے کے لئے کچھ مال دیتے ہیں ایسا کرنا نہ فروخت کرنے والے کے لئے جائز ہے اور نہ وکیل کے لئے جائز ہے کہ وہ مال لے، وکیل جتنا مال بھی لیتا ہے اسے اپنے موکل کے دفتر یا کمپنی کو لوٹا دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۸: جو شخص حکومت یا پرائیوٹ کمپنی کی طرف سے سامان کی خریداری پر وکیل ہو اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ خریدے ہوئے سامان کے منافع میں سے کچھ فیصد لینے کی شرط کرے چنانچہ ایسی شرط رکھنا صحیح نہیں ہے پس اس نے اگر کچھ فیصد مقرر کیا ہو تو اس کا لینا بھی جائز نہیں ہے اس سلسلہ میں مافوق انچارج کو بھی اجازت دینے کا حق نہیں ہے اور اس کی اجازت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۹: کسی کمپنی یا دفتر کا نمائندہ اگر کسی چیز کو بازار کی قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدتا ہے تاکہ فروخت کرنے والا اس کی مالی مدد کرے تو مذکورہ معاملہ جو اس نے کیا ہے اور اس میں جتنی زیادہ قیمت اس نے دی ہے اس قیمت کا معاملہ فضول ہو گا اور قانون کے مطابق مؤکل کی قانونی اجازت پر موقوف رہے گا بہر حال اس کے لئے

فروخت کرنے والے سے اپنے لئے کوئی چیز لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۰: جو شخص کسی ادارے یا کمپنی کی طرف سے ضروری اشیاء کی خریداری پر وکیل ہو اور وہ مختلف اداروں کے ساتھ آمد و رفت اور آشنائی رکھتا ہو اور یہ شرط رکھے کہ اگر میں تم سے سامان خریدوں تو منافع میں سے کچھ فیصد کا شریک قرار پاؤں گا تو ایسی صورت میں:

۱۔ اس شرط کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور یہ باطل ہے۔

۲۔ اس سلسلہ میں ادارے کے رئیس کا اجازت نامہ بھی شرعی و قانونی حیثیت نہ رکھنے کی وجہ سے معتبر نہیں ہے۔

۳۔ اگر مذکورہ سامان کی قیمت بازار کی مناسب

قیمت سے زیادہ ہو تو اس صورت میں طے شدہ قرار داد نافذ نہیں ہو گی ۔

۴۔ وکیل کا خریداروں کے لئے فروخت کرنے والے اداروں کی طرف سے رسید میں درج شدہ رقم کے علاوہ کچھ لینا جائز نہیں ہے اور اگر اس نے کچھ لیا ہو تو اسے اپنے مؤکل ادارے تک پہنچانا ضروری ہے ۔

۵۔ وہ اگر کسی دوسری کمپنی کا بھی نمائندہ ہو اور اپنی کمپنی کے لئے مذکورہ کمپنی کی مصنوعات خریدے تو منافع میں سے کچھ فیصد خود لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر کچھ دریافت کیا ہو تو اسے کمپنی کو دینا پڑے گا اور اگر کوئی قرارداد کی ہو جو کمپنی کے فائدے میں نہ ہو تو وہ سرے سے باطل ہو گی ۔

اگر اس شخص کو مذکورہ طریقوں سے کچھ منفعت

حاصل ہوتی ہے تو وہ چونکہ غیر شرعی در آمد ہے لہٰذ ا وہ جس ادارے کا نمائندہ ہے وہ در آمد اس ادارے کو دینی ہوگی ۔

دسویں فصل-طبی مسائل

حمل روکنا :

مسئلہ ۱۴۵۱: صحت مند خاتون کے لئے وقتی طور پر مانع حمل طریقوں سے یا مواد کے ذریعے نطفہ نہ ٹھہرنے دینا :

۱۔ شوہر کی اجازت کے ساتھ جائز ہے ۔

۲۔ مانع حمل آلات جنہیں آئی۔یو۔ڈی کہا جاتا ہے اگر نطفہ ٹھہرنے کے بعد اسقاط کا سبب بن

جائیں تو ان کا استعمال جائز نہیں ہے ۔

۳۔ ایسی بیمار عورتیں جنہیں حمل سے جان کا خطرہ ہو ان کے لئے حمل روکنا جائز ہے بلکہ اگر جان کا خطرہ ہو تو اختیاری طور پر حاملہ ہونا جائز نہیں ہے۔

۴۔ جن عورتوں میں جسمانی بیماری کی وجہ سے صرف معذور اور موروثی بیماریوں کے حامل بچے پیدا کرنے کی صلاحیت ہو وہ کسی عقلائی غرض کی خاطر اور قابل توجہ ضرر سے بچنے کے لئے شوہر کی اجازت سے دائمی طور پر حمل رکوا سکتی ہیں ۔

مسئلہ ۱۴۵۲: مرد کے لئے نس بندی کرانا اگر عقلائی مقاصد کے تحت ہو تو بذات خود اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں قابل توجہ ضرر نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۵۳: عزل، پیچ نما آلے، اور دوائیوں کے ذریعے حمل رکوانے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ میاں بیوی راضی ہوں اور ایسا کرنا کسی عقلائی غرض کے لئے ہو اور اس سے کوئی نقصان بھی نہ ہوتا ہو، لیکن شوہر اپنی بیوی کو اس کام پر مجبور کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۱۴۵۴: حاملہ عورت کے لئے آپریشن کا جواز اس بات پر موقوف ہے کہ آپریشن کی ضرورت ہو یا حاملہ عورت خود آپریشن کا مطالبہ کرے بہر حال آپریشن کے دوران اور رحم کے راستے کو بند کرنے کے دوران نا محرم عورت کو چھونا اور دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۵: جو میاں بیوی کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوں جسکا ان کے بچوں میں سرایت کرنے کا اندیشہ ہو اور یہ خطرہ ہو کہ پیدا ہونے کے بعد بچے

ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں گے کہ زندگی بھر وہ سخت مشقت میں مبتلا رہیں گے یا مفلوج ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں اگر بچے کے اندر بیماری کا سرایت کر جانا یقینی ہو اور پیدا ہونے کی صورت میں اس بچے کی پرورش سخت مشکل اور حرج کا باعث ہو تو بچے کے اندر روح داخل ہونے سے پہلے اس کا اسقاط جائز ہے لیکن بنا بر احتیاط اس کی دیت ادا کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۴۵۶: زوجہ کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر حمل رکوانے کے طریقوں کا استعمال کرنا اشکال رکھتا ہے ۔

مسئلہ ۱۴۵۷: جو شخص متعدد بچوں کا باپ ہو اگر وہ منی کی نالی کو بند کروا لے تو نہ وہ گنہگار ہو گا اور نہ اس کے لئے بیوی کا راضی ہونا شرط ہے ۔

اسقاط حمل

مسئلہ۱۴۵۸: صرف معاشی مشکلات کی وجہ سے اسقاط حمل جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۴۵۹: یہ خطرہ ہونے کے باوجود کہ بچہ معذور پیدا ہوگا یہاں تک کہ روح داخل ہونے سے پہلے بھی اسقاط حمل کا جواز فراہم نہیں کرتا، ہاں اگرماہرڈاکٹر یہ کہے کہ ماں کی جان کو خطرہ ہے تو روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۴۶۰: اگرماہر طبیب جدید آلات کے ذریعے پتہ لگالیں کہ بچہ معذور دنیا میں آئے گا اور اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو اس صورت میں بھی اسقاط حمل کا جواز نہیں بنتا۔

مسئلہ۱۴۶۱: رحم میں بچہ ٹھہر جانے کے بعد

چاہے وہ کسی بھی مرحلے میں ہو اس کو ساقط کرانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۲: اگر تشخیص ہو جائے کہ پیدا ہونے کے بعد یہ بچہ ایک موروثی بیماری کا شکار ہو جائے گا جس کا نام تھیلی سیمیا ہے جس میں اگر ذرا سی چوٹ بھی لگ جائے تو بے انتہا خون بہنے لگتا ہے اور اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے ایسی صورت میں پیدا ہونے کے بعد اگر اس فرزند کی پرورش حرج کا باعث بنے گی تو جائز ہے اس کو جنین کے مرحلے میں ہی گرادیں، لیکن بنا بر احتیاط اس کی دیت ادا کریں ۔

مسئلہ ۱۴۶۳: حمل گرانا شرعاً حرام ہے اور کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، البتہ اگر حمل کو باقی رکھنا ماں کے لئے خطرناک ہو تو اس حالت میں روح داخل ہونے سے پہلے اس کو گرا دینے میں کوئی

حرج نہیں ہے، لیکن روح داخل ہونے کے بعد چاہے اس کا باقی رہنا ماں کے لئے خطرناک ہی کیوں نہ ہو اس کو گرانا جائز نہیں ہے لیکن اگر حمل کے باقی رہنے میں دونوں کی جان کو خطرہ ہو اور کسی بھی صورت میں بچہ کو بچانا ممکن نہ ہو، بلکہ صرف ماں کی زندگی بچائی جاسکتی ہو تو حمل کو گرا دینا جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۴۶۴: حمل گرانا جائز نہیں ہے چاہے وہ زنا کے ذریعے مستقر ہوا ہواور باپ اگر گرانے کا مطالبہ کرے تو اس سے اسقاط کا جواز فراہم نہیں ہوتا اب اگر ماں نے خود یا کسی کی مدد سے حمل گرایا ہو تو دیت اس پر واجب ہو گی لیکن دیت کی مقدار میں تردد ہے احتیاط یہ ہے کہ مصالحت کی جائے اور یہ دیت اس وراثت کا حکم رکھتی ہے جس کا کوئی وارث ہو۔

مسئلہ ۱۴۶۵: حمل اگر علقہ ہو تو اس کی دیت ۴۰

دینار ہے اگر مضغہ ہو تو ۶۰ دینار ہے اورا گر بغیر گوشت کے ہڈیاں ہوں تو ۸۰ دینار ہے اور مذکورہ دیت حمل کے وارث کو دی جائے گی اور اس میں ارث کے طبقات کی رعایت کی جائے گی لیکن جس نے حمل ساقط کرایا ہے وہ میراث سے محروم رہے گا ۔

مسئلہ ۱۴۶۶: اگر اسپیشلسٹ کی صلاح کے مطابق عورت کو دانتوں اور مسوڑھوں کے علاج کے لئے آپریشن کی ضرورت ہو اور آپریشن کے دوران بے ہوشی اور ایکسرے کی وجہ سے جنین کے معذور ہو جانے کا سبب ہو تو اس صورت میں بھی اسقاط حمل جائز نہیں ہوتا ۔

مسئلہ ۱۴۶۷: جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ رحم کے اندر جو بچہ ہے یا اس کی موت یقینی ہے یا ماں کی موت یقینی ہے تو اس صورت میں اسقاط کے

ذریعے کم از کم ماں کی زندگی بچانا ضروری ہے شوہر چاہے کسی کی بھی تقلید کرتا ہو مگر وہ بیوی کو اسقاط سے نہیں روک سکتا لیکن واجب ہے کہ اسقاط کے عمل کو اس طرح انجام دیا جائے کہ بچے کا قتل کسی کی طرف منسوب نہ ہونے پائے ۔

مسئلہ ۱۴۶۸: اگر نطفہ غیر مسلم کا ہو خواہ شبہ میں وطی کرنے سے ٹھہرا ہو یا زنا کا نطفہ ہو تب بھی حمل ساقط کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۹: اگر نطفے کو رحم سے باہر لا کر بعض مخصوص جگہوں پر محفوظ رکھنا ممکن ہو تا کہ ضرورت کے وقت اسے صاحب نطفہ کے رحم میں رکھا جا سکے تو اس عمل میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۴۷۰: میاں بیوی کے نطفے کو ٹیوب کے ذریعے پیوند لگانا جائز ہے لیکن اس کام کے دوران

شرعاً حرام مقدمات سے بچنا واجب ہے پس نا محرم شخص کے لئے یہ عمل انجام دینا اگر چھونے اور نگاہ ڈالنے کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے البتہ اس طریقے سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ صاحب نطفہ ماں باپ کا ہوگا۔

مسئلہ ۱۴۷۱: اگر پیوند کاری کے لئے جو انڈے ضروری ہوتے ہیں وہ بیوی کے نطفے میں نہ ہوں تو کسی دوسری عورت کے (ovum) لے کر سائنسی طریقے سے شوہر کے نطفے کے ساتھ پیوند کاری کرنے کا عمل بذات خود جائز ہے لیکن مشکل ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ اس عورت کا کہلائے گا کہ جو صاحب رحم ہے جبکہ اسے صاحب نطفہ عورت کی طرف نسبت دی جائے گی لہذا دونوں شوہر اور بیوی کو نسب کے خاص احکام کے سلسلے میں احتیاط کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۱۴۷۲: اگر شوہر کا نطفہ لے کر اس کے مرنے کے بعد اسے بیوی کے انڈوں کے ساتھ

پیوند کاری کے عمل سے گذارا جائے اور پھر زوجہ کے رحم میں رکھ دیا جائے تو مذکورہ عمل بذات خود صحیح ہے اور بچہ صاحب رحم و نطفہ ماں کا کہلائے گا اور بعید نہیں ہے کہ اس کو صاحب نطفہ مرد سے بھی ملحق کیا جائے لیکن اس کا وارث قرار نہیں پائے گا۔

مسئلہ ۱۴۷۳: نا محرم مرد کے نطفے سے پیوند کاری بذات خود جائز ہے لیکن اس کے حرام مقدمات جیسے چھونے اور نگاہ کرنے وغیرہ سے اجتناب کرنا واجب ہے رہ گیا بچے کا سوال تو مذکورہ طریقے سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ شوہر کا بچہ نہیں کہلائے گا بلکہ اس مرد کا جس کا نطفہ ہے اور اس عورت کا جس کا بیضہ اور رحم ہے، کہلائے گا۔

مسئلہ ۱۴۷۴: جو عورت یا ئسگی وغیرہ کی وجہ سے نطفہ بنانے کے قابل نہ ہو تو اس شخص کی دوسری بیوی کے نطفے کو شوہر کے نطفے سے ملا کر اس کے

رحم میں رکھنا شرعی طور پر جائز ہے دونوں بیویوں کے دائمی غیر دائمی اور مختلف ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ بچے کی ماں وہ ہوگی جس کا نطفہ ہے صاحب رحم کا ماں کہلانا مشکل ہے، لہٰذا نسب کے اثرات کے لحاظ سے احتیاط کرنا ضروری ہے سوتن کو نطفے کی ضرورت ہو یا نہ ہو پیوند کاری کا عمل مطلق طور پر جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۷۵: زوجہ اور اس کے مردہ شوہر کے نطفے میں پیوند کاری جائز ہے چاہے عدہ وفات کا وقت گزر چکا ہو یا باقی ہو اور خواہ عورت نے دوسری شادی کی ہو یا نہ کی ہود وسرا شوہر زندہ ہو یا نہ ہو، ہاں اگر دوسرا شوہر زندہ ہو تو پیوند کاری کا عمل اس کی اجازت اور اس کے اذن سے ہونا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۴۷۶: اضافی نطفے کو رحم کے باہر ضائع کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، چاہے

اسے بوقت ضرورت کام آنے کے لئے محفوظ کر لینا ممکن ہی کیوں نہ ہو ۔

تبدیلی جنس

مسئلہ ۱۴۷۷: کچھ لوگ ظاہر میں مرد ہوتے ہیں لیکن نفسیاتی طور پر ان میں زنانہ خصوصیات اور خواہشات پائی جاتی ہیں ایسے لوگوں کے لئے آپریشن کے ذریعے جنس تبدیل کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپریشن کسی اور فعل حرام کا سبب نہ بنے ۔

مسئلہ ۱۴۷۸: ہیجڑے کو مرد یا عورت میں تبدیل کرنے کے لئے آپریشن کرنا بذات خود جائز ہے لیکن حرام مقدمات سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

پوسٹ مارٹم اور اعضاء کی پیوند کاری

مسئلہ ۱۴۷۹: کسی محترم انسان کی جان بچانے

کے لئے اور علم طب میں ایسے جدید انکشافات کرنے کی خاطر کہ جن کی معاشرے کو ضرورت ہے یا کسی ایسی بیماری کا پتہ لگانے کے لئے جو انسانیت کے لئے جان لیوا اور خطرناک ہو میت کے بدن کو کھولنا جائز ہے لیکن اس کام کے لئے حتی الامکان مسلمان کی میت کے جسد سے استفادہ نہ کرنا واجب ہے اور جن اعضاء کو جدا کیا جائے انہیں اسی میت کے ساتھ دفن کرنا واجب ہے تاہم اگر اسی میت کے ساتھ دفن کرنے میں کوئی حرج یا مشکل ہو تو الگ سے یا کسی دوسری میت کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۰: اگر موت کے سبب کا معلوم کرنا اس امر پر موقوف ہو کہ میت کا پوسٹ مارٹم کیا جائے تاکہ پتہ چلے کہ اس کی موت زہر سے ہوئی ہے یا دم گھٹنے سے تو ایسی صورت میں حق کو واضح

کرنے کے لئے پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۱: بچہ جو ماں کے بطن سے مختلف مراحل میں ساقط ہوتا ہے اس کے بدن کا پوسٹ مارٹم کرنا اگر کسی محترم انسان کی جان بچانے کے لئے یا ایسی طبّی معلومات حاصل کرنے کے لئے ہو جو معاشرے کے لیے ضروری ہوں یا کسی ایسی بیماری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ہو جو انسانیت کے لیے خطرناک ہو، جائز ہے لیکن جہاں تک ممکن ہو مسلمان کے یا جو شخص مسلمان کا حکم رکھتا ہے اس کے سقط شدہ حمل سے استفادہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۸۲: میت کے بدن سے پلاٹینم کے نادر اور قیمتی ٹکڑے کو نکالنے کے لیے اس کے پوسٹ مارٹم میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس سے میت کی بے احترامی نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۴۸۳: میڈیکل کالج میں تعلیم اور تعلم کی غرض سے قبریں کھود کر ہڈیاں حاصل کرنے میں مسلمانوں کی قبروں کو کھودنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر غیر مسلمانوں کی ہڈیاں حاصل نہ کی جا سکیں اور فوری طبّی ضروریات کے تحت ہڈیوں کا حاصل کرنا بہت ضروری ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۴: کسی ایسے شخص کے لئے کہ جس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں یا بال نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں کے سامنے جانے میں بے عزتی محسوس کرتا ہو، اپنے سر کے بال اگانے یا لگوانے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ضروری ہے کہ بال حلال گوشت جانور یا انسان کے ہوں۔

مسئلہ ۱۴۸۵: ایسا بیمار شخص جس کے علاج سے ڈاکٹر مایوس ہو جائیں اور اس کی موت کو قطعی تصور کر لیں اس کے بدن کے بنیادی اور حیاتی قسم کے

اعضاء جیسے دل، گردہ وغیرہ کو اس شخص کی وفات سے پہلے اس کے بدن سے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں صرف اسی صورت میں لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی موت ان اعضاء کے نکالنے سے نہ ہو کیونکہ اگر اس کی موت اعضاء نکالنے سے ہو تو یہ قتل کے حکم میں ہے اور اعضاء نکالنے کے لئے اس شخص کی اجازت بھی ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۶: اگر میت سے اس کی زندگی میں اجازت لے لی گئی ہو یا میت کے اولیاء اجازت دے دیں یا کسی نفس محترمہ کی جان بچانا اس عمل پر موقوف ہو کہ مردہ شخص کی شریانوں اور رگوں کو کاٹ کر بیمار شخص کے جسم میں لگایا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۷: مسلمان کی میت کے بدن سے اس کی آنکھ کی سیاہ پتلی نکالنا حرام ہے اور ایسا کرنا دیت

کا سبب ہے جس کی مقدار پچاس دینار ہے، لیکن اگر مرنے سے پہلے اجازت لے لی گئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے دیت بھی واجب نہیں ہوتی ۔

مسئلہ ۱۴۸۸: دوسروں کی شرمگاہ کو دیکھنا اور دوسروں کے سامنے کسی کو اپنی شرمگاہ کو عریاں کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر قانون کی رعایت کی خاطر یا علاج کی غرض سے ہو تو جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۴۸۹: چوٹ لگنے کے نتیجے میں کسی کے خصیتین بیکار ہو جانے کی صورت میں اگر ان کی پیوند کاری ممکن ہو اس طرح سے کہ پیوند کاری کے بعد وہ اس کے بدن کا جز بن جائیں تو پھر نجاست طہارت کے لحاظ سے کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی بچہ پیدا کرنے کی قدرت میں کوئی حرج ہے اور بچہ بھی اسی کا کہلائے گا اور اسی طرح جنسی توانائی اور ظاھری

مردانگی کی حفاظت کے لئے ہار مونک دوائیاں استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۰: اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے گردے یا اپنا کوئی اور عضو فروخت کرنا یا بخشنا چاہے تاکہ دوسرے مریضوں کو ٹھیک کیا جا سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ اس کام سے خود اس شخص کا کوئی قابل توجہ ضرر نہ ہو بلکہ اگر کسی نفس محترم کو بچانا اس پر موقوف ہو اور خود اس شخص کے لئے کوئی حرج یا ضرر نہ ہو تو اعضائکا دینا واجب بھی ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۴۹۱: بعض افراد سر میں چوٹ لگنے کی وجہ سے لا علاج ہوجاتے ہیں یاد داشت کھو بیٹھتے ہیں بے ہوش ہوجاتے ہیں، سانس بھی نہیں لے پاتے، مادی اور شعاعی اشاروں کا جواب بھی نہیں دے سکتے، ان کے ٹھیک ہونے کا احتمال معدوم ہوجاتا ہے،

ایسی کیفیت کو علم طب میں دماغی موت کہا جاتا ہے چونکہ ایسے لوگ صرف چند گھنٹے یا چند دن ہی زندہ رہ سکتے ہیں، ان کے اعضاء سے دوسرے بیماروں کی جان بچانے کے لئے استفادہ کرنا اگر اس طرح ہو کہ ان کے اعضاء نکالنے سے ان کی موت جلدی واقع ہوجائے اور ان کی زندگی تمام ہوجائے تو جائز نہیں ہے، ہاں اگر مذکورہ عمل اس کی اجازت سے انجام پائے جو پہلے سے لی جا چکی ہو یا عضوایسا ہو جس پر نفس محترم کی زندگی کا دارومدار ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۲: میت کے جسم کے بعض اعضاء سے دوسرے شخص کی جان بچانا یا بیماری کے علاج کے لئے ان کی پیوند کاری کرنا جائز ہے اور اس سلسلے میں وصیت کرنابلا مانع ہے لیکن ایسے اعضاء اس سے مستثنیٰ ہیں کہ جنہیں جدا کرنے سے میت کو مثلہ کرنے کا عنوان صادق آتا ہو یا جن کے کاٹنے

سے عرفاً میت کی ہتک حرمت ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۴۹۳: خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا بذات خود جائز ہے ۔

طبابت (ڈاکٹری) کے مسائل

مسئلہ ۱۴۹۴: دوسرے کی شرمگاہ کو نمایاں کرنا اس پر نگاہ ڈالنا اور کسی کو شرمگاہ ظاہر کرنے پر مجبور کرنا جبکہ کوئی محترم شخص دیکھنے والا موجود ہو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ختنے یا علاج وغیرہ کے لئے شرمگاہ کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہو، لیکن جو شخص مکلف ہو اس کے ختنے کی ذمہ داری دوسروں پر نہیں ہے، بلکہ ختنہ کرنا خود مکلف کی ذمہ داری ہے اور اسی طرح بیماری کے علاج کے لئے شرمگاہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر بیمار کی زندگی خطرے میں ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۵: علاج کی غرض سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ڈاکٹر کے لئے خواتین کو چھونے یا دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عرف عام میں بیماری کی تشخیص اور اس کا علاج چھونے اور نگاہ ڈالنے پر موقوف ہو البتہ یہ کہ کس قدر چھوا یا دیکھا جائے تو اس کا دارومدار اس پر ہے کہ علاج کس قدر چھونے اور دیکھنے پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۶: لیڈی ڈاکٹر کے لئے کسی عورت کی بیماری کی تشخیص یا تفتیش کی خاطر اس کی شرمگاہ کو دیکھنا ضرورت کے وقت جائز ہے اس کے علاوہ جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۴۹۷: اگر لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرانا میسر نہ ہو اور ضرورت کے وقت مرد ڈاکٹر سے علاج کرانے کے لئے بدن کو اسے دکھانا یا مس کروانا پڑے تو ایسا کرنا جائز ہے ۔

مسئلہ۱۴۹۸: اگر آئینے کے ذریعے معائنہ کرنا ممکن ہو اور چھونے یا بلا واسطہ نگاہ ڈالنے کی ضرورت نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ۱۴۹۹: اگر علاج کی خاطر کپڑے یا دستانے پہن کر چھونا ممکن ہو تو جنس مخالف مریض کے بدن کو چھونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۵۰۰: خوبصورتی کے لئے سرجری کروانا چونکہ کسی بیماری کا علاج نہیں ہے، لہٰذا اس کے لئے مس کرنا اور دیکھنا جو کہ حرام ہے جائز نہیں ہے، ہاں اگر جلے ہوئے کے علاج کی خاطر سرجری کرنا ہو اور اس صورت میں چھونے یا دیکھنے پر مجبور ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ۱۵۰۱: شوہر کے علاوہ عورت کی شرمگاہ پر

نظر ڈالنا حتیٰ ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر کے لئے بھی حرام ہے، ہاں اگر علاج کے لئے ایسا کرنے پر مجبور ہو تو جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۵۰۲: مرد ڈاکٹر سے علاج کرانا اگر چھونے اور نگاہ ڈالنے پر موقوف ہو تو بھی جائز نہیں ہے، ہاں اگر ایسی لیڈی ڈاکٹر تک رسائی ممکن نہ ہو جو علاج کر سکتی ہو تو مرد سے علاج کرانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۳: ڈاکٹر کے کہنے پر منی ٹسٹ کرنے کے لئے استمناء اگر علاج کے لئے ضروری ہو اور بیوی کے ذریعے منی نکالنا ممکن نہ ہو تو علاج کی خاطر ایسا کرنا جائز ہے ۔

ختنہ

مسئلہ ۱۵۰۴: مرد کے لئے ختنہ کرنا بذات خود

واجب ہے اور عمرہ اور حج کے طواف کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے اور اگر کوئی شخص ختنہ ہونے سے پہلے بالغ ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنا ختنہ خود کرے ۔

مسئلہ ۱۵۰۵: اگر حشفہ پر کسی قسم کا کوئی غلاف نہ ہو کہ جس کا کاٹنا واجب ہو تو ختنے کا سوال ہی ختم ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۶: لڑکیوں کا ختنہ واجب نہیں ہے ۔

گیارہویں فصل-تعلیم و تعلّم اور اس کے اسلوب

مسئلہ۱۵۰۷: اگر روز مرہ پیش آنے والے مسائل شرعیہ کو نہ سیکھنے کی وجہ سے ترک واجب اور فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہو تو ترک واجب اور فعل حرام پر گنہگار ہوگا ۔

مسئلہ۱۵۰۸: علوم دینیہ کا حاصل کرنا اور تعلیم کو اس وقت تک جاری رکھنا کہ انسان اجتہاد کے درجے تک پہنچ جائے بڑی فضیلت رکھتا ہے لیکن اگر کوئی شخص درجۂ اجتہاد تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس تک پہنچنے کے لئے حصول علم کو جاری رکھنا واجب عینی نہیں ہو جاتا ۔

مسئلہ۱۵۰۹: اصول دین میں یقین، برہان و دلیل سے حاصل ہوتا ہے اور دلیل و برہان کو ہر شخص اپنی اپنی قوت فہم کے مطابق ادراک کرتا ہے، لہٰذا جس

کو جس طریقے سے یقین حاصل ہوجائے وہ اس کے لئے بہر حال کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۰: بے کار رہنے اور وقت ضائع کرنے میں اشکال ہے، اگر طالب علم وظیفہ لیتا ہے تو اسے درسی پروگرام کے تحت علم حاصل کرنا چاہیئے ورنہ اس کے لئے وظیفہ لینا اور طالب علم کے لئے مخصوص کردہ عطیات سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۱۱: سود کے بارے میں تدریس کرنا اور تجارت و صنعت میں سود سے استفادہ کرنے کے طریقوں کا جائزہ لینا حرام نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۱۲: انسان کوئی بھی علم حاصل کرنا چاہے کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہ جائزاور با مقصد ہو اور اس سے کسی قسم کا فساد لازم نہ آتا ہو، مگر یہ کہ

اسلامی حکومت نے بعض علوم اور معلومات حاصل کرنے کے لئے کچھ خاص قوانین اور ضوابط مقرر کئے ہوں۔

مسئلہ ۱۵۱۳: ایسے شخص کے لئے فلسفہ کی تعلیم دینا اور فلسفہ پڑھنا جائز ہے جو فلسفہ کی تعلیم سے اپنے دینی اعتقادات میں تزلزل نہ آنے سے مطمئن ہو اگر چہ بعض موارد میں فلسفہ کی تعلیم حاصل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۴: گمراہ کن کتابوں کا خریدنا، بیچنا اور انہیں پاس رکھنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر ان کا جواب دینے کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہو تو اس مقصد کے لئے ان کو خرید کر پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۵: حیوانوں اور انسانوں کے بارے میں خیالی قصوں اور کہانیوں کی تعلیم دینے میں فائدہ

ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۱۶: تعلیمی مراکز میں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن خواتین اور لڑکیوں پر پردہ کرنا واجب ہے اور مردوں پر ان کی طرف حرام نگاہ ڈالنا جائز نہیں ہے اور اس طرح کے اختلاط سے بچنا ضروری ہے جو فساد اور حرام میں مبتلا ہونے کا سبب ہو۔

مسئلہ ۱۵۱۷: اگر پردے اور عفت کا خیال رکھا جائے اور فساد میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو نا محرم سے ڈرائیونگ سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی محرم بھی ساتھ میں ہو تو بہتر ہے بلکہ اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ اپنے کسی محرم مرد یا عورت سے ڈرائیونگ سیکھے ۔

مسئلہ ۱۵۱۸: کالج اور یونیورسٹی کے ماحول میں

جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ تعلیم حاصل کرنا اور درس وغیرہ کے مسائل پر آپس میں گفتگو کرنا اور بعض اوقات بغیر لذّت اور برے قصد کے ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا اگر پردے کی پابندی کے ساتھ ہو اور نیت بھی بری نہ ہو اور فساد میں نہ پڑنے کا اطمینان ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۹: اس زمانہ میں بہتر یہ ہے کہ علما اساتید اور یونیورسٹیوں کے طلبااس علم کو اہمیت دیں جس کا حاصل کرنا مفید ہو اور مسلمانوں کو جس کی ضرورت ہو تاکہ مسلمان غیروں خاص کر اسلام کے دشمنوں سے بے نیاز ہو سکیں اور یہ متعلقہ حکّام کی ذمہ داری ہے کہ وہ سب سے زیادہ مفید علم کے شرائط اور حالات کو مد نظر رکھ کر تشخیص دیں۔

مسئلہ ۱۵۲۰: گمراہ کن کتابوں اور دوسرے

مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا ان کے دین اور عقائد کے بارے میں زیادہ اطلاعات اور معرفت حاصل کرنے کی غرض سے جائز ہونا مشکل ہے، ہاں اگر گمراہ کن مواد کی تشخیص دے کر اس کا ابطال اور اس کا جواب دینے پر قادر ہو تو جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اسے اپنے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ حق سے گمراہ نہیں ہو گا ۔

مسئلہ ۱۵۲۱: جن اسکولوں میں فاسد عقائد کی تعلیم دی جاتی ہو ان میں بچوں کو داخل کرانے سے اگر ان کے دینی عقائد کے خراب ہونے کا خوف نہ ہو اور اس سے باطل افکار کی ترویج نہ ہوتی ہو اور ان کو گمراہ کن مطالب سے دور رکھنے کا امکان ہو تو جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۵۲۲: دینی علوم اسلامی معاشرے کی خدمت کرنے کے لئے اہمیت کے حامل ہیں، جبکہ

میڈیکل کی تعلیم بھی امت اسلامی کے لئے علاج، صحت اور جسم کی نجات کے لئے ضروری ہے اور اس کی بھی اہمیت ہے، لہٰذا میڈیکل کی تعلیم چھوڑ کر دینی تعلیم کی طرف جانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۳: کلاس میں اگر استاد طالب علم کو ڈانٹتا ہے تو طالب علم کا فرض ہے کہ وہ استاد کے احترام کا خیال رکھے اور کلاس کے نظم کو برقرار رکھے، البتہ شاگرد قانونی چارہ جوئی کرسکتا ہے اسی طرح استاد پر واجب ہے کہ وہ دوسرے طالب علموں کے سامنے اس کی حرمت کا لحاظ رکھے اور تعلیم و تربیت کے اسلامی اصولوں کی رعایت کرے۔

میڈیکل کی تعلیم:

مسئلہ ۱۵۲۴: میڈیکل کے طالب علم کو چاہے لڑکا ہو یا لڑکی تعلیم کے دوران نا محرم کو چھونا اور دیکھنا

اگر تعلیم کا حصہ ہو اور مستقبل میں بیماروں کے علاج کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۵: میڈیکل کالج کے طالب علموں کے لئے بیماروں کا علاج کرنے کے لئے نا محرم بیماروں کو چھونا ضروری ہوتا ہے اور ضرورت کی تشخیص دینا بھی، حالات کو مد نظر رکھ کر خود طالب علم کا کام ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۶: طبی معائنہ کا کورس میں شامل ہونا یا استاد کا طالب علم کے لئے مذکورہ معائنے کو معین کرنا شریعت کی مخالفت کرنے کا جواز فراہم نہیں کرتا بلکہ معیار انسانی زندگی کی نجات کا اس پر موقوف ہونا ہے یا اس کام کا ضرورت کے تقاضے کے تحت انجام پانا ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۷: ضرورت کے وقت معائنے کے جائز ہونے میں فرق نہیں ہے کہ وہ معائنہ اعضائے تناسلی کا ہویا غیرتناسلی کا بلکہ عمومی معیار یہ ہے کہ انسانی زندگی بچانے کے لئے تعلیم اور پریکٹس کی ضرورت ہو، لہٰذا قدر ضرورت پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۸: علم طب سیکھنے کے لئے بذات خود حرام امور کا انجام دینا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب علم طب اور علاج کے طریقوں کی معرفت ان امور کی انجام دہی پر موقوف ہو اور طالب علم کو اطمینان ہو کہ مستقبل میں انسانی زندگی بچانے کی قدرت مذکورہ طریقے سے حاصل شدہ معلومات پر موقوف ہے اور اسے اس بات کا بھی اطمینان ہو کہ مستقبل میں بیمار اس کی طرف رجوع کریں گے اور ان کی زندگی بچانے کی ذمہ داری اس

کے کاندھوں پر آئے گی۔

مسئلہ ۱۵۲۹: کورس میں شامل مسلم مردوں اور عورتوں کی نیم عریاں تصویریں دیکھنا اگر بری نگاہ سے لذّت کے حصول کی خاطر نہ ہو اور مفسدہ کا خوف نہ ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۰: میڈیکل کالج کے طالب علموں کے لئے تعلیم کے دوران تصویریں اور فلمیں دیکھنا بذات خود جائز ہیں بشرطیکہ لذّت کا قصد اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو، جو چیز حرام ہے وہ ہے جنس مخالف کے بدن کو دیکھنا اور چھونا اسی طرح غیر کی شرمگاہ کی تصویر اور فلم دیکھنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۱: نرسوں کے لئے وضع حمل کے وقت بلا ضرورت عمداً شرمگاہ پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح ڈاکٹروں کے لئے بھی بلا ضرورت

بیمار عورت کے بدن پر نگاہ ڈالنے اور اسے چھونے سے اجتناب کرنا واجب ہے ۔ وضع حمل کے وقت خاتون پر لازم ہے کہ وہ اگر قدرت رکھتی ہو اور ہوش میں ہو تو یا خود اپنے بدن کو مستور رکھے یا کسی دوسرے سے بدن کو چھپانے کی درخواست کرے۔

مسئلہ ۱۵۳۲: پلاسٹک کے بنے ہوئے آلہ تناسل کا حکم وہ نہیں ہے جو اصلی آلہ تناسل کا ہے، اسے دیکھنے اور چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں اگر لذّت کی نیت سے ہو یا جنسی قوت کو ابھارنے کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۳: موسیقی کے ذریعے، چھونے کے ذریعے، رقص کے ذریعے، دوا کے ذریعے اور بجلی کے ذریعے علاج کرنے کے بارے میں تحقیقات کرنا شرعا جائز ہے اور بیماریوں کے علاج میں مذکورہ امور کی

تاثیر کے بارے میں تجربہ کرنا جائز ہے مگر یہ دھیان رہے کہ مذکورہ امور شریعت میں حرام شدہ اعمال میں پڑنے کا باعث نہ بنیں۔

مسئلہ ۱۵۳۴: نرسوں کے لئے تعلیم کے دوران صرف تعلیم کے لئے خاتون کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر خطرناک بیماریوں کا علاج اور انسانی زندگی کی نجات اس طرح کے تجربے پر موقوف ہو جس میں شرمگاہ پر نظر ڈالنا ضروری ہو تو جائز ہے ۔

طباعت،تالیف،اورفن کاری کے حقوق

مسئلہ ۱۵۳۵: اسلامی جمہوریہ ایران سے باہر چھپی ہوئی کتابوں کی دوبارہ اشاعت کرنا یا آفسیٹ کے ذریعے ان کو چھپوانا اس معاہدے کے تحت ہے جو مذکورہ کتب کے بارے میں اسلامی جمہوریہ ایران اور

متعلقہ ممالک کے مابین ہوا ہے۔ لیکن ملک کے اندر چھپنے والی کتابوں کے سلسلہ میں احتیاط یہ ہے کہ ناشر سے ان کی دوبارہ طباعت کے لئے اجازت لی جائے اور اس کے حقوق کا خیال رکھا جائے البتہ جو کتابیں بغیر اجازت کے چھپ چکی ہیں یا ان کی دوبارہ اشاعت ہو چکی ہے ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۵۳۶: فکری اور فنی امور انجام دینے والے مؤلفینو مترجمین اپنے علمی اور معنوی کام کے پہلے یا اصلی نسخے کے بدلے میں ناشرین سے نشرو طباعت کے عوض جتنا مال چاہیں لے سکتے ہیں۔

مسئلہ۱۵۳۷: اگر مؤلف، مترجم یا فنکار پہلے نسخے کے عوض مال وصول کرے اور یہ شرط کرے کہ بعد کی اشاعت میں بھی میرا حق محفوظ رہے گا تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اور ناشر پر شرط کی پابندی

کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۸: اگر مصنف یا مؤلف نے پہلی اشاعت کی اجازت دیتے وقت دوسری اشاعت کے بارے میں کچھ نہ کہا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اگر پہلا معاہدہ صرف پہلی اشاعت کے لئے تھا تو دوسری اشاعت کے لئے بھی اجازت لی جائے۔

مسئلہ ۱۵۳۹: اگر مصنف سفر پر ہو یا اس کی موت واقع ہو چکی ہو اور دوسری اشاعت کے لئے خود اس سے اجازت نہ لی جا سکتی ہو تو اس کے نمائندہ یا شرعی سرپرست یا فوت ہو جانے کی صورت میں وارث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۴۰: مؤلف اور ناشر کے حقوق کی رعایت کی خاطر احتیاط یہ ہے کہ دوسری بار کتاب کو چھاپنے کے لئے بھی ان سے اجازت لی جائے۔

مسئلہ ۱۵۴۱: تواشیح (مذہبی ترانوں) اور قرآن کریم کی کیسٹوں کی کاپی کروانے کے لئے احتیاط یہ ہے کہ اصلی ناشر سے کاپی کرنے کی اجازت لی جائے۔

مسئلہ ۱۵۴۲: ملک کے اندر بننے والی کمپیوٹر ڈسکوں کی کاپی کرنے کے لئے بنا بر احتیاط ان کے مالکوں سے اجازت لینا اور ان کے حقوق کی رعایت کرنا ضروری ہے لیکن ملک کے باہر سے آنے والی ڈسکوں کا حکم معاہدے کے تابع ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۳: تجارتی مراکز اور کمپنیوں کے نام حکومت کی طرف سے ملک کے قوانین کے مطابق ایسے افراد کو الاٹ کئے جاتے ہیں جو دوسروں سے پہلے مذکورہ عنوان کو اپنے نام کروانے کی درخواست دے کر اسے اپنے نام کروا لیتے ہیں اور سرکاری ریکارڈ میں وہ عنوان ان کے نام درج ہوتے ہیں

ایسی صورت میں دکان یا کمپنی کے عنوان سے استفادہ کرنا بغیر اجازت کے جائز نہیں ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ استفادہ کرنے والا شخص خود اسی خاندان سے تعلق رکھتا ہو یا نہیں اور اگر نام رجسٹرڈ نہ کیا ہو تو دوسروں کے لئے اسی نام سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۴: اگر کسی مومن دکاندار کی دکان پر کچھ کاغذات اور کتابیں فوٹو کاپی کے لئے آئیں اور دکاندار کی نظر میں وہ کاغذات اور کتابیں مومنین کے لئے مفید ہوں اور وہ بغیر اجازت کے اس کی مزید کاپیاں کرنا چاہے تو احتیاط یہ ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے اور اگر یہ معلوم ہو کہ مالک راضی نہیں ہے تو اس احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۵۴۵: کرائے پر لی گئی ویڈیو کیسٹ کی

کاپی کرنا دکاندار کی اجازت کے بغیر بنابر احتیاط جائز نہیں ہے لیکن اگر اجازت کے بغیر ٹیپ کرے تو اس کا محو کر دینا ہی کافی ہے دکاندار کو اطلاع دینا ضروری نہیں ہے۔

بارہویں فصل - متفرقات

غیر مسلمین کے ساتھ تجارت

مسئلہ ۱۵۴۶: اسرائیلی حکومت جو غاصب ہے اور اسلام و مسلمین کی دشمن ہے اس کے ساتھ ایسا کاروبار کرنا جس سے اس کو فائدہ ہو جائز نہیں ہے اور کسی کے لئے بھی ان کے مال کو درآمد کرنا اور اس کی

ترویج کرنا کہ جس مال کے بنانے اور فروخت کرنے سے اس حکومت کو فائدہ پہنچے جائز نہیں ہے اور مسلمانوں کے لئے ان چیزوں کو خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۷: وہ اشیا جن کے بنانے اور فروخت کرنے سے غاصب اور ذلیل اسرائیلی حکومت کو فائدہ ہو تا ہو ان کا درآمد کرنا اور ان کی ترویج کرنا ممنوع ہے ۔

مسئلہ ۱۵۴۸: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی مصنوعات کی خریداری سے پرہیز کریں جن کے بنانے اور خریدنے کا فائدہ ان صہیونیوں اور یہودیوں کو پہنچے جو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ بر سر پیکار ہیں۔

مسئلہ ۱۵۴۹: اسلامی ممالک میں اسرائیل جانے

کے لئے دفتر کھولنا اور اس سے ٹکٹ خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان ہے اورایسے کسی شخص کو بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جو پست فطرت، اسلام دشمن اور مسلمانوں سے برسر پیکار اسرائیل کی حکومت کے ساتھ بائیکاٹ کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۱۵۵۰: ایسی یہودی امریکی اور کینیڈین کمپنیوں کی مصنوعات خریدنا جائز نہیں ہے جو اسرائیل کی غاصب اور اسلام دشمن حکومت کی مدد کے لئے استعمال ہوتی ہیں، البتہ اگر وہ مصنوعات اسرائیل کی ظالم و جابر حکومت کی مدد کے لئے استعمال نہ ہوں تو ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۱: مسلمان ملکوں کے تاجر اسرائیل سے مال درآمد کر کے اس کی خرید و فروخت اور ترویج نہ کریں کیونکہ اس میں بہت نقصانات ہیں،

لہٰذا ایسا کرنا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۵۲: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایسی اشیاء خریدنے اور استعمال کرنے سے اجتناب کریں جن کے بنانے اور بیچنے کا فائدہ ان یہودیوں اور صہیونیوں کو ہوتا ہو جو اسلام اور مسلمانوں سے بر سر پیکار ہیں ۔

مسئلہ ۱۵۵۳: جن مصنوعات کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ اسرائیل کی ہیں لیکن ترکی اور قبرص کے ذریعے درآمد کی جارہی ہیں تو مسلمانوں کے لئے ایسی مصنوعات کا خریدنا، ان کی ترویج کرنا اور انہیں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۴: اگر غیرا سلامی ممالک سے درآمد شدہ مصنوعات کی خریداری اور ان سے استفادہ کرنے سے کافر استعمار گر اور اسلام و مسلمین کی دشمن

حکومت کو تقویت ہوتی ہے یا ان کی مالی امداد ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ اسلامی ممالک پر حملہ کرتے ہیں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی مصنوعات کی خریداری اور ان کے استعمال سے اجتناب کریں اور مذکورہ حکم تمام مصنوعات اور تمام کافر اور اسلام دشمن حکومتوں کے لئے ہے صرف ایران کے مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۵: جائز امور کے ذریعے کسب معاش کرنا بذات خود صحیح ہے، چاہے اس کا فائدہ غیر اسلامی حکومت کو پہنچے،ہاں اگر حکومت مسلمانوں کے ساتھ بر سر پیکار ہو اور مسلمانوں سے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کام لینا چاہتی ہو تو جائز نہیں ہے۔

ظالم حکومت میں کام کرنا:

مسئلہ ۱۵۵۶: غیر اسلامی حکومت میں کام کرنے کا

جواز اس امر پر منحصر ہے کہ وہ عمل بذات خود جائز ہو۔

مسئلہ۱۵۵۶: سماجی اصول وقوانین چاہے غیر اسلامی حکومت کے ہوں ان کی رعایت کرنا ہر حال میں واجب ہے چنانچہ اگر کوئی شخص کسی عرب ملک کی ٹریفک پولیس میں ہو اور قانون توڑنے والوں کو اس کے دستخط سے جیل میں ڈال دیا جائے تو اس کی نوکری صحیح ہے اور اس کے عوض اس کے لئے تنخواہ لینا حلال ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۵۵۸: کسی مسلمان کا امریکہ یا کینیڈاکی شہریت لے کر وہاں کی پولیس میں شامل ہونا اور میونسپلٹی اور دوسرے حکومتی دفاتر میں نوکری کرنا اگر فعل حرام کے ارتکاب، ترک واجب اور کسی گناہ کا سبب نہ بنے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۹: ایسے شخص کو جو جامع الشرائط نہیں ہے اور ایسے شخص کی طرف سے منصوب بھی نہیں ہے کہ جسے شرعی طور پر قاضی کو نصب کرنے کا حق ہے، قاضی بننے اور لوگوں کے درمیان قضاوت انجام دینے کا کوئی حق نہیں ہے پس ظالم حاکم کی طرف سے منصوب قاضی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور لوگوں کا اس کی جانب رجوع کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا حکم بھی نافذ نہیں ہے لیکن اگر ایسا کرنے کی ضرورت ہو تو صحیح ہے۔

لباس کے احکام

مسئلہ ۱۵۷۰: لباس شہرت، ایسے لباس کو کہا جاتا ہے جو رنگ سلائی بوسیدگی یا اس جیسے دیگر اسباب کی وجہ سے پہننے والے کے لئے مناسب نہ ہو یعنی اگر وہ اسے لوگوں کے سامنے پہنے تو لوگوں کی توجہ کا

مرکز بنے اور انگشت نمائی کا باعث ہو۔

مسئلہ ۱۵۶۱: وہ آواز جو چلتے وقت کسی خاتون کے جوتے کے زمین سے ٹکرانے سے نکلتی ہے وہ بذات خود جائز ہے لیکن اگر لوگوں کے لئے توجہ مبذول کرنے اور فساد میں پڑنے کا موجب ہو تو جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۶۲: خواتین کے لئے ایسا لباس جس سے بدن کا نشیب و فراز نمایاں ہو اور شادیوں میں ایسا باریک لباس پہننا جس سے بدن نمایاں ہو اگر نا محرم کی نظر سے محفوظ ہو اور کسی فساد کا باعث نہ ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے

مسئلہ ۱۵۶۳: لڑکی کے لئے گہرے نیلے رنگ کے کپڑے پہننا بذات خود جائز ہے، لیکن اگر لوگوں کے لئے توجہ اور فساد کاموجب ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۴: جوتے کسی بھی رنگ کے یا کسی بھی شکل کے ہوں ان کو پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے،ہاں اگر ان کا رنگ یا ان کی شکل نا محرم کی توجہ اور انگشت نمائی کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۵: شکل ورنگ اور سلائی کے اعتبار سے خواتین کے اسکارف، دوپٹے اور ان کی شلوار اور قمیص کا وہی حکم ہے جو گزشتہ مسئلہ میں جوتوں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۶: خواتین کا لباس، پردہ، برقعہ یا کوئی اور چیز جو رنگ، ڈیزائن یا پہننے کے انداز سے نامحرم کی توجہ مبذول کرنے اور فساد و حرام میں مبتلا ہونے کا سبب بنے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۷: عورت اور مرد اپنی مخالف جنس کی چیزیں اگراپنے لئے لباس قرارنہ دے کر پہنیں تو

اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۶۸: مردوں کے لئے خواتین کے مخصوص پوشیدہ لباس فروخت کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر نگاہ حرام اور معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کا موجب بنے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۹: باریک جورابیں فروخت کرنا اگر اس قصد سے نہ ہو کہ خواتین انہیں نا محرموں کے سامنے پہنیں تو اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۷۰: کام کرنا اور کسب حلال کرنا ہر صنف بلکہ ہر انسان کے لئے جائز ہے بشرطیکہ وہ شرعی قوانین اور اسلامی اصولوں کی رعایت کرتا ہو، لہٰذا غیر شادی شدہ افراد کے لئے شرعی قوانین اور اخلاقی اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے تجارتی مراکز میں عورتوں کے مخصوص لباس اور ان کی آرائش کے

سامان کو بیچنا جائز ہے لیکن تجارت کے لیے لائسنس یا بعض اداروں میں بعض کاموں کے لئے خاص شرائط کی رعایت کرنا جو مصلحت عامہ کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی ہوں واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۱: ہار اگر سونے کا ہو یا خواتین کے لئے مخصوص ہو تو مردوں کے لئے اس کا پہننا جائز نہیں ہے۔

مغربی ثقافت کی پیروی

مسئلہ ۱۵۷۲: ایسا لباس پہننا جس سے غیر ملکی مغربی ثقافت کی پیروی اور کفار کے ساتھ مشابہت ہوتی ہو اور اس پر ایسی تصاویر ہوں جن سے مغربی ثقافت کی ترویج ہوتی ہو وہ اگر معاشرتی برائیوں کا سبب نہ بنے تو بذات خود جائز ہے لیکن یہ کہ مذکورہ عمل سلامی تہذیب و تمدن کی مخالف مغربی ثقافت کی

ترویج شمار ہوتا ہے یا نہیں اس کی تشخیص عرف عام یعنی رائے عامہ کی ذمہ داری ہے ۔

مسئلہ ۱۵۷۳: غیر اسلامی ممالک سے لباس درآمد کرنا اس کی خرید و فروخت کرنا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے، ہاں اگر اس لباس کا پہننا اسلامی حیااور اخلاق کے خلاف ہو یا اسلام دشمن مغربی ثقافت کی اشاعت کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں متعلقہ حکام سے رابطہ کرنا چاہیئے تاکہ اسے روکا جا سکے۔

مسئلہ ۱۵۷۴: ایسی چیزوں کے حرام ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ عمل اعدائے اسلام کے ساتھ مشابہت اور ان کی ثقافت کی ترویج کا سبب ہو اور مذکورہ عمل کا حکم اشخاص، زمانے اور ملکوں کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے، مغربی ہونا کوئی خصوصیت نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۷۵: اساتذہ کے لئے طلبا کے بال کاٹنا مناسب نہیں ہے، بال کاٹنا خود طالب علم کی ذمہ داری ہے اور اگر اسکول کے اساتذہ طالب علم سے کوئی خلاف ادب اور اسلامی ثقافت کے منافی عمل دیکھیں تو پدرانہ وعظ و نصیحت انجام دینا ان کی ذمہ داری ہے اور اگر ضروری ہو تو مذکورہ مسئلہ میں ان کے سرپرست سے مدد لینی چاہیئے البتہ تعلیمی ادارے کے قوانین کی پابندی ضروری ہے ۔

مسئلہ ۱۵۷۶: استعماری ممالک کے بنے ہوئے لباس کے پہننے میں جس کو اعدائے اسلام نے اسے بنایا ہے کوئی حرج نہیں ہے، ہاں اگر وہ غیر اسلامی ہو اور ہماری ثقافت کے خلاف ہو یا ان کی معیشت کی تقویت کا سبب بنے کہ جسے وہ اسلامی ممالک کے خلاف استعمار اور استحصال کے لئے استعمال کرتے ہیں یا اگر اسلامی حکومت کی معیشت کو ضرر پہنچانے

کا سبب ہو تو اس میں اشکال ہے بلکہ بعض موقعوں پر جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۷۷: نا محرم وفود کے استقبال کی رسومات میں خواتین کی شرکت کا کوئی بہانہ صحیح نہیں ہے اور اگر مفاسد اور اسلام دشمن غیر اسلامی ثقافت کی ترویج کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۸: ٹائی لگانا اور ٹائی جیسی چیزوں کا پہننا جائز نہیں ہے، بشرطیکہ یہ چیزیں غیر مسلمین کی ثقافت اور اسلام کی لغت میں مغربی ثقافت کی ترویج کا سبب بنتی ہوں، مذکورہ حکم اسلامی حکومت میں رہنے والوں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا نفاذ سب مسلمانوں پر ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۹: ایسی چیزوں کی ترویج کرنا، ان کا خریدنا اور انہیں فروخت کرنا جائز نہیں ہے جو واضح

طور پر نہ سہی اشارتاً ہی جوانوں کے انحراف اور فاسد ہونے کا سبب ہوں اور فاسد ثقافتی ماحول مہیا کریں، لہٰذا ان سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۰: ہمارے اسلامی معاشرے کے خلاف ثقافتی جنگ میں دور حاضر کی عورت پر واجب ہے کہ وہ پردے کی پابندی کرے اور ایسے ملبوسات سے اجتناب کرے جو دشمنوں کی ثقافت کی پیروی کہلاتے ہیں، ایسا کرنا ان کے اہم واجبات میں سے ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۱: حضرت عیسیٰ ؑ کی ولادت کا جشن منانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۲: ایسا لباس پہننا جس پر شراب کا نعرہ یا اس کی تبلیغ ہو جائز نہیں ہے ۔

ہجرت کرنا اور سیاسی پناہ لینا:

مسئلہ ۱۵۸۳: غیر اسلامی حکومت میں سیاسی پناہ لینے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ مفسدہ کا باعث نہ ہو لیکن جھوٹے اور جعلی قصوں سے کام لے کر سیاسی پناہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۴: مسلمان کے لئے غیر اسلامی ملک کی طرف ہجرت کرنے میں اگر اس کے بے دین ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور وہاں اپنے دین و مذہب کی حفاظت کے ساتھ اس پر اسلام اور مسلمین کا دفاع کرنا اور بقدر امکان دین اور دین کے احکام کی ترویج کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۵: ایسی خواتین جو دار الکفرمیں ایمان لائی ہوں اور معاشرتی اور خاندانی وجوہات کی بناپر اسلام کے اظہار سے قاصر ہوں ان پر اسلامی ممالک

کی جانب ہجرت کرنے میں اگر کوئی حرج ہو تو واجب نہیں ہے لیکن حتیٰ المقدر نماز، روزہ اور دیگر واجبات کی پابندی کی جائے۔

مسئلہ ۱۵۸۶: ایسے ممالک میں جہاں گناہ کے اسباب مہیا ہیں رہنا بذات خود جائز ہے، خصوصاً اگر وہاں رہنے کے لئے مجبور ہو لیکن اس پر شرعاً حرام امور سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اسی طرح واجبات شرعیہ کو انجام دینے اور محرمات شرعیہ کو ترک کرنے میں بالغ اور دوسرے مکلفین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جاسوسی، چغلخوری اور اسرار کا فاش کرنا:

مسئلہ ۱۵۸۷: بیت المال اور حکومت کے اموال کی حفاظت کرنے والے افسر کو جب اطلاع ہوجائے کہ کسی نے حکومتی مال و دولت کا غبن کیا ہے تو

اس شخص کی شرعی اور قانونی طور پر ذمہ داری ہے کہ اس کیس کو متعلقہ ادارے کے سامنے پیش کرے تاکہ حق ثابت ہوسکے اور مجرم کی آبرو کا خوف شرعی طور پر بیت المال کی حفاظت اور اثبات حق سے باز رکھنے کا جواز نہیں ہے مطلع افراد کو چاہیئے کہ اپنی معلومات متعلقہ حکام تک پہنچائیں تاکہ وہ تحقیق کے بعد جرم ثابت ہونے پر مناسب اقدام کریں۔

مسئلہ۱۵۸۸: اخباروں اور دیگر جرائد میں آئے دن چوروں، دھوکے بازوں، اداروں کے اندر رشوت خور گروہوں اور بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والوں کی گرفتاری، نیز فساد کے مراکز اور نائٹ کلبوں کی خبریں چھپتی رہتی ہیں اس قسم کی خبریں چھاپنا اور منتشر کرنا اور اس طرح کے واقعات اور حوادث کو اخبار میں نشر کرنا فحشاو منکر کی ترویج کے زمرے میں نہیں آتا۔

فہرست

مسئلہ ۱۵۸۹: کسی تعلیمی ادارہ کے طالب علم اگر ادارے میں منکرات اور برائیوں کا مشاہدہ کریں اور انہیں تربیتی امور کے ذمہ دار افراد تک پہنچائیں تاکہ ان کی روک تھام کی جا سکے تو اگر یہ کام جاسوسی اور غیبت نہ کہلائے اور مذکورہ مفاسد کو اس نے دیکھا ہو تو اطلاع دینے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات اگر یہ کام نہی از منکر کے مقدمات میں قرار پائے تو واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۰: بعض دفاتر کے افسروں کی خیانت اور ان کے ظلم کو مذکورہ مطلب کی درستی پر یقین کرنے کے بعد متعلقہ ادارے کے سامنے اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ اس کے بارے میں تحقیق کے بعد اقدام کیا جائے بلکہ بعض اوقات ایسا کرنا واجب ہے، بشرطیکہ نہی از منکر کے مقدمات میں شمار ہو، ہاں لوگوں کے سامنے اظہار کرنے کی

کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اگر حکومت اسلامی کو کمزور کرنے کا سبب بنے اور فتنہ وفساد کا باعث ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۱: مومنین کی جاسوسی اور ان کے بارے میں ظالم حکومت کو اطلاعات فراہم کرنا اگر ان کے لئے ضرر اور تکلیف کا پیش خیمہ ثابت ہو تو یہ عمل شرعاً حرام ہے اور ظالم کے سامنے مومنین کی چغلخوری اگر نقصان کا سبب بنے تو خبر دینے والا اس نقصان کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۹۲: اداروں میں مشغول ملازمین سے متعلق امور کی قانونی تحقیق و تفتیش سرکاری مامورین کے لئے قوانین اور ضوابط کی حدود میں رہتے ہوئے جائز ہے لیکن حدود وضوابط کے علاوہ ان کے ذاتی اسرار کا پتہ لگانا تفتیش پر مقرر افراد کے لئے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ دوسروں کے لئے جائز

ہو۔

مسئلہ ۱۵۹۳: دوسروں کے سامنے اپنے ان ذاتی اور خصوصی امور کو بیان کرنا جائز نہیں ہے جو دوسروں سے بھی مربوط ہوں یا ان کے بیان کرنے سے کسی فساد کا خطرہ ہو۔

مسئلہ ۱۵۹۴: ماہرین نفسیات علاج کے لئے عام طور پر مریض کے ذاتی اور خاندانی امور کے بارے میں سوال کرتے ہیں تاکہ اس کے مرض کا سبب تلاش کریں اور اس کا علاج کیا جا سکے اس سے اگر تیسرے شخص کی غیبت یا اہانت نہ ہو اور کوئی مفسدہ بھی مترتب نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۵: متعلقہ افسر کی اجازت سے قانونی ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے معصیت اور فعل حرام سے محفوظ رہ کر بعض مراکز اور پارٹیوں میں داخل

ہونا بلا مانع ہے اور افسروں پر بھی لازم ہے کہ ایسے افراد پر کڑی نگاہ رکھیں جنہیں مذکورہ مراکز اور پارٹیوں میں داخل ہونے کے لئے انتخاب کیا جاتا ہے اور اچھی طرح ان کے کام پر نظر رکھیں۔

مسئلہ۱۵۹۶: کسی بھی ایسے کام کو انجام دینا جو اسلامی جمہوریہ کے چہرے کو جو کہ کفر اور عالمی استکبار سے برسر پیکار ہے مسخ کرے اسلام اور مسلمین کے فائدے میں نہیں ہے بلکہ اعدائے اسلام (خدا ان کو رسوا کرے) کے حق میں ہے، لہٰذا اسلامی جمہوریہ میں ہونے والے بعض منفی ظواہر کے بارے میں گفتگو کرنا حرام ہے اور ایسے شخص کی مذکورہ امر میں مدد کرنا اور اس کی بات سننا تک جائز نہیں ہے۔

سگریٹ نوشی اور نشہ آور اشیاء

مسئلہ۱۵۹۷: عمومی مقامات اور حکومتی دفاتر میں

سگریٹ نوشی اگر عمومی مقامات اور دفاتر کے داخلی قوانین کے خلاف ہو یا دوسروں کے لئے اذیت و آزار یا ضرر کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۵۹۸: کسی کا بھائی نشہ آور اشیاء کے استعمال کا عادی ہو اور منشیات کا اسمگلر بھی ہو تو اس پر نہی از منکر کے عنوان سے واجب ہے کہ منشیات ترک کرانے اور فروخت روکنے میں اس کی مدد کریں اور اگر متعلقہ ادارے کو اطلاع دینا مذکورہ امر میں معاون ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۵۹۹: انفید (نسوار) کے ناک سے کھینچنے میں اگر قابل اعتنا ضرر یا نقصان ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ اس کا عادی بن جائے۔

مسئلہ۱۶۰۰: تنبا کو کی خرید و فروخت بذات خود جائز ہے، ہاں اگر اس کے استعمال میں قابل اعتنا

ضرر ہو تو اس کا خریدنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۱: حشیش پاک ہے لیکن اس کا استعمال شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۲: نشہ آور اشیاء جیسے حشیش، چرس، مارفین، میری جوانا کا کسی بھی شکل میں استعمال قابل توجہ سماجی و شخصی مضرات کا حامل ہے لہٰذا ان کا استعمال حرام ہے اور اسی طرح ان کے ذریعے کسب معاش کرنا چاہیے نقل وانتقال، ذخیرہ کرنے اور خرید و فروخت کرنے وغیرہ سے ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۳: بر فرض اگر قابل اعتماد ڈاکٹر نے تجویز کیا ہو اور مرض کا علاج کسی طرح بھی نشہ آور چیزوں کے استعمال پر موقوف ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۴: خشخاش، بھنگ وغیرہ کی جن سے

چرس، ہیروئن، مارفین، حشیش اور کوکین وغیرہ حاصل کی جاتی ہیں زراعت اور نگہداشت کرنا جو اسلامی جمہوریہ کے قانون کے خلاف ہے جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۰۵: نشہ آور اشیاء کو تیار کرنا چاہے طبیعی خام مواد سے ہو، مثلاً مارفین، ہیروئن، حشیش، میری جوانا وغیرہ سے یا مصنوعی مواد مثلاً L.S.D وغیرہ سے ہو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۰۶: ایسا تنبا کو استعمال کرنا جس پر کسی قسم کی شراب چھڑکی گئی ہو اگر عرف عام کی نگاہ میں شراب پینا نہ کہلائے یا نشہ آور نہ ہو اور قابل توجہ ضرر کا سبب نہ ہو تو جائز ہے اگرچہ احتیاط ترک کرنا ہے۔

مسئلہ۱۶۰۷: سگریٹ نوشی سے ہونے والے ضرر اور نقصان کے لحاظ سے اس کا حکم بھی مختلف ہوگا

بطور عام اگر تنبا کو نوشی سے بدن کو قابل توجہ نقصان پہنچتا ہے تو جائز نہیں ہے اور اگر انسان کو معلوم ہو کہ تنبا کو نوشی شروع کرنے سے مذکورہ مرحلہ تک پہنچ جائے گا تو بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۸: ایسے مال کا حکم جس کا بعینہ حرام ہونا معلوم ہو، مثلاً نشہ آور اشیاء کی تجارت سے حاصل شدہ مال تو اگر اس کے مالک کا پتہ نہ ہو تو اس مال کا حکم یہ ہے کہ اس کو اس کے مالک شرعی تک پہنچانا واجب ہے اگر چہ ملکیت چند افراد کے درمیان محدود ہو اور مالک کا علم نہ ہو تو مالک شرعی کی طرف سے فقراء کو بعنوان صدقہ دینا واجب ہے اور اگر حرام مال حلال مال سے مل گیا ہو اور اس کی مقدار معلوم نہ ہو اور نہ اس کا شرعی مالک معلوم ہو تو اس صورت میں اس مال مخلوط کا خمس نکالنا واجب ہے اور خمس کو ولی امر خمس کو دینا

واجب ہے۔

داڑھی اور مونچھ

مسئلہ ۱۶۰۹: داڑھی کا معیار یہ ہے کہ عرف عام میں یہ کہا جائے کہ اس شخص نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۰: طول اور عرض کے اعتبار سے داڑھی کی کوئی حد معین نہیں ہے بلکہ معیار یہ ہے کہ عرف عام کی نظر میں داڑھی کہلائے، ہاں ایک مٹھی سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۱: مونچھ کو بڑھانے اور داڑھی کی اصلاح کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۲: بعض لوگ اپنی ٹھوڑی کے بال نہیں کاٹتے لیکن اطراف کے بال مونڈ دیتے ہیں وہ جان لیں کہ داڑھی کے بعض حصہ کے مونڈنے کا

حکم خود داڑھی مونڈنے جیسا ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۳: داڑھی مونڈنا علیٰ الا حوط حرام ہے اور مذکورہ عمل پر علیٰ الا حوط احکام فسق جاری ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۱۴: مونچھیں کاٹنے یا لمبی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں مونچھ کا اتنا لمبا کرنا کہ کھانا کھانے اور پینے کے دوران کھانے یا پانی سے مس ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۵: اگر کسی کے عمل پر داڑھی مونڈنا صادق آتا ہو تو بنا بر احتیاط حرام ہے، ہاں اس کا مذکورہ شغل اگر اسلامی معاشرے کی ضرورت ہو تو ضرورت کی حد تک اس کو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۶: داڑھی مونڈنے کے آلات کی

خریداری کرنا اور دوسروں کو پیش کرنا بنابر احتیاط جائز نہیں لیکن اگر ضرورت پیش آجائے تو اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۷: مسلمان کے لئے داڑھی رکھنے میں کوئی اہانت نہیں ہے اور بنا بر احتیاط داڑھی مونڈنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے رکھنے میں ضرر یا حرج ہو تو مونڈنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۸: مکلفین پر داڑھی رکھنے جیسے حکم الٰہی کا انجام دینا واجب ہے مگر یہ کہ ضرر اور حرج کا سبب بنے تو مونڈنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۹: اگر شیونگ کریم کا استعمال شیونگ کے علاوہ قابل توجہ حلال کاموں میں ہوتا ہو تو اس کا بنانا، خریدنا اور فروخت کرنا ان حلال امور کے لئے جائز ہے اور اس کی خرید و فروخت کرنا اور

بنانا حرام امور کے قصد سے ہو تو بنا براحتیاط حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۰: داڑھی مونڈنے کے حرام ہونے سے مراد یہ ہے کہ داڑھی مونڈنے کا عنوان صادق آتا ہو اور ایسا کرنا بنا براحتیاط حرام ہے، ہاں کچھ بال کاٹنے پر داڑھی مونڈنا صادق نہیں آتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۱: داڑھی مونڈنے کے عوض اجرت لینا بنا بر احتیاط حرام ہے ۔

مسئلہ ۱۶۲۲: شیونگ مشین کا چونکہ داڑھی مونڈنے کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اس کی مرمت کرنا اور مرمت کی اجرت لینا جائز ہے، ہاں اگر داڑھی مونڈنے کے قصد سے مرمت کی جائے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۳: گالوں کے ابھرے ہوئے حصہ سے

دھاگے یا چمٹی کے ذریعے سے یا بلیڈ کے ذریعے سے بال زائل کرنا جائز ہے۔

بزم معصیت میں حاضر ہونا:

مسئلہ ۱۶۲۴: ایسی اجتماعی دعوت میں جانا جہاں شراب نوشی کی جاتی ہو جائز نہیں ہے، ان کی دعوت میں نہیں جانا چاہیئے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ لوگ مسلمان ہیں اور شراب نہیں پیتے اور نہ ہی شراب نوشی کی محفل میں شریک ہوتے ہیں ۔

مسئلہ ۱۶۲۵: شادی کی ایسی محفل جو لہو و لعب اور گناہ کی محفل نہ کہلائے اور نہ ہی وہاں جانے میں کوئی مفسدہ ہو تو اس میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اگروہاں جانا اور بیٹھنا عرف عام میں نا جائز کاموں کی تائید کرنا شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۶: رقص اگر جنسی شہوت کو ابھارنے

کا سبب ہو یا حرام عمل کے ہمراہ انجام پائے یا حرام عمل کا موجب ہو یا نامحرم مرد اور خواتین کے ساتھ مل کر انجام دیا جائے تو حرام ہے اور مذکورہ عمل کا انجام پانا شادی اور غیر شادی کی کسی محفل کے اعتبار سے فرق نہیں کرتا اور اگر گناہ کی محفل میں شرکت کرنا عمل حرام کے ارتکاب کا سبب ہو جیسے مطرب موسیقی کا سننا جو محفل فسق و فجور و عصیان سے مناسبت رکھتی ہو یا مذکورہ شرکت سے گناہ کی تائید ہوتی ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں احتمال تاثیر نہ ہو تو وجوب امر با لمعروف و نہی عن المنکر ساقط ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۷: ایسی محفل گناہ کو ترک کرنا جس میں بے پردہ خاتون ہو اور اس پر نہی از منکر کا اثر نہ ہوتا ہو تو(ایسی صورت میں) اگر ترک محفل اس کے عمل پر اعتراض کے طور پر ہو اور نہی عن

المنکر کا مصداق ہو تو واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۸: غنا اور موسیقی کی محفل میں جانا جائز نہیں ہے خاص کر ایسی موسیقی کی محفل جس میں مطرب لہوی اور محفل فسق و فجور سے مناسبت رکھنے والی موسیقی بجائی جاتی ہو اور اس کا وہاں جانا استماع اور تائید کا موجب بھی ہو لیکن اگر موسیقی کی حرمت کے بارے میں شک ہو تو اس صورت میں سننے اور شرکت کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۹: ایسی محفل میں شرکت کرنا جہاں انسان بعض اوقات غیر مناسب کلام سنتا ہے مثلاً علمائے دین پر تہمت یا اسلامی جمہوریہ کے عہدے داروں یا مومنین پر بہتان وغیرہ اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے مثلاً غیبت سننے اور برے کام کی ترویج و تائید ہونے کا سبب نہ بنے تو بذات خود جائز ہے البتہ نہی عن المنکر ہر حال میں واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۰: بعض غیر اسلامی ممالک میں علمی نشستوں اور کانفرنسوں میں معمولاً مہمانوں کی ضیافت کے لئے شراب پیش کی جاتی ہے ایسی کانفرنسوں اور نشستوں میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ شرکت کے لئے مجبور ہو تو اس صورت میں قدر ضرورت پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

تعویذ اور استخارہ:

مسئلہ ۱۶۳۱: ماثور و منقول تعویذ کی کتابت کے عوض پیسے دینے اور لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۲: ایسی دعائیں جن کے لکھنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ دعائیں قدیم دعاؤں کی کتابوں سے لی گئی ہیں اگر ائمہ علیہم السلام سے مروی ہوں یا ان کا مضمون صحیح ہے تو ان سے برکت طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح مشکوک دعاؤں

سے اس امید کے ساتھ کہ ائمہ علیہم السلام کی طرف سے نقل ہوئی ہیں برکت طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۳: استخارہ پر عمل کرنا شرعاً واجب نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ استخارے کی مخالفت نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۶۳۴: استخارہ مباح اعمال میں تردد اور حیرت دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اب یہ تردد خود عمل میں ہو یا کیفیت عمل میں، لہٰذا وہ اعمال نیک جن میں کوئی تردد نہیں ہے ان میں استخارے کی گنجائش نہیں ہے اور استخارہ کسی عمل اور شخص کے مستقبل کی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۶۳۵: قرآن اور تسبیح سے استخارہ کرنا کسی خاص موضوع سے مختص نہیں ہے بلکہ کسی بھی مباح

کام میں استخارہ اس وقت حیرت اور تردد کو دور کرنے کے لئے ہے جب انسان کسی امر کا فیصلہ نہ کرسکے لیکن اس صورت کے علاوہ استخارہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور استخارے پر شرعاً عمل کرنا واجب نہیں ہے اگر چہ بہتریہ ہے کہ اس کی مخالفت نہ کرے۔

مسئلہ۱۶۳۶: جس مسئلہ میں انسان کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ اس مسئلہ میں پہلے اچھی طرح غور و فکر کرے یا پھر تجربہ کار اور با اعتماد افراد سے مشورہ کرے اور اگر مذکورہ امور سے اس کی حیرت بر طرف نہ ہو تو استخارہ کر سکتا ہے چاہے وہ استخارہ شادی بیاہ وغیرہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ۱۶۳۷: استخارہ چونکہ تردد بر طرف کرنے کے لئے ہے لہٰذا کسی نازک مسئلہ میں تردد بر طرف ہونے کے بعد دوبارہ استخارے کی ضرورت نہیں ہے،

ہاں اگر موضوع تبدیل ہوجائے تو دوبارہ استخارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۸: کبھی کبھی مساجد اور اہل بیت علیہم السلام کے مزاروں پر زیارت کی کتابوں میں بعض چیزیں لکھی ہوئی ملتی ہیں مثلاً امام رضا علیہ السلام کا معجزہ اور اس طریقے سے مذکورہ مکتوب کو لوگوں کے درمیان پھیلایا جاتا ہے اور اس کے آخر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ جو بھی اسے پڑھے یا اتنی مرتبہ اسے تحریر کرے اور تقسیم کرے تو اس کی حاجت پوری ہوجائے گی ایسی چیزوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور پڑھنے والے کے لئے مذکورہ طریقے کے مطابق عمل کرنا لازم نہیں ہے۔

تجارت کے احکام

شرائط عقد:

مسئلہ۱۶۳۹: لازم یعنی نافذ ہونے کے اعتبار سے عقدی معاملے اور معاطاتی (یعنی بغیر صیغے کے لین دین والے)معاملے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۴۰: معاملہ شرعی طور پر انجام پانے کے بعد صحیح اور لازم ہے اور قانونی تحریر کا نہ ہونا یا کسی عالم دین کا صیغہ جاری نہ کرنا معاملے کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۴۱: بنیادی طور پر خرید و فروخت کے انجام پانے کے لئے سرکاری و قانونی سند اور رجسٹری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ معیار یہ ہے کہ مالک کے وکیل یا مالک کے سرپرست کی طرف سے خرید و فروخت کے ذریعہ شرعاً صحیح طور پر نقل و انتقال

انجام پا جائے، چاہے اس خرید و فروخت کے بارے میں بالکل کوئی وثیقہ تحریر نہ کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۶۴۲: صرف بیچنے کا قصد کرنا یا سادہ تحریر لکھنا معاملہ انجام پانے اور مال کے خریدار کی ملکیت میں جانے کے لئے کافی نہیں ہے اور جب تک معاملہ صحیح شرعی طریقے سے انجام نہ پائے خریدار کے نام قانونی سند بنانا اور مالک کی جانب سے مال کو تحویل میں دینے کا تقاضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۳: دو اشخاص کا صرف گفتگواور قصد فروخت کرنا اور وثیقہ تحریر کرنے کے ساتھ وعدہ کرنا معاملہ انجام پانے کے لئے کافی نہیں ہے اور اس میں اس وقت تک کسی شرط کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک کہ شرط عقد اور معاملہ کے ضمن میں نہ ہو یا جب تک شرط پر موقوف عقد منعقد نہ ہوجائے اور جب تک معاملہ اور نقل و انتقال صحیح

شرعی طریقے سے انجام نہ پاجائے دونوں کا ایک دوسرے پر گفتگو اور وعدے کی وجہ سے کوئی حق نہیں بنتا۔

خریدار اور فروخت کرنے والے کے شرائط:

مسئلہ ۱۶۴۴: اگر زمین اور گھر کا سامان فروخت کرنے کے لئے کسی کو مجبور کرنا پڑے اور مجبور کرنے والا شرعاً حق اجبار رکھتا ہو تو اس صورت میں دوسروں کے لئے مذکورہ اشیا خریدنا جائز ہے ورنہ مذکورہ خریداری مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

مسئلہ ۱۶۴۵: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فروخت کرنے والے نے جس وقت مال بیچا تھا اس وقت وہ بحکم حاکم ممنوع التصرف تھایا مال اس کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود وہ مال کا مالک نہیں تھا بلکہ حاکم شرع مذکورہ مال کو قرق کرنے کا حقدار تھا تو اس

صورت میں بعد میں قرقی کا حکم اس مذکورہ مال کے لئے بھی ہو گا جس کو پہلے بیچ دیا تھا، لہٰذا اس کی سابقہ فروخت باطل ہو جائے گی، مذکورہ صورت کے علاوہ اس کی سابقہ فروخت شرعاً صحیح ہے اور اس صورت میں بعد میں قرقی کا حکم سابقہ فروخت کو شامل نہیں ہوگا، لہٰذا قرقی کے حکم سے پہلے مال کا فروخت کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ۱۶۴۶: ایسا اضطرار، معاملے کے صحیح اور نافذ ہونے کے لئے مضر نہیں ہے جو معاشرتی تعلقات کی پیچیدگی اور لوگوں کے اقتصادی اور معاشرتی مسائل کے نتیجہ میں وجود میں آئے لیکن اخلاقی اور انسانی لحاظ سے خریدار پر یہ فرض ہے کہ وہ مضطر کے حالات سے فائدہ نہ اٹھائے اور حکومت کا بھی فرض ہے کہ ایسے قوانین وضع کرے جو عمومی طور پر اضطرار کے اسباب کا سدباب کرسکیں۔

بیع فضولی:

مسئلہ ۱۶۴۷: اگر پہلی مرتبہ معاملہ شرعاً صحیح طریقے سے انجام پا گیا تھا تو اس وقت تک دوبارہ فروخت کرنے کا اسے حق نہیں ہے جب تک کہ وہ پہلے معاملے کو فسخ نہ کرے اور اگردوبارہ معاملہ انجام دیا گیا تو وہ پہلے خریدار کی اجازت پر موقوف ہو گا اور فضولی کہلائے گا۔

مسئلہ ۱۶۴۸: کفایتی قیمت پر گھر بنانے والی ایک کمپنی کے اعضاء نے اپنے طور پر قیمت ادا کرکے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا لیکن قانونی وثیقہ کمپنی کے نام تحریر کیا گیا چند روز قبل کمپنی کی نئی بننے والی کمیٹی کے اعضائے مذکورہ زمین سابقہ افراد کی اجازت کے بغیر اصلی قیمت سے کم قیمت پر فروخت کر دی تو اس معاملہ میں اگر زمین بعض معین افراد نے اپنے مال سے اپنے لئے خریدی تھی تو ان کی

ملکیت ہے اور کسی کا اس میں کوئی حق نہیں ہے کمپنی کی انتظامیہ کمیٹی کا زمین کو فروخت کرنا بیع فضولی ہے، ہاں اگر زمین کمپنی کے سرمایہ سے خریدی گئی تھی جوکہ ایک حقوقی شخصیت ہے اور کمپنی کے لئے خریدی گئی تھی تو مذکورہ زمین کمپنی کی ملکیت ہے اور اس صورت میں کمیٹی کمپنی کے قوانین کے مطابق اس میں تصرف کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۹: کسی معاملہ میں اگر ثابت ہوجائے کہ جو شخص وکیل تھا اس نے معزول ہونے کی اطلاع ملنے کے بعد چاہے وہ اطلاع شخصی طور پر خود مؤکل نے دی ہو مؤکل کے گھر کو اپنے لئے فروخت کیا ہے تو مذکورہ معاملہ فضولی ہو گا اور مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

مسئلہ ۱۶۵۰: کسی مال کو ایک بار بیچنے کے بعد دوبارہ پہلے خریدار کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا

فضولی ہے اور خریدار اول کی اجازت پر موقوف ہے پہلے خریدار کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ مال کو جہاں بھی ملے اٹھالے جب تک کہ اس نے دوسرے معاملے سے اظہار رضایت نہ کیا ہو اور دوسرے خریدار کو مالک سے مال کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۱: ایک شخص نے دوسرے کے مال سے جائداد خریدی ہے تو اگر وہ جائداد دوسرے شخص کے عین مال سے خریدی گئی ہو اور صاحب مال نے معاملہ کی اجازت بھی دے دی ہو تو یہ معاملہ خود اسی کی جانب سے انجام پائے گا، خریدار کا اس میں کسی قسم کا حق نہیں ہوگا اور اگر صاحب مال اجازت نہ دے تو مذکورہ معاملہ باطل ہوگا، ہاں اگر خریدار نے زمین اپنے لئے اور اپنی ذمہ داری پر خریدی ہو اور پھر دوسرے شخص کے مال سے قیمت ادا کی ہو

تو اس صورت میں زمین خریدار کی ہوگی لیکن خریدار فروخت کرنے والے کا مقروض ہے اور صاحب مال کے اس مال کا ضامن بھی ہے جو اس نے فروخت کرنے والے کو ادا کیا ہے اور فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ غصب شدہ قیمت جو اس نے وصول کی ہے اسے اصل مالک تک پہنچائے۔

مسئلہ ۱۶۵۲: اگر کوئی شخص دوسرے کا مال عقد فضولی کے ساتھ فروخت کردے اور حاصل شدہ قیمت کو اپنی ضروریات میں استعمال کرلے پھر ایک طویل مدت کے بعد صاحب مال کو اس کے بدلے میں مال دینا چاہے تو اگر مالک معاملہ کی اجازت کے بعد قیمت وصول کرنے کی اجازت بھی دے دے تو فضولی معاملہ میں وصول شدہ قیمت مالک کو ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر مالک معاملہ کی اجازت نہ دے تو عین مال کا مالک کو واپس کرنا واجب ہے اور اگر

عین مال واپس کرنا ممکن نہ ہو تو عوض کے طور پر اس کا مثل یا قیمت ادا کرے گا اور احتیاط یہ ہے کہ فروخت کے دن اور ادائیگی کے دن قیمت پر مالک سے مصالحت کرے۔

تصرف کے حقدار :

مسئلہ ۱۶۵۳: اگر والد اپنے چھوٹے بچوں کے لئے کوئی جائداد خریدے اور صیغہ شرعی جاری کرلے تو صحیح طریقے سے خریداری مکمل ہونے کے بعد والد کی طرف سے بعنوان سرپرست قبضہ لینا بچوں کے لئے معاملہ کے انجام پانے اور اس کے آثار مرتب ہونے کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۴: کسی کے سرپرست نے اس کے بچپن میں اس کی زمین فروخت کردی اور خریدار سے بیعانہ لے لیا اس کو نہیں معلوم کہ ان کے مابین

معاملہ تمام ہو گیا تھا یا نہیں، البتہ زمین اس وقت خریدار کے قبضے میں ہے اور وہ اس میں تصرف کرتا ہے تو اگر ثابت ہوجائے کہ اس وقت ولی نے بعنوان سرپرست زمین فروخت کی تھی تو معاملہ شرعاً صحیح ہے اور اس کے لئے حال حاضر میں زمین واپس لینا جائز نہیں ہے جب تک بر حق طور پر معاملے کا فسخ کرنا ثابت نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۵۵: اگر میت کی میراث میں سے کچھ نقد ی مال بچ جائے اور سر پرست اس مال کو اپنے پاس رکھ لے اور اس مال سے کوئی کام انجام نہ دے تو قیّم یعنی سرپرست فرضی منافع کا ضامن نہیں ہے، ہاں اگر بچوں کے مال سے تجارت کرے تو تمام منافع بچوں کے لئے ہیں اور قیم (سرپرست) صرف اس صورت میں اجرت مثل کا حقدار ہے جب شرعاً بچوں کے مال سے تجارت کرنے کا حق رکھتا ہو۔

مسئلہ۱۶۵۶: کسی کے مال کو بغیر اجازت کے فروخت کرنا بیع فضولی ہے اور مالک کی اجازت پر موقوف ہے چاہے فروخت کرنے والا اس کا داماد اور بیٹا ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا جب تک مالک کی اجازت حاصل نہ ہو خرید وفروخت موثر نہیں ہوگی ۔

مسئلہ۱۶۵۷: اگر کسی شخص کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہو اور وہ حواس کھو بیٹھا ہو اور اس حالت میں اگر اختلال حواس اس درجے کا ہو کہ عرف عام کے نزدیک مجنون کہلائے تو اس صورت میں حاکم شرع کو ولایت حاصل ہے اور کسی کو یہاں تک کہ اس کی اولاد کو بھی حاکم شرع کے اذن کے بغیر مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور اگر اجازت سے قبل تصرف کیا تو غاصب ہے اور موجب ضمان ہے اور خرید و فروخت کے معاملات فضولی ہیں جو اجازت پر موقوف ہیں ۔

مسئلہ ۱۶۵۸: ایک شخص نے شہید کی بیوہ سے شادی کی ہے اور اس کے یتیموں کی تربیت کا کفیل ہے اس کے لئے یا اس کی اولاد یا شہید کی بیوہ کے لئے ان اشیاسے استفادہ کرنا جنہیں شہید فاونڈیشن کی طرف سے شہید کی اولاد کو عطا کردہ مال سے خریدا گیا ہے ان میں تصرف کرنا شہید کے بچوں کے شرعی ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۹: وہ اشیاء جنہیں شہید کے دوست شہید کی اولاد کے لئے تحفے کے طور پر لاتے ہیں اگروہ تحائف شہید کی اولاد کے لئے ہوں تو ان کے شرعی سرپرست کے قبول کرنے کے بعد ان کا مال کہلائیں گے اور ان میں تصرف کے لئے ان کے شرعی ولی سے اجازت لینا ضروری ہے ۔

مسئلہ ۱۶۶۰: دکان کا کرایہ پر دینا اور کرایہ کی رقم کو لئے گئے قرض کے بدلے لے لینا صحیح ہے اور

اسی طرح دکان کا فروخت کرنا صحیح ہے، ہاں اگر شرعی اور قانونی طریقے سے ثابت ہوجائے کہ بچوں کا حصہ فروخت کرنا اس وقت بچوں کے لئے مصلحت آمیز نہیں تھا یا بچوں کا قیّم(یعنی سرپرست) فروخت کرنے کا حق نہیں رکھتا تھا اور یہ کہ بچوں نے بھی مذکورہ معاملے کو بلوغ کے بعد صحیح شمار نہیں کیا تو اس فرض پر کہ معاملے کا باطل ہونا ثابت ہوجائے چاہے جتنا وقت گذر چکا ہو اس سے بچوں کا حق ساقط نہیں ہوجاتا ۔

مسئلہ ۱۶۶۱: ڈرائیور یا کوئی اور شخص اگر کسی کی موت کا سبب بن جائے تو شرعاً دیت کا ضامن ہوجاتا ہے اور بچوں کی سرپرست ہونے کے اعتبار سے بچوں کا شرعی حق محفوظ کرنے کے لئے ان کی ماں پر دیت کا مطالبہ کرنا لازم ہے اور اسی طرح اگر قانونی طور پر انشورنس کی رقم بچوں کے لئے ہے تو

اس کا مطالبہ بھی لازم ہے نیز بچوں کے والد کی مجالس ترحیم میں بچوں کا وہ مال جو انہیں میراث میں ملا ہو اسے خرچ کرنا جائز نہیں ہے چاہے مذکورہ مال ان کے والد ہی سے منتقل ہوا ہواس طرح بچوں کے حق سے سرپرست کا دستبردار ہونا چونکہ ان کی مصلحت کے خلاف ہے جائز نہیں ہے چنانچہ وہ بالغ ہونے کے بعد دیت کا مطالبہ کرسکتے ہیں ۔

مسئلہ ۱۶۶۲: بچوں کے بالغ ہونے تک عدالتی فیصلے کے بغیر بھی ولایت اور سرپرستی کا حق دادا کو ہے لیکن اس کا بچوں کے مال میں تصرف کرنا بچوں کی مصلحت اور فائدہ میں ہونا چاہیئے لہٰذا اگر دادا بچوں کی مصلحت کے بر خلاف کوئی کام انجام دے تو بچے عدالت کی طرف رجوع کرسکتے ہیں اور وہ بچہ جب رشید اور بالغ ہوجائے گا تو دادا کی سرپرستی اور ولایت سے خارج ہوجائے گا اور خود اپنے نفس کا

مالک قرار پائے گا، ہاں والدہ اور بالغ ہونے والے بچے کو دوسرے بچوں پر حق ولایت نہیں ہے اور چونکہ میت کے مال میں سے دادا کا چھٹا حصہ ہے، لہٰذا اس کے لئے چھٹا حصہ لینا بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۳: اگر بچوں کے والد کو یقین ہے کہ اس کا بھائی جس پر قتل کا الزام ہے وہ اس کی زوجہ کا قاتل نہیں ہے اور دیت ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے تو اس کے لئے دیت کا مطالبہ کرنا اور بچوں کے لئے دیت لینا جائز نہیں ہے اوردادا اور باپ کے ہوتے ہوئے جنہیں بچوں پر ولایت حاصل ہے کسی اور کو ان کے امور میں مداخلت کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۴: اگر مقتول کے صرف چھوٹے بچے ہوں اور حاکم شرع کی جانب سے منصوب کردہ ان کے قیّم (یعنی سرپرست) کو اختیارات سونپ دیئے

گئے ہوں تو چاہے وہ مقتول کے خون کا وارث نہ بھی ہو وہ بچوں کے فائدے اور نقصان کی رعایت کرتے ہوئے قاتل کو معاف کر سکتا ہے یا قصاص کو دیت میں تبدیل کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۵: چھوٹے بچے کی کچھ رقم بینک میں ہے اور سرپرست مذکورہ مال میں سے کچھ رقم اس کی طرف سے تجارت کرنے کے لیے لینا چاہتا ہے تاکہ اس بچہ کے اخراجات مہیا ہو سکیں تو اس کی طرف سے سرپرست خود یا کسی اور قابل اعتماد امین کے ذریعہ اس (بچہ)کی مصلحت میں مضاربہ انجام دے سکتا ہے اور اگر وہ شخص امانتدار نہ ہو تو سرپرست بچہ کے مال کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۶: اگر مقتول کے بعض وارث یا تمام ورثا نابالغ ہوں اور حاکم ان کے حق کا مطالبہ کرنے کا ولی ہو اگر حاکم مجرم کے تنگدست ہونے کا یقین

فہرست

کرلے تو اس صورت میں اگر حاکم شرع بچوں کی مصلحت اس میں جانے کہ حق قصاص کو دیت میں تبدیل کردے تو یہ اس کے لئے جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۶۶۷: اگر حاکم کے لئے شواہد اور قرائن کے ذریعے آشکار ہو جائے کہ جبریہ شرعی ولی کی ولایت اور اس کے تصرفات کا جاری رہنا بچے کے مال کے لئے نقصان دہ ہے تو حاکم پر ولی کو برطرف کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۶۶۸: ہبہ اور کسی چیز کے بدلے میں مصالحت کا قبول نہ کرنا بچے کو نقصان پہنچانے یا اس کی مصلحت کو مد نظر نہ رکھنے کے مترادف نہیں ہے اور صرف ایسا کرنا بذات خود بلا مانع ہے اس لئے کہ ولی پر بچہ کے لئے تحصیل مال واجب نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کا ہبہ یا بلا معاوضہ صلح کو قبول کرنے سے انکار بچے کی مصلحت میں ہو ۔

مسئلہ ۱۶۶۹: اگر حکومت شہداء کی اولاد کے لئے کوئی زمین یا مال مختص کردے اور وہ اشیاء ان کے نام کردی جائیں لیکن بچوں کے ولی نے کاغذات پر دستخط کرنے سے انکار کردیا ہو تو اگر بچوں کے لئے تحصیل اموال کرنا ولی کے دستخط پر موقوف ہو تو ولی پر دستخط کرنا واجب نہیں ہے اورشرعی ولی کے ہوتے ہوئے حاکم کو ان پر ولایت حاصل نہیں ہے ہاں اگر بچوں سے مختص مال کی حفاظت کرنا دستخط کرنے پر موقوف ہو تو اسے انکار نہیں کرنا چاہئے اور اگر وہ انکار کرے تو حاکم اس پر لازم قرار دے گا کہ وہ دستخط کرے یا حاکم بذات خود مذکورہ عمل کو ولی ہونے کے ناطے انجام دے گا۔

مسئلہ ۱۶۷۰: دادا اور باپ کے ولی ہونے میں عدالت شرط نہیں ہے لیکن جب بھی حاکم کے لئے قرائن اور احوال سے معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں

بچہ کے لئے مضر ہیں تو انہیں معزول کردے گا اور انہیں بچہ کے مال میں تصرف کرنے سے روک دے گا ۔

مسئلہ ۱۶۷۱: بچہ یا مجنون کے اولیا کی ولایت پر جو دلیلیں ہیں ان سے استفادہ ہوتا ہے کہ شارع مقدس کی طرف سے ان کے لئے ولایت کا مقرر کرنا مولّیٰ علیہ (جن کے وہ ولی ہیں) کی مصلحت کی خاطر ہے لہٰذا اس مسئلے میں ان کے شرعی ولی کو ان کے فائدے اور نقصان کا لحاظ کرتے ہوئے اقدام کرنا چاہیئے اور وہ قصاص یا دیت یا کسی چیز کے عوض میں معاف کرنے کو یا بغیر عوض کے معاف کرنے کو انتخاب کر سکتا ہے واضح رہے کہ صغیر اور مجنون کی مصلحت کی تشخیص تمام پہلوؤں من جملہ سن بلوغ سے ان کے نزدیک یا دور ہونے کو مد نظر رکھ کر کی جائے ۔

مسئلہ۱۶۷۲: وہ بالغ و عاقل شخص جس کو مجروح کیا گیا ہو اس پر باپ دادا میں سے کسی کو بھی ولایت حاصل نہیں ہے، لہٰذا اس کی اجازت کے بغیر دیت کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۷۳: بچوں کا ولی بچوں کے مورث کی طرف سے ایک تہائی کی وصیت کی اجازت، بچوں کے فائدے اور نقصان کی رعایت کرتے ہوئے دے سکتا ہے۔

مسئلہ۱۶۷۴: بچے پر ولایت باپ اور دادا کا حق ہے ماں دو سال تک لڑکے پر اور سات سال تک لڑکی پر حفاظت کا حق رکھتی ہے اس کے بعد حضانت کا حق باپ کا ہے بچہ ماں باپ میں سے کس کی اطاعت کرے اور کس کو تنگ نہ کرے اس میں والدین دونوں مساوی ہیں بچہ کو والدہ کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جنت

ماں کے پاؤں تلے ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۵: شرعی طور پر بالغ ہونے تک یتیم بچوں کی حضانت (حفاظت) کرنا ماں کا حق ہے اور بچوں کے مال پر حق ولایت اس شرعی سرپرست کا ہے جس کو والد نے وصی بنایا ہو اور اگر والد نے وصی مقرر نہ کیا ہو تو حاکم شرع ان کاولی ہے بچوں کے چچا اور دادی کو نہ حضانت کا حق ہے اور نہ ہی ان پر اور ان کے مال پر ولایت حاصل ہے ۔

مسئلہ ۱۶۷۶: شرعی ولی کے اقدامات کا بچوں کی مصلحت میں ہونا ضروری ہے اور مصلحت کی تشخیص بھی اسی پر ہے چنانچہ اگر وہ مصلحت کے خلاف عمل کرے اور بچوں کی ماں کو جس نے دوسری شادی کرلی ہو اور ساتھ ہی بچوں کو بھی ان کے باپ کی میراث میں تصرف کرنے سے روک دے اور اختلاف کا سبب قرار پائے تو حاکم شرع کی جانب

رجوع کیا جائے۔

مسئلہ ۱۶۷۷: بچوں کے سرپرست کے ساتھ معاملہ کرنے میں بچوں کی مصلحت ومفاد کی رعایت کرتے ہوئے کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۸: یتیم اور اس کے مال پر حق ولایت دادا کو اور حق حضانت ماں کو حاصل ہے جبکہ چچا اور ماموں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۶۷۹: دادا کی موافقت کے بغیر جو بچوں کا شرعی ولی ہے یتیموں کے مال کو ماں کے اختیار میں قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر دادا کے ہاتھ میں مال کا رہنا بچوں کے لیے نقصان کا باعث ہے تو حاکم کو حق حاصل ہے کہ دادا کو اموال میں تصرف کرنے سے روک کر کسی اور ذی صلاحیت آدمی کو ولایت سونپ دے وہ چاہے ماں ہو یا کوئی اور ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۰: بچے کے ولی پر بچے کے لئے مجرم سے دیت لینا واجب ہے اگرچہ دیت واجب ہونے کا سبب جراحت ہو اور بچے کے بالغ ہونے تک دیت کی حفاظت کرنا بھی واجب ہے لیکن مال دیت سے تجارت کرنا اس پر واجب نہیں ہے اور نہ ہی بینک میں اکاوئنٹ کھولنا واجب ہے تا کہ بینک سے نفع حاصل ہو ہاں اگر بچے کے فائدے کے لئے مذکورہ عمل انجام دینا چاہے تو جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۶۸۱: اگر کمپنی کے شرکا میں سے ایک شریک مر جائے اور اس کے چھوٹے بچے ہوں تو وہ چونکہ کمپنی کے باقی اعضاء کے ساتھ اپنے حصے کی حد تک شریک ہو جائیں گے، ایسی صورت میں اگر باقی شرکا مال میں تصرف کرنا چاہیں تو انہیں ان کے شرعی ولی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے یا اٹارنی جنرل یا حاکم شرع کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جو اسلامی

جمہوریہ میں ان کا سرپرست اور قانونی ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۲: بچوں پر ولایت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بچوں کے بالغ ہونے تک انہیں اموال سے محروم رکھا جائے اور تمام اموال ولی کی تحویل میں دے دیئے جائیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ولی ان کی سرپرستی کرے ان کے مال کی دیکھ بھال کرے اور ان کے مال میں تصرف کرنا ولی کی اجازت پر موقوف ہے ولی پر واجب ہے کہ وہ ان کی حاجت کے مطابق ان پر خرچ کرے اور اگر اس کی نظر میں مصلحت یہ ہو کہ مال کو والدہ یا بچوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے تاکہ وہ استفادہ کر سکیں تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۳: باپ کو عاقل و بالغ فرزند کے مال میں بغیر اجازت کے تصرف کرنے کا حق نہیں ہے اور اگر بغیر اجازت کے تصرف کرے تو حرام ہے

فہرست

اور ضامن بھی ہے سوائے ان مقامات کے جنہیں مستثنٰی کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۴: ایک مومن اپنے یتیم بھائیوں کی کفالت کرتا ہے اس کے پاس یتیموں کا کچھ مال تھا اس نے مذکورہ مال سے ان کے لئے بغیر سند اور تحریری معاہدے کے ایک زمین خریدی اس امید کے ساتھ کہ بعد میں سند وغیرہ مل جائے گی یا یہ کہ وہ اس زمین کو زیادہ قیمت میں فروخت کر دے گا، لیکن اب اسے خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں اس زمین پر کوئی اور دعویٰ نہ کر دے یا کوئی بڑا آدمی اس پر قبضہ نہ کرلے اور اگر وہ زمین کو موجودہ صورت میں فروخت کر دیتا ہے تو قیمت خرید سے کم قیمت وصول ہوگی اس صورت میں اگر کم قیمت پر زمین کو فروخت کرے یا کوئی غاصب زمین غصب کرلے تو اگر وہ یتیموں کا شرعی سرپرست تھا اور اس

نے زمین ان کے فائدے کے لیے خریدی تھی تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے اور اگر وہ شرعی سرپرست نہیں تھا تو مذکورہ زمین خریدنا فضولی کہلائے گا، لہٰذا ولی شرع کی اجازت یا یتیموں کے بالغ ہونے کے بعد ان کی اجازت پر موقوف ہے اور اس صورت میں وہ مال یتیم کا ضامن بھی ہے ۔

مسئلہ ۱۶۸۵: والد کا بچوں کے مال میں سے قرض لینا اور کسی اور کو بچوں کے مال میں سے قرض دینا اگر بچوں کی مصلحت اور ان کے مفاد کی رعایت کرتے ہوئے ہو تو اشکال نہیں رکھتا ۔

مسئلہ ۱۶۸۶: اگر بچے کو کپڑے یا کھلونے ہدیہ کے طور پر ملیں بعد میں بچہ بڑا ہو جائے یا کسی اور وجہ سے ان سے استفادہ نہ کر سکے تو ولی شرع مذکورہ اشیا کو صدقہ کے طور پر دے سکتا ہے بشرطیکہ بچے کی مصلحت کے مطابق ہو ۔

خریدو فروخت ہونے والی اشیاء کے شرائط

مسئلہ ۱۶۸۷: ایک انسان اگر دوسرے انسان کو اپنا کوئی عضو دینا چاہے اورمذکورہ عضو کاٹنے میں عضو دینے والے کی زندگی کو یا کسی اور قابل توجہ ضرر کا خطرہ نہ ہو تو عضو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص دو صحیح و سالم گردوں کا مالک ہے وہ اپنا ایک گردہ دے سکتاہے اور اس کے عوض رقم لینا بھی بلا مانع ہے ۔

مسئلہ ۱۶۸۸: کسی شے کی مالیت کے لئے عرف عام میں اتنا ہی کافی ہے کہ عقلااس شے کی طرف راغب ہوں اور اسے شرعی طور پر حلال اور قابل توجہ اغراض کے لئے استعمال کریں چاہے ایک خاص طبقہ ہی اس چیز کو فائدے کی نگاہ سے دیکھتا ہو، لہٰذا ایسی چیز مالیت کی حامل ہے اور اس کے عوض رقم دینا جائزہے اور مذکورہ شے پر مالیت رکھنے

والی دوسری تمام اشیاء کے احکام جاری ہوں گے جیسے جواز ملکیت، خرید و فروخت، ضمان یا ضائع کرنے پر ضامن ہونا وغیرہ لیکن وہ اشیاء جن کی شرعاً کوئی مالیت نہیں ہے ان پر مذکورہ احکام جاری نہیں ہوں گے اورشہد کی مکھی اور حشرات کے معاملے میں احتیاط یہ ہے کہ مال کو مذکورہ اشیاء پر حاصل شدہ حق یا اس حق سے دستبردار ہونے کے بدلے قرار دیا جائے ۔

مسئلہ ۱۶۸۹: صرف ایسی چیز کا فروخت کے قابل ہونا جو عین یعنی خارج میں وجود رکھنے والی ہو اختلافی مسئلہ ہے لہٰذا بعض فقہا چیز کے عین ہونے کو شرط قرار نہیں دیتے رہ گیا فنی علوم سے استفادہ کرنا تو وہ اس فن کو خرید کر اس کا مالک بننے پر موقوف نہیں ہے بلکہ فنی علوم کے مطابق بنی ہوئی مصنوعات کو خرید کر یا مذکورہ علوم کے بارے میں تدوین شدہ

کتب یا اس فن کے ماہر سے تعلیم لے کر بھی اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح مذکورہ علوم کو ایسی مصالحت کے ذریعے جو عوض کے ساتھ ہو رد و بدل کیا جاسکتا ہے اور مذکورہ طریقے شرعاً جائز ہیں۔

مسئلہ ۱۶۹۰: کسی ایسے شخص کو زمین یا کوئی اور چیز فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جو چوری کرنے میں مشہور ہو لیکن اگر فروخت کرنے والے کو یقین ہوجائے کہ جو مال اس نے معاوضہ کے عنوان سے دیا ہے وہ مال حرام ہے تو اس مال کا لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۱: مہر میں ملنے والی زمین کو اگر فروخت کردیا جائے اور اس کے بعد کوئی دعویٰ کرے کہ یہ زمین ۲۰۰ سال سے زیادہ عرصہ سے وقف تھی تو جب تک زمین کے وقف ہونے کا مدعی شرعی عدالت میں یہ ثابت نہیں کرتا کہ مذکورہ زمین

فہرست

وقف ہے اور وہ بھی ایسی وقف کہ جس کا فروخت کرنا ممنوع ہے اس وقت تک وہ تمام معاملات جو زمین پر انجام پائے ہیں صحیح ہیں اور بالفرض اگر مذکورہ دونوں امر ثابت ہوجائیں تو تمام معاملات باطل ہوجائیں گے اور جو رقم لی گئی ہے وہ خریدار کو واپس کرنی پڑے گی اور زمین وقف پر پلٹ جائے گی اور جس نے مہر میں زمین دی تھی وہ مہر کا ضامن ہو گا ۔

مسئلہ ۱۶۹۲: غیر قانونی طور پر مویشیوں کو ملک سے باہر لے جانا حکومت اسلامی کے قوانین کے خلاف ہے اور شرعاً ممنوع ہے لہٰذا ان کا خریدنا بھی جائز نہیں ہے خاص کر اگر انہیں اسمگل کر کے لایا یا لیجایا گیا ہو ۔

مسئلہ ۱۶۹۳: اگر کسی نے اپنے حصے کے پانی میں سے کچھ مقدار جو زرعی اصلاحات کے قانون کے

تحت اس کے لئے مخصوص تھی فروخت کردیا ہو اور اس کے عوض کوئی رقم نہ لی ہو اور خریدار نے اعتراف کیا ہو کہ اس نے رقم نہیں لی ہے اور اس سے یہ بھی نہ سنا گیا ہو کہ اس نے پانی کی قیمت خریدار کو بخش دی ہے تو اگر آب پاشی کا حق اور متعلقہ زمین فروخت کرنے والے کی شرعی ملکیت ہو تو خود اس کے لئے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثا کے لئے خریدار سے قیمت کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۴: ایسا شخص جسے بزنس چمبرہاؤس سے مال درآمد کرنے کا جواز مل گیا ہو اس کے لئے مال کو آزاد بازار میں فروخت کرنا بذات خود صحیح ہے بشرطیکہ حکومت اسلامی کے قوانین کے خلاف نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۹۵: حکومت کی طرف سے جاری کردہ

تجارتی لائسنس کو مفت یا معاوضہ کے بدلے کسی کو دینا یا دوسروں کا اس سے استفادہ کرنا حکومت اسلامی کے قوانین کے تابع ہے۔

مسئلہ۱۶۹۶: ایسا مال جسے قانونی طور پر عام نیلامی کے ذریعے فروخت کرنا ہو اسے اگر نیلامی کے لئے رکھا جائے اور مال کو قانونی اور شرعی طور پر صحیح طریقے سے نیلام کیا جائے تو سب سے زیادہ قیمت دینے والے کو فروخت کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ۱۶۹۷: اگر نا معلوم مالک کی زمین پر حاکم شرع کی اجازت سے عمارت تعمیر کی گئی ہو تو عمارت کے مالک کے لئے زمین کے بغیر صرف عمارت فروخت کرنا جائز ہے اور اگر خریدار کو اس صورت حال کا علم نہ ہو تو اسے زمین کے بارے میں بتانا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۸: کوئی چیز بیچنے والے کو اپنے مال کی قیمت سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے لیکن اگر قیمت کے دیر سے ملنے کی وجہ سے اسے نقصان ہوا ہے کہ جس کا ذمہ دار خریدار ہے اور جس کی وجہ سے پیسے کی قیمت کم ہوئی ہے تو احتیاط یہ ہے کہ خریدار کو بیچنے والے کے ساتھ کم قیمت پر مصالحت کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۶۹۹: ایک شخص نے کسی سے رہائشی فلیٹ خریدا جسے ایک خاص معین مدت میں اس کی تحویل میں دینا تھا معاہدہ کے دوران اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ گھر کی قیمت مزید بڑھ سکتی ہے لیکن بیچنے والے نے اب اپنی طرف سے مثلاً ۳۱ رفیصد قیمت کے اضافے کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ۳۱ رفیصد قیمت مزید ادا کرنے پر گھر آمادہ کر کے دے گا تو اگر معاہدہ کرتے وقت پوری قیمت معین نہیں

کی گئی تھی اور قیمت کی تعیین کو قبضہ لینے والے دن تک مؤخر کردیا گیا تھا تو معاملہ باطل ہے اور بیچنے والا فروخت کرنے سے انکار کرسکتا ہے اور جتنی چاہے قیمت لے سکتا ہے لیکن اگر دونوں قبضہ دینے والے دن کی قیمت پر پہلے سے راضی ہو گئے ہوں تو یہ بھی معاملے کے صحیح ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۰: معاملہ کے صحیح ہونے کے لئے بیچنے والے کا پوری قیمت وصول کرنا اور خریدار کا شے کو قبضہ میں لینا شرط نہیں ہے لہٰذا اگر مالک شرعی یا اس کے وکیل یا اس کے ولی سے پانچواں حصہ صحیح طریقہ سے خرید لیا گیا ہے تو خریدار پانچویں حصہ کا مالک ہے اور اس پر ملکیت کے آثار جاری ہوں گے اور اسے فیکٹری کی آمدنی سے اپنے حصہ کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

معاملے کے دوران شرائط:

مسئلہ ۱۷۰۱: اگر کوئی شے شرعاً اور عرفاً ایک مدت تک بے فائدہ ہونے کے باوجود مالیت رکھتی ہو تو اس کا فروخت کرنا بلا مانع ہے اگرچہ مذکورہ مدت کے اختتام کے بعد اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے لیکن اگر مدت کی مقدار کے نا معلوم ہونے کی وجہ سے اصل قیمت معلوم نہ ہو سکے جیسے کوئی شخص اس شرط کے ساتھ معاملہ کرے کہ جب تک وہ زندہ ہے فائدے اسکی ملکیت میں رہیں گے تو معاملہ غرر (دھوکہ) کی وجہ سے باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۲: اگر معاملے کے دوران خریدار بیچنے والے سے اس شرط پر کوئی شے خریدے کہ اگر اس نے بیچی گئی چیز معینہ مدت کے بعد دی تو اسے ایک معین رقم خریدار کو دینی ہوگی تو مذکورہ شرط صحیح ہے لہٰذا اگر فروخت کرنے والا بیچی گئی چیز

معینہ مدت تک دینے میں تاخیر کرے تو مذکورہ شرط پر عمل کرنا واجب ہے اور خریدار کے لئے بھی مطالبہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۳: اگر کوئی شخص اس شرط پر تجارتی مرکز فروخت کرے کہ اس کی چھت فروخت کرنے والے کی ملکیت رہے گی اور وہ اس کے اوپر عمارت بنانے کا حقدار ہے لہٰذا اگر معاملے کے دوران چھت کو استثنا کر دیا گیا ہو تو خریدار کا اس پر کوئی حق نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۰۴: ایک شخص نے نا مکمل گھر اس شرط پر خریدا کہ فروخت کرنے والا گھر کو خریدار کے نام کرتے وقت کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا لیکن اب وہ گھر کو خریدار کے نام کرانے کے عوض کچھ رقم مانگ رہا ہے تو فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ جن شرائط کے تحت معاملہ انجام پایا

تھا ان پر عمل کرے اور گھر کو خریدار کی تحویل میں دینے کے ساتھ ساتھ اس کے نام بھی کروائے اور جن شرائط پر معاملہ انجام پایا تھا اس سے زیادہ کسی چیز کے مطالبے کا حق نہیں رکھتا ہاں اگر اس نے خریدار کے کہنے سے کوئی کام انجام دیا ہو جس کی عرفاً قیمت ہے اور یہ عمل معاملہ کے دوران متفق علیہ شرائط سے جدا ہو تو بیچنے والا مطلوبہ رقم کا حقدار ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۵: ایک زمین معین قیمت پر فروخت ہوئی اور اس کی تمام قیمت دے دی گئی اور معاہدے کے دوران یہ طے پایا کہ خریدار فروخت کرنے والے کو سرکاری کاغذات اس کے نام کراتے وقت ایک معین رقم دے گا اور یہ تمام شرائط ایک سادہ کاغذ پر کی گئیں اب اگر فروخت کرنے والا زیادہ رقم کا مطالبہ کرے تو "خریدوفروخت شرعی طور

پر صحیح انجام پانے کے بعد "فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ معاملہ اور ان کے تمام شرائط پر عمل کرے جو معاہدے کے دوران معین کی گئی تھیں اور اسے مقررہ مبلغ سے زیادہ رقم کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۶: خرید و فروخت کرنے والے معاملے کے وثیقہ کی تدوین کرتے وقت جو اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ دونوں مذکورہ معاملے سے روگردانی نہیں کریں گے اور اگر خریدار نے معاملے پر دستخط کرنے کے بعد روگردانی کی تو اس کا دیا ہوا بیعانہ فروخت کرنے والا واپس نہیں کرے گا اور اگر فروخت کرنے والے نے دستخط کرنے کے بعد روگردانی کی تو بیعانہ واپس کرنے کے ساتھ رقم کی ایک معین مقدار بھی خریدار کو خسارے کے عنوان سے دے گا تو مذکورہ شرط اقالہ اور خیار شرط اور خیار

فسخ نہیں ہے بلکہ روگردانی کی صورت میں رقم ادا کرنے کی شرط ہے اور ایسی شرط جب تک معاہدے کے ضمن میں ذکر نہ ہو تو اس معاملے کے وثیقہ کی تدوین کے وقت ذکر کرنے کا یا تحریر کرنے کا کوئی اثرنہیں ہے ہاں اگر مذکورہ شرط کو معاہدے کے ضمن میں ذکر کیا جائے اور دستخط کرنے کی بنا پر یا مذکورہ شرط کی بنا پر معاملہ انجام پائے تو یہ شرط صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور مذکورہ شرط کی وجہ سے حاصل ہونے والی رقم لینا بھی صحیح ہے ۔

مسئلہ ۱۷۰۷: خریدو فروخت کے کاغذات میں یہ عبارت تحریر کی جاتی ہے کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک نے معاملے کو فسخ کیا تو مثلاً اتنی رقم بعنوان جرمانہ دوسرے کو دینی ہو گی تو مذکورہ عبارت خیار فسخ کی شرط نہیں ہے بلکہ معاملہ کرنے سے رو گردانی کی

صورت میں مقررہ رقم ادا کرنے کی شرط ہے ہاں اگر مذکورہ شرط عقد لازم کے دوران رکھی جائے یا اس کی بناء پر عقد انجام دیا جائے تو یہ شرط صحیح ہے لیکن ایسی شرط کی مدت کو معین کرنا ضروری ہے جو قیمت میں مداخلت رکھتی ہو ورنہ شرط باطل ہے ۔

خریدوفروخت کے متفرقہ احکام:

مسئلہ ۱۷۰۸: بعض لوگ اپنی بعض جائداد کو فروخت کرتے ہیں تاکہ دوبارہ زیادہ قیمت پر اسی چیز کو خرید لیں تو اس جیسا بناوٹی معاملہ کیونکہ سود کے حصول کے لئے حیلہ کے طور پر انجام دیا جاتا ہے لہٰذا حرام اور باطل ہے ہاں اگر شرعی طور پر صحیح اور حقیقی طور پر اپنے مال کو فروخت کرے اور پھر (کسی وجہ سے) دوبارہ اسے نقد یا ادھار خریدنے پر تیار ہوجائے چاہے اسی قیمت پر خریدے یا زیادہ قیمت ادا کرے

تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۹: اگر کوئی تاجر بینک کے حوالہ ایل سی کے ذریعہ مال اپنے لئے درآمد کرے اور پھر مال کی قیمت کے مقررہ فیصد منافع پر مال کسی کو فروخت کر دے تو معاملہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر درآمد ایسے شخص کے لئے انجام پائی ہو جس نے بعنوان جعالہ مال طلب کیا ہو اور فعل و عمل کی اجرت کی مذکورہ فیصد مقدار کو معین کیا ہو تو بھی معاملہ صحیح ہے لیکن اگر مذکورہ درآمد بعنوان وکیل انجام پائی ہو اور وکالت کی اجرت مورد نظر ہو تو اس صورت میں وکالت کی اجرت کا معلوم ہونا وکالت کی درستی کے لئے ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۰: فروخت شدہ سامان جس کی ملکیت ہو تو اس کا خریدا ہوا سامان بھی اسی کی ملکیت ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۱۱: تعمیراتی قوانین کی مخالفت کرنے کی بنا پر جرمانہ ادا کرنا مالک پر واجب ہے ۔

مسئلہ ۱۷۱۲: بیچنے والا جب زمین فروخت کرے تو زمین اس وقت اس کی ملکیت میں ہو اور وہ ظاہری طور پر زمین کا مالک ہو تو اس سے زمین خریدنا صحیح ہے اور زمین کی قیمت مالک یا اس کے ورثا کو ادا کرنا کافی ہے جب مالک کو یا اس کی اولاد کو زمین کی قیمت ادا کردی جائے تو انہیں مزید مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۳: مالک کی طرف سے شرعی معاملہ ثابت ہو جانے کے بعد خریدار اس شے کا ہر اعتبار سے مالک ہو جاتا ہے اور وہ جسے چاہے فروخت کر سکتا ہے اور پہلے فروخت کرنے والے کو اس شئ میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر وہ کسی اور کو مذکورہ شے فروخت کر بھی دے تو یہ معاملہ فضولی

کہلائے گا اور پہلے خریدار کی اجازت کا محتاج رہے گا۔

مسئلہ ۱۷۱۴: اگر پوری قیمت ادا کرنے کے بعد زمین فروخت کرنے کا وعدہ کیا ہو تو جب تک صحیح شرعی طریقے سے خرید و فروخت انجام نہ پا جائے اس کا زمین پر کوئی حق نہیں ہے اور زمین اس کے نام کرتے وقت اس کا یہ صریحاً اقرار کرنا کہ زمین میری ملکیت نہیں ہے مذکورہ تحریر سے استفادہ کے حق کو اس سے سلب کر لیتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۵: اگر ثابت ہو جائے کہ کوآپریٹیو سو سائٹی کے نمائندوں نے جو مالک سے زمین خریدنے پر مامور تھے صحیح طریقہ سے مالک کے ساتھ معاملہ انجام دیا ہے اور مالک کی اجازت حاصل کرلی ہے تو ان کا مالک سے زمین خریدنا صحیح ہے اور اسی طرح اگر وہ زمین تقسیم کرتے وقت اس بات کا دعوی کریں کہ انہوں نے زمین کے مالک سے شرعی

طریقے سے زمین حاصل کی ہے تو جب تک ان کے جھوٹ بولنے کا علم نہ ہو جائے ان کا عمل درستی کا حامل ہے اور زمین کی تقسیم بھی صحیح ہے اور آثار ملکیت بھی حاصل ہیں اور جنہوں نے زمین مذکورہ سو سائٹی سے لے لی ہے ان کا اس میں تصرف کرنا بھی صحیح ہے اور اسی طرح شرکا کی اجازت سے مسجد تعمیر کرنا بھی صحیح ہے اور جب تک ان لوگوں کے جھوٹ کا علم نہ ہو جائے جنھوں نے صحیح طریقہ سے زمین کے حصول کا دعویٰ کیا ہے سابق مالک کے راضی نہ ہونے کے دعویٰ کا کوئی اثر نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۶: شہید کی زوجہ کی رضامندی سے ایک شخص نے اس کی اولاد کے کوپن حاصل کرکے گاڑی حاصل کی لیکن گاڑی خریدنے کے بعد شہید کے فرزند دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ گاڑی ہماری ہے تو اگر گاڑی فروخت کرنے والے نے کوپن دیکھ کر

خریدار کو گاڑی فروخت کی ہے اور خریدار نے بھی گاڑی اپنے مال سے اپنے لئے خریدی ہے تو گاڑی اسی کی ملکیت ہے اور خریدار شہید کی اولاد کے کوپن کی قیمت کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۷: جو ٹیکس زمین پر فروخت کرنے کی وجہ سے عائد ہوتا ہے اس کا ادا کرنا فروخت کرنے والے کی ذمہ داری ہے اور جو ٹیکس زمین پر تعمیرات سے عائد ہوتا ہے اس کا ادا کرنا زمین پر تعمیرات کرنے والے کی ذمہ داری ہے جس نے زمین پر تجارتی مراکز تعمیر کئے ہیں اور اگر معاہدے کے ضمن میں یہ شرط قبول کر لی گئی ہو کہ ٹیکس کو ایک فریق ادا کرے گا تو اس شرط پر عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۸: کسی چیز کا معاملہ انجام پانے کے بعد فروخت کرنے والے کو معاملہ اور اس کے

شرائط سے روگردانی کرنے کا حق نہیں ہے اور اسی طرح خریدار کا کسی اور شخص کو تمام اقساط ادا کرنے سے پہلے گھر کا فروخت کرنا بھی بلا مانع ہے لیکن اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے ذمہ کی قسطوں کو دوسرے خریدار کے حوالے کردے ہاں اگر فروخت کرنے والا قبول کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۱۹: ایک دکاندار نے ایک ٹیلی ویژن فروخت کرنے کے لئے قرعہ اندازی کی جس میں ۱۳۰ افراد شریک تھے لیکن قرعہ ایک کے نام نکل آیا اور اس نے ٹیلی ویژن خرید لیا تو اگر قرعہ نکلنے کے بعد خریدو فروخت انجام پائے تو مذکورہ طریقے سے خریدنا صحیح ہے اور اس سے استفادہ کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۰: ایک شخص نے اپنا پلاٹ کسی کو فروخت کردیا خریدار نے مذکورہ پلاٹ کسی اور شخص کو فروخت کردیا اب اس بات کو نظر میں رکھتے

ہوئے کہ آج کل جدید قوانین کے مطابق ہر معاملے پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اگر قانون کی خلاف ورزی نہ ہو تو پہلے فروخت کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ زمین پہلے خریدار کے نام کرائے یا دوسرے خریدار کے نام اور اسے اس بات کا بھی حق ہے کہ وہ ملکی قانون کی پابندی کرتے ہوئے اس معاونت پر خریدار سے اجرت کا مطالبہ کرے اگر زمین پہلے خریدار کے نام کرائے تو پہلے خریدار سے لئے جانے والے ٹیکس کا ضامن نہیں ہے اور نہ ہی بلا واسطہ دوسرے خریدار کے نام زمین کرانا اس پر لازم ہے۔

احکام خیارات

۱۔ خیار مجلس:

مسئلہ ۱۷۲۱: ایک شخص نے کسی سے جائداد

خریدی اور بیچنے والے کو بیعانہ بھی دے دیا لیکن تین گھنٹے کے بعد فروخت کرنے والے نے معاملے کو فسخ کر دیا اور مذکورہ جائداد خریدار کے حوالے نہیں کی تو اگر فسخ دونوں کی جدائی کے بعد انجام پایا ہو یا کسی خیار فسخ کے شرعی اسباب کے بغیر انجام دیا گیا ہو تو مذکورہ فسخ باطل ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں ہے ہاں اگر دونوں کے خرید و فروخت کی جگہ چھوڑنے سے قبل یا کسی اور سبب خیار کے تحت فسخ انجام پایا ہو تو صحیح اور نافذ ہے۔

۲۔ خیار عیب:

مسئلہ ۱۷۲۲: اگر سرکاری دفاتر جائداد کو خریدار کے نام کرنے سے انکار کردیں تو مذکورہ انکار، فسخ کے جواز کو صرف اسی صورت میں فراہم کرے گا جب معاملے کے بعد واضح ہو جائے کہ مذکورہ شے سرکاری طور پر دوسرے کے نام منتقل ہونے کے قابل نہیں

ہے اوریہ فرض کیا جائے کہ یہ ممنوعیت عرفاً عیب شمار کی جاتی ہے تو خریدار کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہو گا (جسے خیارنہائی کہتے ہیں)۔

مسئلہ۱۷۲۳: اگر معاملہ انجام پانے کے دوران معلوم ہو کہ مذکورہ شے سرکاری طور پر کسی کے نام نہیں ہو سکتی تو مذکورہ علم معاملہ کے باطل ہونے کا سبب نہیں بنتا اور خریدار کے علم کے سبب اسے معاملے کو فسخ کرنے کا حق بھی نہیں ہے ۔

۳۔ خیار تاخیر:

مسئلہ۱۷۲۴: خریدار کی طرف سے قیمت ادا کرنے اور گھر کو تحویل میں لینے میں تاخیر کرنے سے معاملہ باطل نہیں ہوتا اگر چہ اس نے فروخت کرنے والے کے ساتھ اسے بطور شرط نہ بھی رکھا ہو تب بھی فروخت کرنے والے کو ایسے معاملے میں

تین دن گذر جانے کے بعد معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار ہے جسے (خیار تاخیر) کہتے ہیں۔

۴۔ خیار شرط:

مسئلہ ۱۷۲۵: کسی نے ایک رہائشی گھر ایک شخص کو غیر قابل فسخ (عقد لازم) کے تحت فروخت کیا اور یہ طے پایا کہ اگر خریدار وعدہ کے مطابق سرکاری دفتر میں گھر کے رجسڑیشن کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوا اور باقی قیمت ادا نہیں کی تو فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ معاملہ کو فسخ کردے اور مذکورہ گھر کو اس دن کی قیمت پر کسی دوسرے شخص کو فروخت کردے، اب چونکہ خریدار وعدہ کے مطابق سرکاری دفتر میں حاضر نہیں ہوا تو اس نے معاملہ فسخ کردیا اور گھر ایک دوسرے شخص کو فروخت کردیا ہے اس صورت میں معاملے کا فسخ کرنا اور فسخ کے بعد دوسرے شخص کو فروخت

کرنا جائز ہے جیسا کہ دونوں نے عقد لازم کے دوران مذکورہ شرط پر اتفاق کیا تھا۔

۵۔ خیاررؤیت:

مسئلہ ۱۷۲۶: اگر زمین فروخت کرنے والا خریدار کو یہ بتائے کہ زمین کا رقبہ اتنے مربع میٹر ہے اور اس کے مطابق کاغذات تحریر کر لئے جائیں لیکن اس کے بعد خریدار مشاہدہ کرے کہ زمین فروخت کرنے والے کے بتائے ہوئے رقبے سے بہت کم ہے اور اگر خریدار نے فروخت کرنے والے کے کہنے پر اعتماد کرکے زمین خریدی ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن خریدار کو وصف کے تبدیل ہونے کی وجہ سے معاملے کو فسخ کرنے کا حق ہے اور اگر ہر میٹر زمین معین شدہ قیمت میں خریدی ہواس گمان کے ساتھ کہ زمین کا رقبہ اتنی ہی مقدار کا ہوگا لیکن وہ کم نکلے تو موجودہ مقدار کی زمین پر معاملہ صحیح

ہے اور خریدار کو زمین کی مساحت کے کم ہونے کی نسبت سے قیمت واپس لینے کا حق ہے یا اگر چاہے تو معاملہ فسخ کردے اور اس صورت میں پوری قیمت واپس لے سکتا ہے۔

۶۔ خیار غبن:

مسئلہ ۱۷۲۷: خیار غبن کا معیار یہ ہے کہ معاملہ کرنے کے دن عادلانہ قیمت کے لحاظ سے غبن حاصل ہو مثلاً اگر فروخت کے دن متاع کو اس کی اصلی قیمت پر فروخت کرے جو قابل درگذر نہ ہو لیکن معاملہ ہو جانے کے بعد قیمت بڑھ جائے تو یہ غبن کا معیار نہیں ہے جو کہ سبب خیار ہے اور اسی طرح سے صرف مؤجل قیمت کے وقت کا گذر جانا فروخت کرنے والے کے لئے باعث خیار نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۸: ایک شخص نے ایک زمین کچھ قیمت پر

فروخت کی اس کے بعد ایک شخص نے اسے بتایا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے تو جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے مذکورہ زمین علم نہ ہونے کی وجہ سے اس دن کے مارکیٹ ریٹ سے اتنی کم قیمت پر فروخت کی ہے جو درگذر کے قابل نہیں ہے تو خیار غبن کا حق اس کے لئے ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۹: ایک شخص نے معین مساحت کی زمین فروخت کی اور بعد میں معلوم ہوا کہ زمین کا رقبہ زیادہ ہے تو اگر معین قیمت پر تمام زمین اس خیال سے فروخت کرے کہ اس کا اتنا رقبہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ زمین کا رقبہ زیادہ تھا اور اس بنا پر زمین کی واقعی قیمت اس کی ادا شدہ قیمت سے زیادہ ہو تو اس صورت میں بیچنے والے کو خیار غبن کا حق حاصل ہے اور وہ معاملہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے ہر میٹر زمین خاص قیمت پر فروخت کی ہو

تو اسے زائد مقدار کے مطالبہ کا حق ہے ۔

مسئلہ ۱۷۳۰: اگر فروخت کرنے والے اور خریدار کے درمیان اس بنیاد پر معاملہ انجام پائے کہ خریدار چند دنوں تک قیمت ادا نہیں کرے گا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مغبون ہے یا نہیں تو ایک خاص مدت تک قیمت کی تاخیر کے ساتھ معاملہ کرنا صحیح ہے تاکہ مغبون ہونے یا نہ ہونے کا انکشاف ہو سکے لیکن جب تک غبن ثابت نہ ہو اسے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۳۱: مغبون ہونے والا شخص مسلمان ہو یا نہ ہو اس کے لئے خیار غبن ثابت ہے مسلمان و غیر مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۳۲: کسی نے ایک گھر کسی کو فروخت کیا، خریدار نے قیمت ادا کرنے اور گھر قبضے میں

لینے کے بعد اعلان کیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور معاملہ فسخ کردیا لیکن خریدار نے اس وقت سے اب تک مختلف بہانوں سے گھر خالی نہیں کیا اور بیچنے والے سے قیمت واپس نہیں لی یہاں تک کہ دو سال بعد اس نے دعویٰ کیا کہ آدھے گھر میں اس نے معاملہ فسخ کردیا تھا اور اب آدھے گھر کی قیمت واپس مانگ رہا ہے تو جہاں غبن ثابت ہوجائے وہاں مغبون کومعاملے میں فسخ کا حق حاصل ہے اور دیا ہوا مال واپس لے سکتا ہے البتہ اسے آدھے گھر میں معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی ادا کردہ قیمت سے زیادہ مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۳: دو افراد کے مابین معاملہ انجام پایا اور ایک سادہ وثیقہ تحریر ہو گیا اور دونوں نے دوران عقد شرط کی کہ جس نے بھی سودے سے روگردانی کی وہ دوسرے شخص کو ایک مقررہ رقم ادا کرے گا

اب ایک شخص غبن کی وجہ سے سودے سے روگردانی کر رہا ہے تو دونوں طرف سے روگردانی کی صورت میں مقررہ رقم جدا ادا کرنے کی شرط اگر چہ بذات خود صحیح ہے اور اس شرط کا پورا کرنا بھی واجب ہے نیز اگر شرط عقد کے ضمن میں کی جائے یا سودہ مذکورہ اسی شرط کی بنا پر واقع ہو تو شرط پر عمل کرنا ایسی صورت میں واجب ہے لیکن مذکورہ شرط پر عمل کرنا اس صورت کو شامل نہیں ہے جہاں خیار غبن کی وجہ سے معاملہ فسخ کر دیا جائے البتہ اگر شرط فسخ کی صورت میں بھی جاری ہو تو شرط پر عمل کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۴: صاحب خیار کا دوسرے شخص کی طرف فسخ کے بارے میں صرف گفتگو کے لئے رجوع کرنا یا اضافی قیمت پر خریدی ہوئی چیز گھر واپس کرنے پر اظہار رضایت کرنا سودے کو فسخ نہیں کرتا

لیکن چونکہ صاحب خیار کا فسخ کرنا دوسرے شخص کی موافقت کرنے پر موقوف نہیں ہے اور نہ ہی خریدی ہوئی چیز واپس کرنے پر موقوف ہے لہٰذا اگر غبن کی اطلاع پانے کے بعد اس نے سودا فسخ کردیا تھا تو وہ فسخ صحیح ہے خریدار فسخ کے بعد خریدی ہوئی چیز کا مالک نہیں ہے بلکہ اسے فروخت کرنے والے کے حوالے کرنا واجب ہے ۔

۷۔ خیاری معاملہ:

مسئلہ۱۷۳۵: جب تک کہ فروخت کرنے والا معاملہ کو فسخ نہ کرے فروخت کردہ چیز خیاری معاملہ کے بعد خریدار کی ملکیت ہے لہٰذا فروخت کرنے والے کے لئے سابقہ معاملہ کو فسخ کرنے سے پہلے دوسرے شخص کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر فروخت کرنے والا فسخ نہ کرے تو خیار کی مدت گزرنے کے بعد خریدار کے لئے کسی دوسرے شخص کو مذکورہ شے

فروخت کرنا جائز ہے اگر چہ خریدار اس شے کو دوسرے شخص کے قبضے اور اختیار میں نہ بھی دے۔

۸۔ شرط کی مخالفت کرنے کا خیار:

مسئلہ۱۷۳۶: ایک شخص نے دوسرے شخص سے کچھ سامان اس شرط پر خریدا کہ دو ماہ کے دوران اس کی قیمت ادا کردی جائے گی اور یہ کہ خریدار کو خیار کی مدت گزرنے کے بعد فسخ کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی سامان کے واپس کرنے کا حق ہے اسی طرح فروخت کرنے والے کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا ہاں دونوں اقالہ کرنے پر توافق کرسکتے ہیں لیکن فروخت کرنے والے کو قیمت کی خاص فیصد کی کمی پر اقالہ قبول کرنے کا حق نہیں ہے اور اگر قیمت کی خاص فیصد کی کمی پر اقالہ کیا تو اقالہ باطل ہے ۔

مسئلہ ۱۷۳۷: اغراض و مقاصد کا پورا نہ ہونا جب تک معاہدے کے دوران بصورت شرط ذکر نہ کیا جائے یامعاملہ کا انجام پانا اس پر موقوف نہ ہو اس وقت تک شرعاً فسخ کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۸: خریدار کا ٹیکس کے محکمہ کو رقم ادا نہ کرنا اور ٹیکس کے محکمے کا فروخت کرنے والے کو ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرانا فروخت کرنے والے کے لئے خیار فسخ کا باعث نہیں بنتا ہاں اگر معاہدے کے دوران واضح طور پر شرط کی ہو تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو فسخ کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۹: ایک شخص نے پلاٹ اس شرط پر خریدا کہ اگر سرکاری طور پر زمین اس کے نام نہ ہو سکے یا اس بات کا انکشاف ہو جائے کہ مذکورہ پلاٹ بلدیہ کے پروجیکٹ میں شامل ہے تو وہ فسخ کرنے کا

حقدار ہو گا اور چونکہ خریدار بلدیہ سے تعمیر کی اجازت نہیں لے سکا ہے لہٰذا فروخت کرنے والے سے فسخ اور قیمت کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے اور اس بات کا مطالبہ بھی کررہا ہے کہ اگر آج سے دو سال تک بلدیہ اسے تعمیرات کی اجازت دیدے توفروخت کرنے والا سابقہ قیمت پر اسے دوبارہ مذکورہ زمین کو فروخت کردے تو اگرچہ خریدا رکو متفقہ شرائط کے مطابق جن پر دونوں نے اتفاق کیا ہے فسخ کرنے کا حق ہے لہٰذاوہ معاملہ فسخ کر سکتا ہے اور فروخت کرنے والے سے قیمت کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے لیکن فسخ کے دوران کسی قسم کی شرط کرنے کا اسے کوئی حق نہیں ہے لہٰذا وہ سابقہ قیمت پر زمین کو دوبارہ فروخت کرنے کی شرط عائد نہیں کر سکتا ہے ۔

مسئلہ ۱۷۴۰: فروخت کرنے والے نے جب تک شرط پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ فسخ

نہیں کیا اس وقت تک خریدار کے حق کا خیال رکھنا ضروری ہے اور خریدار بھی اسے مجبور کرسکتا ہے البتہ اگر وہ خریدار کی جانب سے بعض شرائط پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے فسخ کرنا چاہے تو معاملہ فسخ کرسکتا ہے اور اس صورت میں خریدار فروخت کرنے والے کو مجبور نہیں کر سکتا لیکن ادا شدہ قیمت واپس لے سکتا ہے۔

خیارات کے متفرق احکام

مسئلہ ۱۷۴۱: حق کا مطالبہ نہ کرنا یا مطالبہ کرنے میں تاخیر کرنے سے حق ساقط نہیں ہو جاتا ہاں اگر حق ایک معین مدت تک ہو تو اس مدت کے گزرنے کے بعد ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۲: ایک شخص نے زمین فروخت کی جس کی کچھ قیمت ادھار تھی فروخت کرنے والے نے

نقد حصے کی رقم لے لی اور زمین خریدار کے حوالے کر دی بعد میں ایک اور شخص اسی زمین کو مذکورہ قیمت سے زیادہ پر خریدنے کے لئے تیار ہو گیا تو فروخت کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ سابقہ معاملہ فسخ کر دے اور زمین کو زیادہ قیمت پر ایک دوسرے خریدار کو فروخت کر دے چونکہ صحیح طور پر معاملہ انجام پانے کے بعد فروخت کرنے والے پر معاملے کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اورمعاملہ فسخ کرنا اور دوسرے شخص کو فروخت کرنا صحیح نہیں ہے البتہ اگر وہ حق فسخ کا حامل ہو تو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۳: اگر کوئی معاملہ کرنے کے بعد ناراضی ہو جائے تو شرعی لحاظ سے کوئی اثر نہیں پڑتا لہٰذا صحیح طور پر سودا انجام پانے کے بعد معاملہ شرعی طور پر نافذ ہو جاتا ہے اور خریدار مذکورہ شے

کا مالک ہو جاتا ہے اور فروخت کرنے والے کو زمین واپس لینے کا حق نہیں رہتا ہاں اگر اسے اسباب خیار میں سے کوئی بھی خیار حاصل ہو تو سودہ فسخ کرنے کے بعد زمین واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۴: کوئی شخص اپنی جدا شدہ زمین کو جس کی سرکاری سند بھی موجود تھی سادہ و ثیقہ کے ذریعے تمام خیارات کو ساقط کرنے کے بعد فروخت کردے لیکن سرکاری سند کو استعمال کرتے ہوئے اسی زمین کو دوبارہ کسی شخص کو فروخت کرنا چاہے تو سودے کے صحیح طور پر انجام پانے کے بعد جبکہ تمام خیارات بھی ساقط کئے جاچکے ہوں دوبارہ کسی دوسرے شخص کو زمین فروخت کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ مذکورہ معاملہ فضولی ہے اور سابقہ خریدار کی اجازت پر موقوف ہے ۔

مسئلہ ۱۷۴۵: اگرکوئی شخص کارخانے سے کچھ

مقدار سیمنٹ خریدے اور اس کی شرط یہ ہو کہ تدریجاً سیمنٹ اس کے حوالے کر دی جائے گی جبکہ اس نے سیمنٹ کی تمام قیمت کارخانے کو ادا کر دی ہو لیکن خریدار کے کچھ مقدار میں سیمنٹ لینے کے بعد بازار میں سیمنٹ کی قیمت میں بہت اضافہ ہوجائے تو کارخانے کو یہ حق نہیں ہے کہ معاملہ صحیح طور پر انجام پانے کے بعد چاہے معاملہ نقد ہو یا ادھار یا سلف ہو یک طرفہ طور پر فسخ کرے، ہاں اگر فروخت کرنے والا خیارات شرعیہ میں کسی خیار کا حامل ہو تو معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۶: کوئی شخص معاملہ کرکے کچھ قیمت ادا کر دے اور باقی ادھار رکھے لیکن مقررہ وقت پر باقیماندہ قیمت ادا نہ کرسکے تو صرف باقیماندہ قیمت کا وقت مقررہ پر ادا نہ کرنا فروخت کرنے والے کے لئے حق فسخ کا سبب نہیں بنتا لہٰذا اگرمعاملہ صحیح

شرعی طور پر انجام پا گیا تھا لیکن گھر (مثلاً) مالک کے قبضے میں رہا اور اس نے اس کو کرایہ پر دے دیا در حالیکہ اسے فسخ کا حق بھی حاصل نہیں تھا تو اس کا کرایہ پر دینا فضولی ہے اور خریدار کی اجازت پر موقوف ہے اور اس پر واجب ہے کہ اگر خریدا ر کرائے کے عقد پر راضی ہوجائے گھر خریدار کے حوالے کرنے کے ساتھ کرایہ کی رقم بھی اس کو ادا کرے اور اگر کرائے کے عقد پر راضی نہ ہو تو اسے مدت تصرف کے عوض اجرت مثل کے مطالبے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۷: فروخت کرنے والا حق خیار ثابت نہ ہونے کے باوجود نہ معاملہ فسخ کرسکتا ہے اور نہ معاملہ انجام پانے کے بعد قیمت میں اضافہ کرنے کا اس کو حق حاصل ہے ۔

مسئلہ ۱۷۴۸: ایک شخص نے ایک گھر کسی ایسے

شخص سے خریدا جو کہ اس نے گھر بنانے والی کمپنی (ادارہ مسکن) سے خریدا تھا جب سودہ انجام پا گیا اور فروخت کرنے والے نے قیمت وصول کرلی تو مذکورہ ادارہ نے اعلان کیا کہ پہلے سے اداشدہ قیمت کے علاوہ مزید رقم بھی ادا کی جائے لہٰذا خریدار نے فروخت کرنے والے کو اطلاع دی کہ وہ اضافی مبلغ ادا کرے ورنہ وہ معاملہ فسخ کردے گا اور اپنی رقم واپس لے لے گا لیکن فروخت کرنے والے نے اضافی مبلغ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے کمپنی نے یہ فیصلہ کیا کہ مذکورہ گھر ایک اور شخص کو دے دیا جائے تو اگر شرط یا دیگر کسی سبب کی وجہ سے معاملہ فسخ ہوجائے تو خریدار کا فروخت کرنے والے سے پیسوں کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۹: ایک شخص نے حیوان خریدا اور اسے اس نیت سے بازار لے گیا کہ اگر کوئی خریدار

مل گیا تو اسے فروخت کردے گا ورنہ معاملہ فسخ کردے گا تو خریدار نہ ہونے کی وجہ سے فسخ کی نیت کرنا خیار کے ثابت ہونے کے لئے کافی نہیں اور اسی طرح خریدار کے نہ ہونے پر خیار کی شرط کو معلق کرنا صحیح نہیں ہے ہاں فروخت شدہ شے چونکہ حیوان ہے لہٰذا خریدار کو تین دن تک حق ہے کہ وہ اسے واپس کردے ۔

مسئلہ ۱۷۵۰: اگر خیار کے اسباب میں سے کوئی سبب موجود نہ ہو جیسے خیار شرط یا خیار غبن وغیرہ تو اس صورت میں فسخ صحیح نہیں ہے بلکہ انجام شدہ معاملہ صحیح شمار کیا جائے گا اور بیچنے والے پر واجب ہے کہ وہ قانونی طور پر خریدی گئی زمین کو خریداروں کے نام کرے ۔

مسئلہ ۱۷۵۱: معاملے سے نادم ہونا یا خریدار کو اس بات کا علم ہوجانا کہ سابقہ خریدار نے مذکورہ

ساز و سامان کم قیمت پر خریدا تھا، خیار کا باعث نہیں ہوتا اور نہ ہی فسخ کے حق کا سبب بنتا ہے لہٰذا اگر دوسرے خریدار کو کسی ایسی چیز کا حق ہو جو خیار کا باعث ہو تو وہ فسخ کرسکتا ہے اور اگر نہیں ہے تو حق فسخ نہیں رکھتا۔

فروخت کردہ اشیا کے ملحقات

مسئلہ ۱۷۵۲: ایک شخص نے اپنا گھر فروخت کردیا اور گھر فروخت کرنے کے بعد گیزر اور فانوس وغیرہ گھر سے اتار لیا، اگر مذکورہ اشیا وغیرہ عرف عام میں گھر فروخت کرنے کے تابع شمار نہیں کی جا تیں تو ان کا اتار لینا جائز ہے ہاں اگر فروخت کرنے والے سے شرط کی ہو کہ مذکورہ اشیا گھر میں باقی رہیں گی تو لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۳: بیچنے والے پر واجب ہے کہ

فروخت کردہ شے کو اس کے تمام لواحق کے ساتھ تحویل میں دے اور اس میں فرق نہیں ہے کہ مذکورہ ملحقات کے عوض قیمت دی جائے یا ان لواحق کو فروخت کردہ اشیا میں ضم کئے جانے کی شرط کی گئی ہو اور خریدار فروخت کرنے والے کو مذکورہ عمل پر مجبور کرسکتا ہے ۔

مسئلہ ۱۷۵۴: اگرمعاملے کے دوران اس پانی کے پائپ سے استفادہ کرنا ذکر نہ کیا گیا ہو جو نچلی منزل پر موجود ہے تو جس نے اوپر والی منزل خریدی ہو وہ مالک کو مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ اس کے لئے نیچے والی منزل سے پانی کا انتظام کرے ۔

جنس تحویل میں دینا اور قیمت قبضہ میں لینا

مسئلہ ۱۷۵۵: کسی کا ایک گردہ فیل ہوجائے اور ایک شخص معینہ مبلغ کے عوض گردہ ہدیہ کرنے کا

اعلان کرے لیکن طبی معائنہ کے بعد یہ بات ظاہر ہو کہ اس کا گردہ مریض کی پیوند کاری کے لئے مناسب نہیں ہے تو مذکورہ شخص مریض سے طے شدہ رقم کے مطالبہ کا حق صرف اسی صورت میں رکھتا ہے کہ اگر مذکورہ مبلغ گردے کے عوض ہو اور گردے کا غیرمناسب ہونا گردے کے کاٹنے اور مریض کے تحویل میں لینے کے بعد ثابت ہو چاہے بیمار اس گردے سے استفادہ نہ کرسکے اور اگر گردہ کاٹنے سے پہلے یہ معلوم ہوجائے کہ گردہ غیرمناسب ہے اور مریض اسے اطلاع بھی دے دے تو اسے مریض سے کسی رقم کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۵۶: کسی نے اپنا رہائشی گھر ایک سادہ سند کے ساتھ فروخت کر دیا ہو اور قیمت کا کچھ حصہ خریدار سے لے لیا ہو اور باقی رقم سرکاری سند تحریر کرتے وقت ادا ہونا قرار پائے لیکن بیچنے والا اب اپنا

گھر فروخت کرنے پر نادم ہو جائے جب کہ خریدار گھر خالی کرنے کے لئے اصرار کر رہا ہو تو اگر شرعاً صحیح طور پر معاملہ انجام پا گیا تھا اور فروخت کرنے والا حق فسخ کا حامل نہیں تھا تو اس کے صرف نادم ہونے سے یا گھر کی ضرورت ہونے کی وجہ سے گھر کو تحویل میں دینے سے انکار کرنا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۵۷: کسی نے محکمہ معدنیات سے پتھر خریدنے کی اجازت حاصل کی لیکن پتھر تحویل میں لینے کے بعد اس بات کا انکشاف ہوا کہ محکمہ معدنیات نے پتھروں کی قیمت معین نہیں کی اس نے محکمہ سے رابطہ کیا تو جواب دیا گیا کہ قیمت کا بعد میں اعلان کر دیں گے جو کہ گذشتہ قیمت سے بہت زیادہ نہیں ہو گی لیکن جب انہوں نے اصلی قیمت کا اعلان کیا تو اعلان شدہ قیمت گذشتہ قیمت سے بہت زیادہ

تھی اور وہ قیمت خریدار کے لئے قابل قبول نہیں تھی، ایسی صورت حال میں حکم یہ ہے کہ سودے کی درستی کے لئے قیمت کا اس طرح معین ہونا جس سے ضرراور جہالت رفع ہو جائے ضروری ہے اور بیچی گئی چیز کا معین ہونا بھی لازم ہے لہٰذا اگر پتھر خریدنے کے دن صحیح شرعی طور پر معاملہ انجام نہ پایا ہو تو خریدار مذکورہ پتھروں کے کاٹنے اور فروخت کرنے کی اس دن کی قیمت کا ضامن ہے جس دن اس نے انہیں فروخت کیا ہے۔

مسئلہ۱۷۵۸: ایک شخص نے اپنی بیٹی سے ایک مکان خریدا جو اس کے شوہر کے اختیار میں تھا باپ نے بیٹی کو قیمت ادا کردی لیکن بیٹی کے شوہر نے اپنی بیوی کو معاملہ ختم نہ کرنے کی صورت میں طلاق کی دھمکی دے دی اور اذیت کرنا شروع کر دیا تاکہ بیٹی فروختہ شدہ جائداد کو باپ کی تحویل میں نہ دے

سکے تو اس صورت میں فروخت کرنے والی پر واجب ہے کہ جائداد کو تحویل میں دے یا ادا شدہ قیمت واپس کرے ۔

مسئلہ ۱۷۵۹: کسی نے ایک سادہ تحریر کے ساتھ ایک گھر اس شرط پر خریدا کہ فروخت کرنے والا سرکاری دفتر میں آکر گھر کو قانونی طور پر اس کے نام کر دے گا لیکن فروخت کرنے والے نے اس شرط پر عمل نہیں کیا اور گھر اس کی تحویل میں دینے اور اس کے نام کرنے سے انکار کر دیا تو اس صورت میں فریقین کے ما بین جو چیز انجام پائی ہے وہ اگر صرف خریدوفروخت کا وعدہ اور گفتگو تھی تو اس صورت میں مالک پر وعدہ کا وفا کرنا اور گھر فروخت کرنا اور خریدار کے نام کرانا لازم نہیں ہے اور اگر جو چیز ان کے ما بین انجام پائی ہے جسے انہوں نے تحریر کیا ہے وہ معاملے کا سادہ وثیقہ ہو

اور شرعاً صحیح طریقہ سے خرید و فروخت انجام پا گئی ہو تو فروخت کرنے والے کو سودے سے انکار کرنے اور وفا نہ کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ مالک پر شرعی طور پر واجب ہے کہ گھر کو خریدار کے قبضہ میں دے دے، گھر کو اس کے نام منتقل کرنے کے تمام امورکو انجام دے اور خریدار کو بھی مطالبہ کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۰: بیچنے والے اور خریدار کے ما بین تجارتی معاملے کے مطابق خریدار، بیچنے والے کو ہر ہفتہ حاصل شدہ مال کی کچھ قیمت ادا کرتا رہا اور ادا شدہ مبلغ کو تحریر کرتا رہا اور اسی طرح بیچنے والا خریدار کی تحریر پر دستخط کے علاوہ اپنے پاس بھی حاصل شدہ رقم کو تحریر کرتا رہا، چار مہینے بعد دونوں نے خریدار کی اس ادا شدہ قیمت کا حساب کیا جو متعدد بار ادا کی گئی تھی مذکورہ ادا شدہ رقم کی مقدار میں

اختلاف ہو گیا، خریدار دعوی کر رہا ہے کہ اس نے مذکورہ مقدار ادا کر دی ہے لیکن مالک انکار کر رہا ہے تو اگر یہ ثابت ہو جائے کے خریدار نے مال کی قیمت ادا کردی ہے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے اور اگر ثابت نہ ہو سکے تو فروخت کرنے والے کا قول قبول کیا جائے گا جو رقم وصول کرنے کا منکر ہے۔

نقد اور ادھار معاملہ

مسئلہ ۱۷۶۱: نقد اجناس کوایک خاص قیمت پراور انہیں اجناس کو بطور ادھار زیادہ قیمت پر خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے لیکن چیک کا کم یا زیادہ قیمت کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے البتہ وہ شخص جس نے چیک دیا ہے اور چیک میں مندرج مبلغ اس کے ذمہ ہے اسے فروخت کرنا جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۷۶۲: اگر کار فروخت کرنے والا یہ کہے کہ اس کار کی نقد قیمت اتنی ہے اوردس مہینے میں بطور قسط اسی کار کی قیمت اتنی ہے خریدار نے جب اس ادھار اضافی قیمت کو ملاحظہ کیا تو وہ ایک چوتھائی زیادہ نکلی اور اس طرح قسطی قیمت پرمعاملہ انجام پاگیا اب اس بات کو سامنے رکھتے ہوے کہ خریدار کے ذہن میں یہ چیز آئی ہے کہ وہ نقد قیمت سے زائد قیمت ادا کرے گا اور یہ اضافی قیمت فروخت کرنے والے کے لئے منافع ہے تو ادھار کی صورت میں مذکورہ معاملہ صحیح ہے قیمت کا قسطوں میں ادا کرنا بھی صحیح ہے اور مذکورہ سودا سودی بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۳: خرید و فروخت کے معاہدے میں متاع اور قیمت کو مندرجہ ذیل طرز پر مؤجل بیان کیا گیا کہ مال کی قیمت ایک سال کے دوران اقساط کی

صورت میں ادا کی جائے گی اور سال کے ختم ہونے پر خریدار کی طرف سے قیمت کی پہلی قسط ادا کرنے پر مال اس کے قبضے میں دے دیا جائے گا لیکن صورت حال اب یہ ہے کہ قیمت کی پہلی قسط کی ادائیگی میں مذکورہ وقت سے بہت تاخیر ہو گئی ہے تو ادھار مال کی قیمت کی ادائیگی میں تاخیر فروخت کرنے والے کے لئے خیار کا باعث نہیں بنتی اگر مال کلی اور مؤجل ہو اور معاملہ بعنوان بیع سلم انجام پایا ہو تو ایسی صورت میں قیمت کی ادائیگی نقد ہونی چاہیئے ورنہ معاملہ بنیادی طور پر ہی باطل قرار پائے گا۔

مسئلہ ۱۷۶۴: اگر قیمت کی پہلی قسط ادا کرنے میں معمول سے تاخیر ہوجائے جیسا کہ فروخت کرنے والا دعویدار ہے اور قیمت کی ادائیگی کا کوئی وقت بھی معین نہیں تھا اور ادائیگی میں تاخیر پر فروخت کرنے والے کے لئے خیار کی شرط بھی نہیں کی گئی تھی تو

ادھار معاملے میں قیمت کی ادائیگی کا وقت مقرر کرنا ضروری ہے لہٰذا اگر ادھار معاملہ ا قسطوں کی ادائیگی کا وقت مقرر کئے بغیر انجام پائے تو وہ معاملہ ابتدا سے ہی باطل ہے ہاں اگر وقت مقرر ہو اور خریدار ادائیگی میں تاخیر کردے تو مذکورہ تاخیر کی وجہ سے فروخت کرنے والے کو خیار حاصل نہیں ہو گا ۔

مسئلہ ۱۷۶۵: زمین کے مالک کالج تعمیر کرنے کے لئے اگراپنی مرضی سے زمین وزارت تعلیم و تربیت کو دے دیں تاکہ مذکورہ وزارت سے زمین کی قیمت وصول کریں تو اس صورت میں زمین پر ان کا کوئی حق نہیں ہے اور زمین غصبی نہیں کہلائے گی ہاں انہیں وزارت تعلیم و تربیت سے زمین کی قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق ہے بنابرایں مذکورہ عمارت میں نماز پڑھنا اور لکچر دینا صحیح ہے اور مذکورہ اعمال اس زمین کے گذشتہ مالکوں کی رضایت پر

موقوف نہیں ہیں ۔

بیع سلف

مسئلہ۱۷۶۶: ایسے معاملے کے تحت قسطوں پر گھر خریدنا کہ جس میں قیمت نقد ادا کی جاتی ہے اور خریدی ہوئی چیز معینہ مدت کے بعد وصول کی جاتی ہے بنیادی طور پر باطل ہے اس لئے کہ معاملہ سلفمیں معاملے کے وقت ہی نقداً تمام قیمت ادا کرنا معاملہ کی صحت کے شرائط میں شامل ہے ہاں اگر بعنوان سلف معاملے کے وقت نقداً تمام قیمت ادا کردی گئی ہو تو بیچنے والے پر واجب ہے کہ مذکورہ گھر کو خریدار کے حوالے کرے اور فروخت کرنے والا مذکورہ شے کے علاوہ کسی اور شے یا مال کے خریدار سے لے لینے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے حق ہے کہ وہ فروخت شدہ شے کے علاوہ کوئی

اور چیز اسے دے اور نہ ہی خریدار کو متبادل شے کو قبول کرنا چاہیئے اگر وہ مذکورہ قیمت کے برابر ہو اور اگر زیادہ ہو تو بطریق اولیٰ قبول کرنے کا حقدار نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۶۷: کسی نے ایک زیر تعمیر رہائشی گھر قسطوں پر خریدا اور اس کے مکمل ہونے اور اپنے قبضے میں لینے سے پہلے اسے ایک اور شخص کو فروخت کردیا تو اگر خریداری شدہ گھر ایک جزئی اور معین شدہ گھر تھا اور اس شخص نے اسے قسطوں پر ادھار خریدا تھا اور فروخت کرنے والے کو مذکورہ گھر کو مکمل کرنا تھا تو اس صورت میں تکمیل سے پہلے اس کی فروخت کرنے اور خریدار کے مذکورہ گھر کو مکمل کرنے والے سے لے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر خریداری شدہ گھر کلی (غیر معین) تھا اور خریدار نے اس گھر کو معاملۂ سلفکے ذریعے قسطوں

پر خریدا تھا اور فروخت کرنے والے کو مذکورہ گھر مکمل کر کے مقررہ وقت پر خریدار کی تحویل میں دینا تھا تو مذکورہ معاملہ ابتدا ہی سے باطل ہے لہٰذا مذکورہ گھر کا کسی دوسرے شخص کو فروخت کرنا بھی باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۸: کسی نے تہران کی بین الاقوامی کتابوں کی نمائش سے بعض کتابیں بعنوان سلف خریدیں اور انہوں نے آدھی قیمت وصول کر لی ہے اور طے ہوا کہ آدھی قیمت کتابیں وصول کرتے وقت ادا کی جائے گی اور کتابیں دینے کی مدت بھی معین نہیں کی تو اگر ادا شدہ قیمت بیعانہ کے عنوان سے دی گئی ہو اور معاملہ کتابوں کے تحویل دیتے وقت اور باقیماندہ قیمت ادا کرتے وقت انجام دیا جائے تو صحیح ہے لیکن اگر خریدو فروخت ابتدا میں کچھ مقدار قیمت ادا کرتے وقت انجام دی جائے اور

ادھار قیمت ادا کرنے کے لئے بھی وقت مقرر نہ کیا جائے یا معاملہ بعنوان سلف انجام پایا ہو اور قیمت بھی معاملے کے وقت نقد ادا نہ کی گئی ہو تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۹: ایک شخص نے کچھ سازو سامان اس شرط پر خریدا کہ مذکورہ سازو سامان کچھ مدت کے بعد اس کی تحویل میں دے دیا جائے گا اور اسی معینہ مدت کے بعد مذکورہ سامان کی قیمت کم ہو گئی تو اگر معاملہ صحیح شرعی طور پر انجام دیا گیا ہو تو خریدار عین سامان کا مستحق ہے ہاں اگر اس کی مالیت بالکل ختم ہوجائے یہاں تک کہ سامان کا ضیاع کہلائے تو معاملہ فسخ ہوجائے گا اور فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ خریدار کو ادا شدہ قیمت واپس کرے۔

سونے اور کرنسی کی خریدوفروخت

مسئلہ ۱۷۷۰: خریدو فروخت کے معاملے میں قیمت کا تعین نقد ہو یا ادھار دونوں خریدار اور فروخت کرنے والے کی مصلحت اور تقاضوں پر منحصر ہے بنا بر ایں سونے کو آج کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور ادھار فروخت کرنا طرفین کی رضایت سے جائز ہے اور اس معاملے میں منافع لینا صحیح ہے ہاں سونے کو سونے کے عوض فروخت کرنے میں زیادہ لینا یا ادھار فروخت کرنا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۷۱: سونا ڈھالنے کا کام کرنا اور سونا فروخت کرنا صحیح ہے ہاں اگر سونے کو سونے کے مقابلے میں خریدوفروخت کیا جائے تو شرط یہ ہے کہ نقد ہو اور عوض اور معوض کی مقدار مساوی ہو اور معاملے کے وقت ہی قبض اور اقباض کا انجام پانا ضروری ہے ۔

مسئلہ۱۷۷۲: کاغذی نوٹوں کو بطور ادھار زیادہ قیمت کے بدلے فروخت کرنے کا معاملہ اگر سنجیدگی اور عقلائی غرض کے ساتھ انجام پائے مثلاً نوٹ نئے اور پرانے ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوں یا مخصوص علامتوں کے حامل ہوں یا ان کی قیمت ایک دوسرے سے مختلف ہو تو صحیح ہے لیکن اگر معاملہ بناوٹی اور ربا سے فرار کے لئے ہو اور حقیقت میں فائدہ تک رسائی چاہنا ہو تو شرعاً حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ۱۷۷۳: بعض افراد ٹیلیفون کے لئے استعمال ہونے والے سکے زیاہ قیمت پر فروخت کرتے ہیں مثلاً پچاس روپے کا نوٹ لے کر پینتیس روپے کے سکے دیتے ہیں مذکورہ طریقہ سے پیسے کی خریدوفروخت کرنا اس غرض سے کہ ان سے ٹیلی فون وغیرہ کے استعمال میں استفادہ کیا جا سکے جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۴: خریدار اور فروخت کرنے والے کے اتفاق کرنے پر قدیم کرنسی کو جدید کرنسی کے عوض اگر چہ بہت قیمت پر خریدا جائے جائز ہے اور خریدو فروخت صحیح ہے اور اگر فروخت شدہ شے کی بازار میں قیمت ہو اگر چہ وہ جدید کرنسی سے بہت کم ہو اور معاملہ غبنی ہو تب بھی سودہ صحیح ہے اور غبن کرنے والے کا مغبون کو غبن کی اطلاع دینا بھی ضروری نہیں ہے اورمذکورہ غبنی معاملے سے حاصل شدہ مال بھی غبن کرنے والے کی دوسرے اموال کی طرح ملکیت ہے اور جب تک مغبون معاملے کو فسخ نہیں کرتا اس کا مذکورہ مال میں تصرف کرنا جائز ہے ۔

مسئلہ ۱۷۷۵: بعض کاغذی نوٹوں کو اس عنوان سے خریدو فروخت نہیں کیا جاتا کہ وہ مالیت کے حامل ہیں یا مالیت کا نشان ہیں بلکہ اس لیے

خریدوفروخت کیا جاتا ہے کہ وہ خاص قسم کے کاغذی نوٹ ہیں مثلاً سبز رنگ کے ایک ہزار تومان کے نوٹ کہ جس پر امام خمینی قدس سرہ کی تصویر بنی ہوئی ہے زیادہ قیمت پر فروخت کرے تو اگر مذکورہ نوٹوں کو عقلائی غرض کے مطابق خریدو فروخت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ظاہری طور پر سودا ادھار ہو تا کہ قرضی سود سے فرار کیا جائے تو یہ معاملہ باطل اور حرام ہے ۔

مسئلہ١٧٧٦: کرنسی تبدیل کرنا اور نادر کرنسی کی خریدوفروخت کرنا بذات خود جائز ہے ۔

مسئلہ١٧٧٧: اگر ٹکٹ چھاپنے اور فروخت کرنے سے حکومت کا مقصد عوام سے قرض لینا ہو تو عوام کا ٹکٹ خرید کر حکومت کو قرض دینا صحیح ہے اور اگر خریدار ٹکٹ فروخت کرکے اپنا مال واپس لینا چاہے تو کسی دوسرے شخص یا حکومت کو اسی قیمت

پر یا صرف حکومت کو کم قیمت پر بھی فروخت کرے تو اپنی ادا کردہ قیمت واپس لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تجارت کے مختلف مسائل

مسئلہ ۱۷۷۸: بعض کارخانوں میں دوسرے کارخانوں کے بنے ہوے پرزے جوڑ کر آلات بنائے جاتے ہیں اور پھر انہیں معروف غیر ملکی کمپنی کے نام سے بازار میں فروخت کردیا جاتا ہے اگر مذکورہ پرزے اس قابل ہیں کہ خریدار ان کی شناخت کر سکتا ہے تو مذکورہ عمل پر دھوکے بازی کا عنوان عائد نہیں ہوتا لیکن غلط بیانی سے کام لینا جھوٹ اور حرام ہے اور اگر مذکورہ اشیا کو غلط اوصاف کے ساتھ فروخت کیا جائے تو خریدوفروخت صحیح ہے ہاں اگر خریدار حقیقت سے آگاہ ہو جائے تو اسے معاملہ فسخ

کرنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ۱۷۷۹: کارخانے اور دکان کے مالکوں کے لئے اپنے کارخانے یا دکان پر غیر ملکی زبان میں بورڈ لگانا یا خریداروں کی توجہ مبذول کرنے کے لئے بچوں کے کپڑوں پر غیر ملکی حروف لکھنا یا غیر ملکی تصویریں چھاپنا اگر خریدار کے لئے دھوکے کا سبب نہ ہو تو جائز ہے ۔

مسئلہ۱۷۸۰: معاملات میں جھوٹ، دھوکے بازی اور بد دیانتی سے کام لینا بالکل جائز نہیں ہے چاہے غیر مسلم کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

مسئلہ۱۷۸۱: چیزوں کی خرید و فروخت میں بذات خود منافع کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے لٰہذا جب تک ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے اور حکومت اسلامی کے قوانین کے خلاف نہ ہو جائز ہے لیکن بہتر

بلکہ مستحب یہ ہے کہ اتنا منافع لے جو اس کے اخراجات کے لئے کافی ہو ۔

مسئلہ ۱۷۸۲: ایک شخص کئی لوگوں سے پانی خرید کر مختلف قیمتوں پر فروخت کرتا ہے مثلاً ایک شخص سے خریدے ہوئے حصے کو دس ہزار تومان اور اسی مقدار کے پانی کو دوسرے شخص کے حصے سے پندرہ ہزار تومان میں فروخت کرتا ہے جبکہ پانی کے مذکورہ تمام حصے ایک ہی چشمے یا کنویں سے حاصل کئے ہیں تو اگر فروخت کرنے والا پانی کا مالک یا شرعاً صاحب حق ہے اور اس نے پانی کے ہر حصے کو خریدنے والے سے اتفاق شدہ قیمت پر فروخت کیا ہے تو دوسروں کو قیمت کے اختلاف پر اعتراض کا حق نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۷۸۳: کوئی شخص اگر مرکز تعاون (یوٹیلیٹی اسٹور) سے کوئی چیز حکومت کی مقرر کردہ کم

قیمت پر حاصل کر لے اور اس مال کو آزاد مارکیٹ میں مہنگی قیمت پر فروخت کرنا چاہے تو اگر حکومت کی طرف سے کوئی ممنوعیت نہ ہو اور قیمت میں اضافہ خریدار کے اوپر ظلم نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۴: اگر حکومت کی طرف سے کسی مال کی کوئی قیمت مقرر نہ ہو تو جس قیمت پر بھی خریدار اور فروخت کرنے والا اتفاق کریں وہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۵: ثروت مند لوگوں کے مال میں حقوق شرعیہ صرف خمس اور زکوٰۃ تک محدود نہیں ہیں اور اسلام کثرت مال کا مخالف نہیں ہے بشرطیکہ مال شرعی طریقے سے تمام مالی حقوق ادا کرنے کے ساتھ جمع کیا جائے اور اسلام و مسلمین کے فائدے میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس طریقے سے زیادہ ثروت حاصل کرنا بھی بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۶: ایک شخص دوسرے شخص کو اپنی گاڑی خریدنے کے لئے کہتا ہے اور دوسرا شخص مثلاً دس لاکھ روپے میں گاڑی خرید لیتا ہے اب یہ شخص پہلے آدمی سے کہتا ہے کہ گاڑی کی قیمت گیارہ لاکھ ہے اور اضافی قیمت کو دلالی کی محنت کا عوض شمار کرتا ہے تو اگر دوسرا شخص پہلے شخص کا گاڑی خریدنے میں وکیل تھا اور خریداری موکل کے لئے تھی تو اسے اضافی قیمت لینے کا حق نہیں ہے ہاں اسے وکالت کی رائج اجرت لینے کا حق ہے اور اگر اس نے اپنے مال سے اپنے لئے گاڑی خریدی تھی اور پھر اس نے اسے ایسے شخص کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا جس نے اس سے گاڑی خریدنے کا تقاضا کیا تھا تو اس صورت میں دونوں کے مابین مقررہ قیمت پر گاڑی فروخت کرسکتاہے البتہ گاڑی کی قیمت خرید کے بارے میں جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے لیکن جھوٹ بولنا

معاملے کے صحیح ہونے پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۷۸۷: بعض دوست موٹر مکینک کا کام کرتے ہیں اور ان کے پاس گاڑیوں کے تاجر آتے ہیں اور ان سے صحیح طریقے سے مرمت نہیں کرواتے اس گمان کے ساتھ کہ گاڑی کا ظاہری طور پر اچھا ہونا گاڑی کو خریدار کے سامنے پیش کرنے کے لئے کافی ہے تو ان دوستوں کے لئے مرمت کرنا اگر دھوکے بازی کا سبب ہو اور انہیں علم ہو کہ گاڑی کا مالک ان عیوب کو خریدار سے مخفی رکھے گا تو مرمت کرنے والے کے لئے مذکورہ کام جائز نہیں ہے۔

سود کے احکام

مسئلہ ۱۷۸۸: ایک ڈرائیور نے ٹرک خریدنے کا ارادہ کیا اور ایک شخص سے رجوع کیا اس شخص

نے مذکورہ قیمت اسے دے دی اور ڈرائیور نے وکیل کی حیثیت سے اس کے لئے ٹرک خرید لیا اس کے بعد اس شخص نے اسی ڈرائیور کو وہ ٹرک قسطوں پر فروخت کردیا تو اگر خریدوفروخت صاحب مال کے وکیل کی حیثیت سے انجام پائی ہو اور دونوں معاملوں میں حقیقتاً خریدوفروخت انجام پائی ہو اور مذکورہ عمل سود سے فرار کے لئے نہ ہو تو صاحب مال کا قسطوں پر اسی وکیل کو ٹرک فروخت کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹: قرضی سود یہ ہے کہ قرض لینے والا قرض کی مقدار سے بڑھ کر ایک خاص اور زیادہ مقدار قرض دینے والے کو دیتا ہے ہاں اگر بینک کے پاس مال بطور امانت رکھے اور صاحب مال کی طرف سے بینک صحیح شرعی قرارداد کے ذریعہ کام کرنے سے حاصل شدہ منافع عطا کرے تو وہ سود نہیں

ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

مسئلہ۱۷۹۰: سود کبھی مکیل (پیمانہ دار) اور موزون (وزن دار) خرید وفروخت میں ہوتا ہے اور کبھی قرض میں اور جو سود قرض میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قرض دینے والے کے لئے عرفاً عینی یا حکمی طور پر زیادہ مال واپس دینے کی شرط کی جائے جو اس کے لئے منافع شمار کیا جائے اور وہ سود جو کہ خرید و فروخت میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی ایک چیز کو ویسی ہی چیز کے عوض کمی یا زیادتی کے ساتھ فروخت کیا جائے ۔

مسئلہ۱۷۹۱: سود حرام ہے اور اضطرار کی حالت میں مردار کھانے کو سود کھانے سے قیاس کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ شخص ابھی ایسی حالت میں ہے کہ مردار کھانے کے علاوہ کسی اور شے سے جان بچا سکتا ہے لیکن ایسا شخص جو کام نہیں کر سکتا وہ

اپنے سرمائے کو عقود اسلامی میں سے کسی ایک عنوان مثلا مضاربہ کے تحت رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۲: خریدوفروخت کے بعض معاملات میں ڈاک کے ٹکٹ معین شدہ قیمت سے زیادہ قیمت میں فروخت کئے جاتے ہیں مثلاً ایک ٹکٹ جس کی قیمت ۲ روپے ہے اسے ۳روپے میں فروخت کیا جاتا ہے تو مذکورہ معاملے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس جیسے اضافے کو سود شمار نہیں کیا جاتا جیسا کہ خریدوفروخت میں وہ زیادتی جو کہ سود کہلاتی ہے اورمعاملے کو باطل کردیتی ہے وہ دو ایسی چیزیں ہیں جو ایک طرح کی ہوں اور مقدار کے اعتبار سے ایک زیادہ ہو اور ناپ تول کے ذریعے خریدی اور فروخت کی جاتی ہو ۔

مسئلہ ۱۷۹۳: سود عام طور پر حرام ہے ہاں باپ بیٹے، میاں بیوی اور مسلمان و غیر مسلمان کے درمیان

سود کا لین دین جائز ہے۔

مسئلہ۱۷۹۴: اگر کسی مال کی خرید و فروخت معین قیمت پر انجام پا جائے لیکن فریقین اس پر اتفاق کریں کہ خریدار نے قیمت کے عنوان سے ایسا چیک دیا جو کہ مؤجل ہو ایسی صورت میں خریدار کچھ مزید رقم فروخت کرنے والے کو ادا کرے، اگر معین قیمت پر مال فروخت کر دیا گیا اور اضافی قیمت اصلی رقم کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافہ کی جارہی ہے تو مذکورہ اضافی قیمت سود ہے اور شرعاً حرام ہے اور دونوں کے توافق کرنے سے مذکورہ اضافہ حلال نہیں ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۱۷۹۵: اگر کسی شخص کو قرض لینے کی ضرورت ہو اور کوئی اسے قرض حسنہ دینے والا نہ ہو تو وہ مندرجہ ذیل طریقہ سے قرض لے کہ کوئی چیز ادھار کے طور پر اس کی واقعی قیمت سے زیادہ قیمت

پر خریدے اور پھر اسی چیز کو فروخت کرنے والے کو کم قیمت پر اسی وقت فروخت کردے مثلاً ایک کلو گرام زعفران ایک سال کے ادھار پر ایک معین قیمت پر خریدے اور اسی وقت اسی فروخت کرنے والے کو بطور نقد دو تہائی قیمت خرید پر فروخت کردے تو اس طرح کے معاملے قرضی سود سے فرار کا بہانہ ہیں جو شرعاً باطل اور حرام ہیں ۔

مسئلہ١٧٩٦: بنیادی طور پر ایسا معاملہ کہ جسے شرعاً خیاری معاملہ کہا جاتا ہے صحیح ہے اور پھر خود کسی چیز کو اس کے فروخت کرنے والے کو کرایہ پر دینا بھی صحیح ہے البتہ ایسا کرنا وہاں صحیح ہے جہاں خریدار اور فروخت کرنے والے کرایہ دار اور کرایہ پر دینے والے نے حقیقی طور پر خریدو فروخت کا عمل انجام دیا ہو اور کرایہ پر دیا ہو لیکن اگر دونوں نے حقیقی معنی میں خریدو فروخت کا قصد نہ کیا ہو بلکہ

ظاہری طور پر معاملہ فروخت کرنے والے کے حصول قرض اور خریدار کے حصول فائدہ کے لیے انجام دیا ہو تو ایسا معاملہ جو کہ قرضی سود سے فرار کے لیے انجام دیا گیا ہو حرام ہے اور شرعاً باطل ہے اور اس صورت میں خریدار کو صرف اپنا اصلی مال واپس لینے کا حق ہے جو اس نے فروخت کرنے والے کو قیمت کے عنوان سے ادا کیا تھا۔

مسئلہ ۱۷۹۷: سود سے فرار کے لئے کسی شے کا مال کے ساتھ ضم کرنا سودی قرض کے جائز ہونے کا باعث نہیں ہے اور کسی شے کے ضم کرنے سے سود حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۷۹۸: پنشن لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ اضافی رقم جو کہ حکومت ادا کرتی ہے اس رقم کا منافع نہیں ہے جسے اس کی تنخواہ سے کاٹا گیا تھا اور اسے سود نہیں کہا جاتا۔

مسئلہ ۱۷۹۹: بعض بینک اس گھر کی مرمت کے لئے کہ جس گھر کے قانونی کاغذات ہوں بعنوان جعالہ قرض دیتے ہیں لیکن شرط یہ ہوتی ہے کہ قرض دار جب معین مدت میں قسطوں میں رقم ادا کرے گا تو ایک خاص مقدار رقم اضافی طور پر بھی ادا کرے گا تو اگر گھر کے مالک کو مرمت کے لئے دی گئی رقم قرض کے عنوان سے دی گئی ہے تو جعالہ کا عنوان بے معنی ہے اور قرض میں زائد رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے اگر چہ مذکورہ قرض بہر حال صحیح ہے اور اگر گھر کا مالک جعالہ قرار دے تو کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر بینک گھر کی مرمت کرائے اور جعالہ وہ تمام رقم ہو جس کا تقاضا بینک گھر کی مرمت کے عوض قسطوں کی ادائیگی پر کرے نہ کہ صرف وہ رقم جسے بینک نے مرمت کے لئے خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۸۰۰: کسی شے کا بطور ادھار نقد قیمت سے زیادہ قیمت پر خرید و فروخت کرنا جائز ہے اور نقد و ادھار قیمت کے ما بین فرق سود نہیں کہلاتا ۔

مسئلہ ۱۸۰۱: ایک شخص نے اپنا گھر خیاری معاملے کے تحت فروخت کیا لیکن وہ خریدار کو حاصل شدہ قیمت ادا نہ کرسکا تا کہ معاملہ فسخ کیا جائے یہاں تک کہ معینہ مدت آگئی ایسی صورت میں ایک تیسرے شخص نے بعنوان جعالہ خریدار کو قیمت ادا کردی تا کہ فروخت کرنے والا معاملہ فسخ کرسکے اور مذکورہ شخص قیمت کے علاوہ فروخت کرنے والے سے بعنوان حق جعالہ کچھ حاصل کرلے تو اگر ایک تیسرا شخص بیچنے والے کیطرف سے قیمت ادا کرنے اور فسخ کرنے کے لیے وکیل ہو اس طرح سے کہ اس نے پہلے فروخت کرنے والے کو قرض دیا اور پھر مذکورہ رقم خریدار کو فروخت کرنے والے کی

طرف سے ادا کر دی اور اس کے بعد اس نے معاملہ فسخ کردیا تو اس کا یہ عمل صحیح ہے اور اس صورت میں مذکورہ وکالت کے عوض جعالہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں اگر اس نے خریدار کو جو قیمت ادا کی ہے وہ فروخت کرنے والے کو بعنوان قرض دی ہے تو اس صورت میں اسے فروخت کرنے والے سے صرف ادا کردہ قیمت کے مطالبہ کا حق ہے۔

حق شفعہ

مسئلہ۱۸۰۲: حق شفعہ کسی شے کی مشترکہ ملکیت میں ہوتا ہے جہاں ایک شریک اپنا حصہ ایک تیسرے شخص کو فروخت کر دے لہٰذا اگر وقف دو اشخاص پر ہو اور ایک شخص اپنا حصہ تیسرے شخص کو فروخت کردے جب کہ فروخت جائز ہو تو اس

صورت میں حق شفعہ نہیں ہے اور اسی طرح کرایہ پر لی ہوئی جگہ میں ایک شخص اپنا حق کسی تیسرے شخص کو منتقل کر دے تو بھی شفعہ کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۳: حق شفعہ کے باب میں موجود فقہی تحریروں کے الفاظ و معنی اور شہری قوانین سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ دو شریک میں سے کوئی ایک اگر تیسرے شخص کو اپنا حصہ فروخت کردے تو دوسرے کو شفعہ کا حق ہے بنا بر ایں کسی ایک شریک کا کسی خریدار کو اس بات پر ابھارنا کہ وہ دوسرے شریک کا حصہ خرید لے اور یہ کہ وہ اپنا حق شفعہ استعمال نہیں کرے گا شفعہ کو ساقط کر دیتا ہے حق شفعہ کے ثابت رہنے سے منافات نہیں رکھتا بلکہ اگر وہ حق شفعہ کے استعمال نہ کرنے کا وعدہ بھی کرے جب کہ معاملہ انجام پا رہا ہو تب بھی معاملہ کے انجام پانے کے بعد حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا

ہاں اگر وہ معاملہ انجام پانے سے پہلے کسی عقد لازم کے دوران پابند ہو جائے کہ وہ حق شفعہ استعمال نہیں کرے گا تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۸۰۴: ایک شریک کا تیسرے شخص کو اپنا حصہ فروخت کرنے سے پہلے حق شفعہ کو ختم کرنا صحیح نہیں ہے ہاں اگر شریک عقد لازم کے دوران حق شفعہ ختم کرنے پر پابند ہو جائے تو شریک کے اپنے حصے کو کسی تیسرے شخص کو فروخت کرنے کی صورت میں حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۵: ایک شخص نے دو منزلہ گھر کا ایک طبقہ کرایہ پر لیا جس کے مالک دو بھائی تھے جو کہ کرایہ دار کے مقروض تھے اور دو سال سے مسلسل اصرار کرنے کے باوجود اس کا قرض ادا نہیں کر رہے تھے اور مذکورہ عمل کرایہ دار کے لئے حق تقاص کا شرعی جواز پیدا کرتا ہے گھر کی قیمت

قرض کی رقم سے زیادہ ہے اب اگر وہ قیمت میں سے اپنے قرض کی مقدار وصول کرلے تو ان دونوں کا شریک ہو جائے گا ایسی صورت میں باقی رقم کی نسبت سے اس کے لئے حق شفعہ استعمال کرنے کا جواز نہیں رہ جاتا اس لئے کہ حق شفعہ اس جگہ ہے جہاں کسی شریک نے اپنا حصہ ایک تیسرے شخص کو فروخت کیا ہو اور یہ شخص قبل از فروخت مذکورہ شیٔ میں اس کا شریک بن چکا ہو نہ یہ کہ دو میں سے ایک شریک کا حصہ خریدنے یا تقاص کی صورت میں حصے کا مالک اور شریک بننے کی صورت میں حق شفعہ کا حامل ہو اس کے علاوہ حق شفعہ وہاں ثابت ہوتا ہے جہاں ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرے اور وہ چیز ان دو کی ملکیت ہو نہ کہ دو سے زیادہ افراد کی ۔

مسئلہ ۱۸۰۶: ایک جائداد آدھی آدھی کرکے دو

اشخاص کی ملکیت تھی اور ملکیت کی سند دونوں کے نام تھی دونوں نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی تحریر کے ذریعہ اسے تقسیم کرلیا اور دونوں حصوں کی حدود معین ہو گئیں ایسی صورت میں اگر ایک شریک اپنا حصہ تیسرے شخص کو فروخت کردے تو دوسرے شریک کو شفعہ کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ پڑوسی ہونے اور سابقہ اشتراک اور سند میں شریک ہونے کی بنا پر حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ بیچا گیا حصہ فروخت کے وقت دوسرے شریک کے حصے سے واضح طور پر جدا ہو گیا ہو ۔

ایام عید اور ولادت:

مسئلہ ۱۸۰۷: عقد اخوت کا غدیر خم کے مبارک دن کے ساتھ مختص ہونا معلوم نہیں ہے اگرچہ اسی

دن پر اکتفا کرنا بہتر اور احوط ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۸: عقد اخوت جاری کرنے کے لئے روایات میں نقل شدہ صیغے کی رعایت کرنا اگر چہ بہتر ہے لیکن اس کا متعین ہونا یقینی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۹: اگرچہ نوروز (۲۱ مارچ) کے دینی عید ہونے کے بارے میں معتبر روایتیں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی بالخصوص نوروز کو شرعاً مبارک ایام میں سے قرار دیئے جانے پر کوئی معتبر نص ہے لیکن اس دن جشن منانے اورملنے ملانے اور صلہ رحمی وغیرہ انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۰: نوروز کی فضیلت اور اس کے اعمال کے بارے میں جو نقل ہوا ہے مثلاً نماز، دعا وغیرہ تو ان کے مستحب ہونے میں تأمل اور اشکال ہے ہاں رجاء مطلوبیت کے قصد سے انجام دینے میں

کوئی حرج نہیں ہے۔

ذخیرہ اندوزی اور اسراف:

مسئلہ ۱۸۱۱: جن اشیا میں ذخیرہ اندوزی حرام ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے اور مشہور فقہا کی بھی یہی رائے ہے وہ غلات اربعہ (گندم، جو، خرما، کشمش) اور سمن وزیت (گھی اور تیل) ہیں جن کی ضرورت معاشرے کے مختلف طبقات کو ہوتی ہے لیکن اسلامی حکومت مصلحت عامہ کے تحت لوگوں کی تمام ضروریات زندگی پر ذخیرہ اندوزی کو ممنوع قرار دے سکتی ہے اور اگر حاکم شرع مناسب سمجھے تو ذخیرہ اندوزوں پر مالی تعزیرات نافذ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۲: ضرورت سے زیادہ استعمال اور خرچ کرنا مثلاً بجلی اور بلب کی بے جا روشنی کو فضول خرچی شمار کیا جاتا ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہے ”لااسراف فی خیر“ کارِ خیر میں اسراف نہیں ہوتا۔

والحمد للہ رب العالمین